بشارات رحمانیہ

در صدق

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مرتبہ

عبدالرحمٰن مبشر مولوی فاضل

بشارات رحمانیہ

در صدق

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مرتبہ

عبدالرحمٰن مبشر مولوی فاضل

نام کتاب: بشارات رحمانیہ

نام مصنف: مولانا عبدالرحمٰن مبشر صاحب مرحوم

ایڈیشن: دوم

سن اشاعت: 2013ء

تعداد اشاعت: 500

قیمت: -/350 روپے

کمپوزنگ: نصیر احمد چوہدری (بلال مارکیٹ ربوہ)

فہرست مضامین رویاء وکشوف

نوٹ: بقیہ رؤیا و کشوف تتمہ بشارات رحمانیہ و مستورات سلسلہ عالیہ احمدیہ صفحہ 341 تا 375

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO

دیباچہ بشارات رحمانیہ جلد اول طبع دوم

خواب اور رویا کی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی فطرت میں ودیعت فرمائی ہے تا کہ انبیاء کرام کے خدا کے ساتھ تعلق پر دلیل قائم ہو سکے۔ اسلام اور تاریخ اسلام میں اس زریعہ علم کو ہمیشہ عزت کا مقام ملتا رہا ہے۔ اور آج اس دور میں بھی اس عرفان بخش روحانی علم کی اہمیت دنیا میں مسلم ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ یَرَیٰ وَیُرَیٰ لَہٗ کے مطابق ایک طرف پیارا بندہ خود اس کوچہ میں داخل ہوتا ہے اور روحانی نظارے کراتا ہے اور ساتھ ہی اس کی خاطر دوسروں کو بھی وہ نظارے کرائے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ

کی تیری تائید و نصرت کو وہ لوگ آئیں گے جنہیں ہم آسمان سے اشارے کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والے تقریباً ہر مکتبہ خیال کے لوگوں کی خدا تعالیٰ نے راہنمائی فرمائی اور وہ خواب اور رویا کے ذریعہ سے سچائی قبول کر کے اکٹھے ہوتے گئے اور ہوتے جا رہے ہیں۔ الغرض یہ خدا شناسی اور انبیاء کی صداقت معلوم کرنے کا ایک روحانی اور آسمانی طریقہ ہے۔

یہ بے نظیر کتاب ان خوش نصیب رفقاء کے رؤیا اور کشوف کا مجموعہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے فطری سعادت کے باعث اس زمانہ کے امام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی سعادت بخشی۔ یہ بشارات اس قدر ایمان افروز، روح پرور اور ایسی واضح تھیں ان کے بعد ان سعید روحوں کے لئے ایمان لانے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا۔

والد محترم حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب مبشر فاضل نے بہت محنت اور تگ ودو کے ساتھ ان تمام احباب سے اصالتاً ملاقات کی اور ان کے حلفیہ بیانات کے بعد یہ مجموعہ مرتب فرمایا۔ سب سے پہلے یہ مجموعہ 1939ء میں شائع ہوا جسے بے حد پذیرائی ملی۔ اور اب ہمارے بڑے بھائی

مکرم عبدالوہاب صاحب قمر کی مکمل مالی معاونت سے دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔ یقیناً احباب جماعت کے لئے بے حد استفادہ کا باعث بنے گا۔

والد محترم کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گوہوں کہ مجھے والد محترم کی بقیہ کتب کی اشاعت کے لئے بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والد محترم کا لفظی ترجمہ والا قرآن مجید حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس وقت جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم کی ساری اولاد در اولاد اور سارے خاندان کو ہمیشہ اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہمیشہ احمدیت کے پرچم کو بلند سے بلند کرنے والے ہوں اور خلیفہ وقت کی دعاؤں سے ہمیشہ فیض یاب ہوتے رہیں۔ آمین

والسلام

خاکسار

نصراللہ بلوچ ابن مولانا عبدالرحمٰن مبشر صاحب

12 نومبر 2013ء بمطابق 7 محرم 1435ھ

کتاب ملنے کا پتہ :۔

1۔نصراللہ بلوچ

5/19 دارالعلوم غربی حلقہ صادق ربوہ 0341-8658250

2۔عبدالوہاب قمر

پاکستان کلاتھ ہاؤس بلاک نمبر 2،صدر بازار ڈیرہ غازیخان

3۔آصف احمد ظفر بلوچ

موٹر پوائنٹ 17۔بلال مارکیٹ نزد ریلوے پھاٹک ربوہ

Cell:0345-6311000

جزء اول

از مجموعہ

بشارات رحمانیہ

در صدق

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مرتبہ

عبد الرحمٰن مبشر مولوی فاضل
مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان دارالامان

بشارت

خلافت جوبلی کی یادگار میں

یہ آسمانی تحفہ آپ کے ہاتھ میں دیتا ہوں اور مجھے اپنے مہربان خداوند کریم سے امید ہے کہ تمام وہ سعید روحیں جو اس کتاب کو پڑھیں گی خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتی ہوں وہ ایک نور اور روشنی اپنے قلب میں محسوس کریں گی اور تسکین اور اطمینان کی ایک روح پرور لہر انہیں اپنے اندر دوڑتی ہوئی معلوم ہوگی۔ دو گواہوں کی گواہی پر مقدمات کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ کیا مقدسین کی یہ سینکڑوں شہادتیں بے اثر رہ سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اے میرے علیم وخبیر خدا! میں نے یہ کتاب اس لئے تالیف کی ہے تا تیرے جلال کی چمک دنیا کو روشن کردے اور اندھیروں کو پاش پاش کردے اور تا تیری الوہیت کی قدرت اور عظمت کی خوشبو سے دنیا کے دماغ معطر ہوں اور تیرے مرسلین اور مامورین کی تکذیب سے دنیا اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے باز آئے۔

یہ میری دعا تیری ہی جناب میں ہے کیونکہ تیری نظر سے کوئی صادق یا کاذب غائب نہیں۔ میری روح گواہی دیتی ہے کہ تو صادق کو ضائع نہیں کرتا اور کاذب تیری جناب میں عزت نہیں پا سکتا۔ کبھی اندھیرا نور نہیں ہوسکتا۔ اور کبھی نور اندھیرا نہیں بن سکتا۔ تیری نصرت اور تائید اور تیرے فضل اور رحمت کے ہم سب امیدوار ہیں۔ تو ہمیں اپنی رحمت سے محروم نہ رکھ۔ کیونکہ کوئی نہیں جس نے تجھ سے طلب کیا ہو اور تو نے اسے محروم کیا ہو۔ اور کوئی نہیں جس نے کھٹکھٹایا ہو اور تو نے نہ کھولا ہو۔

نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْر

خاکسار عبدالرحمٰن مبشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

شکر نعمت اور غرض محنت

خاکسار اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر بجالاتا ہے۔ کہ باوجود دیگر مصروفیتوں کے ایک قلیل عرصہ کی تگ ودو کے بعد مجھے بشارات رحمانیہ کے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ میرا ذرہ ذرہ اس خوشی اور مسرت سے لبریز ہے۔ کہ میرے مولیٰ کریم نے صرف اور صرف میرے لئے یہ مقدر کر رکھا تھا۔ کہ میں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ ماموراور اس کے سچے خلفاء کی صداقت میں آسمانی شہادتوں کا یہ بے نظیر مجموعہ دنیا کے ہاتھوں میں دوں مجھے اپنے رحیم وکریم خدا سے امید ہے۔ کہ وہ سعید روحیں جو اس کتاب کو پڑھ کر اس سلسلہ کی طرف رجوع کریں گی۔ اور اسی طرح بعض کمزور ایمان والے جب اسے پڑھ کر اپنے اندر چٹان کی طرح مضبوط ایمان پیدا ہوتے دیکھیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی ہستی کے منکر جب اسے پڑھ کر رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کہتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں اپنا سر جھکائیں گے۔ اور دعاؤں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والے جب اس کا مطالعہ کریں گے۔ اور وہ اپنے مجیب الدعوات خدا کے سامنے جب اپنے دونوں ہاتھ پھیلائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے اس پاک سلسلہ کے متعلق حالت کش مکش میں رہنے والے اسے پڑھ کر جب اس سلسلہ کی قبولیت کا شرف حاصل کریں گے تو انشاءاللہ تعالیٰ ان سب بھائیوں کی دعائیں میرے لئے ابر کرم بن کر برسیں گی۔ اور نسیم رحمت میری روح کو تازگی بخشے گی۔

وَذَالِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ

سبب تالیف کتاب ہذا

اللہ تعالیٰ جب کسی کو اصلاح خلق کیلئے کھڑا کرتا ہے۔تو اس کیلئے حالات بھی ویسے ہی پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔تو ساتھ ہی آپ کو تسلی دی کہ میں اپنے زور آور حملوں سے تیری سچائی کو دنیا پر ظاہر کروں گا اور فرمایا۔

یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُوۡحِیۡ اِلَیۡهِمۡ مِنَ السَّمَاءِ !

کہ تیری وہ لوگ مدد کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے خدا تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ پورا کیا۔اور ہزار ہا لوگ جو پہلے آپ کے مخالف تھے۔رؤیا وکشوف اور الہامات کی بناء پر آپ کے سچے جاں نثار بن گئے میرے دل میں ایک دن یہ خیال آیا۔کہ جس طرح ہم حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت میں بعض اور الہام پیش کرتے ہیں۔مثلاً یَاْتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ وَّیَاتِیۡکَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ یعنی تیرے پاس بڑی دور کی راہوں سے لوگ چل کر آئیں گے اور بڑی دور سے تحفے تحائف تیرے پاس آئیں گے اسی طرح ہمیں یہ الہام بھی آپ کی صداقت میں پیش کرنا چاہئے جو ایک عظیم الشان دلیل صداقت ہے مگر اس کے لئے ان شہادتوں کو جمع کرنا ضروری ہے۔جن کی بناء پر لوگوں کو اس سلسلہ کے قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔اس کے بعد مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا ارشاد بھی مل گیا کہ ”جب ایک معقول اندازہ ان خوابوں یا الہاموں کا ہو جائے تو ان کو ایک رسالہ مستقلہ کی صورت میں طبع کر کے شائع کیا جائے“(نشان آسمانی صفحہ 37) پھر حضورؑ اشتہار 15 جولائی 1897ء میں فرماتے ہیں”ایسی تحریریں (خواب وکشوف والی) ایک جگہ جمع ہوتی جائیں۔پھر حق کے طالبوں کے لئے شائع کی جائیں اس تجویز سے انشاء اللہ تعالیٰ بندگان خدا کو فائدہ ہوگا۔“پس کتاب کی تالیف کا

پہلا سبب

یہ ہے کہ الہام یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُوۡحِیۡ اِلَیۡهِمۡ مِنَ السَّمَاءِ کی صداقت میں شہادتیں جمع کی جائیں۔

دوسرا سبب

یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پاکیزہ خواہش پوری ہو۔

تیسرا سبب

یہ ہے کہ حق کے طالب ایسی شہادتوں کو پڑھ کر فائدہ اٹھائیں، کیونکہ تجربات اور مشاہدات سماعی باتوں سے زیادہ وزنی ہوتے ہیں۔

چوتھا سبب

یہ ہے کہ آئندہ آنے والی نسلیں اس مجموعہ کو پڑھ کر اپنے ایمان میں تازگی پیدا کریں۔

پانچواں سبب

یہ ہے کہ وہ تمام سعادتمند جن کی اللہ تعالیٰ نے خواب، کشوف یا الہام کے ذریعہ سے رہنمائی کی ادائے شہادت کے فرض سے سبکدوش ہوں۔

چھٹا سبب

یہ ہے کہ تا اور لوگوں کو تحریک ہو کہ وہ بھی دعائیں کر کے خدا تعالیٰ کے مامور کو قبول کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

ساتواں سبب

یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے میری یہ ناچیز خدمات میرے لئے آئندہ دینی خدمات سرانجام دینے کا سبب بنائے۔ اور میرے لئے سعادت دارین کا موجب ہو۔ وباللہ التوفیق

اس کتاب میں میں نے مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھا ہے۔

(اول) رؤیاء وکشوف کو بعینہ اسی حالت میں درج کر دیا ہے۔ جس طرح میرے پاس پہنچے ہیں۔ ہاں کہیں کہیں غلط عبارت کی تصحیح کر دی ہے۔

(دوم) اپنی طرف سے میں نے کسی خواب یا الہام یا کشف کے متعلق حاشیہ آرائی نہیں کی۔

اوراس طرح قارئین کرام کے لئے نتائج اخذ کرنے کی راہ کھلی چھوڑ دی ہے اور سچ تو یہی ہے کہ

مشک آنست کہ خود ببوید۔ نہ کہ عطار بگوید

(سوم) جن اشیاء یا اسماء کا ذکر ان خوابوں میں آیا ہے۔ ان کا ایک تعبیر نامہ علیحدہ لکھوا کر شامل کتاب ہذا کر دیا ہے۔ تا کہ احباب کرام مستقل طور پر اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ اور تعبیر نامہ بھی علم تعبیر کی معتبر کتب سے لیا گیا ہے۔

(چہارم) خواب وکشوف بھیجنے والوں کے پتے اور ان کے مختصر حالات بھی بقدر گنجائش درج کر دیئے ہیں تا کہ اگر کوئی صاحب ان سے بذریعہ ملاقات یا خط وکتابت کچھ دریافت کرنا چاہے تو آسانی سے کر سکے۔

(پنجم) ایسی خوابیں جو خواب بین کے اپنے ذوق تک ہی محدود تھیں۔ اور جن کا فائدہ محدود تھا۔ انہیں درج کرنے سے حتی الوسع احتراز کیا ہے۔

(ششم) بعض ایسی خوابیں جو پہلے شائع ہو چکی تھیں اور اپنے اثر کے لحاظ سے بہت عمدہ تھیں انہیں بھی اس مجموعہ میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(ہفتم) سلسلہ کے بزرگوں کے بعض مفید مضامین بھی شامل ہذا کر دئے گئے ہیں۔

(ہشتم) اس سلسلہ کی تائید میں پہلے برزگوں کی جس قدر پیشگوئیاں میسر آئی ہیں ان سب کو بھی نمایاں طور پر اس کتاب میں جگہ دی ہے۔

(نہم) مختصر طور پر سلسلہ احمدیہ کے حالات اور اصولوں کے متعلق بھی موٹی موٹی باتیں درج کر دی ہیں تا کہ ناواقف لوگ اس سلسلہ کے قیام کی غرض وغایت سے واقف ہو سکیں۔

(دہم) اس کتاب میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور خلفاء سلسلہ احمدیہ کے فوٹو بھی اس نیت سے دے دئے گئے ہیں۔ تا کہ قیافہ شناس حضرات فوٹو دیکھ کر اندازہ لگا سکیں کہ ایسے پاک چہرے جھوٹوں کے نہیں ہو سکتے علاوہ ازیں قادیان کے ایک منظر کا بھی فوٹو شامل ہذا کر دیا ہے۔

(یازدہم) اس کتاب میں جتنے رؤیاء وکشوف درج کئے گئے ہیں ان میں سے ہر ایک کا خلاصہ اوپر عنوان میں درج کر دیا گیا ہے۔ تا کہ قارئین حضرات یہ نہ سمجھ لیں کہ تمام ایک ہی قسم کی خوابیں ہیں۔ بلکہ انہیں معلوم ہو کہ ہر ایک خواب اپنے اندر ایک نیا نظارہ رکھتی ہے جو پڑھنے سے تعلق

رکھتا ہے امید ہے کہ علم النفس کی رو سے یہ طریق مفید ثابت ہوگا۔

(دوازدہم) اس کتاب کے دو جزء بنا دئے گئے ہیں جزء اول میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت میں رؤیاء وکشوف ہیں۔ اور جزء دوم میں خلفاء سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت میں۔ تا کہ غیر مبائعین حضرات بھی فائدہ اٹھا سکیں اور وہ لوگ بھی جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت واضح ہو جائے مگر دو احمدی جماعتوں کا نام سن کر شک وشبہ کی وادیوں میں سرگرداں پھرنے کی بجائے یقین تام کے پر رونق چشمہ تک پہنچ سکیں اور بیعت خلافت کا شرف حاصل کر کے روحانی ترقی کر سکیں۔

شکریہ احباب

ان تمام بزرگوں اور بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے رؤیاء وکشوف ارسال کئے ہیں اور کسی نہ کسی رنگ میں میری مدد فرمائی ہے۔ خصوصاً حضرت استاذی المکرّم میر محمد اسحاق صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ اور جناب ناظر صاحب تعلیم وتربیت کا کہ جنہوں نے مجھے اس مبارک کام کے سرانجام دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اسی طرح مکرم ومحترم شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ مشرقی افریقہ، حضرت مفتی محمد صادق صاحب، جناب علامہ مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی، جناب محترمی مولانا مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری، جناب مولوی سیف الرحمٰن صاحب مجاہد تحریک جدید، جناب محترمی سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب، عزیزم فضل الٰہی صاحب متعلم جماعت ہفتم طلباء جماعت ہفتم وششم مدرسہ احمدیہ کا اور ان تمام بزرگوں کا جنہوں نے اس کام کے باحسن تکمیل تک پہنچنے کیلئے دعائیں کیں۔ میں نہایت فراخدلی کے ساتھ اقرار کرتا ہوں کہ اگر ان بزرگوں کی دعائیں میرے شامل حال نہ ہوتیں تو میرے جیسا کم علم اور کم مایہ انسان ایسا عظیم الشان کام ہرگز نہ کر سکتا۔ نیز اس کتاب سے خواہ کسی رنگ میں مستفید ہوں۔ تو وہ میرے لئے اور اپنے لئے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضاء کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ اور ایسے حال میں ہمیں اس مسافر خانہ سے لے جائے جبکہ وہ ہم سے راضی ہو اور ہم اس سے راضی ہوں اس کتاب میں اگر کہیں کہیں کوئی نقص نظر آئے تو وہ یہ سمجھ کر کہ نقائص اور عیوب سے مبرا صرف اور صرف ایک ہی ذات ہے عیب جوئی اور نکتہ

چینی سے احتراز کرتے ہوئے پردہ پوشی سے کام لیں اور مجھے اس کی اطلاع دیں میں شکریہ کے ساتھ اس کتاب کے اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کردوں گا۔

اے میرے مولیٰ ہمارے سب کاموں کی بنیاد جس طرح تیرے فضل پر موقوف ہے اسی طرح اس کے اچھے سے اچھے نتائج بھی تیرے فضل سے حاصل ہوسکتے ہیں۔ جس طرح تونے مجھے اس کام کے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اس کے علاوہ اسی کام کے دوران میں تونے اپنے بے شمار فضل نازل فرمائے مثلاً سلسلہ کے بزرگوں کی دعائیں مجھے حاصل ہوئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ضروری پیغام ہزار ہا انسانوں تک پہنچانے کی طاقت اور پھر تحریک جدید کے چار سالوں کا چندہ دینے کی مجھے توفیق ملی۔ اور اسی طرح وصیت کرانے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی اسی طرح میری اس عاجزانہ درخواست کو بھی قبول فرما۔ کہ اس مجموعہ کو جو لوگ پڑھیں ان کیلئے اسے بابرکت بنا۔ اور انہیں اس کی خوبیوں سے متمتع کر اور اس کے نقصوں کی مضرت سے محفوظ رکھ اور اس سے وہ نیک غرض حاصل ہو جو میرے دل کے ذرے ذرے میں پوشیدہ ہے بلکہ اس سے بہتر اور بڑھ چڑھ کر اے خدا میری اس ناچیز خدمت کو اپنے حضور قبول فرما اور اسے احمدیت کی ترقی اور میرے لئے سعادت دارین کا ذریعہ بنا دے اور اے میرے خدا جس پاک انسان کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے تونے ہمیں مٹی سے سونا بنا دیا ہے اور جن کی سچی اور برحق خلافت کی خوشی میں یہ جوبلی منائی جارہی ہے اسے دیرپا سلامت رکھ اور اس کے پاک اور مطہر وجود کے ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کو وہ ترقی عطا کر جس کا تو ازل سے ارادہ کر چکا ہے۔ آمین اللھم آمین

خاکسار **عبدالرحمٰن مبشر** مولوی فاضل

قادیان دارالامان مورخہ 15 دسمبر 1939ء

دیباچہ

از حضرت میر محمد اسحاق صاحب

ناظر ضیافت قادیان

انسان اور دوسرے حیوانات میں جہاں اور بہت سے اختلافات ہیں وہاں ایک بڑا بھاری اختلاف یہ بھی ہے کہ انسان کوئی علم یا فن نہیں حاصل کرسکتا جن تک کہ اسے خارجی رہنمائی نہ ہو یعنی کوئی دوسرا اسے نہ سکھائے مثلاً تیرنے کے فن کو لے لو یہ فن گائے بیل اور ہاتھی وغیرہ جانوروں کو بغیر کسی کے سکھائے کے آتا ہے لیکن انسان کبھی تیر نہیں سکتا جب تک کہ اسے کوئی ایسا شخص جو خود تیرنا جانتا ہو نہ سکھائے اسی طرح کوئی انسان کوئی مکان تعمیر نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ کسی دوسرے انسان سے اس کام کو نہ سیکھے لیکن بیا ایک جانور ہے وہ طبعاً بغیر نمونہ اور مثال کے اور بغیر کسی کے آگے زانوئے شاگردی طے کرنے کے عمدہ سے عمدہ گھونسلہ تیار کرلیتا ہے انسان اور دوسرے حیوانوں میں یہ فرق کیوں ہے؟ اس لئے کہ انسان کو زیور عقل سے آراستہ کیا گیا ہے لیکن دوسرے تمام حیوانات اس عقل سے محروم ہیں پس جانوروں کی ضروریات تیرنا، مکان بنانا وغیرہ وغیرہ قدرت نے ان کے دماغ میں ابتداء سے نقش کردی ہیں لیکن انسان چونکہ عقل کے ہتھیار سے مسلح ہے اس لئے یہ سکھائے سے ہر کام سیکھ سکتا ہے بدیں وجہ قدرت نے اسے طبعاً کوئی علم اور فن نہیں سکھایا۔ بلکہ یہ اپنی عقل کے ذریعہ تمام علوم دوسرے اشخاص سے حاصل کرسکتا ہے۔ پس انسان ہر علم کے حصول میں خارجی رہنمائی کا محتاج ہے اب خواہ یہ رہنمائی خدا کی طرف سے ہو۔ یعنی الہام، وحی یا رؤیاء صالحہ کے ذریعہ ہو۔ خواہ دوسرے انسانوں

انبیاء، اولیاء، بزرگوں، فلاسفروں، عقلمندوں اور تجربہ کاروں کے ذریعہ ہو۔ غرض جو کچھ انسان سیکھتا ہے وہ خارجی رہنمائی سے ہی سیکھتا ہے۔

اس وقت ہم جسمانی اور مادی علوم کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اس وقت ہمارا مقصد دینی روحانی اور مذہبی علوم کا بیان ہے سو جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی تعلیم کیلئے کبھی تو اپنے انبیاء مبعوث فرماتا ہے۔ جیسا کہ تمام شرائع اور احکام اس ذریعہ سے لوگوں تک پہنچتے ہیں اور کبھی خدا تعالیٰ اپنا منشاء انبیاء کے واسطہ کے بغیر لوگوں پر ظاہر کرتا ہے جیسا کہ رؤیاء صالحہ کے ذریعہ انسانوں کو آئندہ ہونے والے واقعات یا بعض اور باتیں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ اور ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ لوگ خوابیں دیکھتے ہیں اور علم تعبیر کے ماہروں سے ان کی تعبیر پوچھتے ہیں اور وہ خوابیں اس علم کے مطابق اپنے وقت پر پوری اترتی ہیں پس خدا تعالیٰ اپنے منشاء سے اپنے بندوں کو ان کی سچی خوابوں کے ذریعہ بھی آگاہ کیا کرتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اَلْمُؤْمِنُ یَرَی اَوْیُرَی لَهٗ یعنی مومن کبھی خود خواب دیکھ کر ایک بات معلوم کر لیتا ہے اور کبھی دوسرے مسلمانوں کو اس کے متعلق کوئی خواب آجاتی ہے۔ اسی طرح حدیث شریف میں لکھا ہے کہ جب کسی انسان کو مہم درپیش ہو تو اسے چاہئے کہ درود شریف پڑھے اور اس میں دعا استخارہ مانگے۔ غرض خدا تعالیٰ وحی اور الہام سے تو خاص خاص بندوں کو مشرف فرماتا ہے لیکن خوابوں کے ذریعہ قریباً ہر شخص کو وہ بعض باتوں سے آگاہ فرماتا ہے۔ اس بالعموم پائے جانے والے ذریعہ کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام ایسے لوگوں کے لئے جو دلائل عقلی اور نقلی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو پرکھنے کے باوجود تسلی یافتہ نہیں ہوتے اور اپنی سوچ اور فکر پر بھروسہ نہیں رکھتے مگر وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اس معاملہ میں انہیں خدا کی رہنمائی ہو یہ طریق بیان فرمایا کہ اگر نیک نیتی سے چالیس روز تک کوئی شخص میری صداقت کے معلوم کرنے کے لئے درد دل سے خدا سے رہنمائی چاہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور ایسے بندے کی دستگیری فرمائے گا۔

چنانچہ اس طریق سے بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اس کے علاوہ بغیر درخواست کے بھی بہت سے لوگوں کو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کی صداقت کے متعلق رؤیا اور کشوف سے بہت سے قلوب کو

مطمئن فرمایا اور یہ ایک عظیم الشان دلیل ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے راست باز اور منجانب اللہ ہونے کی۔ ایسی خوابوں کا دراصل کوئی شمار نہیں کیونکہ ہزاروں اشخاص ہیں۔ جنہوں نے محض خوابوں اور کشوف کی بناء پر اس سلسلہ کو قبول کیا۔ یا قبول کرنے کے بعد انہیں اس کی صداقت پر کشوف ہوئے وہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ جن میں سے بہت سے فوت ہو چکے ہیں۔ کیونکہ سلسلہ تازہ نہیں۔ بلکہ پچاس سال سے زیادہ عرصہ سے شروع ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر مدرس مدرسہ احمدیہ کو کہ انہوں نے ایسی خوابیں اور کشوف اور الہامات جمع کرنے شروع کئے ہیں جن میں سے ایک قسط اس مجموعہ میں وہ شائع کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ احمدی احباب اس مجموعہ کو غیروں کے ہاتھوں تک پہنچا کر انہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کی ایک نہایت زبردست دلیل سے متاثر کرنے کی کوشش کریں گے۔ اے میرے خدا تو اس کتاب کے ذریعہ بہتوں کو ہدایت فرما کہ تیری ہدایت کے بغیر کوئی ہدایت نہیں پا سکتا!

مقدمۃ الکتاب

از جناب مولانا مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری

مبلغ بلاد عربیہ، قادیان

انبیاء کی بعثت بارش سے مشابہت رکھتی ہے نبی کے ظہور کے ساتھ ہی انسانی طبائع میں ایک تبدیلی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے کچھ لوگ نیکی اور پارسائی میں ترقی کرتے ہیں اور دوسرے اپنی شرارتوں اور بدیوں میں بڑھتے جاتے ہیں۔ سچ ہے

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست   درباغ لالہ روئد در شورہ بوم خس

ہر انسان اپنی اپنی طبیعت کے مطابق پھل لاتا ہے۔ سعادتمند فرستادہ حق کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور فطرتی نور پر اور نور کا اضافہ کر لیتے ہیں۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٌ کے مصداق ہو جاتے ہیں۔

ان نورانیت کے دلدادوں کی رہنمائی خود خدا کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی یہی شان ہے کہ وہ اپنے سچے طالب کی دستگیری فرماتا ہے اور اسے ضائع ہونے سے بچاتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اس کے بغیر نور اور راہنمائی حاصل نہیں ہوسکتی۔ وہی آسمان اور زمین کا نور ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور انسان کیلئے اس سے روگردانی کر کے تاریکیوں میں بھٹکنا اور دانت پیسنا مقدر ہے فرمایا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہِ لَہٗ نُوْرًا فَمَالَہٗ مِنْ نُوْرٍ خداتعالیٰ کی رہنمائی طالب راہ ہدیٰ کی استعداد کے مطابق ہوتی ہے۔ دلائل اور براہین بھی اس کے راستہ کے ہادی ہوتے ہیں۔ انسانی فکر میں یکا یک شعلہ زنی (حدس) بھی رہنمائی کا موجب ہوتا ہے۔ القاء فی القلب، خواب ورؤیاء، آواز ہاتف، کشف اور الہام ووحی بھی خدانمائی کا ذریعہ ہیں۔ عقلی دلائل انسان کو خدا کی ہستی اور نبیوں کی صداقت کے امکان تک لے جاتے ہیں۔ صاحب رشد وسعادت کے لئے یقین کامل کے حصول کی چابی ہوتے ہیں لیکن اصل منزل ابھی آگے ہوتی ہے اور اس منزل کا رہبر خدا کا زندہ اور تازگی بخش کلام ہوتا ہے گویا عقل کی انتہاء الہام کا

آغاز ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مستمرہ سنت ہے کہ وہ کھٹکھٹانے والوں کیلئے کھولتا ہے اور مانگنے والوں کو دیتا ہے بلکہ ابتداءً تو وہ بغیر مانگے اور بغیر کھٹکھٹائے ہی دینے والا ہے۔ ہاں پچھلی چاشنی چکھانے کے بعد وہ بندے سے قربانی چاہتا ہے تا عشق ورحم کا دور مکمل ہو۔ مادی قربانی تو قلبی پیشکش کیلئے آئینہ دار ہوتی ہے۔ اسے انسان کے دل کے حقیقی جذبات مطلوب ہیں انہی جذبات محبت سے لبریز انسان جب منازل سلوک کو طے کرنے کیلئے بے تاب ہوتا ہے۔ اس کا دل گداز ہو جاتا ہے تب ہدایت کا پانی اس پر نازل ہوتا اور آسمانی روشنی اس کے دل پر اترتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا کہ جو ہمارے ملنے کیلئے مجاہدات وریاضات بجالاتے ہیں ہمیں اپنی ذات ہی کی قسم ہے کہ ہم ان کو ضرور کامیاب کرتے ہیں اور اپنے راستوں کی ضرور رہنمائی کرتے ہیں۔

طلوع آفتاب کے ساتھ ہر مکان جس کے روشندان، دریچے اور دروازے کھلے ہوں خود بخود منور ہو جاتا ہے۔ روشنی اس کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ موسم بہار کے آنے کے ساتھ ہی زندہ درختوں میں پتے نکلتے اور پھل لگتے ہیں۔ شگوفے پھوٹتے ہیں بھینی بھینی خوشبو سے باغ مہک جاتے ہیں اور بلبلیں گاتی ہیں اور انسان بھی باغوں میں گنگناتے سنائی دیتے ہیں جس طرح سورج کا طلوع مادی دنیا میں روح حیات پھونک دیتا ہے بہار کی آمد ہر ذی حیات کو تروتازگی بخشتی ہے۔ ابر باران کا نزول روئیدگی پیدا کر دیتا ہے اسی طرح سے نبی کا ظہور دلوں کو منور کرتا انسانی قلوب کو روحانی تروتازگی عطا کرتا اور زمین دل میں نئی روئیدگی اگاتا ہے بہت سے گونگے گویا ہو جاتے ہیں بہت سے بہرے سننے لگتے ہیں اور بے شمار اندھوں کو بینائی بخشی جاتی ہے غرض نئی زمین اور نیا آسمان ہوتا اور ان میں بسنے والے نئے انسان ہوتے ہیں یہی انسان خدا کے الہام کے پانے والے اس کی آواز کے سننے والے اور اس کے نام پر ہر قربانی بجالانے والے ہوتے ہیں یہی صادقوں کی جماعت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور آخری زمانہ کا اہم ترین واقعہ ہے۔ موعود کل ادیان کی آمد ہے۔ لشکر روحانیت اور شیطانی فوجوں میں آخری جنگ کا موقعہ ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی خاص رہنمائی فرمائے اور غیب سے اس کی تائید ونصرت کیلئے سامان مہیا

فرمائے۔ اس لئے اس نے اپنے فرستادہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو فرمایا یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَاء کہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے۔ جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ گویا خدا کے مامور کی تائید کرنے والوں پر القاء ربانی ہوتا ہے۔ یہ القاء خواہ توفیق خدمت وعقد ہمت کی صورت میں ہو۔ خواہ قلبی تحریک کے رنگ میں۔ خواہ خواب وکشف کی صورت میں۔ خواہ الہام ووحی کے رنگ میں۔ یہ تمام صورتیں اس الہام کے اندر شامل ہیں۔

آثار نبویہ اور اناجیل میں آخری زمانہ کی ایک علامت یہ لکھی ہے۔ کہ اس زمانہ میں کثرت سے نیک خوابیں آئیں گی۔ اور پاکیزہ رؤیاء دیکھے جائیں گے۔ اور ایسا ہونا ضروری تھا ہر مامور کے زمانہ میں دنیا پر یہی رنگ آتا ہے۔ خدا ایک شخص کو نبی بناتا ہے۔ اس پر نورانی شعاعوں کا نزول شروع ہوتا ہے اور اس کے علاوہ اس کے زمانہ میں گو عام لوگ نبی نہیں بن سکتے۔ مگر انہیں خوابوں سے حصہ وافر دیا جاتا ہے اسی کی طرف حدیث نبوی لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرات اشارہ کرتی ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے لوگوں کے لئے بشارت ہے کہ وہ اس طریق سے یقین میں ترقی کر سکتے ہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ گویا رسول اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو جو آپ کی صداقت میں کامل یقین حاصل کرنا چاہتے تھے یہ طریق بتایا کہ تم استخارہ کر کے خدا سے رؤیاء حاصل کرو۔ تا خدا تمہاری رہنمائی کرے۔ حدیث کے حصہ یَرَاھَا الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ اَوْ یُرَیٰ لَہٗ میں المبشر ات کی عمومیت کا ذکر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر بہت سے نیک طینت انسانوں کو بذریعہ خواب آپ کی صداقت بتائی گئی خود حضور نے بھی لوگوں کو بذریعہ دعا اللہ تعالیٰ سے رہنمائی طلب کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس طریق کی دعوت دینا بجائے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کی دلیل ہے کیونکہ کاذب کو کب یہ جرأت ہوسکتی ہے کہ لوگوں سے کہے کہ میرے بارے میں صاف دل ہو کر خدا سے دریافت کرو۔ استخارہ کرو۔ تم پر حق کھل جائے گا۔ چنانچہ بیسیوں اصحاب نے اس راستہ سے صداقت کو معلوم کر لیا۔ یہ راستہ آج بھی کھلا ہے۔ انجیل میں ہے۔

”خدا فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنی روح میں سے ہر بشر پر ڈالوں گا اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گی اور تمہارے جوان رؤیاء اور تمہارے بڈھے خواب

دیکھیں گے بلکہ میں اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی ان دنوں میں اپنے روح میں سے ڈالوں گا اور وہ نبوت کریں گی۔ (اعمال 18-2:17)

انجیل کی یہ پیشگوئی اس زمانہ میں پوری ہو چکی ہے۔ راست بازوں کیلئے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں اور خدا کا تازہ کلام یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَاءِ حرف بحرف پورا ہو چکا ہے اور رہتی دنیا تک پورا ہوتا رہے گا۔ مبارک وے جو اس کے پورا ہونے کا ذریعہ بنیں۔

سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے والوں میں سے ایک معتدبہ حصہ ان اصحاب کا ہے جنہیں خواب والہام کے ذریعہ اس سلسلہ کی طرف رہنمائی ہوئی۔ ایسے خواب۔ رؤیاء اور کشوف والہام پورے طور پر ضبط تحریر میں نہیں آسکے ورنہ ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے مرور زمانہ سے اس سلک مروارید کا جمع کرنا اور بھی مشکل ہوتا جاتا ہے خدا تعالیٰ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس طرف توجہ کی ہے اور اچھی محنت اور جدوجہد سے ایسے خوابوں وغیرہ کی ایک جزء مرتب کر کے شائع کر رہے ہیں۔ میں نے اس رسالہ کا ایک حصہ اس کی اشاعت سے قبل پڑھا ہے میرے نزدیک یہ نہایت مفید اور روح افزاء ہے۔ ایک آسمانی شہادت ہے جس کا دور و نزدیک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو بہتوں کیلئے نافع بنائے گا اور اس کے ذریعہ سے بہت سے طالبان حق راہ ہدایت کو پا سکیں گے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین

(قادیان 23 شوال ہجری 5 دسمبر 1939ء)

اَلْبَرَکَاتُ الْاَحْمَدِیَّہ فِی الْمُبَشِّرَاتِ الْقُدُسِیَّہ

(حصہ اول)

(از جناب حضرت علامہ ابوالبرکات مولانا مولوی غلام رسول صاحب قدسی راجیکی مبلغ سلسلہ حقہ احمدیہ)

عزیز مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر (مولوی فاضل) نے اپنے اشتہار نامی ''سچی گواہی'' کے ذریعے اس امر کا ارادہ ظاہر کیا کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سلور جوبلی کی مبارک تقریب پر جہاں اور انواع اقسام کی برکات سلسلہ کا نمونہ پیش ہوگا۔ وہاں ان مبشرات کا نمونہ بھی پیش ہونا چاہئے جو علاوہ صحابہ مسیح موعود علیہ السلام جماعت احمدیہ کے دیگر افراد پر سلسلہ حقہ عالیہ احمدیہ کی تصدیق اور تائید میں مبشرات کے طور پر آسمان سے روحانی مائدہ نازل فرمایا گیا۔ جس کے متعلق غور کرنے والا قلب اور سوچنے والا دماغ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی حقہ کی صداقت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت راشدہ کی حقیت کو تسلیم کرے۔ چنانچہ مولوی مبشر صاحب نے بعد اشتہار مبشرات کے جمع کرنے اور ان کی طباعت اور اشاعت کا مصمم ارادہ فرما کر اس مہتم بالشان امر کا اہتمام فرمانا شروع کر دیا ہے اور خاکسار راقم کو علاوہ اعلان تحریری کے زبانی بھی فرمایا اور خاص طور پر توجہ دلائی کہ میں بھی اپنی مبشرات کو جن سے سلسلہ حقہ کی تصدیق اور تائید کا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ بقید تحریر منظم کر کے اشاعت کے لئے پیش کروں ممکن ہے کہ کوئی سعید روح اس مائدہ سماویہ کی برکات سے سلسلہ حقہ کی صداقت اور حقیقت کے متعلق کسی طرح کا فائدہ اٹھائے۔

ہاں امر مرقوم الصدر کے علاوہ آپ نے مجھے یہ بھی فرمائش کی کہ خاکسار کچھ اس بات کے متعلق بھی روشنی ڈالے کہ اسلامی تعلیم کے رو سے مبشرات حقہ یعنی رویاء صادقہ کا دلائل کے لحاظ سے کیا مقام اور مرتبہ ہے۔ سو قبل ازیں کہ خاکسار اپنے مبشرات کو ترتیب دے۔ پہلے کچھ رویاء کی نسبت عرض کرتا ہے کہ اس کی کیا حقیقت ہے۔

رویاء کی حقیقت

رویاء کی حقیقت کا تفصیلی علم تو اس جگہ گنجائش نہیں رکھتا کہ اس کا بیان بسط کے ساتھ پیش کیا جاسکے۔ ہاں جو دوست تفصیل چاہتے ہوں وہ حضرت اقدس سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی کا مبسوط مضمون جو اس موقع پر جلسہ سالانہ کی تقریر میں بیان ہوا تھا اور حقیقۃ الرؤیا کے نام سے طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا ہے اسے مطالعہ فرما سکتے ہیں اس جگہ تو رویاء کے متعلق صرف چند امور کے لحاظ سے روشنی ڈالی جاسکے گی اور وہ بھی برعایت اختصار۔ چنانچہ وہ امور حسب ذیل ہیں۔

(۱) حدیث لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَات جو آیت اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۔ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ (یونس) اور آیت اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیَاءُ کُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (حٰم سجدہ) سے مقتبس ہے اس کے متعلق صحابہ کرامؓ نے جب آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ مَا الْمُبَشِّرَاتِ کہ مبشرات سے حضورؐ کی کیا مراد ہے۔ تو آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَة یعنی مبشرات سے میری مراد رؤیا صالحہ ہے (رواہ البخاری) اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْأً مِنَ النُّبُوَّةِ (بخاری و مسلم) یعنی رؤیا صالحہ چھیالیسواں حصہ نبوت سے ہے۔ آنحضرت ﷺ کا زمانہ نبوت تا وقت وصال قریباً تیئس سال کا ہے۔ جس کے نصف سال کے حساب سے چھیالیس حصے بنتے ہیں اور عرصہ چھ ماہ سلسلہ رؤیا صادقہ کا قبل از سلسلہ وحی نبوت نصف سال ہے۔ جو چھیالیس نصف سال ہوئے نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے۔ پس اس لحاظ سے رؤیا صادقہ جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ بنتا ہے۔ یہ آنحضرتؐ کی رؤیا صالحہ کی مدت کے رو سے بھی ہو سکتا ہے اور معیار نبوت کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی اس سے صداقت ثابت ہوتی ہے کہ آپ کو بھی قبل از وحی نبوت و رسالت سلسلہ رؤیا صادقہ جس کا ظہور آنحضرتؐ کی طرح کَفَلْقِ الصُّبحِ جلوہ نماء ہوتا۔ ابتداء میں وقوع میں آیا جیسا کہ آئینہ کمالات اسلام میں اس کا ذکر ہے۔

(۲) حدیث لم یبق من النبوۃ الاالمبشرات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ النبوۃ جوعقائداور اعمال شریعت کی تعلیم کے علاوہ مبشرات پر بھی مشتمل تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا کہ میری نبوت سے عقائد اور عملی شریعت کا نمونہ جو تعلیم کے طور پر بتانا ضروری تھا وہ تو بتا دیا گیا لیکن مبشرات کا حصہ جس کا سلسلہ تا قیامت ممتد ہے۔ میری نبوت سے اب وہ باقی ہے۔ (جن مبشرات کے اندر مسیح موعود اور مہدی معہود کی پیشگوئی بھی پائی جاتی تھی جو آنحضرت کی نیابت تامہ اور مظہریت کاملہ میں نبی ہوکر مبعوث ہونے والے تھے اور تابع شریعت اسلامیہ کی حیثیت سے مامور ہونے والے تھے نہ کہ ناسخ شریعت اسلامیہ کی حیثیت سے۔ پس مبشرات مانع نبوت کے معنوں میں نہ ہوئے بلکہ اجرائے نبوت کے ثبوت میں پائے جاتے ہیں) اور اگر لم یبق جو ماضی کا صیغہ ہے اسے سابقہ نبوتوں کے متعلق سمجھا جائے اور النبوۃ کا الف ولام نبوت سابقہ صادقہ کیلئے استغراق کا فائدہ دینے والا ہو۔ تو اس صورت میں ہر نبوت سابقہ جس کی تعلیم محرف ومبدل اور غیر محفوظ ہونے سے آنحضرتؐ کے آنے اور شریعت محمدیہ کے قائم ہونے سے منسوخ ہوگئی۔ اس کی نسبت بھی حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کا فقرہ اپنے اندر یہ مفہوم رکھتا ہے کہ سابقہ شرائع تو منسوخ ہوگئیں۔ اوران کا دور ختم ہوگیا۔ سوائے اس کے کہ مبشرات کا سلسلہ جس کے نیچے آنحضرتؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ کی پیشگوئیاں ہیں یہ باقی رہ گئی ہیں۔

(۳) حدیث الرؤیا الصالحۃ من اللہ والحلم من الشیطان فاذارأی احدکم ما یحب فلا یحدث بہ الا من یحب واذا رای ما یکرہ فلیتعوذ باللہ من شرھا ومن شرالشیطان ولیقل ثلاثا ولایحدث بھا احدا فانھا لن تضرہ (رواہ بخاری ومسلم) ایسا ہی حدیث اذا رای احدك الرؤیا یکرھھا فلیبصق عن یسارہ ثلاثا ولیستعذ باللہ من الشیطان ثلاثا ولیتحول عن جنبہ الذی کان علیہ (رواہ مسلم)

ان دونوں حدیثوں کے مرقومہ بالا الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ رؤیا صالحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حلم شیطان کی طرف سے ہے اور یہ اس لئے کہ رؤیا صالحہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا اجزاء نبوت حقہ کی نسبت سے ہے اور لفظ حلم رؤیا صالحہ کے مخالف شرعی اصطلاح قائم کرنے سے شیطانی خواب

کیلئے استعمال کیا گیا ہے ورنہ حلم جس کی جمع احلام ہے لغت کی رو سے رؤیا کے معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے جیسے رؤیا کا لفظ۔ لیکن رؤیا کے ساتھ لفظ صالحہ بطور صفت استعمال ہونا خصوصیت سے اس رؤیا سے مخصوص کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظہور میں آتی ہے اور حلم اس کے خلاف شیطانی خواب ہے اور اچھے خواب کے متعلق آنحضرتؐ کا یہ ارشاد کہ اسے دوستوں سے بیان کیا جائے یہ اسی طرح کا ارشاد ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سورج، چاند اور گیارہ ستاروں کے سجدہ کرنے کے متعلق دیکھنے کے بعد فرمایا تھا کہ اس خواب کو اپنے بھائیوں سے جو بدخواہ اور بداندیش ہیں بیان نہ کرنا تا وہ بوجہ حسد تیرے لئے کوئی ابتلاء کی صورت نہ پیدا کریں ہاں خیر اندیش دوستوں اور ہمنواء اہل قرابت سے اچھے خواب کا ذکر کرنا حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ان کیلئے اپنے عزیز کا اچھا خواب باعث مسرت ہوگا اور ان کی خواہش ہوگی کہ مراد پوری ہو اور آنحضرتؐ کا مکروہ خواب کے متعلق یہ ارشاد کہ اس کے دیکھنے پر اس کے شر اور شیطان کے شر سے خدا کی پناہ طلب کرنا چاہئے۔ اور تین دفعہ بائیں طرف تھوک دینا چاہئے اور کسی کے آگے اسے بیان نہ کیا جائے اور نیز کروٹ بدل لینا چاہئے تو اس صورت میں وہ مکروہ خواب باعث ضرر نہیں ہوتا۔ یہ اس لئے کہ اگر مکروہ خواب اللہ کی طرف سے بطور ابتلاء ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ ہی بچا سکتا ہے۔ اس لئے خدا کی پناہ طلب کرنے کا ارشاد ہوا۔ اور اگر شیطان کی طرف سے ہے تو وہ کسی شیطانی مناسبت سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کے متعلق تین دفعہ کے تھوکنے سے اظہار نفرت کافی ہے۔ کیا بلحاظ شیطانی مکروہ خواب کے اور کیا بلحاظ اس برائی کے جس کی وجہ سے شیطان نے بوجہ مناسبت شیطانی خواب کا منظر پیش کیا۔ کیونکہ بحکم ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیٰطین تنزل علیٰ کل افاك اثیم شیطانی خوابوں اور شیطانی الہاموں کی مناسبت کیلئے انسان کی عادت کذب اور ارتکاب جرم کی بدخصلت ہے۔ اور جھوٹ اور بدی کی عادت چونکہ قوت روحانیت اور تخیل صحیح کے توازن کے بگاڑنے والی چیز ہے۔ اس لئے جب بھی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ شیطان اس سے جھٹ انسان پر مسلط ہو جاتا اور شیطانی الہاموں اور خوابوں کی راہ سے اس کے لئے باعث ابتلاء بن جاتا ہے۔ لیکن صالح اور صادق انسان چونکہ نیکی اور صدق ورزی سے شیطان کی راہیں اپنے اوپر بند کر لیتا ہے اور اس سے ملائکہ کے فیوض اور نزول کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ اس لئے

صالح اور صادق انسان کے خواب اور الہام اس کے تقدس اور نیکی کے باعث اکثر سچے نکلتے ہیں۔ جو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں۔ لیکن کاذب اور فاسق فاجر انسان کے خواب اور الہام اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ جن کا منبع شیطان کی شیطنت اور نفس کی محجوبانہ ظلمت ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا ہے یلقون السمع و اکثرهم کاذبون یعنی شیاطین کے القاء کیلئے انہی لوگوں کے کان مناسبت رکھتے ہیں۔ جو اکثر کذب کی عادت رکھتے ہیں۔ اکثرھم کاذبون میں یہ بتایا ہے کہ شیطانی خوابوں اور الہاموں کی وجہ کذب بھی ہے اور کذب کی عادت نہ بھی ہو تب بھی کفر شرک اور دوسرے معاصی بھی شیطانی خوابوں اور الہاموں کا باعث ہو سکتے ہیں جیسے کہ آیت تنزل علیٰ کل افاك اثیم میں افاک کے علاوہ اثیم کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے اور آنحضرتؐ کا ارشاد کہ مکروہ خواب دیکھنے پر پہلو بدل لینا چاہئے۔ یہ پہلو کا بدلنا بھی اس مکروہ خواب سے ایک طرح کا اظہار نفرت ہے۔ جس طرح کہ تھوکنے کا فعل اظہار نفرت کی غرض سے بتایا گیا اور بہت ممکن ہے کہ مکروہ خواب بائیں پہلو پر سونے کے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔ کیونکہ بائیں پہلو پر سونے سے قلب پر بوجھ پڑنے سے اس کی کیفیت اثرات میں فرق آ جاتا ہو۔ جو مکروہ رؤیا کا بھی باعث ہوتا ہو اور آنحضرتؐ کا دستور کہ آپ دائیں پہلو پر خواب فرماتے اس بات کا قرینہ ہے جو بلحاظ اتباع سنت مومن کے لئے ملکی خواب کے قریب کرنے والا اور شیطانی خواب سے دور اور محفوظ رکھنے والا ہو کیونکہ یمین و یسار کا تعلق نیکی بدی اور خیر شر سے بھی بعض حالات میں ضرور تعلق رکھتا ہے چنانچہ اصحاب الیمین نیکی والے اور اصحاب الشمال بدی والے ہی ہوں گے۔ اور بحالت نماز بھی کھانسی وغیرہ سے بلغم تھوکنے کیلئے بائیں طرف کو ہی حکم ہے۔

(۴) امام ابن سیرینؒ نے فرمایا۔ الرؤیا ثلث حدیث النفس و تخویف الشیطان وبشریٰ من الله فمن رای شیئاً یکرهه فلا تقصه علیٰ احد ولیقم فلیصل یعنی رؤیا تین طرح ہے۔ ایک حدیث النفس ہے۔ دوسرے شیطان کی تخویف۔ تیسرے بشارت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دکھائی جاتی ہے۔ جو مکروہ خواب دیکھے تو کسی سے بیان نہ کرے اور اسی وقت اٹھے اور نماز پڑھے اور دعا کرے تا اس کے ضرر سے محفوظ رہے۔

حدیث النفس سے مراد تو وہ عام خیالات ہیں جو طبیعت پیدا کرتی رہتی ہے اور انسان بے خیال

رہ نہیں سکتا۔ جس طرح آنکھ کھولنے پر انسان کسی نہ کسی چیز پر نظر ڈالنے کے سوانہیں رہ سکتا۔ اسی طرح انسانی طبیعت کا حال ہے کہ وہ بے خیال نہیں رہتی اور جس طرح بیداری کے عالم میں انسان کی طبیعت کسی خیال میں لگی رہتی ہے اسی طرح یہ فعل طبیعت کا خواب میں بھی جاری رہتا ہے۔ چونکہ وہ خیالات جو طبیعت پیدا کرتی ہے اس کا یہ طبعی فعل جو اس کا اپنا ہی خانہ زاد ہے۔ حدیث النفس ہونے سے حدیث النفس سے زائد اس کی کوئی تعبیر اور حقیقت نہیں ہوسکتی۔ بعض لڑکے جو دن کو پڑھنے کا شغل رکھتے ہیں۔ رات کو طبیعت کی رو کے ماتحت خواب میں بھی اسی شغل میں لگے رہتے ہیں۔ ایسا ہی دوسرے مشاغل والوں کا اکثر حال ہے کہ درزی درزی کا کام اور دھوبی دھوبی کے شغل میں لگا رہتا ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ جیسے بیداری میں خیالات آتے اور جاتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ بھولتے بھی جاتے ہیں۔ اسی طرح خواب میں بھی طبیعت جن خیالات سے گزرتی رہتی ہے بعض دفعہ وہ یاد نہیں رہتے اور اسی بھول کی وجہ سے بعض دفعہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے کوئی خواب نہیں آیا۔ حالانکہ طبیعت خیالات کی آمدورفت سے خالی نہیں ہوتی۔ ہاں بعض دفعہ طبیعت کے سامنے اس کے مذاق اور خیالات کے مطابق بعض منظر مرئیات کی صورت میں نمودار بھی ہوجاتے ہیں۔ لیکن وہ حدیث النفس کے دائرہ تعبیر سے زائد کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ اور ایسی رؤیا جس کا حدیث النفس سے تعلق ہوتا ہے اس کی بہت بڑی نشانی اور علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ اس کا قلب پر کچھ چنداں اثر محسوس نہیں ہوتا جیسے انسان بیداری میں کیسا بھی خیال طبیعت میں پیدا کرے۔ بیرونی موثرات کی طرح اس کا اثر محسوس نہیں ہوتا۔ اور شیطانی خوابوں میں جیسا کہ امام ابن سیرینؒ نے فرمایا۔ تخویف کا پہلو غالب پایا جاتا ہے اور قرآن کریم کی سورۃ آل عمران کی آیت 176 میں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا انما ذالکم الشیطان یخوف اولیاء ہ فلا تخافوھم و خافون ان کنتم مومنین یعنی شیطان اپنے دوستوں اور تعلق والوں کو ڈراتا ہے پس اگر تم سچے مومن ہو تو ان شیطانوں سے مت ڈرو۔ اور صرف مجھ خدا سے ہی ڈرو۔ اس سے یہ مسئلہ مستنبط کیا گیا ہے کہ تخویف یعنی منذر رؤیا کی کثرت خدا کی طرف سے نہیں ہوتی بلکہ خدا کی طرف سے بشریٰ یعنی غالب پہلو بشارتوں کا ہی ظاہر ہوتا ہے اور انہی معنوں میں آنحضرتؐ نے الرؤیا الصالحہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوتی ہیں انہیں مبشرات کے نام

سے ذکر فرمایا۔ یعنی ان کے متعلق بشارات کا مفہوم غالب دکھایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے انذاری رؤیا بھی اگر ہو تو بغرض اصلاح واحتیاط کی طرف توجہ دلانا ہی مقصد ہوتا ہے جیسے ڈاکٹر کا پُرحکمت فعل بھی اپنے نتیجہ میں سراسر رحمت ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ہر رؤیا صالحہ کے لحاظ سے بشارت ہی بشارت ہوتی ہے اور رؤیا صالحہ کا لفظ جس کیلئے آنحضرتؐ نے مبشرات کا لفظ استعمال فرمایا۔ یہ خوابوں اور الہاموں اور مکاشفوں سب پر حاوی ہے۔ یہ اس لئے کہ ہر سہ کا تعلق قلب مومن سے ہے۔ جیسا کہ فرمایا ما کذب الفؤاد ما رأی یعنی جو کچھ آنحضرتؐ کے قلب پر انکشاف ہوا۔ خواہ الہام سے خواہ کشف سے خواہ خواب سے وہ کذب اور جھوٹ نہیں یہی وجہ ہے کہ خواب نبوی کو وحی کے حکم میں سمجھا گیا ہے اور نیز اسے نبوت کے دائرہ کے اندر تسلیم کیا گیا ہے۔

(۵) شیطانی خوابوں اور الہاموں کا سلسلہ چونکہ تخویف سے تعلق رکھتا ہے اور محجوب طبائع بھی جو خالق الاسباب کی جگہ اسباب پر نظر رکھتی ہوئی ان سے متاثر ہوتی ہیں بصورت شرک شیطان کے قریب اور شیطان کے تسلط کے نیچے آجاتی ہیں۔ اس لئے شیطانی الہاموں اور خوابوں سے مناسبت پیدا کر لیتی ہیں۔ چنانچہ سورۃ نحل میں فرمایا انما سلطانہ علیٰ الذین یتولونہ والذین ھم بہ مشرکون یعنی شیطان کا تسلط صرف انہی لوگوں پر ہوتا ہے۔ جو شیطان کی باتوں کو ماننے سے اس سے تعلق دوستی کا پیدا کر لیتے ہیں اور خدا کے ساتھ غیر اللہ کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ پس اس صورت میں شیطان کے قریب ہونے سے شیطانی خوابوں اور الہاموں سے انہیں بوجہ مناسبت حصہ ملتا ہے کیونکہ خوابوں اور الہاموں کا ظہور بھی مناسبت سے تعلق رکھتا ہے اگر انسان خدا سے قریب ہے تو اس کے الہام اور خوابیں خدا کی طرف سے ہوں گی۔ اور اگر شیطان کے قریب ہے تو شیطان کی طرف سے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمانی اور شیطانی خوابوں اور الہاموں کی نسبت تتمہ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں۔ (دیکھو صفحہ 98)

''بات یہ ہے کہ انسان کے دل میں تکبر اور انکار مخفی ہوتا ہے۔ تو وہی انکار حدیث النفس کی طرح خواب میں آجاتا ہے اور ایک نادان سمجھتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ حالانکہ وہ انکار محض اپنے مخفی خیالات سے پیدا ہوتا ہے۔ خدا سے اس کو کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ پس صدہا جاہل محض اس حدیث النفس سے

ہلاک ہوجاتے ہیں'' اورتتمہ کے صفحہ 99 پرفرماتے ہیں۔ ''شیطان لعین جوانسان کا دشمن ہے جس طرح اور طریقوں سے انسان کے دل میں ڈال کراس کو یہ یقین دلاتا ہے کہ گویا وہ خدا کا کلام ہے اور آخر انجام ایسے شخص کا ہلاکت ہوتی ہے'' پھر فرماتے ہیں'' پس جس پر کوئی کلام نازل ہو جب تک تین علامتیں اس میں نہ پائی جائیں اس کوخدا کا کلام کہنا اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔''

''اول وہ کلام قرآن شریف سے مخالف اور معارض نہ ہو۔ مگر یہ علامت بغیر تیسری علامت کو جو ذیل میں لکھی جائے گی ناقص ہے۔ بلکہ اگر تیسری علامت نہ ہو۔ تو محض اس علامت سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوسکتا''۔

''دوم وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جس کا تزکیہ بخوبی ہو چکا ہو۔ اوران فانیوں کی جماعت میں داخل ہو۔ جو بکلی جذبات نفسانیہ سے الگ ہو گئے ہیں اور ان کے نفس پر ایک ایسی موت وارد ہوگئی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور جا پڑے ہیں۔ کیونکہ جوشخص جس کے قریب ہے اسی کی آواز سنتا ہے۔ پس جو شیطان کے قریب ہے وہ شیطان کی آواز سنتا ہے اور جو خدا سے قریب ہووہ خدا کی آواز سنتا ہے''۔

تیسری علامت ملہم صادق کی یہ ہے کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے خدا کے متواتر افعال اس پر گواہی دیں''۔ اور تتمہ کے صفحہ 101 پرفرماتے ہیں'' لیکن یہ تیسری علامت کہ الہام اور وحی ساتھ جوایک قول ہے اس کے ساتھ خدا کا ایک فعل بھی ہو۔ یہ ایسی کامل علامت ہے جو کوئی اس کوتوڑ نہیں سکتا''۔

پھر فرماتے ہیں۔ ''مگر افسوس کہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ اس بلاء میں پھنس جاتے ہیں کہ کوئی حدیث النفس یا شیطانی وسوسہ ان کو پیش آجاتا ہے تو اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ لیتے ہیں اور فعلی شہادت کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔

ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کبھی شاذونادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہوجائے مگر وہ صرف اس قدر مامور من اللہ نہیں کہلا سکتا اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ نفسانی تاریکیوں سے پاک ہے۔ بلکہ اس قدر رؤیا اور الہام میں قریباً تمام دنیا شریک ہے۔ اور یہ کچھ بھی چیز نہیں۔ اور یہ مادہ کبھی

کبھی خواب یا الہام ہونے کا محض اس لئے انسانوں کی فطرت میں رکھا گیا ہے تا ایک عقلمند انسان خدا کے برگزیدہ رسولوں پر بدظنی نہ کر سکے اور سمجھ سکے کہ وحی اور الہام کا ہر ایک انسان کی فطرت میں تخم داخل ہے۔ پھر اس کی کامل ترقی سے انکار کرنا حماقت ہے۔''

اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ 20 پر فرماتے ہیں۔'' آسمانی نشانوں سے حصہ لینے والے تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ اول وہ جو کوئی ہنر اپنے اندر نہیں رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے ان کا نہیں ہوتا۔ صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے ان کو بعض سچی خوابیں آجاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جن میں کوئی مقبولیت اور محبوبیت کے آثار ظاہر نہیں ہوتے اور ان سے کوئی فائدہ ان کی ذات کو نہیں ہوتا اور ہزاروں شریر اور بدچلن اور فاسق و فاجر ایسی بدبودار خوابوں اور الہاموں میں ان کے شریک ہوتے ہیں۔''

پھر فرماتے ہیں۔'' اور عجیب بات یہ ہے کہ بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ ہمیشہ بدخوابیں ہی ان کو آتی ہیں اور وہ سچی بھی ہو جاتی ہیں۔ گویا ان کے دماغ کی بناوٹ صرف بد اور منحوس خوابوں کیلئے مخلوق ہے نہ اپنے لئے کوئی بہتری کے خواب دیکھ سکتے ہیں۔ جس سے ان کی دنیا درست ہو اور ان کی مرادیں حاصل ہوں اور نہ اوروں کیلئے کوئی بشارت کی خواب دیکھتے ہیں۔ ان لوگوں کے خوابوں کی حالت اقسام ثلاثہ میں سے اس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص دور سے صرف ایک دھواں آگ کا دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اور نہ آگ کی گرمی محسوس کرتا ہے کیونکہ یہ لوگ خدا سے بالکل بے تعلق ہیں اور روحانی امور سے صرف ایک دھواں ان کی قسمت میں ہے۔ جس سے کوئی روشنی حاصل نہیں ہوتی۔''

پھر دوسری قسم کے خواب بین یا ملہم وہ لوگ ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ سے کسی قدر تعلق ہے۔ مگر کامل تعلق نہیں۔ ان لوگوں کی خوابوں یا الہاموں کی حالت اس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے۔ جب کہ ایک شخص اندھیری رات اور شدید البردرات میں دور سے ایک آگ کی روشنی دیکھتا ہے اس کے دیکھنے سے اتنا فائدہ تو اسے حاصل ہوتا ہے کہ وہ ایسی راہ پر چلنے سے پرہیز کرتا ہے جس میں بہت سے گڑھے اور کانٹے اور پتھر اور سانپ اور درندے ہیں۔ مگر اس قدر روشنی اس کو سردی اور ہلاکت سے بچا نہیں

سکتی۔ پس اگر وہ آگ کے گرم حلقہ تک پہنچ نہ سکے تو وہ بھی ایسا ہی ہلاک ہو جاتا ہے جیسے کہ اندھیرے میں چلنے والا ہلاک ہو جاتا ہے''۔

''پھر تیسری قسم کے ملہم اور خواب بین وہ لوگ ہیں۔ جن کے خوابوں اور الہاموں کی حالت اس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے۔ جبکہ ایک شخص اندھیری اور شدید البرد رات میں نہ صرف آگ کی کامل روشنی ہی پاتا ہے اور اس میں چلتا ہے۔ بلکہ اس کے گرم حلقہ میں داخل ہو کر بکلی سردی کے ضرر سے محفوظ ہو جاتا ہے اس مرتبہ تک وہ لوگ پہنچتے ہیں جو شہوات نفسانیہ کا چولہ آتش محبت الٰہی میں جلا دیتے ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں''۔(حقیقۃ الوحی صفحہ 21-22)

پھر فرماتے ہیں۔''تیسری قسم کے لوگ بھی جن کا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے اور کامل اور مصفّٰی الہام پاتے ہیں۔ قبول فیوض الٰہیہ میں برابر نہیں ہوتے اور ان سب کا دائرہ فطرت باہم برابر نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی کا دائرہ استعداد فطرت کم درجہ پر وسعت رکھتا ہو اور کسی کا زیادہ وسیع ہوتا ہے اور کسی کا بہت زیادہ اور کسی کا اس قدر جو خیال وگمان سے برتر ہے اور کسی کا خدا تعالیٰ سے رابطہ محبت قوی ہوتا ہے اور کسی کا اقویٰ اور کسی کا اس قدر کہ دنیا اس کو شناخت نہیں کر سکتی۔ اور کوئی عقل اس کے انتہاء تک نہیں پہونچ سکتی''۔

رحمانی خواب کے متعلق آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ 354 پر حضورؑ فرماتے ہیں۔''رحمانی خوابیں اپنی شوکت اور برکت اور عظمت اور نورانیت سے خود معلوم ہو جاتی ہے جو چیز پاک چشمہ سے نکلی ہے۔ وہ پاکیزگی اور خوشبو اپنے اندر رکھتی ہے...... سچی خوابیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ وہ ایک پاک پیغام کی طرح ہوتی ہیں۔ جن کے ساتھ پریشان خیالات کا کوئی مجموعہ نہیں ہوتا اور اپنے اندر ایک اثر ڈالنے والی قوت رکھتے ہیں اور دل ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ اور روح گواہی دیتی ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔ کیونکہ اس کی عظمت اور شوکت ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتی ہے۔''

حصہ دوم

(متعلقہ برکات احمدیہ)

جس طرح آیت اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالۃ کے رو سے رسولوں کا انتخاب اللہ تعالیٰ ہی اپنے علم سے کرتا ہے۔ اسی طرح نبی کے مخلص صحابہ کا انتخاب بھی آیت اللّٰہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب کے رو سے نبیوں، رسولوں کے اجتباء کے بعد صحابہ کو بوجہ فطری جوہر انابت کے خدا تعالیٰ کی ہدایت سے حصہ نصیب ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ نبی کے زمانہ حیات میں جب کہ باران وحی کا بارش کی طرح لگاتار نزول ہو رہا ہوتا ہے۔ اس وقت مناسب فطرتیں بھی اس باران وحی سے بقدر استعداد فطرت مستفیض ہوتی ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ تا انصار کی طرح نبی کی تصدیق میں صحابیت کا شرف حاصل کرنے والے گواہی دیں کہ نبوت اور رسالت کے منصب کا مدعی منجانب اللہ اور سچا نبی اور رسول ہے اور اس کی تائید میں کمر بستہ ہو کر تبلیغ اور دعوت خلق میں خدا کے نبی اور رسول کی نمائندگی کا پورے طور پر حق ادا کرنے والے ثابت ہوں اور اس صورت میں ثابت قدمی کے ساتھ ہی ابتلاء کے پیش آنے پر آیت ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم اتنزل علھیم الملئکۃ الخ کے رو سے مہبط ملائکہ اور مورد الہامات الٰہیہ ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اور جس قدر تبلیغی مجاہدات اور مشکلات اور مخالف لوگوں کی تکالیف پہنچنے پر صبر اور استقامت کا نمونہ دکھانے کے ساتھ نفس کی اصلاح کے علاوہ کبر و غرور اور خودی اور خود بینی اور خود پسندی کا شیطان کچلا جاتا ہے اور آسمانی اور روحانی کھڑکیاں اس پر کھولی جاتی ہیں۔ وہ نفس پرست اور نفسانی اغراض میں منہمک حجرہ نشین فقراء اور مسجد نشین علماء پر ہرگز نہیں کھولی جاتیں۔ ہاں خدا کی سچی طلب رکھنے والا حق کا متلاشی کہیں بھی ہو مسجد و حرم میں یا دیر میں آسمانی فیض ہدایت کا سورج اپنی نورانی شعاعوں کے ساتھ ہر نشیب و فراز کی جگہ پر اتر آتا ہے۔ اور طالب حق سچی تلاش کے ساتھ کہیں بھی ہو فیض سے محروم نہیں رہ سکتا۔ اور اسباب محرومی کے ہوتے ہوئے بھی اس کیلئے تلافی اور تدارک کی راہیں نکل آتی ہیں ۔

گر کسے دارد بہ ظلمت دیدہ وا ۔۔۔ مہر و مہ بارد برو نور از سماء

ہر لب تشنہ کہ جوئد آب را ۔۔۔ بہر او صد چشمۂ آب از خدا

جذبہء تشکر و امتنان کا اظہار بر توفیق بیعت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ سراسر رحمت اور فضل اور لطف و کرم حضرت خیر الراحمین و خیر المحسنین کا ہے کہ اس نے مجھے جمادات کے اسفل السافلین اور پست مقام کی جگہ بشریت سے نوازا اور بجائے کرم مزبلہ و دواب ارضیہ سفلیہ کے مجھے انسانی خلعت سے سرفراز فرمایا اور پھر انسانوں میں سے بھی ان قبائل اور گروہوں سے جو کتاب عزیز کے رو سے مغضوب اور ضال اور شر الدواب اور شر البریہ قرار دئے گئے اپنی خاص کرم فرمائی سے بکرم صیانت و حفاظت مجھے درجہء استثناء پر رکھا اور اہل اسلام کی مبارک جماعت میں تولد بخشا۔ اور دور زمانہ کے لحاظ سے جیسے اس چودھویں صدی پر اپنے برگزیدہ مسیح موعود اور مہدی معہود امام قائم کو ہمارے لئے چنا ہمیں آپ کیلئے چنا گیا اور نہ صرف آپ کا دور حیات ہی ہمیں نصیب ہوا۔ بلکہ آپ کی زیارت اور برکات ہاں انواع اقسام کی برکات نے مالا مال کیا گیا اور سب سے بہت بڑی نعمت ہمیں یہ نصیب ہوئی کہ ہمیں ہمارے محسن اور فیاض مولیٰ نے اپنی بے انتہا کرم فرمائی سے آپ کے صحابہ میں شامل فرمایا۔ یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اس کے مقابل لاکھوں کروڑوں زمینی خزانے اور دنیوی بادشاہتوں کی کامیابیاں اور عزتیں اور فرحتیں بھی سب ہیچ محض ہیں۔ جب میں اپنی ہستی ہاں اپنی حقیر ہستی کو پیش نظر رکھ کر غور کرتا ہوں کہ کیا میں ایسا ہی خوش نصیب ہوں جس کی آنکھوں نے جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء کے مبارک چہرہ کو دیکھا اور پھر آپ کو سر سے پاؤں تک دیکھنے اور سالہا سال تک متفرق اوقات کی زیارتوں کے اس دلربا منظر سے بار بار دل کو مسرور الوقت کیا۔ اور میرے ہاتھوں نے علاوہ مصافحہ کی برکات کے پاؤں دبانے کی خدمت کا فخر بھی حاصل کیا۔ اور میرے کانوں نے خدا کی مقدس وحی کی مبارک آواز جو دنیا میں انقلاب پیدا کرنے کیلئے نفخہء صور کی طرح ایک ربانی قرنا تھی۔ خدا کے مسیح کے منہ سے سننے کی سعادت حاصل کی۔ اور میرے پاؤں بھی کیسے ہی خوش قسمت ہیں۔ جو بارہا قادیان کی مبارک بستی کی طرف چل کر مجھے محبوب کے دیس میں پہنچانے والے ہوئے۔ اور وہ

زمانہ بھی کیا مبارک زمانہ تھا۔ جس میں تمام سعید روحوں کو علم احمدیت کے نیچے جمع کر کے اخوت اسلامی کی تجدید اُدنیا میں ایک وسیع بنیاد ڈالی گئی۔ اور جہاں جہاں دنیا کے کسی کونہ میں کوئی سعید تھا۔ دائرہ اجتماع صحابیت میں شامل کیا گیا حتیٰ کہ میرے جیسا گمنام اور حقیر وجود بھی سعادت ازلی سے اس سعادت کا حصہ دار بنایا گیا کہ مجھ ناچیز کو بھی صحابیت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر عطا فرمایا گیا۔ والحمد للہ علی ذالك تو میں ان نعمتوں اور خدا تعالیٰ کے خاص احسانوں کو یاد کر کے جذبہء تشکرات سے بھر جاتا ہوں اور قاصر الشکر ہونے پر ندامت بھی محسوس کرتا ہوں کہ افسوس کہ حق شکر ادا نہ ہو سکا۔

میرا وطن قدیم موضع راجیکی ضلع گجرات پنجاب ہے جو ہمارے مورث اعلیٰ راجہ صاحب کے نام پر ان کا آباد کردہ گاؤں ہے۔ میری گوت وڑائچہ زمیندار ہے میری قوم کے لوگ پچاس کوس کے قریب کی آبادی میں ضلع گجرات میں شرقاً غرباً پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں ہمارے خاندان کے بزرگ لوگ صوفی منش تھے اور گردونواح میں اہل ولایت اور اصحاب کرامت سمجھے جاتے ہیں۔ ہمارے جدامجد حضرت مولانا محمد یحییٰ علیہ الرحمۃ جو نور محمد اور آج اس زمانہ میں حضرت میاں نور محمد صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا مزار موضع راجیکی میں ہی ہے۔ لیکن ان کے والد صاحب جن کا نام خلیفہ عبدالرحیم صاحب علماء وقت میں مشہور تھا۔ ان کا مزار لاہور میں بازار انارکلی سے مسجد نیلہ گنبد کے دائیں طرف کا بازار اور سڑک جو جانب مغرب کو نکل کر جاتی ہے۔ اس کے دائیں طرف پرانی جگی میں چند بڑھ کے درخت ہیں۔ ان کی نیچے بمعہ حضرت محمود قادری اور ان کے متعلقین کے ہے۔ حضرت محمود آپ کے خسر بھی تھے۔ اور حضرت میاں نور محمد صاحب کے نانا تھے۔ حضرت میاں نور محمد صاحب کی تصانیف بھی ہیں۔ جن میں سے بعض فارسی میں ہیں اور بعض عربی میں۔ فارسی وسیلۃ الایمان کتاب فقہ ہے اور عربی میں شرح قصیدہ امالی ہے۔ جو عقائد اسلامیہ میں ہے۔ ان تصانیف میں حضرت میاں نور محمد صاحب نے کئی جگہ لکھا ہے کہ ان کے والد ماجد کو اور نیز ان کو آنحضرت ﷺ کی کئی بار زیارت نصیب ہوئی اور آنحضرت ﷺ سے شرف مکالمہ ومخاطبہ کے علاوہ مغفرت کی بشارت بھی اپنے حق میں سنی۔ اور شرح قصیدہ امالی جو ہمارے پاس موجود ہے اس میں آپ لکھتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے چاروں خلفاء کو لاہور کے بازار میں چلتے ہوئے دیکھا اور ہر ایک کا قدم درجہ کے لحاظ سے مرتبہء تقدم و تاخر کی نسبت سے آگے اور پیچھے تھا۔ یعنی حضرت صدیقؓ کا قدم آگے اور حضرت فاروقؓ کا ان کے قدم

سے پیچھے حضرت ذوالنورین ؓ کا ان کے پیچھے اور حضرت حیدر کرار ؓ کا ان کے پیچھے اور باوجودیکہ اوپر سے ایک ہی صف میں نظر آتے۔ لیکن اقدام کی ترتیب بلحاظ مرتبہء تقدم و تاخر تھی۔ لاہور میں آنحضرت ﷺ کی بعثت اول کے خلفاءؓ کے حق میں تو یہ واقعہ کشفیہ مطابقت نہیں کھا سکتا۔ البتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی بعثت آنحضرت ﷺ کی بعث ثانی کا ظہور ہے آپ کے خلفاء جن میں سے بعض کی لاہور میں آمد ورفت ہوئی اور ہوتی بھی ہے۔ ان پر یہ کشف جو بارھویں صدی کے نصف کے قریب کا ہے چسپان ہو سکتا ہے۔ اس کشف میں اس بات کی طرف صاف اشارہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعث ثانی اس ملک سے تعلق رکھتی ہے جس کے اندر لاہور شہر ہے۔ یعنی ملک پنجاب جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول اور مہدی معہود کا ظہور مقدرات سے تھا۔

آنحضرت ﷺ کے حضور غلام رسول کی پہلی حاضری

(مبشرات قبل از بیعت بطور ارہاص متعلقہ احمدیت)

مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں سب مبشرات حضور ہی کی برکات اور انوار کا اثر ہے اور میرے مبشرات بھی آپ ہی کے افاضہ کے اثرات کے نیچے ہیں۔ جو ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے موضع راجیکی کی مسجد کے دالان میں بیٹھا ہوں اور مسجد کا اندرونی کمرہ جو دالان کے نیچے ہے۔ اس کے دروازہ کی دائیں طرف ایک اور صاحب کی معیت میں بیٹھا ہوں اور ایک صاحب سبز لباس زیب تن فرما ہوئے کمر بستہ کھڑے ہیں۔ میرے پاس بیٹھے ہوئے بزرگ نے مجھے بتایا کہ یہ حضرت میاں نور محمد صاحب ہیں اور اس جگہ رسول اللہ ﷺ کے دربان کی حیثیت میں قیام فرما ہیں۔ آنحضرت ﷺ اندرونی کمرہ کی دہلیز کے اندر کی طرف تشریف فرما تھے اور حضرت میاں نور محمد صاحب دہلیز سے باہر کی طرف۔ جب انہوں نے مجھ سے یہ بیان کیا۔ تو حضرت میاں نور محمد صاحب جو ساتویں پشت اوپر میرے جد امجد اور مورث اعلیٰ ہیں انہوں نے ان کی بات سن کر فرمایا۔ یہ لڑکا کون ہے؟ تب میں نے عرض کیا کہ آپ کی ہی اولاد میں سے ہوں۔ اس پر

آپ نے مجھے اٹھالیا۔ اٹھانے پر مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا میں ایک چھوٹا سالڑکا ہوں جیسے شیر خوار بچہ ہوتا ہے۔ اس وقت حضرت موصوف نے مجھے آنحضرت ﷺ کے حضور پیش کر دیا۔ گویا آپ کی ساری اولاد کے افراد جو تیس چالیس کے اندر اندر تعداد رکھتے تھے مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی کہ حضرت میاں نور محمد صاحب نے آنحضرت ﷺ کے حضور مجھے پیش کیا۔

سرورانبیاءؐ کے حضور غلام رسول کی دوسری حاضری اور حضورؐ کی آمد

پہلی رؤیا کے قریب قریب ہی اس دوسری رؤیا کا تعبیری مطلب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے ایک رات دیکھا کہ میں سڑک پر جا رہا ہوں جو مجھے شمالاً جنوباً معلوم ہوتی ہے۔ چلتے چلتے ایک جگہ عین سڑک کے درمیان ایک ہندو نظر آیا۔ جس نے دھوتی پہنی ہوئی ہے، گلے میں کوئی قمیص نہیں۔ درمیانی حصہ بدن کا ننگا اور جنیؤ پہنا ہوا ہے سر پر چوٹی بھی ہے پھرتیلا اور چالاک معلوم ہوتا ہے۔ پاس اس کے ایک سیاہ رنگ کا بہت بڑا کتا ہے جسے اس نے پکڑا ہوا ہے اور وہ کتا اس کے اشارہ پر کام کرتا ہے جب میں اس کے پاس سے آگے گزرنے لگا تو وہ کتا سخت مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے پھر کتا پکڑ لیا۔ اور بار بار یہی ہوتا کہ جب میں آگے گزرنے لگتا وہ کتا مجھے آگے نہ گزرنے دیتا۔ اور وہ ہندو شخص مجھے بار بار یہی کہتا کہ اگر آگے گزرنا ہے تو میرے آگے سجدہ کرو۔ ورنہ آگے گزرنا مشکل ہے میں اسے جواب میں کہتا ہوں کہ سجدہ تو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ اسی حیص بیص میں میں کھڑا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اسی سڑک پر میرے پیچھے سے سرپٹ گھوڑا دوڑاتے چلے آتے ہیں۔ اس وقت میرے پاس پہنچ کر نہایت ہی ہمدردانہ لہجہ میں مجھے فرمایا کہ ادھر میرے پیچھے پیچھے آجاؤ۔ اس وقت اس سڑک سے پچھم کی طرف ایک چھوٹا سا راستہ معلوم ہوا جسے پنجابی میں پک ڈنڈی کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ میرے آگے آگے اس پک ڈنڈی پر سوار جا رہے تھے اور میں آنحضرتؐ کے پیچھے پیچھے۔ چنانچہ چند قدموں کے فاصلہ پر وہ راستہ اسی طرف کو مڑ گیا۔ جس طرف کہ سڑک جا رہی ہے پھر مڑنے کے بعد چند قدموں پر پھر ہم مڑے اور پھر سڑک کا وہ حصہ آگیا

جو اس ہندو اور کتے کی حد قیام سے بہت آگے کو تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قریباً ان الفاظ میں فرما کر کہ اب اس سڑک پر بے خوف وخطر چلا جایہ کتا اور ہندو اب تجھے کچھ نہیں کہیں گے آپ ؑ تشریف لے گئے اور میں اس سڑک پر پہنچ کر چل ہی رہا تھا۔ کہ بیدار ہو گیا اس کے بعد مجھے آنحضرت ﷺ کے اس احسان اور شفقت کے لحاظ سے الہام بھی ہوا جو یہ ہے "**محمد است کہ جانم فدائے احسانش**" اس وقت اس مصرعہ کو طرح قرار دے کر میں نے اس پر ایک نظم بھی کہی تھی جس کے دو شعر حسب ذیل ہیں:۔

محمدؐ است کہ جانم فدائے احسانش   نہ بس کہ جان جہاں ہم فداؑ قربانش

برب کعبہ نہ گویم خلاف یک ذرہ   کہ ذرہ ذرہ بہ بینم رہین احسانش

سڑک کا نقشہ حسب ذیل ہے

	پک ڈنڈی	
سڑک	کتا اور شیطان	سڑک

اس خواب کی تعبیر بھی مجھے یہی معلوم ہوئی کہ ہندو شیطان مجسم تھا اور کتا نفس اور آنحضرت ﷺ کا شفقت کے ساتھ میرے لئے پیچھے سے مدد کیلئے پہنچنا وہ درود شریف پڑھنے کی برکت کی وجہ سے تھا۔ **اللھم صل وسلم وبارک علیٰ شفیقنا ومحسننا محمد و اٰلہ** اور یہ دوسری پک ڈنڈی جو بری سڑک سے نکل کر پھر وہاں ہی پہنچ جاتی ہے یہ احمدیت تھی جس کے اندر آنے سے نفس اور شیطان کے شر سے انسان محفوظ رہتا ہے۔

سات آسمانوں سے اوپر پرواز

ایک دفعہ میں موضع سعد اللہ پور میں تھا کہ شام کی نماز میں مجھے خاص حالت استغراق میسر آگئی۔ جس کے ذوق کی وجہ سے میں نے نماز مغرب کو ادا کرنے کے بعد عشاء بھی اسی حالت میں ادا کی۔ جس دوست کے ہاں کھانا تھا۔ میں نے اس سے معذرت چاہی اور بعد از نماز عشاء بھی اسی

حالت استغراق میں محویت کا عالم رہا۔ پھر اسی حالت میں سو گیا۔ میں خوابوں میں علیٰ العموم پرواز کرتا رہتا۔ لیکن اس رات کو ایسا پرواز کیا کہ سب آسمانوں سے اوپر ایسے مقام پر پہنچا جو مجھے لامکان کی حیثیت میں محسوس ہوتا تھا اور ساتھ ہی یہ عجیب بات تھی کہ دوسری طرف میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں بغداد میں ہوں سید عبدالقادر جیلانی تشریف رکھتے ہیں۔ (اور اس وقت مجھے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بغداد میں زندہ بقید حیات موجود ہیں) میں نے دل میں کہا کہ چلو ان کی زیارت ہی کر آئیں پھر میں بغداد میں اتر آیا۔ اور جہاں اترا وہاں دیکھا کہ سید عبدالقادرؒ ایک پلنگ پر جو شمالاً جنوباً بچھا ہوا ہے مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہیں اور پلنگ پر ایک بلبل چشم بہت ہی خوبصورت کھیس بچھا ہوا ہے جس پر بیٹھے ہیں میں آگے سامنے آنجناب کی جہاں نعلین پڑی تھیں وہاں بیٹھ گیا۔ آپ نے میری پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمایا پڑھ حق سبحانه سبحان نورُہ اور آپ نے نور کو مرفوع پڑھا جو نحوی قاعدہ کے لحاظ سے سبحان نوره کی بجائے سبحان نورِہ چاہئے تھا مگر یہ سورہ فتح کے کلمہ علیہُ اللہ کی ضمیر مرفوع کی طرح اسم جلالہ کی نسبت سے استعمال ہوا تھا حق سبحانه سبحان نورُہ فرما کر مجھے فرمایا۔ پڑھ اور اڑ جا۔ چنانچہ میں نے آنجناب کی ہدایت کے مطابق ان کلمات طیبہ کو پڑھ کر مشرق کی طرف پرواز کرنا شروع کیا اور بحالت پرواز ہی بیدار ہو گیا۔

ان کلمات سے مراد بعد میں جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تو سمجھ میں آیا۔ کہ ان کلمات سے مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کی طرف اشارہ تھا کیونکہ نبیوں اور رسولوں کے دور بعث کی بہت بڑی غرض توحید کی اشاعت اور شرک کی تردید ہوتی ہے اور ان کلمات میں اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اور مشرق بلحاظ اشراق شمس بھی اسی پر دلالت کرنے والا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا محل نزول اور مقام ظہور بھی مشرقی جانب اور مشرقی ملک ہی تھا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں ؎

از کلمہء منارہء شرقی عجب مدار
چوں خود بہ مشرق است تجلیء نیرم

گیارہ نبیوں کا حبِّ دنیا کے جُبّ سے نکالنا

ایک رات کو میں اسی سلسلہ میں اور اسی قسم کے حالات میں جو روحانی محویت اور استغراق سے تعلق رکھتے ہیں۔ سو گیا میں نے دیکھا کہ میں ایک پرانے کنوئیں میں ہوں۔ اس میں پانی بھی نہیں اور روشنی بھی نہیں۔ اور میں کچھ حیران سا ہوں۔ اور اسی حالت حیرت میں ہوں۔ کہ یکدم اوپر سے گیارہ آدمی اس کنوئیں کے کنارہ پر آ کھڑے ہوئے ہیں۔ ان کے ہاتھ گیارہ ہیں۔ اور پنجہ ایک ہے انہوں نے اپنے ہاتھ لمبے کر کے اس پنجہ سے مجھے پکڑا اور کنوئیں سے باہر نکال لیا میں نے عرض کیا کہ آپ صاحبان کی تعریف کیا ہے۔ تا میں آپ صاحبان سے واقف ہو سکوں۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام بولے اور فرمانے لگے ہم گیارہ نبی ہیں، جو تجھے اس کنوئیں سے نکالنے کیلئے آئے تھے اور میں آدم ہوں یہ نوح ہیں یہ داؤد ہیں یہ عیسیٰ ہیں یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس کے بعد میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائیوں کو دیکھا کہ وہ میرے مقابل بنگاہ نفرت دوسری طرف جا رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر مجھے بعد میں یہ معلوم ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے پہلے کی حالت اسلام و اہل اسلام آنحضرتؐ کی حدیث کے مطابق کہ اسلام کا اسم رہ جائے گا اور قرآن کی اسم اور مساجد کی صرف عمارتیں اور ہدایت سے ویران اور علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ تو سابقہ مسلک ایک پرانے کنوئیں کی طرح تھا جس میں نہ پانی نہ روشنی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تو بعد میں حضور کی شان جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء کا علم ہونے پر معلوم ہوا کہ وہ مجموعہ کمالات انبیاء یہی بزرگ اور مبارک ہستی تھی۔ جن کے دست بیعت اور آپؑ کی تعلیم نے مجھے سابقہ غلط عقائد اور غلط راہوں جیسے کہ حیات عیسیٰ وغیرہ کا عقیدہ کے گڑھے سے باہر نکالا اور جن کے دست بیعت کے اندر تمام نبیوں کے دستہاء برکت شامل تھے جیسے کہ حضرت خود فرماتے ہیں۔

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم   ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

اگر مجھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت نصیب نہ ہوتی تو میری مبشرات جو اسی صورت میں مطلب خیز اور محل تعبیر ہو سکتی تھیں کہ بیعت کر کے حضرت اقدس کی شان اور آپ کی صداقت دعاوی اور برکات سے آگاہ ہوتا سب رائیگاں جاتیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بہت سے

مغلقات اور معضلات کی حقیقت کا انکشاف مامور من اللہ کے تعلقات سے وابستگی رکھتا ہے لیکن یہ مبشرات حقہ چونکہ منجانب اللہ تھیں۔ اس لئے اپنے تعبیری حقائق سے بغیر تحقق کیونکر رہ سکتی تھیں۔ آخر پوری ہو کر رہیں۔

آنحضرت ﷺ کے لشکر میں بھرتی ہو گیا

ایک رات میں نے دیکھا کہ میں اپنے گھر سے نکلا ہوں۔ جب اس کوچہ کے اندر گھر سے نکل کر کھڑا ہوا جو ہمارے گھر سے جانب مغرب بالکل متصل شمالاً جنوباً واقع ہے تو وہاں میری نظر سامنے کی طرف ایک ہجوم پر پڑی۔ جو اجتماع عظیم کی صورت میں نظر آیا۔ اس وقت ایک آدمی مجھے ملا میں نے اس سے پوچھا کہ وہ سامنے کوچے کے سر پر جو ہجوم نظر آرہا ہے وہ کیسا ہے اس نے جواب میں کہا کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا لشکر ہے میں نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ بھی لشکر میں تشریف فرما ہیں۔ اس نے کہا ہاں لشکر میں ہی ہیں۔ تب میں نے بوجہ جذبہ اشتیاق زیارت اپنے جوتوں کو وہیں پھینکا اور زور کے ساتھ دوڑا۔ اور لشکر میں جا پہنچا وہ لشکر میں اللہ جوایا اور میاں نظام الدین صاحب بافندہ کے دکانوں کے وسیع صحن کے اندر تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ ایک ہاتھی کے اوپر سوار ہیں۔ حضور اقدس کا منہ قبلہ کی طرف ہے۔ یعنی آپ ہاتھی پر روبقبلہ تشریف فرما ہیں اور حضور اقدس کے سر پر سفید رنگ کا بہت بڑا عمامہ ہے۔ اور حضور اقدس سپاہیوں کو بھرتی کرنے کیلئے مختلف مقامات میں دورہ فرما رہے ہیں۔ اور وہ لشکر جو ہمارے گاؤں میں دیکھا گیا۔ یہ ہندوستان پر چڑھائی کرنے والا لشکر تھا۔ اور اسی لشکر میں میں بھی بھرتی ہوا۔ میں نے لشکر میں پہنچتے ہی پہلے آنحضرت ﷺ کو دیکھا اور السلام علیکم عرض کیا۔ بعدہ جب بھرتی ہوا۔ تو ہم سپاہیوں کو جو ہتھیار جنگ اور قتال کیلئے دیئے گئے وہ برچھیاں تھیں۔ چنانچہ مجھے بھی ایک برچھی دی گئی۔ اور ہمیں حکم ملا۔ کہ تم نے خنزیروں کو قتل کرنا ہے۔ اس وقت معاً نظارہ بدل گیا اور کیا دیکھتے ہیں کہ خنازیر وہاں ہیں اور بہت بڑے بڑے خنازیر ہیں۔ جو بہت بڑے موٹے تازے ہیں۔ انہیں ہم برچھیاں مار مار کر قتل کرتے ہیں اس وقت تک میں نے خنزیر کبھی نہ دیکھا تھا۔ لیکن خواب میں پہلے خنزیر دیکھے اور میرے ساتھیوں سے جو خنزیر قتل نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں لاؤ میں اسے قتل کرتا ہوں۔ تب میں برچھی مار کر اسے الٹا کر رکھ دیتا ہوں اور قتل کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد میں اسی

حالت میں بیدار ہو گیا۔

یہ خواب بھی میری بیعت سے کچھ تھوڑا عرصہ پہلے کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے بعد مجھ پر اس رؤیا کی حقیقت کھلی جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور اشتہارات کو پڑھا کہ آپ نے سب مذاہب والوں کو دعوت الی الحق کے ذریعے حقیقت اسلام اور اپنے دعوٰی کی تصدیق کی طرف بلایا ہے اور سعید روحیں آپؑ کی دعوت کو قبول کر کے آپ پر ایمان لا رہی ہیں۔ اور اشقیاء جو بری صفت اور خبیث طبیعت کے لوگ ہیں۔ وہ مخالفت اور مزاحمت کر رہے ہیں۔ جن کیلئے مناظرات اور مباہلات کے ذریعے حجت ملزمہ کی صورت میں پیش کی جا رہی ہے اور جا بجا احمدیوں کے ساتھ ہر طرف یہی سلسلہ شروع ہے کہ ایک حشر بپا ہے اور ہندوستان سے علاقہ پنجاب میں تو خصوصیت سے ایک ہنگامہ اور شور حشر برپا ہو رہا ہے سو بیعت کے بعد خدا کے فضل سے مجھے بھی اس تبلیغی جہاد میں حصہ لینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور اب تک حاصل ہو رہی ہے جیسے کہ میں نے دیکھا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اس لشکر میں بھرتی ہوا ہوں جو ہندوستان پر چڑھائی کرنے والا ہے۔ مجھے بھی خدا نے آج تک یہ توفیق دی۔ کہ سارے ہندوستان میں تبلیغی دورے کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور ہندوستان کے ہر علاقہ میں تبلیغ حق کا موقع ملا۔ مالا بار کا علاقہ، بمبئی، مدراس، بنگال، کراچی، یو پی، سی پی، بلوچستان، پشاور، لنڈی کوتل اور ترمزئی تک سرحدی علاقہ میں تبلیغ کیلئے موقع ملا۔ اور پنجاب کے تو ہر ضلع اور ہر شہر میں موقع ملتا رہا۔ اور اب تک ملتا رہتا ہے۔ اور علاوہ تبلیغ کے مناظرات بھی سینکڑوں ہزاروں کی تعداد تک پہنچ چکے ہوں گے۔ اس رؤیا میں رسول اللہ ﷺ کا وجود اپنی تعبیر کے لحاظ سے دراصل مسیح موعود علیہ السلام کا ہی وجود باجود تھا۔ اور مسیح موعود علیہ السلام بلحاظ مظہریت تام کاملہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

وقد اعطیت برھانا کرمح و ثقفناہ تثقیف العوالی

یعنی یہ کہ مجھے دلائل نیزوں اور تیز برچھیوں کی طرح دئے گئے ہیں مجھے بھی آپ کے ذریعے یہ برچھیاں عطا کی گئیں، جو آپ کے دشمنوں اور مخالفوں کے مقابل آپ کی تائید اور نصرت میں اب تک استعمال کی جا رہی ہیں۔

اور یہ جو دیکھا کہ اللہ جوایا اور نظام الدین کے مکان پر لشکر کا اجتماع ہے۔ اللہ جوایا باپ اور

نظام الدین بیٹا تھا۔ اللہ جوایا سے مراد سلسلہ اسلام کا دوبارہ احیاء ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے پر ظہور میں آیا۔ اور جس کے نتیجہ میں دین اسلام کا نظام تجدید کے طور پر دوبارہ قیام پذیر ہوا۔ اور موضع راجیکی جو میرا گاؤں ہے۔ اس میں آنخضرت کا بمع لشکر کے تشریف فرما ہونا اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ خاکسار راقم بھی اس لشکر محمدی کا ایک سپاہی ہوگا۔ جس کے ذریعے تمام ہندوستان میں تبلیغ احمدیت اور حقیقی اسلام کی خدمت لی جائے گی۔ جیسا کہ واقعات نے اس کی تصدیق بھی کردی۔ کہ سارے ہندوستان میں تبلیغی خدمات کیلئے خدا کے فضل سے خاکسار کو نظام مرکزی کے ماتحت موقع میسر آیا۔ اور اب تک اس خدمت کا سلسلہ جاری ہے والحمدللہ علیٰ ذالك اور خنزیروں سے مراد بدطینت اور مفسد لوگ تھے۔ جن کے نمونے اور مفسدانہ کوششیں اسلام کیلئے مضر اور نقصان دہ پائی گئیں۔ اور ان کے قتل سے مراد جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ 312 پر لکھا ہے نجس اور بدزبان دشمن کو مغلوب کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

جبرائیل امین کی طرف سے چودھویں کے چاند کا عطیہ

ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میں ایک مسقّف ہیئت کی کوئی چیز ہے اس کے نیچے ہوں جس کے نیچے کے چاروں در کھلے ہیں ان میں سے ہر ایک در کی طرف سے آسمان کا منظر بخوبی نظر آتا ہے۔ تب میں نے کیا دیکھا کہ اچانک آسمان کا در کھلا اور اس سے ایک شخص اترا۔ اور سیدھا میرے سر کی جانب اتر کر اس مقف جگہ پر آبیٹھا۔ وہ شخص جب میں نے دیکھا تو اس کی مجھے عالم شباب کی عمر معلوم ہوئی۔ خوبصورت اور سیاہ رنگ داڑھی بھی نظر آئی۔ چہرہ چاند کی طرح درخشاں اور دنیا کے تمام حسینوں سے مجھے وہ بڑھ کر حسین معلوم ہوا۔ اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ نیچے کون ہے۔ میں نے جواب میں عرض کیا کہ میں غلام رسول ہوں۔ تب اس پر اس بزرگ اور حسین شخص نے پنجابی زبان میں فرمایا جھولی کر یعنی دامن پھیلا۔ جب میں نے دامن پھیلایا۔ تو اس بزرگ نے اوپر سے میری جھولی میں چودھویں کا چاند پھینکا۔ جو عین میری جھولی کے اندر پڑا۔ اور پڑنے کے ساتھ ہی میں نے اپنے سینے سے لگالیا۔ تب وہ چاند فوراً میرے وجود کے اندر جذب ہوگیا۔ پھر میں نے اوپر نظر اٹھا کر اس

حسین جمیل اور محبوب شکل کی طرف دیکھا۔ اور عرض کیا کہ آپ کا اسم شریف تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ میرا نام جبرائیل ہے۔

اس خواب کی تعبیر بھی مجھے بیعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سمجھ آئی کہ چودھویں کے چاند سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نورانی وجود ہے۔ اور مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت اور آپ کی تصدیق کی برکت اور ایمان جو نصیب ہوا۔ تو یہ جبرائیلی تجلی کے فیضان کے ماتحت تھا اور بہت سے احمدی اصحاب جو وحی اور الہامات یا مبشرات کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے وہ آیت اذاو حیت الی الحواریین ان امنوا بی وبرسولی قالوا امنا واشھد باننا مسلمون کے مطابق اسی طرح کی وحی ہے جس طرح کہ مسیح اسرئیلی کی تصدیق اور آپ پر ایمان لانے کیلئے آپ کے حواریوں کو ہوئی اور انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ایسے انصار حواریوں کے متعلق بشارت دی گئی۔ بایں الفاظ کہ ینصرك رجال نوحی الیھم من السماء یعنی کئی رجال آسمانی وحی کے ذریعے تیرے انصار بنائے جائیں گے۔ جیسے کہ اس خاکسار کو بھی آسمانی مبشرات کے ذریعے ہی اس سعادت سے حصہ ملا۔ جو بیعت اور شناخت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے بطور ارہاص مجھ پر منکشف ہوئی۔ والحمدللہ علیٰ ذالك

ینصرك رجال کی وحی میں مسیح موعود علیہ السلام کے انصار کو رجال فرمانے میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ لوگ مؤثر ثابت ہوں گے۔ اور سعید روحیں جو ان کے اثر کو قبول کرنے والی ہوں گی۔ وہ نسوانی طبیعت کی طرح متاثر جیسے کہ الرجال قوامون علی النساء کا قانون اسی طرح کے مراتب تاثیرات و تاثرات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

خاکسار نے 1892ء میں قصبہ منگووال میں پرائمری پاس کر کے قصبہ کنجاہ میں مڈل فارسی کی تعلیم شروع کی۔ چھٹی جماعت میں داخل ہو کر ایام تعطیلات تک جو سال میں ایک ماہ کی ہوتی ہیں۔ تعلیم پائی کہ میرے بڑے بھائی جو علاوہ عالم ہونے کے طبیب حاذق بھی تھے۔ 25 سال کی عمر میں جو عالم شباب کا زمانہ ہوتا ہے وفات پا گئے۔ میرے یہ مرحوم بھائی دس گیارہ سال کے تھے۔ جب میرا تولد ہوا انہی کے بار بار کے اسرار سے اور تجویز کردہ نام سے میرا نام غلام رسول رکھا گیا۔ جو بالکل

میرے مناسب حال ثابت ہوا۔ میرے والدین جن کے دو بچے اس سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے بھائی تاج محمود جو خوبصورت اور لائق جوان تھے۔ ان کی فوتیدگی سے سخت محزون اور دردمند ہوئے۔ اور مجھے بجائے مڈل پاس کرنے کے فرمانے لگے۔ کہ تم اب ہمارے پاس ہی رہا کرو۔ تاج محمود کی وفات کی وجہ سے اب دل برداشت نہیں کرتا کہ تم ہم سے جدا رہو۔ میرے والدین بہت ہی نرم طبیعت اور رقیق القلب تھے پھر بھائی صاحب موصوف کی وفات کی وجہ سے اور بھی ایسا صدمہ محسوس ہوا۔ کہ بھائی صاحب مرحوم کا جب بھی ذکر ہوتا۔ آنسو جاری ہو جاتے۔ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکے بھی اول مڈل میں میرے کلاس فیلو تھے۔ تعطیلات پر جب میں گھر آیا۔ تو والدین کی ہدایت کے ماتحت پھر اپنے گاؤں میں ہی انتظام تعلیم کیا گیا۔ ہمارے گاؤں میں ایک فارسی کے استاد تھے جو سکندر نامہ تک فارسی کی تعلیم کے اچھے ماہر تھے۔ ان سے فارسی کی تعلیم کچھ حاصل کی لیکن زیادہ ذوق مجھے تصوف کے متعلق تھا اسی سلسلہ میں مثنوی مولانا رومی صاحب کے متعلق معلوم ہوا کہ فارسی زبان میں تصوف کی کتاب ہے اور ساتھ ہی مجھے معلوم ہوا کہ مولوی امام الدین صاحب ساکن گولیکے مثنوی اچھی جانتے ہیں۔ اس پر میں نے ارادہ کیا کہ گولیکے جا کر مثنوی پڑھوں۔

غالباً 1897ء کے آخری نصف حصہ سال میں گولیکے گیا تھا اور اور مولوی صاحب اس وقت میاں صاحب جو بٹالہ کے مشہور پیر تھے۔ ان سے تعلق ارادت رکھتے تھے جیسا کہ آپ نے بار بار ذکر سنایا اور 35-1934ء کے الحکم میں اپنا تحریری بیان شائع بھی کرایا۔ آپ قادیان میں بھی گئے تھے۔ لیکن یہ آپ کا وہاں جانا میرے گولیکے جانے سے پہلے ہوا تھا۔ پھر آپ قادیان سے جب واپس آئے تو پرانے خیالات کے معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ پا کر بحالت مخالفت ہی واپس آ گئے۔ بلکہ وہاں قادیان میں جو نماز مسجد مبارک میں جماعت کے ساتھ پڑھ کر آئے اسے بھی اس خیال پر دہرالیا کہ نماز نہیں ہوئی۔ میں مثنوی پڑھتا تھا اور قاضی اکمل صاحب اور مولوی غلام رسول صاحب آف لنگہ یہ دونوں صاحب بھی مولوی صاحب سے صرف ونحو اور منطق کی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ مجھے ان علوم سے بجز تصوف ومثنوی کے کسی سے دلچسپی اور لگاؤ نہ تھا۔ مولوی صاحب محض اپنی شفقت اور مہربانی کی وجہ سے مجھے بھی ان دونوں کا سبق ساتھ ساتھ سننے کیلئے تاکید فرماتے۔ لیکن میرے پاس

نہ ہی کوئی کتاب تھی نہ ہی مجھے اس قسم کی کتابوں سے کسی قسم کی دلچسپی تھی۔ صرف مولوی صاحب کے کہنے پر ان دونوں کے پاس بیٹھ کر سبق سن لیتا۔ اور وہ بھی کئی کئی روز کے ناغوں کے ساتھ اور کوئی کتاب بھی میں نے باقاعدہ نہیں پڑھی۔ اور نہ ہی سبق سننے کے بعد دوسری دفعہ میں سبق پڑھنے کی طرف توجہ کر سکتا اس لئے کہ ایک تو کتاب میرے پاس نہ ہوتی دوسری بے ذوقی اور کمیء توجہ تھی۔ ہاں مثنوی کے شغل اور دوسرے وظائف اور ذکر واذکار میں بہت سرگرم تھا۔ اسی اثناء میں کچھ عرصہ گزرا۔ اور منازل سلوک اور فقر کی طرف زیادہ توجہ رہی۔ اور بعض دفعہ مثنوی کا کوئی مقام یا شعر مجھے سمجھ میں نہیں آتا اور نہ ہی مولوی صاحب کے بیان فرمانے سے اطمینان ہوتا تو رات کو عالم خواب میں مولانا جلال الدین صاحب رومی صاحب مثنوی تشریف لے آتے اور مجھے وہ مقام سمجھا دیتے اور میری بخوبی تسلی ہو جاتی۔ اس طرح حضرت مولوی صاحب رومی قریباً کوئی آٹھ دفعہ خواب میں متفرق اوقات میں ملے اور مجھے افاضہ فرماتے رہے اور مثنوی مولانائے روم کے دوسرے دفتر میں ہی ابھی اسباق تھے کہ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت کے لئے تقریب پیدا کر دی کہ ایک دن ایک صاحب جو تعمیلات کیلئے تحصیل گجرات کے حلقہ کے اندر گشت پر تھے اور تحصیل کے سپاہی تھے۔ وہ گولیکی کی مسجد میں تشریف لائے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے تھے۔ ان کے پاس ایک صافہ میں بعض رسائل بھی باندھے ہوئے تھے۔ وہ پاس رکھ کر نماز ادا کرنے لگے۔ مولانا امام الدین صاحب اور خاکسار بھی پاس ہی تھے۔ مولوی صاحب نے ان کے رسائل کو لے کر دیکھنا چاہا۔ اس بزرگ نے منع فرمایا۔ وجہ یہ بتائی کہ جس بزرگ کی یہ کتابیں ہیں۔ میرے نزدیک بہت بڑے واجب الاحترام ہیں اور آپ لوگ ان کے حق میں کوئی برا کلمہ کہیں گے۔ تو میں اسے برداشت نہیں کروں گا۔ مولوی صاحب نے فرمایا ہم ایسا نہیں کریں گے۔ کہ کوئی کلمہ جو باعث آزردگی ہو منہ سے نکالیں۔ پھر اس نے کہا اس صورت میں بڑی خوشی سے دیکھ سکتے ہیں۔ بلکہ میں نے آگے تعمیل کیلئے جانا ہے آپ اچھی طرح دیکھ لیں۔ میں ان کتابوں کو واپسی پر لے لوں گا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے وہ کتب لے لیں اور گھر لے گئے۔ دوسرے دن میں بھی مولوی صاحب کے گھر کسی کام کیلئے گیا تو مولوی صاحب نے فرمایا تھوڑی دیر بیٹھک میں انتظار کرو میں ابھی آتا ہوں۔ وہاں انہی رسالوں سے ایک

رسالہ تھا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند نظمیں طبع شدہ تھی۔ ان میں سے ایک نظم

"عجب نوریست در جان محمدؐ"

کے مطلع والی بھی اور دوسری

چوں مرا نورے پے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

کے ابتدائی شعر والی تھی جب میں نے پہلی نظم پڑھی تو متاثر ہو کر اشکبار آنکھوں کیساتھ اس نظم کو ختم کیا اور جب آخری شعر پر پہنچا۔ جو یہ تھا۔

"کرامت گرچہ بے نام ونشان است
بیا بنگرز غلمان محمدؐ"

اس شعر کو پڑھ کر سخت بے تاب ہو گیا۔ اور حسرت سے دل بھر گیا کہ کاش اس بزرگ انسان صاحب کرامت کے وقت ہم بھی ہوتے اور ان کی زیارت کرتے اور ان سے فیض حاصل کرتے اور میں اس وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام اور مقام اور دعویٰ سے بالکل بے خبر تھا۔ اس نظم کو پڑھ کر دل میں سخت تڑپ پیدا ہوئی۔ کہ اس نظم والے بزرگ کا علم ہو کہ آپ کون تھے اور کس زمانہ میں ہو گزرے۔ ان کا نام اور مقام کیا تھا۔ اسی اضطراب اور بے چینی میں تھا کہ مولوی صاحب تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کلام منظوم کس بزرگ کا ہے اور وہ کہاں کے رہنے والے تھے۔ مولوی صاحب نے اس وقت جو جواب مجھے دیا۔ وہ ان الفاظ میں تھا کہ یہ ایک شخص قادیان ضلع گورداسپور کا ہے اور مولوی غلام احمد اس کا نام ہے اور وہ مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ مہدی مسیح کے دعویٰ کا تو مجھے علم نہیں لیکن ان کے اس کلام سے جو میں نے پڑھا ہے یہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت رسول کریمؐ کا اس بزرگ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی عاشق نہیں ہوا۔ یہ پہلا فقرہ تھا جو مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں میرے منہ سے نکلا۔ اس کے بعد معاً میں نے عرض کیا کہ دوسری نظمیں بھی میں پڑھنا چاہتا ہوں پھر جب میں۔

چوں مرا نورے پے قوم مسیحی دادہ اند

کے مطلع والی نظم پڑھی۔ تو میں سمجھ گیا کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ان معنوں میں ہے جو بیان فرمایا گیا۔ پھر میں نے وہ نظم پڑھی جس کا مطلع ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے

اس نظم کو جب پڑھتے پڑھتے اس شعر پر پہنچا کہ ۔

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں

نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

تو مجھے سخت درد اور رنج محسوس ہوا اور تاثرات سے آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور جن ظالموں نے آپ کو کافر اور ملحد اور دجال کہا ان پر سخت افسوس آیا کہ ایسے پاک انسان کو ان ظالموں نے کیوں ایسا ایسا کہا۔ اسی جوش کی حالت میں میں نے قادیان کے پتہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1314 ہجری میں خط بیعت کا لکھ دیا۔ جس کے جواب میں مجھے کئی رسالے اور اشتہارات قادیان سے آ گئے۔ جن کے پڑھنے سے مجھے ایسا محسوس ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حرف حرف اور لفظ لفظ میرے قلب پر نقش ہوتا جاتا۔

پھر انہی ایام میں میں نے دیکھا کہ ایک درخت ہے جس پر سارا قرآن کریم لکھا ہوا ہے۔ میں اس پر چڑھتا جاتا ہوں اور ساتھ ساتھ قرآن کریم بھی پڑھتا جاتا ہوں جب میں چوٹی پر پہنچا اور قرآن کو بھی میں نے ختم کر لیا۔ تو پھر اس سے اتر کر لوگوں کو اس عجیب درخت کی طرف دعوت دے دے کر بلاتا ہوں پھر اس کے بعد میرے سامنے ایک کتاب رکھی گئی جو کھولنے پر مشرق اور مغرب تک پہنچتی ہو اور بلندی کے لحاظ سے آسمان تک پہنچتی ہو اور وہ قرآن کریم کی تفسیر ہے جو مجھے پڑھائی گئی۔ اس کے بعد ایک فرشتہ ہمارے جد امجد حضرت میاں نور محمد صاحب کی شکل میں مجھ پر ظاہر ہوا اور اس نے مجھے کہا کہ آپ عربی علم پڑھ لیتے تو اچھا تھا۔ میں نے کہا ایسا علم جو لوگ پڑھتے ہیں۔ اس سے مجھے دلچسپی نہیں اور نہ ہی اس کے پڑھنے کو جی چاہتا ہے تب اس نے اپنی بغل سے ایک کتاب نکالی جو قلیل الحجم تھی اور میرے سامنے رکھ کر فرمایا۔ پڑھ۔ چنانچہ اس کتاب کی ابتدائی سطور سے جب میں نے تین سطریں پڑھیں تو اس نے کتاب آگے سے اٹھا کر فرمایا بس اتنا ہی کافی ہے۔ پھر اس کے بعد میں ان کتابوں کو

جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف سے مجھے ملی تھیں انہی کو زیر مطالعہ رکھتا۔ مولانا امام الدین صاحب نے بھی اس طرف خاص طور پر توجہ فرمائی اور حضرت اقدس کی کتب کو اچھی طرح سے بغور مطالعہ فرمایا۔ تو آپ کے خیالات تکذیب سے تصدیق کی طرف پلٹا کھا گئے اور پھر ہر دن آپ پر تصدیق کے خیالات میں ترقی دینے والا ہی ہوا اور پھر تصدیق کیلئے آپ کے یقینی مراتب میں اس سے بھی ترقی ہوئی۔ جیسا کہ آپ نے 1934ء اور 1935ء کے الحکم میں شائع شدہ بیان میں ذکر کیا۔ کہ آنحضرت ﷺ کی زیارت اور تصدیق نے جو مولوی غلام رسول راجیکی کو بار بار ہوئی۔ میرے یقین کو اور بھی پختہ کیا۔ چنانچہ 1898ء تک مولوی صاحب بالکل مصدق ہو گئے اور 1899ء کو مولوی صاحب موصوف بمع خاکسار راقم بغرض بیعت قادیان روانہ ہوئے اور دستی بیعت ہم دونوں نے جمعرات کی شام کو حضرت مسیح پاک کے پاک ہاتھ پر کی۔ حضور اقدس نے بعد بیعت فرمایا۔ کہ درود شریف اور استغفار کثرت سے پڑھنا چاہئے اور نیز فرمایا کہ نماز میں مادری زبان یعنی پنجابی میں بھی دعا کر لی جائے۔ یعنی مسنونانہ دعاؤں کے علاوہ۔ اس پر مولانا امام الدین صاحب نے عرض کیا کہ پنجابی میں نماز کے اندر دعا کرنے سے نماز ٹوٹ تو نہ جائے گی۔ ایسے سوال کو بیعت کرنے کے بعد مجھے اس وقت سخت ہی ناگوار محسوس ہوا۔ دل میں خیال آیا کہ جب اب بیعت ہو چکی ہے تو اب جیسے حضور فرماتے ہیں اس کے متعلق سوال کرنے کی کونسی گنجائش باقی رہ گئی۔ حضرت نے فوراً جواب میں فرمایا کہ نماز ٹوٹی ہوئی تو آگے ہی ہے۔ ہم نے تو ٹوٹی ہوئی کو جوڑنے کیلئے تدبیر بتائی ہے۔ جب ہم واپس ہوئے تو مولوی صاحب تو امرتسر اپنی ہمشیرہ کی ملاقات کیلئے ٹھہر گئے۔ اور میں سیدھا لاہور آ کر نیلہ گنبد لاہور میں مدرسہ رحیمیہ میں داخل ہو گیا۔ اس وقت میری عمر 19 سال کی ہوگی۔ رحیمیہ مدرسہ میں صرف ایک طالب علم حکیم عبدالعزیز پسروری میرا ہم عقیدہ تھا۔ لیکن ابھی تک غیر احمدیوں کے پیچھے نماز اور جنازہ کی ممانعت نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی اس وقت تک جماعت کیلئے امتیازی نام تجویز فرمایا گیا تھا۔ بلکہ احمدی نام بعد میں مردم شماری کی تقریب کے موقع پر تجویز ہوا تھا۔ ہم عرصہ تک غیر احمدیوں کے پیچھے ہی نمازیں ادا کرتے رہے۔ پھر 6 ماہ تک میں مدرسہ رحیمیہ میں تصوف کا شغل رکھتے ہوئے کسی قدر عربی کی تعلیم حاصل کرتا رہا۔ بوجہ کثرت شغل تصوف مدرسہ کے لڑکوں اور استادوں میں مجھے

صوفی کے نام سے شہرت دی گئی۔ اور مکالمہ مخاطبہ کے وقت عنداللہ کرہ مجھے صوفی کے نام سے ہی ذکر کیا جاتا۔ جب تعطیلات کے موقع پر میں واپس وطن کو آیا۔ تو میں احمدیت کی نعمت کے اظہار کیلئے ایک جوش سے بھرا ہوا تھا۔ اب میں نے ہر طرف دعوت وتبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جہاں مجلس دیکھتا وہاں پہنچ کر السلام علیکم کے بعد اہل مجلس کو مبارک باد عرض کرتا وہ پوچھتے کہ کیسی مبارک باد ہے۔ میں عرض کرتا حضرت مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہو گئے ہیں۔ وہ پوچھتے کہاں اور کس طرح۔ اس کے بعد تبلیغ شروع کر دیتا۔ بعض ہنسی میں بات ٹال دیتے بعض انکار کر دیتے بعض مخالفت کرتے بعض کہتے کہ بھائی صاحبان ان کی بات تو سن لو۔ الغرض ایک عرصہ تک جو 12 سال کا ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت تو اگر ہر روز نہ ہوتی تو ہر ہفتہ میں تو ضرور ہی نصیب ہوتی۔ کئی بار مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خواب میں مل کر کھانا کھاتے دیکھتا۔ جب شروع شروع میں میں نے اپنے وطن میں تبلیغ شروع کی تو عوام میں ایک شور برپا ہو گیا اور علماء علاقہ سخت برہم اور شدید مخالفت اور جوش غضب سے بھر کر میرے اثرات کو روکنے کیلئے کمربستہ ہو گئے۔ چنانچہ علماء نے میرے خلاف اپنا پرانا اور مجرب حربہ استعمال کرنا مفید سمجھا اور جابجا خفیہ طور پر مختلف دیہات میں آدمی بھیج کر سب علماء علاقہ کو ہمارے گاؤں موضع راجیکی میں جمع ہونے کیلئے دعوت دی گئی۔ چنانچہ بہت سے علماء بمع اپنے چیلے چانٹوں کے ہمارے گاؤں کی مسجد میں جمع ہو گئے اور مجھے بلایا گیا۔ جب میں علماء کی مجلس میں جن کا لیڈر مولوی شیخ احمد ساکن دھریکیں تحصیل پھالیہ ضلع گجرات تھے پہنچا اور میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحبان فرمائیے کیا ارشاد ہے جس کیلئے مجھے بلایا گیا۔ تو شیخ احمد بولے کہ آپ نے مرزا کو مہدی اور مسیح مانا ہے اور اس سے آپ کافر ہو گئے ہیں۔ ہم اس لئے آئے ہیں اور آپ کو بلایا ہے کہ آپ اس کفر سے توبہ کریں۔ آپ کے آباء اجداد اولیاء اور صاحب کرامت بزرگ ہوئے ہیں آپ ایسے خاندان سے ہو کر کہ جن کی مستورات بھی ولی اور صاحب کرامت تھیں اور ہم نے سنا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو وضو سے دودھ پلایا کرتی تھیں اور آپ کے بزرگ اس طرح سے گویا بچپن سے ہی ولی ہوتے تھے۔ آپ ایسے خاندان اور بزرگوں کو بدنام نہ کریں اور اس کفریہ عقیدہ سے باز آ جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے حضرت مرزا صاحب کو مرزا صاحب کی حیثیت سے تو نہیں مانا۔ بلکہ اس لئے مانا ہے کہ خدا نے انہیں

مسیح موعود اور مہدی معہود کی حیثیت میں اپنی طرف سے مبعوث فرمایا ہے اور میں آپ کی صداقت کو قرآن کریم اور حدیث کے پیش کردہ معیاروں کی رو سے ثابت کرتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعاوی میں منجانب اللہ اور بالکل صادق ہیں۔ مولوی صاحبان نے اس پر شور ڈالا اور اونچی اونچی آواز سے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہمیں آپ کے دلائل اور تقریر سننے کی ضرورت نہیں صرف توبہ کرانے کی ضرورت ہے آپ توبہ کریں اور کفر سے باز آجائیں اس سے زیادہ کوئی بات آپ کے منہ سے ہم سننا نہیں چاہتے۔ میں نے کہا کہ پھر یہ تو سکھا شاہی ہے کہ دلائل کے سوا آپ اپنی طرف سے ایسی کارروائی کرنا چاہتے ہیں جو نہ شرعاً جائز ہے نہ قانوناً نہ عقلاً نہ نقلاً۔ بعض مولوی صاحبان نے مجھے جوش غضب سے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ دوحرفی بات کرو۔ کفر سے باز آنا ہے یا نہیں۔ میں نے کہا۔ خدا اور رسول اور اسلامی تعلیم کے رو سے تو میں نے حضرت مرزا صاحب کو مان کر ایمان حاصل کیا ہے۔ اب میں اس ایمان سے کیسے توبہ کروں اور جس کفر سے آپ توبہ کرانا چاہتے ہیں۔ وہ خدا، رسول اور اسلامی تعلیم کا کفر تو نہیں البتہ آپ جیسے علماء کا کفر ہے سو آپ کے کفر سے تو میں نے حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر جاکر توبہ کی ہے اب اس توبہ کے بعد میں اور کس قسم کی توبہ کروں۔ اس پر علماء اور بھی برافروختہ ہوئے۔ اور مولوی شیخ احمد کھڑے ہو گئے۔ سینکڑوں آدمیوں کا مجمع تھا۔ جس کے سامنے انہوں نے میرے متعلق فتویٰ کفر کا اعلان کر دیا کہ یہ شخص مرزا قادیانی کو مسیح و مہدی مان کر کافر ہو چکا ہے اس لئے اس کے ساتھ ملنا جلنا اس کے پاس بیٹھنا اور اس سے سلام کلام اور اس کے ساتھ کھانا پینا شریعت کے رو سے قطعاً حرام ہے ہر ایک مسلمان مرد اور عورت اس سے بکلی پرہیز کرے۔ اس پر میرے چچا زاد بھائی، حافظ غلام حسین صاحب نے میری حمایت میں جوش کے ساتھ انہیں اور ان کے حامیوں کو جو انہیں لے کر آئے سخت لفظوں سے مخاطب کیا کہ تمہارے اس فتویٰ کفر کی کیا حقیقت ہے تم نے محض شرارت سے اعلان کیا ہے افسوس تم پر اور تمہارے اس اعلان پر۔

علماء کا یہ اعلان جو میرے متعلق فتویٰ کفر کا کیا گیا۔ گویا خدا کی طرف سے آسمانی فیوض کی کھڑکیاں کھلنے کا ایک پیش خیمہ تھا۔ مجھے علماء کے اس اعلان کی وجہ سے جو غم اور حزن ہوا وہ صرف اس بات کیلئے کہ اب تبلیغ کے کام میں اس اعلان سے رکاوٹ پیدا ہوگی۔ اور میری بات کو سننے سے ان

لوگوں کو جنہوں نے اعلان سنا نفرت ہو جائے گی۔۔تو اس صورت میں پیغام حق پہنچانے کے متعلق جو سخت دقت پیش آئے گی۔اس کے ازالہ کی کیا تدبیر ہو سکے گی۔جب لوگ بمع علماء کے چلے گئے تو میں ایک کوٹھڑی میں داخل ہو کر دروازہ کو بند کر کے سجدہ میں گر گیا اور دعا کرنے لگ گیا۔اشکبار آنکھوں کے ساتھ رقت سے بھری ہوئی چیخوں کی آواز میرے سینے کے اندر سے نکلتی تھی۔رات کو جب میں سویا تو میرے سامنے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کاغذ پیش کیا گیا۔جس پر لکھا ہوا تھا۔

''مولوی غلام رسول جوان صالح کراماتی''

اس الہامی کلام کے نزول فرما ہونے تک کوئی بھی مجھے مولوی کے لقب سے مخاطب نہیں کرتا تھا اس لئے کہ مولویانہ سند کے علوم کی منزل سے میں ابھی بہت دور سمجھا جاتا تھا۔اس لئے کوئی مجھے میاں صاحب کہہ دیتا کوئی صوفی صاحب۔مولوی غلام رسول صاحب ساکن لنگہ کے والد بزرگوار حکیم مولوی فضل الٰہی صاحب جو ہمارے خاندان کی بزرگی کی وجہ سے میرا بھی بہت ادب کرتے۔اکثر میرے متعلق میاں صاحب کا لفظ ہی استعمال کرتے اور دوسرے لوگ بھی عام طور پر میاں صاحب ہی کہتے۔اس الہامی بشارت کے بعد میں نے اس الہامی بشارت کو بہت سے لوگوں سے بیان کر کے کہہ دیا تھا کہ اب میں آسمان پر مولوی قرار پا چکا ہوں اور آسمانی مولویت کے خطاب سے مجھے سرفراز فرمایا گیا ہے۔ اب میں نے مولوی ہو جانا ہے۔بعض افراد اس بشارت کو سن کر بطور مذاق یہ بھی کہہ دیتے کہ مولوی بننے والا علم تو آپ نے پڑھا نہیں۔پھر مولوی کس طرح بنیں گے۔لیکن اس کے بعد ایک دنیا نے دیکھ لیا کہ اس الہامی بشارت نے اپنی صداقت کا جلوہ کس شان سے ظاہر فرمایا۔کہ مولوی کے سوا اب کوئی میرا نام لیتا نہیں۔مولانا امام الدین صاحب اور میں نے جب دونوں نے بیعت کی۔مہمان خانہ میں ہم اترے۔اس وقت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی بیعت کرنے والوں کے نام لکھا کرتے تھے۔ہم دونوں سے بھی انہوں نے دریافت فرمایا کہ آپ صاحبان کے نام و پتہ جو کچھ ہو مجھے لکھا دیں۔میں نے اپنے گاؤں کا نام راجیکی بتایا۔نام لکھانا حسن تفاؤل کے لحاظ سے ایسا مبارک ثابت ہوا کہ میرے گاؤں کا نام اب میرے نام کا جزو بن گیا۔یہاں تک کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مجھے اکثر مولوی راجیکی کے نام سے ہی ذکر فرماتے۔اس الہامی

بشارت کے بعد اور اس بشارت کے بعد جو درخت پر چڑھنے اور سارا قرآن پڑھنے اور اس بڑی کتاب کے پڑھائے جانے کے بعد جو مشرق مغرب تک پھیلی ہوئی اور آسمان کی بلندی تک اونچی تھی ایک طرف خدا تعالیٰ نے میرا سینہ علوم لدنیہ اور معارف دینیہ اور اسرار مخفیہ اور حقائق قرآنیہ اور عجائبات حکمیہ کیلئے کھول دیا۔ اور دوسری طرف میرے لئے ظاہری کتب کے مطالعہ کیلئے اس قدر توفیق بخشی کہ قریباً دس ہزار لغات عربی زبان کی مجھے یاد ہو گی۔ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تمام کتب اور خصوصاً عربی کتب کو میں نے اس استغراق اور محویت کے ساتھ پڑھا کہ میرے دل اور دماغ میں وہ نقش ہوتی چلی گئیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے میرے اندر ایک ایسا اثر اور ملکہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ گویا میں عربی زبان میں اگر کچھ لکھنا چاہوں تو میں اس پر قادر ہوں گا۔ اس کے بعد میں نے بعض مخالف علماء کو عربی میں خطوط لکھے اور مقابلہ کیلئے بلایا کہ میرے ساتھ عربی زبان میں مقابلہ کریں۔ یا عربی میں قرآن کریم کے کسی مقام کی آمنے سامنے بیٹھ کر تفسیر لکھیں۔ لیکن پنجاب اور ہندوستان کے علماء میں سے کوئی بھی مقابلہ نہ کر سکا نہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نہ ہی مولوی ابراہیم سیالکوٹی نہ ہی دیو بندی علماء نہ ہی کلکتہ اور بہار اور دربھنگا کے علماء جنہوں نے منگیر کے عربی تحریری مناظرہ میں میرے عربی پرچہ لکھنے اور ہزارہا مخلوق کے سامنے لکھنے اور پڑھنے کے بعد اپنے عجز کی وجہ سے پیٹھ دیتے ہوئے میدان مقابلہ سے بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا۔ حالانکہ ڈیڑھ سو کے قریب اطراف ہند سے اس مناظرہ کیلئے علماء جمع تھے۔ اس مناظرہ سے پہلے میں نے کشفاً دیکھا کہ میرا ہاتھ ید بیضا کی شکل پر بالکل سفید اور نورانی ہے اور چمکتا ہے اور پھر جب میں مناظرہ کیلئے کھڑا ہوا تو روح القدس آسمان سے مجھ پر نازل کی گئی۔ جس نے مجھے اپنے پورے تصرف کے اندر کر لیا۔ اور میرے قلم کا جنبش عربی زبان میں پرچہ لکھنے کے وقت اور میری زبان عربی پرچہ سنانے کے وقت روح القدس کے تصرف کے نیچے حرکت کرتی تھی اور میں ایک آلہ کی طرح درمیان میں صرف ایک پردہ کے طور پر نظر آتا تھا۔ اور یہ اعجازی اور علمی برکت کا نشان میرے پیارے مسیح محمدی کا نشان صداقت اور جلوہ حقیت ظاہر ہوا۔ جس پر اسی وقت ساحران موسیٰ کی طرح کئی نوجوانوں نے جو آٹھ کی تعداد سے کم نہ تھے اسی میدان مناظرہ میں اپنی بیعت اور احمدیت کا اعلان کرنا چاہا۔ جنہیں حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

امیر وفد نے فرمایا کہ مکان پر آ کر بیعت کر لینا چنانچہ بیعت سے وہ احمدی ہو گئے۔ اور میں جو اتنا خوش الحان نہیں پرچہ سنانے کی وقت ایسی مؤثر اور خوش الحانی سے پرچہ پڑھا کہ مباحثہ مُنگیر کی رپورٹ مرتب کرنے والے صاحب نے لحن داؤدی سے اسے تعبیر فرمایا۔ اس مناظرہ میں کئی ہزار تک حاضری کی تعداد تھی اور پانچ صدر تھے دو احمدی دو غیر احمدی اور پانچواں ہندو۔ جو ایک بہت بڑا رئیس اور معزز ہندو تھا۔ غیر احمدی علماء جیسے مولوی مرتضیٰ در بھنگی وغیرہ بار بار شور مچاتے اور کہتے کہ یہ پرچہ پڑھنے سے لوگوں پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ اس طرح سے ہم پرچہ نہیں پڑھنے دیں گے یہ پرچہ پڑھے تو فر فر پڑھے اور جلد از جلد ختم کرنے کی کوشش کرے جس پر سب سے بڑے صدر صاحب جو ہندو تھے۔ انہوں نے ان مجسم بدتہذیب علماء کو اپنی ناشائستہ حرکات سے روکا۔ لیکن وہ بار بار اٹھتے اور شور مچاتے۔ آخر علماء عجز نما شکست اور ذلت آلود ہزیمت کیساتھ اس میدان مناظرہ سے اس مصرعہ کی مجسم تصویر ہو کر باہر نکلے کہ۔

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

میں اپنے علماء سلسلہ کی طرح کتابوں کے ٹرنک ساتھ رکھنے کی عادت نہیں رکھتا صرف ایک قرآن ساتھ رکھتا ہوں۔ اور زیادہ تر دعاؤں سے کام لیتا ہوں۔ اگر دعا کی مجھے توفیق مل جائے تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ دعا کی توفیق نہ مل سکے تو سمجھ لیتا ہوں کہ کوئی ابتلاء مقدر ہے۔ پھر استغفار پر زور دیتا ہوں۔ پھر علاوہ تبلیغ کے علمی مباحثات و دینی مناظرات کے ہزاروں دفعہ مجھے موقع ملا۔ اور بعض دفعہ ان مناظرات کی وجہ سے کثرت سے لوگوں نے احمدیت کو قبول کیا ایک دفعہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے موضع مانگٹ اونچے میں جو علاقہ حافظ آباد میں ہے میرا دو دن مناظرہ ہوا۔ جس پر پچاس آدمیوں نے بیعت کی جن کے نام اخبار بدر میں شائع ہوئے۔ اسی طرح چک لوہٹ ضلع لودھیانہ میں بحث ہوئی جس پر 80 سے کچھ اوپر لوگوں نے بیعت کی اسی طرح ایک دفعہ دہلی سے علماء غیر احمدی جو ماچھی واڑہ ضلع لدھیانہ میں مناظرہ کیلئے بلائے گئے۔ ان سے میرا مناظرہ ہوا اور 35 افراد نے بیعت کی۔ اسی طرح کئی مواقع پر لوگوں نے حق کو قبول کیا اور غیر احمدی علماء کو میں نے نہ صرف ظاہری علم کی قوت سے بلکہ روحانی علوم کی طاقت سے پچھاڑا۔ اور آنحضرتؐ کے لشکری کی حیثیت سے حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی علوم اور آپ کے عطا کردہ دلائل قاطعہ کی باطل کش برچھیوں

سے باطل کو مجروح کیا ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جہلم میں ایک مجمع عظیم میں مجھے اکتسابی علوم سے بے بہرہ ہونے پر طعن کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے پڑھا ہی کیا ہے۔ صرف پرائمری تک آپ کی تعلیم ہے آپ مرزا صاحب کے رنگروٹ ہیں اور میں مولوی فاضل مفسر قرآن اور اسلام کا جرنیل ہوں۔ یہی بات ایک دفعہ ریاست کپورتھلہ میں ایک مجمع کے اندر کہی تھی۔ میں نے مولوی ثناء اللہ سے کہا کہ آپ مولوی فاضل اور مفسر قرآن ہیں عربی اور اردو میں آپ نے تفسیر قرآن بھی لکھی ہے اور اسلام کے جرنیل ہونے کا بھی دعویٰ ہے اور میری نسبت آپ نے تسلیم کیا ہے کہ میں حضرت مرزا صاحب کا رنگروٹ ہوں۔ اس جگہ اس مجمع عظیم کے سامنے آپ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی تکذیب کر رہے ہیں کہ آپ کی صداقت کا کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا اب اسی مجمع عظیم کے سامنے اور اسی وقت میں تازہ نشان حضرت اقدس کی صداقت کا پیش کرتا ہوں جس کا آپ انکار نہ کر سکیں گے اور ساتھ ہی اس نشان صداقت کو اس مجمع کے حاضرین بھی دیکھ لیں گے اور وہ نشان یہ ہے کہ اسی وقت اور اسی مجمع کے سامنے کاغذ اور قلم دوات اور قرآن کریم غیر مترجم میرے مقابلہ میں لے کر بیٹھ جائیں اور قرآن کریم کے جس مقام سے آپ پسند کریں عربی میں تفسیر لکھیں اگر اس وقت آپ عربی زبان میں تفسیر لکھنے سے عاجز اور قاصر ثابت ہوں اور تفسیر نہ لکھ سکیں اور میرے جیسا اُمی جو آپ کے بیان کردہ الفاظ کے مطابق صرف پرائمری پاس شدہ رنگروٹ ہے وہ فصیح عربی میں تفسیر لکھے اور حقائق و معارف سے مملو تفسیر لکھنے میں ان سب حاضرین کی آنکھوں کے سامنے کامیاب ہو جائے۔ تو کیا یہ تازہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ظاہر نہ ہوگا پس اگر ہمت ہے اور کسی قسم کی علمی لیاقت پر ناز ہے تو اس وقت علمی اعجاز پیش کرنے کیلئے بہترین موقع ہے اٹھو اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا تازہ نشان دیکھو اور اسی وقت اور اسی مجمع کے سامنے دیکھو مگر یاد رکھو کہ اس وقت میرے مقابلہ میں آپ کا قلم ٹوٹ جائے گا اور آپ کی دوات پھوٹ جائے گی۔ اور آپ کا کاغذ پھٹ جائے گا اور آپ کا ہاتھ کٹ جائے گا یعنی آپ کو طاقت نہیں ہوگی کہ میرے مقابلہ میں عربی تفسیر کچھ بھی لکھ سکیں۔ چنانچہ اس وقت میری اس تحدی کو تمام مجمع کے حاضرین سن کر دنگ رہ گئے اور حاضرین کا خیال تھا کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری اس تحدی کا جواب تفسیر نویسی کیلئے ابھی تیار ہو کر دے گا اور ضرور دے گا۔ لیکن لوگوں کی حیرت کی کوئی

انتہاء نہ رہی جب انہوں نے اس مجمع عظیم جو ہزاروں کی تعداد میں تھا۔ اس کے سامنے دیکھا کہ ثناء اللہ میں مقابلہ کی حس نہیں بلکہ وہ ایک مردہ کی طرح بحالت سکوت صرف لاشہء بے جان محسوس ہو رہا ہے۔ اور مولوی فاضل کہلانے والا حضرت مسیح موعودؑ کے ایک اُمی کے اعجازی علم کے سامنے بے جان اور ایک عربی تفسیر قرآن لکھنے کا مدعی اپنے دعویٰ تفسیر نویسی کو مسیح پاک کے روحانی شاگرد کے سامنے جو بظاہر سارے قرآن کی عبارت بھی کسی سے پڑھنے کا موقع حاصل کرنے والا نہ ہوسکا باطل ثابت کر رہا ہے۔ اور ایک جرنیل اسلام ہونے کا دعویدار مسیح محمدیؑ کے ایک رنگروٹ کے سامنے ذلت آلود ندامت اور شکست کے ساتھ پسپا ہو گیا۔ میں نے للکار کر اس وقت کہا کہ کیا مولوی ثناء اللہ امرتسری کا یہ عجز اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا قوت اعجاز کی روح سے بھرہوا زبردست نشان نہیں تو پھر اور کیا ہے۔ احمدیت کی اس فتح اور مولوی ثناء اللہ کی اس تازہ شکست سے حاضرین پر بہت ہی اچھا اثر پڑا۔ اور بعض فوجی سپاہی جو وہاں آئے ہوئے تھے بعد میں مجھے بلا کر انہوں نے کچھ مسائل سمجھے اور احمدیوں کی علمی طاقت اور دلائل کی بہت تعریف کی اور بعض نے بیعت کرنے کا بھی وعدہ کیا۔
الحمدللّٰه علیٰ ذالك

نوٹ:۔ مجھے افسوس ہے کہ میں حضرت مولوی صاحب کا پر از معارف وحقائق اور تاریخی واقعات کا صحیح مرقع اور دلچسپ ومفید مضمون کا عدم گنجائش اور دیر میں ملنے کے باعث صرف 1/4 حصہ بلکہ اس سے بھی کم شائع کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی آئندہ فرصت میں سارے کا سارا مضمون الگ چھپوا کر اس کی تلافی کروں گا۔ و باللّٰه التوفیق (خاکسار مؤلف)

احمدیت

(از خاکسار عبدالرحمٰن مبشر مؤلف کتاب ہذا)

محترم بھائیو! میری یہ کتاب جو آپ کے زیر مطالعہ ہے جسے میں نے اس غرض کیلئے بڑی محنت اور عرقریزی سے مرتب کیا ہے کہ آپ نہایت آسانی سے صداقت کے چشمہ تک پہنچ کر سیراب ہو سکیں اور مختلف آوازوں کی وجہ سے جو دنیا کے مختلف مذاہب کے متبعین کی طرف سے اٹھائی جارہی ہیں آپ میں جو بے چینی سی پیدا ہو رہی ہے وہ دور ہو جائے۔ اور حقیقی اطمینان اور صحیح تسلی آپ کو حاصل ہو۔ آپ میرے اس مختصر سے مضمون کو بھی نہایت غور سے مطالعہ فرمائیں۔ تا کہ جو غلط فہمی متعصب مخالفین نے احمدیت کے متعلق پھیلا رکھی ہے اس کی حقیقت آپ پر واضح ہو۔ اور آپ صحیح فیصلہ پر پہنچ سکیں۔

احمدیت خدا کا ایک قائم کردہ سلسلہ ہے جو اسی اصل اسلام کا دوسرا نام ہے۔ جسے آج سے تیرہ سو سال قبل ہادیٔ برحق حضرت محمد عربی ﷺ (فداہ روحی) نے خدا کے حکم سے قائم کیا تھا۔ اگر یہ سلسلہ جیسا کہ سمجھا جاتا ہے نعوذ باللہ اسلام کی ضد یا اس کا مخالف ہوتا تو اس کے ایسے اصول ہوتے جو اسلام کے سراسر خلاف ہوتے۔ جیسا کہ بہائیت اور عیسائیت وغیرہ کے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں۔

اسلام کے پانچ بڑے اصول جیسا کہ آپ کو معلوم ہے یہ ہیں۔ (اول) کلمۂ شہادت یعنی گواہی دینا کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ (دوم) نماز کا قائم کرنا۔ (سوم) زکوٰۃ دینا (چہارم) رمضان شریف کے روزے رکھنا (پنجم) اگر توفیق ہو تو حج کرنا۔ اسی طرح اسلام نے جن باتوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے وہ یہ ہیں (۱) اللہ تعالیٰ پر (۲) اس کے فرشتوں پر (۳) اس کے رسولوں پر (۴) اس کی کتابوں پر (۵) بعث بعد الموت پر (۶) اور تقدیر پر یقین رکھنا۔ یہی اصل الاصول ہیں۔ جو اعتقادات اور اعمال کا مرکزی دائرہ ہیں۔ باقی تمام فروعات ہیں۔ جو ان کے گرد چکر لگاتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے بعینہٖ بغیر کسی قسم کے فرق کے مذکورہ بالا عقائد ہیں اور ایسے شخص کیلئے جو ان

عقائد پرسختی سے پابند نہ ہو جماعت احمدیہ کے دروازے بکلی بند ہیں۔ حضرت بانیء سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی کتاب ایام الصلح کے صفحہ 87 پر فرماتے ہیں۔

''اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اس پر مریں اور تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام کتابوں پر جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ایمان لاویں اور صوم وصلوٰۃ اوزکوۃ وحج اور اسی طرح خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا۔ اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماع سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں۔ کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔''

چنانچہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسلام کے تمام اصولوں پر عملی رنگ میں سختی سے کاربند ہے اور انہیں اصولوں کو دنیا میں رائج کرنے کیلئے کوشاں ہے۔ مخالفین اسلام کی دشمنی کا باعث بھی یہی ہے کہ یہ جماعت انہیں اپنے راستے میں روڑا نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ باقی تمام اسلامی جماعتوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف اس جماعت کے درپے آزار نظر آتے ہیں۔ اور جہاں کہیں اس جماعت سے کسی قسم کا مقابلہ ہوتو تمام غیر مسلم جماعتیں اس کے خلاف محاذ میں جمع ہوتی ہیں۔ پس یہ بات بھی اس جماعت کے صحیح اسلامی جماعت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ مذکورہ بالا حوالہ سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ جماعت احمدیہ صحیح معنوں میں اسلامی جماعت ہے اور مخالفین احمدیت کا اسے اسلام کے خلاف قرار دینا سراسر بہتان اور ظلم عظیم ہے۔

جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد جو اسے دوسری جماعتوں سے ممتاز کرتے ہیں یہ ہیں۔
(اول)اس جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کے متعلق قرآن کریم میں رسولا الیٰ بنی اسرائیل آیا ہے وہ فوت ہو چکے ہیں۔ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے اور اس عقیدہ کی بنیاد قرآن وحدیث اور تاریخی ثبوتوں پر ہے۔ (دوم) حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانے میں مامور ہو کر آئے ہیں اور آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں۔ جن کی پیشگوئی احادیث میں آئی ہے۔ بلکہ ادیان کل کے موعود ہیں۔ (سوم) آپ اس صدی کے مجدد ہیں اور آنحضرت ﷺ کا فرمان کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (ابن ماجہ) یعنی اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت میں ایک شخص کھڑا کرے گا۔ جو اس دین کی تجدید کرے گا۔ یہ پیشگوئی آنجنابؐ کی جس طرح گذشتہ صدیوں میں پوری ہوئی۔ اسی طرح اب بھی ہو گئی ہے۔ اور ہمیشہ ہوتی رہے گی۔ (چہارم) آنحضرت خاتم النبیین ہیں۔ یعنی آپ ہی کے ذریعہ سے اب انسان تمام کمالات روحانیہ حاصل کر سکتا ہے۔ جس طرح آپؐ پر نبوت ختم ہے اسی طرح ولایت، کرامت، شرافت، بلکہ انسانیت بھی آپؐ پر ختم ہے اور یہ تمام کمالات جو بنی نوع کی ذاتی اصلاح یا دوسروں کی اصلاح و درستگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب آپ ہی کے ذریعہ اور پیروی سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت بانیء سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جہاں کہیں نبوت یا رسالت کے الفاظ اپنے متعلق استعمال کئے ہیں وہاں اس بات کو ہر جگہ واضح کیا ہے کہ یہ تمام کمالات مجھے اسی منبع فیض و برکات سے حاصل ہوئے ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے حضور اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ 116 پر فرماتے ہیں۔

''وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے پائی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اسی

بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔اس آفتاب ہدایت کی شعاع ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔"

پس آپ کی نبوت آنحضرتؐ کی نبوت کی غیر نہیں اور خاتم النبیین کے اعلیٰ اعزاز کی حقیقت واضح کرنے والی ہے۔(پنجم) قرآن کریم میں کوئی حکم یا آیت منسوخ نہیں اس کا ایک ایک حرف اسی طرح قابل عمل ہے جس طرح وہ قابل تلاوت ہے۔(ششم) خدا تعالیٰ اب بھی اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے جیسا کہ پہلے کیا کرتا تھا۔اور اب بھی وہ اپنے برگزیدہ لوگوں کو دنیا کی طرف مصلح بنا کر بھیجتا ہے جیسا کہ پہلے بنا کر بھیجا کرتا تھا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اللّٰہ یصطفی من الملئکۃ رسلا و من الناس اللہ تعالیٰ چنتا ہے فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول۔(ہفتم) اسلام کی تعلیم اپنی صداقت اور دلائل کے روٗ سے لوگوں کے دلوں کو فتح کرے گی اس کیلئے ظاہری زور یعنی تلوار چلانے کی ضرورت نہیں۔اور لا اکراہ فی الدین (دین میں کوئی جبر نہیں) والا حکم اب منسوخ نہیں ہو گیا بلکہ واجب العمل ہے پس ایسا جہاد...... جس میں تلوار کے ذریعہ سے کسی کو اپنے عقیدہ کا قائل کروانا مقصود ہو ہرگز ہرگز جائز نہیں کیونکہ تلوار کی حکومت جسم پر ہوگی روح پر ہرگز نہیں ہو سکتی۔اور اسلام انسانی روح پر اپنی حکومت کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ اسلام نے تو ظاہری اقرار اور باطنی انکار کا نام منافقت رکھا ہے اور اس کی سزا دوزخ کا سب سے نچلا حصہ قرار دیا ہے۔پس تلوار کے ذریعہ مذہب پھیلانا اسلام کے منشاء کے سراسر خلاف ہے اور ایسا مہدی جو اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے غلبہ دے کبھی نہیں آئے گا۔ہاں حسب ضرورت بعض شرائط کے ساتھ جہاد بالسیف بھی جائز ہے اور اس کا حکم منسوخ نہیں ہے اور نہ ہوگا۔(ہشتم) تمام مسلمانان عالم بلکہ تمام دنیا کی اصلاح خواہ وہ معاشرتی، تمدنی، عملی یا اعتقادی ہو۔اب احمدیت سے وابستہ ہے اور وہ سنہری اصول جو احمدیت نے اس بارے میں دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں جو اصل اسلام ہی کے اصول ہیں ان پر چلنے سے دنیا کی نجات ہے۔(نہم) احمدیہ جماعت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ دوسرے مذاہب کی عیب چینی کرنے کی بجائے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنی چاہئیں۔کیونکہ کسی کی کمزوری بیان کرنے سے اپنی بڑائی ثابت نہیں ہو سکتی۔بلکہ ہماری تعلیم کی برتری ہی ہمارے مذہب کی برتری ثابت کرسکتی ہے۔ہاں جوابی طور پر مجبوراً اگر دوسرے کی اعتقادی

کمزوریاں اور مذہبی خامیاں بیان کرنی پڑیں تو ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ مگر وہ بھی ایسی قوموں کے مقابلہ میں جن کا کام ہی ہمیشہ بدگوئی اور بدزبانی کرنا ہو۔ ورنہ نہیں اور یہی دنیا میں قیام امن کا ذریعہ ہے۔ جس پر یہ جماعت کاربند ہے۔ (دہم) خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر زمانہ اور ہر قوم میں جتنے بھی ماموراور مصلح آئے ہیں۔ وہ سب واجب الاحترام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جماعت تمام مصلحین کو خاص عزت کی نگاہ سے دیکھتی اور ہر جگہ علی الاعلان اس کا ذکر کرتی ہے۔ (یازدہم) اس جماعت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے منکر اور اس کے دین کے مخالف اگر وہ انہیں اپنی رحمت کاملہ سے بخش نہ دے۔ ایک ایسے مقام پر رکھے جائیں گے جسے ہم جہنم کہتے ہیں۔ اور جس میں آگ اور شدید سردی کا عذاب ہوگا۔ جن کی غرض محض تکلیف دینا نہیں ہوگی۔ بلکہ اس میں ان لوگوں کی آئندہ اصلاح مدنظر ہو گی۔ حتیٰ کہ وہ دن آجائے جب اللہ تعالیٰ کا رحم جو ہر چیز پر غالب ہے۔ ان کو ڈھانپ لے اور یـاتـی علیٰ جهنـم زمـان ليس فيها احد و نسيم الصبا يحرك ابوابها (تفسیر معالم التنزیل زیر آیہ فاما الذین شقوا الخ) جہنم پر ایک وقت ایسا آئے گا جب کہ اس میں ایک متنفس بھی نہیں رہے گا اور باد صبا اس کے دروازے کھٹکھٹائے گی۔ کا وعدہ پورا ہو جائے۔

یہ عقائد جو اختصاراً میں نے یہاں درج کئے ہیں۔ صحیح اور قابل قبول ہیں اور ان کی رو سے تمام مذاہب باطلہ پر اسلام کی صداقت اور برتری ثابت کر کے ان کے متبعین کو اسلام کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔

محترم بھائیو! حضرت بانیء سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جب خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا کہ اٹھو اور دنیا کی اصلاح کرو تو سوائے تعمیل حکم کے آپ کیلئے اور کونسی راہ ہو سکتی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اس میں میرا جرم کیا جب مجھ کو یہ فرماں ملا　　کون ہوں تا رد کروں حکم شہہ ذوالاقتدار
اب تو جو فرماں ملا اس کا ادا کرنا ہے کام　　گرچہ میں ہوں بس ضعیف و ناتوان و دلفگار

خدارا آپ اتنا تو سوچیں کہ کیا مفتری انسان کبھی بارور اور کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور کبھی عالم الغیب خدا اس کی تائید اور تصدیق میں وہ نشانات ظاہر کر سکتا ہے۔ جو کسی سچے موعود کے بارے میں گزشتہ صحیفوں

میں مرقوم ہوں۔ مثلاً دار قطنی کی حدیث ان لمھدینا ایتین (الحدیث) کے مطابق 1311 ہجری میں سورج اور چاند کو رمضان شریف کے مہینہ میں گرہن لگنا، دمدار ستارے کا ظاہر ہونا، پھر مسلم کی حدیث ولیترکن القلاص فلا یسعی علیھا کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایک ایسی سواری نکلے گی کہ اونٹ بیکار ہو جائیں گے، کے مطابق ریل اور دوسری تیز رفتار سواریوں کا ایجاد ہونا پھر صلیبی مذہب کا اطراف عالم میں پھیلنا، یاجوج ماجوج آگ کے ہتھیار استعمال کرنے والی آگ بگولا ہونے والی اور آگ سے ہی تمام کاروبار کرنے والی قوم کا اونچی اور نیچی جگہوں پر پھیلنا۔ پھر دریاؤں کا پھاڑے جانا اور نہروں کا نکالا جانا، اسی طرح صحائف کا پھیلنا، اخبارات کا کثرت سے شائع ہونا، طاعون کا پڑنا، زلازل کا آنا، جنگوں کی کثرت، کیا زمین وآسمان کا اس قدر آپ کے زمانے میں نشانات ظاہر کرنا اہل تقویٰ کی چشم بصیرت کھولنے کیلئے کافی نہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں مفتری کے ناکام ونامراد مرنے اور اس کے ذلت سے بے یارومددگار مارے جانے کے متعلق جو قوانین بیان کئے ہیں۔ ان کا برعکس ہونا یعنی بجائے ناکام ونامراد مارے جانے کے آپ کا بامراد وکامیاب زندگی گزارنا اور اسلام کے فدائیوں کی ایک عظیم الشان جماعت پیدا کرنا۔ جن کے متعلق مخالف وموافق سب کا یک زبان ہوکر گواہی دینا کہ یہ جماعت اسلام کی بڑی خدمت کرنے والی فعال جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ساتھ سچے مامورین جیسا سلوک ہونا ہر موقع پر خدا تعالیٰ کا آپ کی سپر بننا۔ کیا یہ سب باتیں کسی مفتری کو میسر آسکتی ہیں۔ چشم فلک نے کبھی ایسا نظارہ نہیں دیکھا کہ ؎

کیا مفتری کا یہی انجام ہوتا ہے ذلت ہیں چاہتے یہاں اکرام ہوتا ہے

ایک اور نظارہ ملاحظہ فرمادیں کہ جسے مفتری کہا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حضور نہایت جسارت سے یہ التجا کرتا ہے کہ ؎

اے قدیر و خالق ارض و سما اے رحیم و مہرباں و راہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر توے بنی مرا بر فسق و شر گر تو دید ہستی کہ ہستم بد گوہر
پارہ پارہ کن منے بد کار را شاد کن ایں زمرہ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوار من دشمنم باش وتباہ کن کار من

در مرا از بندگانت یافتی قبلہ من آستانت یافتی
در دل من آں محبت دیدہ کز جہاں آں راز را پوشیدہ
بامن از روئے محبت کارکن اند کے افشاء آں اسرار کن

(حقیقۃ المہدی صفحہ 1)

مگر ہوتا کیا ہے بجائے اس کے خدا تعالیٰ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا اور اس کے دشمنوں کو خوش کرتا۔ ہر ایک قوم ہر ایک فریق کے خدا ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ اور ان میں سے تھوڑا تھوڑا حصہ الگ کر کے حضرت مرزا صاحب کو طاقتور اور مضبوط بنا دیتا ہے حتیٰ کہ دشمن بھی آپ کی ترقی کو دیکھ کر دم بخود رہ جاتا ہے۔ پھر بجائے اس کے کہ آپ کے دشمن اپنی آنکھوں سے آپ کے در و دیوار پر آگ برستے دیکھتے۔ الٹا پھولوں کی بارش ہوتی دیکھتے ہیں۔ اور مال و دولت سے آپ کو مالا مال کر دیا جاتا ہے۔ نیک اور پاک اولاد سے آپ کو خوشحال کیا جاتا ہے۔ پھر آپ کو یہاں تک ترقی ملتی ہے کہ بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔ ؎

گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے ہمارے کردیئے اونچے منارے

ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے کیا کوئی عقلمند آپ کو مفتری قرار دے سکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ اور اس پر طرفہ یہ کہ آپ مفتری قرار دینے والوں کو للکار کر کہتے ہیں کہ جاؤ اگر تمہیں میری صداقت پر اب بھی شبہ ہے تو اپنے مولیٰ سے اپنے پیدا کرنے والے سے پوچھو۔ سینکڑوں سعید الفطرت احکم الحاکمین کے دربار میں سربسجود ہو کر اور رو رو کر حقیقت حال دریافت کرتے ہیں وہاں سے سب کو یہی جواب ملتا ہے جاؤ جلدی کرو اور اسے جا کر قبول کرو۔ وہ ہمارا محبوب ہے۔ ہمارا فرستادہ ہے۔ سچا ہے۔ آپ ان تمام رؤیاء و کشوف کو خود میری اس کتاب بشارات رحمانیہ میں ملاحظہ فرمائیں گے اور اگر خدانخواستہ اس سے بھی آپ کی تسلی نہ ہو تو پھر آپ خود ان لوگوں کی طرح اپنے مولا کے حضور التجائیں کریں وہ حقیقت حال واضح کر دے گا۔ آپؑ کے متعلق استخارہ کرنے کا طریق میں نے آپ کی خاطر ٹریکٹ ''آسمانی آواز'' میں شائع کر دیا ہے۔ جو مشمولہ ہذا ہے پس مبارک وہ جو اب بھی سمجھے اور خدا تعالیٰ کے پاک اور سچے مامور کے دامن سے وابستہ ہو کر فلاح دارین حاصل کرے۔

وآخر دعوینا ان الحمد للّٰہ رَبِّ الْعَالِمِیْن!!

رسالہ تعبیر الرؤیاء برائے بشارات رحمانیہ

(مرتبہ جناب مولوی سیف الرحمٰن صاحب مولوی فاضل مجاہد تحریک جدید قادیان)

علم تعبیر الرؤیاء ایک وہبی علم ہے اور معرفت الٰہی کے ساتھ ساتھ اس کی حدیں بھی وسیع ہوتی جاتی ہیں۔ جس شخص کو اس میں دسترس کامل حاصل ہو وہ یقیناً ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً کا مصداق ہوتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس علم کے ذریعے بڑے بڑے کام سرانجام دیئے اور مصر جیسے وسیع ملک کی کایا پلٹ دی۔ اسی وجہ سے اس علم کو حضرت یوسف علیہ السلام کیلئے ایک امتیازی نشان قرار دیا گیا۔ جیسا کہ خداوند کریم قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ویجتبیك ربك ویعلمك من تاویل الاحادیث یعنی خدا نے تجھے اس زمانہ کی راہنمائی کیلئے منتخب کیا اور نشان کے طور پر امور عالم اور خوابوں کی تہہ تک پہنچنے کی قابلیت عطا کی۔ ہر نبی کو اس علم سے سرفراز کیا گیا ہے۔ مومن جب معرفت الٰہی میں ترقی کرتا ہے۔ تو

عالم روحانی کے ابتدائی نظارے سچی خوابوں اور نصیحت آموز رؤیاء کی صورت میں ہی اس پر ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ لھم البشریٰ فی الحیوٰة الدنیا و فی الآخرة کی تفسیر میں مفسرین نے اسی پہلو کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مومن کی ترقی رؤیا صالحہ سے ہی شروع ہوتی ہے کہ جیسا کہ حدیث الرؤیاء الصالحہ یراھا الانسان او تریٰ له فی الدنیا والآخرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ کی وحی کی ابتداء بھی رویاء صالحہ سے ہوئی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس علم کو اتنی اہمیت دیا کرتے تھے کہ آپ نے اپنا معمول بنایا ہوا تھا کہ صبح کی نماز کے بعد رات کو دیکھی ہوئی خوابیں صحابہ کے سامنے بیان فرماتے اور جن صحابہ نے اس رات خوابیں دیکھی ہوں ان سے خوابیں سنتے اور مناسب تعبیر بیان فرماتے۔ ایک دن آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو خواب سنائی کہ میں اور تم دونوں ایک سیڑھی پر چڑھ رہے ہیں۔ آخرکار میں دو سیڑھیاں

تم سے آگے بڑھ گیا ہوں حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی یارسول اللہ ایسا معلوم ہوتا کہ آپ مجھ سے دوسال پہلے اپنے رب حقیقی سے جاملیں گے اور میں آپ کے بعد دوسال تک زندہ رہوں گا۔ چنانچہ بعد کے واقعات نے اس تعبیر کو صحیح ثابت کیا۔ تو یہ علم بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے اور جن کو خداوند کریم نے روحانی جلا عطاء فرمایا ہے وہ ان حقائق سے انکار نہیں کر سکتے۔ جن کا تعلق عالم رویاء سے ہے۔ چنانچہ

علماء اسلام نے اس علم کی طرف خاص توجہ کی ہے اور اس کے قواعد وضوابط کو منضبط کر کے اس کو حد تکمیل تک پہنچا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک صحیح تندرست صالح غذا کھانے والے روحانی آدمی کا رویاء ایسے ایسے یقینی حقائق و معارف کا مرقع ہوتا ہے جس کا انکار ایک منکر سے منکر شخص بھی نہیں کر سکتا۔ اور غور خوض اسے یہ اقرار کرنے پر مجبور کرتا ہے کہ خواب کو محض دماغی تخیل پر محمول کرنا سراسر غلطی ہے۔ انسانی بدن کی بناوٹ بھی اس بات کو غلط ثابت کرتی ہے کہ رویاء ایک ایسا دماغی تخیل ہو جس کو حقائق سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ کیونکہ قوت رویاء روح انسانی کے اندر ہوتی ہے اور اس کا فہم عقل کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور چونکہ روح کا مستقر ایسا خون ہے جو قلب انسانی میں پیدا ہوتا اور عصبات قلبی کا تعلق دماغ سے ہے اس لئے جب انسان سوتا ہے تو روح انسانی تربیت بدن سے کسی قدر فراغت پاتی ہے اور اس کا پھیلاؤ عالم روحانی کے اندر زیادہ ہوتا اور چونکہ مستقر کے اعتبار سے روح اور عقل کا آپس میں تعلق رہتا ہے اس لئے روح کے دیکھے ہوئے نظاروں کو عقل محفوظ کر کے قوائے دماغی کے سپرد کر دیتا ہے اور قوت حافظہ بیداری کی حالت میں دیکھی ہوئی باتوں کی تحریر یا تقریر کے ذریعے بیان کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ اسی حقیقت کے اعتبار سے علماء نے رویاء کو تین اقسام پر منقسم کیا ہے۔ خوشخبری کا حامل، تحذیر و تخویف رکھنے والا، ذاتی میلان کا مجسم صورت میں دکھائی دینا اور ان میں سے ہر ایک قسم خواب کے مفہوم اور تعبیر کے اعتبار سے خواب دیکھنے والے کی حالت کا نقشہ ہوتا ہے۔ بہر حال خواب کو اسلام نے بہت بڑی اہمیت دی ہے اور ایک فطرتی مذہب کے شایان شان بھی یہی تھا کہ وہ فطرتی چیز کے متعلق دنیا کے لوگوں کی توجہ مبذول کراتا۔ چنانچہ شریعت کے کئی ایک اہم مسائل کی بنیاد بھی خواب ہی کے ذریعہ رکھی گئی۔ اسلام میں آذان کو جو اہمیت حاصل ہے وہ اسلام سے واقفیت رکھنے والے حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ اتنی بڑی اہمیت رکھنے والی چیز کو خواب کے ذریعہ سے ہی سمجھایا گیا۔ چنانچہ

احادیث میں آتا ہے کہ جب نماز باجماعت کیلئے لوگوں کو اطلاع دینے کا سوال پیش ہوا۔ تو لوگوں نے مختلف تجویزیں بیان کیں۔ کوئی کہتا بہت بڑی آگ جلائی جائے تا کہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ کوئی کہتا ناقوس بجایا جائے۔ کوئی کہتا گھڑیال بجایا جائے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ان میں سے کسی کو بھی پسند نہ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک شخص وہ کلمے زور زور سے دہرا رہا ہے جو آذان کے جزء ہیں۔ صبح حضرت عمرؓ نے یہ خواب آنحضرت ﷺ کو سنایا۔ تو آپؐ نے الٰہی القاء یقین فرما کر آذان کا طریق جاری کیا۔ تو رویاء ایک بہت بڑی حقیقت ہے۔

آپ کے سامنے معارف وحقائق سے پر جن عجیب وغریب خوابوں کا مجموعہ پیش کیا گیا ہے ان میں سے اکثر خواب اتنے واضح ہیں۔ کہ وہ اپنی تعبیر آپ ہیں۔ اور ان کیلئے کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ بعض خواب دیکھنے والوں کو خواب کے اندر ہی اس کی تعبیر بھی بتا دی گئی ہے۔ لیکن زیادہ وضاحت اور فائدہ کو عام کرنے کیلئے بعض ایسی چیزوں کی تعبیرات جن کا ذکر خوابوں میں آیا ہے تعبیر الرؤیا کی مستند کتب کامل التعبیر مصنفہ حضرت ابوالفضل حسین ابن ابراہیم محمد تفلیسی وتعطیر الانام مؤلفہ شیخ العارفین قطب الزمان شیخ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ کے حوالہ سے ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ درحقیقت علم تعبیر رویا اتنا وسیع علم ہے کہ اس کو کسی حد تحریر کے اندر لانا محال ہے۔ اور معرفت الٰہی کی جس قدر راہیں وسیع ہوتی جاتی ہیں۔ اسی قدر اس علم کی حیرت انگیز وسعتیں انسان کے سامنے کھلتی جاتی ہیں۔ اس لئے کسی چیز کی کوئی خاص تعبیر ذکر کرنے سے یہ مقصد نہیں ہوتا کہ اس کی یہی تعبیر ہے۔ ہر چیز کی تعبیر خواب کے سیاق وسباق کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور تعبیرات کا جو مجموعہ آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر کسی مزید وضاحت کی ضرورت ہو تو اصل کتب کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ جن کا حوالہ ساتھ ساتھ دیا گیا ہے۔

نوٹ:۔ حوالہ میں 'ک' سے مراد کامل التعبیر اور 'ت' سے مراد تعطیر الانام ہے۔

الف

اسماءواشیاء	تعبیر	حوالہ
اللہ تعالیٰ کو دیکھنا	خوف وخطر سے بے خوف ہو جس صورت میں دیکھے اسی صورت سے تعلق رکھنے والی صفت کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔	ک
آنحضرت ﷺ کو دیکھنا	تمام غموں سے نجات ہو	ک
اپنے آپ کو مردہ دیکھنا اور دوبارہ زندہ دیکھنا	عمر دراز ہو، شرف، توبہ قبول ہو، راحت ہو۔	ک
آدم علیہ السلام کو دیکھنا	بزرگی اور ولایت حاصل ہو	ک
ادریس علیہ السلام کو دیکھنا	عاقبت محمود ہو، کار بخیر ہو	ک
آذان	حج نصیب ہو، خدا کی راہ کی طرف بلایا جائے	ک
آگ کی بارش برستے دیکھنا	عذاب نازل ہو، طاعون پڑے	ک
انگشتری و نگینہ	شرف، بزرگی، مال و نعمت حاصل ہو	ت
آسمان کے درمیان اڑنا	آرزوئیں زیادہ ہوں، سفر درپیش ہو، رخصت حاصل ہو، علم کا طالب ہو	ت
اپنا عضو سفید دیکھنا	عزت و شرف حاصل ہو، بیماری آئے	ت
اونٹ کا دیکھنا	سفر، مرد مومن، سیلاب، آبادی	ک
اپنے آپ کو مدفون دیکھنا	لمبا سفر درپیش ہو، اور کچھ حاصل نہ ہو	ت
آسمان سے کسی چیز کا اڑنا	جس قسم کی چیز اڑتی نظر آئے خدا تعالیٰ اسی قسم کی حالت دنیا میں ظاہر کرے گا	ت
آسمان پر جانا	رفعت و بلندی مرتبت حاصل ہو	ت
آری چلانا	آٹا پینا	ک
اپنے آپ کو روتے دیکھنا	بہت بڑی خوشی حاصل ہو	ت

حضرت امام حسینؓ کو دیکھنا	خیر و برکت حاصل ہو، شہادت کا درجہ پائے	ک
انبیاء کے گھر دیکھنا	خیر و برکت کے سایہ میں رہے، مرض سے شفا ہو	ت
آنحضرتؐ کا روضہ مبارک دیکھنا	بہت مال ملے، تجارت میں نفع ہو	ت
	ب	
بدن سے نور نکلتے دیکھنا	نیک بیٹا پیدا ہو، اعمال صالح، قرآن شریف	ت
بسم اللہ لکھی ہوئی دیکھنا	علم، ہدایت، رزق ملے	ت
بستر دیکھنا	کشادگی، عزت حاصل ہو	ت
باغ دیکھنا	استغفار کرنے کی توفیق ملے، بہشتی ہونا، دولتمند ہونا	ت
بدر دیکھنا	بادشاہ کو ملے، اپنے قریبی خاندانی عورت کے ساتھ شادی ہو	ک
بارش دیکھنا	خیر، رزق، رحمت، زندگی ملے، وعدہ پورا کرے	ک
بلور	عورت جمیلہ حاصل ہو	ک
بازار	مسجد، لڑائی	ت
بال مونڈتے دیکھنا	غم واندوہ کا زائل ہونا، دین کی بھلائی	ک
بکری	نیک مرد یا عورت	ک
بلندی پر جانا	رفعت وسرور حاصل ہو	ت
بادشاہ دیکھنا	خدا تعالیٰ کی رضاء اور زیارت نصیب، عمر دراز، مراد حاصل، شرف وجاہ حاصل ہو۔ غم پہنچے	ت
بیعت کرنا	ہدایت پر قائم ہو	ت
بادل دیکھنا	زندگی بخش اسلام	ت
بگل بجانا	راز ظاہر کرنا، عذاب کا آنا، اشاعت کرنا	ک
	پ، ت، ٹ	
پھل دیکھنا	خیر و منفعت حاصل ہو	ک

پگڑی	جاہ وقوت، دین صحیح	ت
پرندے	بشارت، عمل، انداز، موعظہ	ت
پلیٹ	لونڈی، خادم، خوبصورت عورت پائے	ت
پل صراط	سمندر کا سفر پیش آئے، علم توحید اتباع سنت کی توفیق ملے	ت
تخت	عزوجاہ، سفر، کام خوب پھیلے	ک
تخت پر بیٹھنا	گئی ہوئی چیز کسی سے واپس ملے، عزت پائے	ک
ٹھنڈا پانی	آرام کی زندگی حاصل ہو سعادت ملے	ت
ج، چ، ح، خ		
جبرائیل علیہ السلام	شرف وعزت حاصل ہو، شفاء پائے، غموں سے نجات ہو	ت
جنت	مراد حاصل ہو، نیک عمل کرے	ت
جہنم	گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے دنیا کے غموں میں پڑے، رسوا ہو	ت
جہنم سے نکلنا	اس کے برعکس ظہور میں آئے	ت
جھنڈا	ذکر خیر، عالم، زاہد، متقی آدمی، بارش	ت
چراغ	عالم بیٹا پیدا ہو، مرض سے نجات پائے	ت
چرخہ	قاصد آئے، ایسا جانور ہاتھ لگے جو ضروریات میں معاون ہو	ت
چاند	جاہ وشرف، بادشاہ	ک
چارپائی	رفعت وبلندی	ک
چادر	زندگی، عزت، مردانگی	ت
چشمہ	نعمت، خیر وبرکت مقصود کا حاصل ہونا	ت
حضرت عمر کو دیکھنا	عدل وانصاف کا دور دورہ ہو	ک

حوض کوثر	ایسی بادشاہی کی بنیاد پڑے جو خلقت میں عدل کرے	ک
حشرات الارض	اولاد، مال و دولت حاصل ہو	ک
خلعت ملنا	خلعت کی حالت کے مطابق بیوی ہے	ت
خنزیر مارنا	لعنتی دشمن، عیسائیوں اور یہودیوں پر غلبہ حاصل ہو	ت
خیمہ	مال ملے، سفر پیش آئے، نفع حاصل ہو	ک
	د، ذ، ر، ز	
دیوار دیکھنا	جیسی دیوار ہو ویسی حالت پیش آئے	ت
دوات	اولاد نرینہ پائے	ک
داڑھی	عزوجاہ، مروت	ک
دربان دیکھنا	بڑے آدمی سے ملاقات ہو	ت
دوڑنا	سفر پیش آئے، رفعت، قدر حاصل ہو، دشمن پر غلبہ ملے، مال کی حرص پیدا ہو	ت
دہلیز دیکھنا	معتمد خادم ہاتھ لگے	ت
درخت	شریف اور بزرگ ہونا، دولتمند ہونا	ک
درخت کے نیچے کھڑا ہونا	رزق پائے، ذی مروت لوگوں سے امداد حاصل ہو	ت
ذرات	مال کثیر، نفع کم ہو	ت
راستہ صاف کرنا	غیر شرعی باتوں کو دور کرنا	ک
رف رف	خوبصورت، جمیل عورت، حافظ الاسرار ہونا	ت
رہٹ دیکھنا	مال جمع کرنے والا، تجربات حاصل ہوں	ت
روپیہ دیکھنا	رزق، مال کی کشائش ہو	ت
رسہ	عزوجاہ، قرآن، عہد و میثاق	ت

زانو پر بچہ بٹھانا	بچہ تابعدار ہو، موجب قوت وفراخی، روزگار بنے	ت
س، ش، ص، ط		
سنگ مرمر	علماء، اطباء، عظیم المرتبت لوگ	ت
سورۃ معوذتین پڑھنا	الجھے ہوئے معاملے کا سلجھنا، دشمنوں پر فتح حاصل ہو، شیاطین کے مکر سے محفوظ رہے	ت
سورہ الماعون پڑھنا	نماز کی پابندی کرے، دشمن پر فتح پائے، نفع تام حاصل ہو	ت
سلام	برکت، خوشی، اقبال، منفعت مال حاصل ہو	ک
سمندر دیکھنا	امید برآئے لوگ محتاج ہوں	ت
سر کٹا ہوا دیکھنا	دولتمندوں اور سرداروں سے مال ملے ان سے دوستانہ پیدا ہو	ک
سوار	مرتبے اور رتبے والا انسان	ت
سفید پگڑی	رفعت اور بلندی حاصل ہو	ت
سبز کپڑا	خوشی اور سرور حاصل ہو، اطاعت کی توفیق ملے	ت
سورہ یٰسین پڑھنا	عاقبت اچھی ہو، عمر لمبی ہو، آنحضرت ﷺ سے محبت ہو	ک
ستارہ دیکھنا	بزرگ علماء، فضلاء	ک
سورج کا طلوع ہونا	کسی بڑے بادشاہ یا خلیفہ کا ظاہر ہونا	ک
شہد کی مکھیاں	فراخ روزی والا انسان	ک
شیر	بادشاہ جابر	ت
شیش محل	خوبصورت عورت	ت
صحابہؓ کو دیکھنا	راہ اسلام میں یکتا ہو، صادق القول	ک

طاعون	فتنہ وفساد	ک
ع، غ، ف، ق، ک، گ		
عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھنا	سفر پیش آئے انجام اچھا ہو، بشارت ومقبولیت دعا	ت
عورت	نوجوان عورت دیکھے تو خوشی حاصل ہو۔ اگر بوڑھی دیکھے دنیاوی شغل میں مصروف ہو	ک
عدل کرتے دیکھنا	دنیا میں خوشحالی ہو	ت
عرش	صحیح اعتقاد کی بشارت، منصب جلیل	ت
عسل شہد	تلاوت قرآن	ک
غسل کرنا	گناہوں سے توبہ کرنا، واجب کا ادا کرنا	
فرشتہ دیکھنا	عالم پرہیزگار سے ملاقات ہو مراد حاصل ہو، دشمن پر فتح پائے	ک
قیامت دیکھنا	اقبال، سعادت، ظفر علیٰ الاعداء	ک
قرآن پڑھتے دیکھنا	حق کی حمایت کرے، راہ حق میں مجادلہ کرے، شرف فتح حاصل ہو،	ت
قلم	فرشتہ، دولت، نیک کرداری	ت
قرآن گم ہونا	سلامتی دور ہو، مراد حاصل نہ ہو	ک
قرآن ملنا	اس کے برعکس	ک
قمیص	دین الرجل، تقویٰ، طہارت	ت
قلعہ	دین کی بہتری ہو	ت
کرسی	رفعت وبلندی، علم جلیل وخیر عاجل	ت
کھانا کھانا	زندگی خوب گزرے، رنج وغم سے نجات پائے	ک
کاغذ	علم ودانش حاصل ہو، مال وبزرگی	ک

کسی چیز کو لکھا ہو دیکھنا	حقیقت سے آگاہی ہو	ک
کشتی	غموں اور تمام دکھوں سے نجات ملے، ہدایت نصیب ہو، اللہ مغفرت کرے، رزق وسیع ہو	ت
کتا	دانشمند دشمن کا مہربان ہو جانا	ک
کوہ طور	افسر اعتماد کرے، مراد حاصل ہو	ک
گھی دیکھنا	علم نافع، توحید خالص، دوا نافع	ت
گوشت	مصیبت وغم	ت
گوشت منہ سے نکالنا	غم اور مصیبت دور ہو	ت
گھوڑا دیکھنا اور سوار ہونا	وسعت رزق، دشمن پر غلبہ، ہدایت پر قائم ہونا۔ بارش	ت
گائے	نفع حاصل کرے، سرکاری ملازمت ملے، بیمار ہو	ک
گھاس	مال ونعمت	ک
	ل، م، ن، و، ہ	
لشکر دیکھنا	دشمن ہلاک ہوں حق پرست غلبہ پائیں	ت
لیلۃ القدر	خرمی، خیر وبرکت حاصل ہو	ک
لوہا	مال وقوت دنیا پر تسلط حاصل ہو	ت
لاٹھی	بڑے آدمی کی مدد حاصل ہو	ک
لگام	پیشہ میں برکت ہو، سمجھ سے کام کرے، باطن صاف ہو	ت
محل	مفلس کیلئے راحت وآرام ہو اور قرض کے ادا ہو جانے کی خوشخبری، رفعت، مکان، بیوی ملے	ت
منارہ دیکھنا	ہادی برحق، سب سے محبت کرنے والا مصلح	ت
منبر	اسلام کا بادشاہ	ت

مدینہ منورہ	دشمن پر غلبہ و کامیابی حاصل ہو	ت
مسجد	جماعت	ت ۶
مصافحہ	بیعت کرنا اور فائدہ حاصل کرنا، التزام بالخیر	ت
مکہ معظمہ	تعمیل احکام وہدایت، امام، سعادت حج	ت
میل	کثرت ذنوب و معاصی	ت
مہر لگاتے دیکھنا	امان ملے، بیوی ملے، بادشاہ مرتبہ ملے، علم حاصل ہو، دولتمند ہو	ت
مٹھائی کھانا	مال کثیر حاصل ہو	ک
موتیوں سے مرصع کسی چیز کو دیکھنا	قرآن کا علم حاصل ہو، بیٹا ملے	ت
موسیٰ علیہ السلام	دشمن پر فتح حاصل ہو	ت
نقاب پوش دیکھنا	لمبی عمر کی بیٹی ملے، دین کی راہ میں خرچ کرنے والا ہو	ت
نبی کو دیکھنا	حاجت پوری ہو، جاہ کامل، عزت، شرف پانا، دشمنوں پر فتح پائے	ت
نبی کو کلام کرتے دیکھنا	نیک شہرت حاصل ہو	ت
نبی کا کپڑا پہننا	علم کامل حاصل ہو	ت
نور دیکھنا	ہدایت نصیب ہو	ت
نوح علیہ السلام کو دیکھنا	عمر لمبی ہو، دشمن سے دکھ اٹھائے، مراد حاصل ہو	ک
نماز پڑھنا	مراد نصرت حاصل ہو، بزرگی وریاست ملے، عہد پورا کرے	ت
وعظ کرنا	دینی و دنیاوی بہتری ہو، خدا کے عذاب سے چھوٹے	ک
وضو کرنا	مقصود حاصل ہو، دوستوں سے محبت ہو، غموں کا دور ہونا	ت
ہاتھ	بزرگی اور رفعت	ت

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

(از مجدددوران مسیح الزمان حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام)

امابعد واضح ہو کہ ان چند اوراق میں ان بعض اولیاء اور مجاذیب کی شہادتیں درج ہیں جنہوں نے ایک زمانہ دراز اس عاجز سے پہلے اس عاجز کی نسبت خبر دی ہے منجملہ ان کے ایک مجذوب گلاب شاہ نام کی پیشگوئی ہے جو ہمارے اس زمانہ سے تیس یا اکتیس برس پہلے اس عالم گزران سے گزر چکا ہے۔اور اگرچہ یہ پیشگوئی ازالہ اوہام کے صفحہ 707 میں مجمل طور پر شائع ہو چکی ہے۔لیکن اب کی دفعہ صاحب بیان کنندہ نے تمام جزئیات کو خوب یاد کر کے بہ تفصیل تمام اس پیشگوئی کو بیان کیا ہے اور چاہا ہے کہ الگ طور پر وہ پیشگوئی ایک اشتہار میں شائع کر دی جائے۔

بیان کنندہ یعنی میاں کریم بخش جس قدر اس پیشگوئی کو نہایت یقین اور ایمانی جوش کے ساتھ بیان کرتا ہے۔اس کو اگر کوئی طالب حق متوجہ ہو کر سنے تو ممکن نہیں کہ اس کا ایک کامل اور عجیب اثر اس کے دل پر پیدا نہ ہو میں نے میاں کریم بخش کو اب ماہ مئی 1892ء میں دوبارہ لدھیانہ میں بلا کر اس پیشگوئی کی اس سے مکرر تفتیش کی اور کئی مجلسوں میں اس کو قسم دے کر پوچھا گیا کہ اس بارے میں جو یقینی طور پر راست بات ہے اور خوب یاد ہے وہی بات بیان کرے ایک ذرہ مشتبہ بات بیان نہ کرے اور یہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک سرمو کوئی خلاف واقعہ بات یا کوئی مشتبہ امر بیان کرے گا جو ٹھیک ٹھیک یاد نہیں رہا تو خداتعالیٰ کے سامنے اس کا جواب دینا پڑے گا۔بلکہ سچائی کے امتحان کی غرض سے نہایت سختی سے اس پیرمرد کو کہا گیا کہ آپ اب اس بات کو خوب سوچ لیں اور سمجھ لیں کہ اگر آپ کے بیان میں ایک لفظ بھی خلاف واقعہ ہوگا تو اس کا بوجھ آپ کی گردن پر ہوگا اور حشر کے دن میں وہ طوق لعنت گردن میں پڑے گا۔جو مفتریوں کی گردن میں پڑا کرتا ہے پھر بار بار کہا گیا کہ اے میاں کریم بخش آپ پیرمرد آدمی ہیں۔اور جیسا کہ سنا جاتا ہے تقویٰ اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی سے آپ کا زمانہ گزرا ہے۔اب اس بات کو یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئی میاں گلاب شاہ کی جو اس عاجز کی نسبت آپ بیان کرتے ہیں۔ایک

•مشتبہ امر ہے یا خلاف واقعہ تو اس کے بیان کرنے سے تمام اعمال خیر سابقہ تمہارے ضائع اور برباد ہو جائیں گے۔اور ناراض نہ ہونا یقیناً سمجھو کہ اس افترا کی سزا میں تم جہنم میں ڈالے جاؤ گے۔اگر یقینی طور پر یہ امر واقعی نہیں تو میرے لئے اپنے ایمان کو ضائع مت کرو۔میں نہ اس جہان میں تمہارے کام آسکتا ہوں نہ اس جہان میں۔جو مجرم بن کر خدا تعالیٰ کے سامنے جائے گا۔اس کیلئے وہ جہنم ہے جس میں وہ نہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔بدبخت ہے وہ انسان جو افتراء کر کے اپنے مالک کو ناراض کرے۔اور سخت بدنصیب ہے وہ شخص کہ ایک مجرمانہ کام کر کے ساری عمر کی نیکیاں برباد کر دیوے۔اور یاد رکھو کہ **اگر کوئی میرے لئے کسی قسم کا خدا تعالیٰ پر افتراء کرے گا اور کوئی خواب یا کوئی الہام یا کشف میرے خوش کرنے کیلئے مشہور کر دے گا تو میں اس کو کتوں سے بدتر اور سؤروں سے ناپاک تر سمجھتا ہوں اور دونوں جہانوں میں اس سے بیزار ہوں۔** کیونکہ اس نے ایک ذلیل خلق کیلئے اپنے عزیز مولیٰ کو جھوٹ بول کر ناراض کر دیا۔اگر ہم بیباک اور کذاب ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے افتراؤں سے نہ ڈریں۔تو ہزار درجے ہم سے کتے اور سؤر اچھے ہیں۔سو اگر گناہ کیا ہے تو توبہ کرو۔تا ہلاک نہ ہو جاؤ اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ مفتری کو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔اور اس عاجز کا کاروبار کسی انسان کی شہادت پر موقوف نہیں۔جس نے مجھے بھیجا ہے وہ میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں۔اور وہی میرے لئے پناہ کافی ہے۔یقیناً وہ اپنے بندہ کو ضائع نہیں کرے گا اور اپنے فرستادہ کو برباد نہیں کرے گا۔یہ وہ تمام باتیں ہیں۔جو کئی دفعہ میاں کریم بخش کو کئی مجلسوں میں کہی گئیں۔لیکن اس نے ان سب باتوں کو سن کر ایک درد سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ ایسا جواب دیا جس سے رونا آتا تھا اور اس کے لفظ لفظ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ خدا کے خوف سے بھر کر ایک رقت کے ساتھ تھا ایک ایسی تاثیر تھی جس کے اثر سے بدن پر لرزہ آتا تھا۔پس اس روز یقین طبعی سے سمجھا گیا کہ یہی پیشگوئی اس شخص کے رگ و ریشہ میں اثر کر گئی ہے اور اس کے ایمان کو اس سے اعلیٰ درجہ کا فائدہ پہنچا ہے چنانچہ ہم ذیل میں اس کا وہ اشتہار جو اس نے اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر ایک پردرد بیان میں لکھایا ہے درج کریں گے۔اس کے پڑھنے سے ناظرین جو باانصاف اور حقیقت شناس ہیں سمجھ لیں گے کہ کیسی اعلیٰ شان کی وہ شہادت ہے۔

ماسوا اس کے ایک اور پیشگوئی ہے جو ایک مرد باخدا نعمت اللہ نام نے جو ہندوستان میں اپنی ولایت اور اہل کشف ہونے کا شہرہ رکھتا ہے اپنے ایک قصیدہ میں لکھی ہے اور یہ بزرگ سات سو انچاس

برس پہلے ہمارے زمانہ سے گزر چکے ہیں۔ اور اسی قدر مدت ان کے قصیدہ کی تالیف میں بھی گزر گئی ہے۔ جس میں یہ پیشگوئی درج ہے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی جس زمانہ میں اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح ان کے مرشد سید احمد صاحب مہدی وقت قرار دیئے جائیں۔ اس زمانہ میں انہوں نے اس قصیدہ کو حاصل کر کے بہت کچھ سعی کی کہ یہ پیشگوئی ان کے حق میں ٹھہر جائے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی کتاب کے ساتھ بھی اس کو شائع کر دیا۔ لیکن اس پیشگوئی میں وہ پتے اور نشان دئے گئے تھے کہ کسی طرح سید احمد صاحب ان علامات کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے تھے ہاں یہ سچ ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق کا نام احمد لکھا ہے یعنی اس آنے والے کا نام احمد ہوگا۔ اور نیز یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ ملک ہند میں ہوگا اور نیز یہ بھی لکھا ہے کہ وہ تیرھویں صدی میں ظہور کرے گا پس بہ نظر سرسری خیال گزر سکتا ہے کہ سید احمد صاحب موصوف سے کچھ بھی تعلق نہیں کیونکہ اول تو ان اشعار سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ مجدد موعود تیرھویں صدی کے اوائل میں نہیں ہوگا۔ بلکہ تیرھویں صدی کے اخیر پر کئی واقعات اور حادثات اور فتن کے ظہور کے بعد ظہور کرے گا یعنی چودھویں صدی کے سر پر ہوگا۔ مگر ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے تیرھویں صدی کے نصف تک بھی زمانہ نہیں پایا۔ پھر چودھویں صدی کا مجدد ان کو کیونکر ٹھہرایا جائے۔ ماسوا اس کے سید صاحب موصوف نے یہ دعویٰ جو ان کی نسبت بیان کیا جاتا ہے اپنی زبان سے کہیں نہیں کہا اور کوئی بیان ان کا ایسا پیش نہیں ہوسکتا جس میں یہ دعویٰ موجود ہو اور ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ امر ہے کہ شیخ نعمت اللہ ولی نے ان اشعار میں اس آنے والے کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ وہ مہدی اور عیسیٰ بھی کہلائے گا۔ حالانکہ صاف ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے کبھی عیسیٰ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر انہیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ اس کے بعد اس کے رنگ پر آنے والا اس کا بیٹا ہوگا۔ کہ اس کا یادگار ہوگا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب نے ایسے کامل بیٹے کی نسبت کوئی پیشگوئی نہیں کی اور نہ کوئی ان کا ایسا بیٹا ہوا کہ وہ عیسوی رنگ سے رنگین ہو پھر انہیں اشعار میں ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ مبعوث ہونے کے وقت سے چالیس برس تک عمر پائے گا۔ مگر ظاہر ہے کہ سید احمد صاحب اپنے ظہور کے وقت سے صرف چند سال زندہ رہ کر اس دنیا فانی سے انتقال کر گئے لیکن براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ یہ عاجز تجدید دین کیلئے اپنی عمر کے سن چالیس میں مبعوث ہوا جس کو گیارہ برس کے قریب گزر گیا۔ اور باعتبار اس پیشگوئی کے جو ازالہ اوہام میں درج

ہے یعنی یہ کہ ثمانین حولا او قریبا من ذالك ایام بعثت چالیس برس ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم

اور سید صاحب کے پھر دوبارہ آنے کی امید رکھنا اسی قسم کی امید ہے جو حضرت ایلیا اور مسیح کے آنے پر رکھی جاتی ہے اور نہایت سادہ اور بے خبر آدمی اپنے وقت کو اس امید پر ضائع کر رہے ہیں اس کی صرف اس قدر اصلیت معلوم ہوتی ہے کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہ سنت جاری ہے کہ بعض اوقات وہ ایک کامل فوت شدہ کے دنیا میں دوبارہ آنے کی نسبت کسی اہل کشف کے ذریعہ سے خبر دے دیتا ہے اور اس سے مراد صرف یہ بات ہوتی ہے کہ اس شخص کی طبع اور سیرت پر کوئی شخص پیدا ہوگا۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ملاکی نبی نے بھی یہ خبر دی تھی کہ ایلیا نبی جو آسمان پر اٹھایا گیا ہے پھر دنیا میں آئے گا جب تک ایلیا دوبارہ دنیا میں نہ آوے تب تک مسیح نہیں آسکتا اس خبر کے ظاہر الفاظ پر یہود ظاہر پرست اس قدر جم گئے کہ انہوں نے حضرت مسیح کو ان کو ظہور کے وقت قبول نہ کیا۔ اور ہر چند حضرت مسیح نے انہیں کہا کہ ایلیا سے مراد یوحنا زکریا کا بیٹا ہے جو یحیٰ بھی کہلاتا ہے لیکن ان کی نظر تو آسمان پر تھی کہ وہ آسمان سے نازل ہوگا۔ پس اس ظاہر پرستی کی وجہ سے انہوں نے دونبیوں کا انکار کر دیا۔ یعنی عیسیٰ اور یحیٰ کا اور کہا کہ یہ سچے نبی نہیں ہیں۔ اگر یہ سچے ہوتے تو ان سے پہلے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کتابوں میں خبر دی تھی ایلیا نبی آسمان سے نازل ہوتا۔ سو یہودی لوگ اب تک آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کب ایلیا نبی اس سے اترتا ہے اور ان بدنصیبوں کو خبر نہیں کہ ایلیا نبی تو آسمان سے اتر چکا اور مسیح بھی آچکا۔ افسوس کہ خشک ظاہر پرستی نے کس قدر دنیا کو نقصان پہنچائے ہیں پھر بھی دنیا نہیں سمجھتی......

اب آپ لوگ سوچیں اور خوب سوچیں کہ یہ قصہ ایلیاؑ کا مسیح موعود کے قصہ سے کس قدر ہم شکل ہے اور اس بات کو سمجھ لیں کہ گو مسیح کے پہلے کئی نبی ہوئے مگر کسی نے یہ ظاہر نہ کیا کہ ایلیا سے مراد کوئی دوسرا شخص ہے مسیح کے ظہور کے وقت تک یہود کے تمام فقیہوں اور مولویوں کا اسی پر اتفاق رہا کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ لیکن آخر کار حضرت مسیح پر خدا تعالیٰ نے یہ راز سر بستہ کھول دیا کہ ایلیا نبی دوبارہ نہیں آئے گا بلکہ اس کے آنے سے مراد اس کے ہم صفت کا آنا ہے جو یحیٰ نبی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں بہت سے اسرار ہوتے ہیں کہ جو اپنے وقت پر کھلتے ہیں اور بغیر پہنچنے وقت کے بڑے بڑے عارف بھی ان کی اصل حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دراد و کم من علم ترك الاولون للآخرین اسی طرح یہ بات قرین قیاس ہے کہ سید

احمد صاحب یا اس کے کسی صالح مرید کو یہ الہام ہوا ہو کہ احمد پھر دنیا میں آئے گا اور انہوں نے اس کے یہ معنی سمجھے ہوں کہ یہی سید احمد صاحب کچھ مدت دنیا سے محجوب رہ کر پھر دنیا میں آ جائیں گے۔ اس قسم کے دھوکوں کے نمونے دوسری قوموں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لوگ عادت اللہ کی طرف خیال نہیں کرتے اور وہ معنی جو سنت اللہ اور قرین قیاس ہیں ترک کر کے ایک بیہودہ اور بے اصل معنی قبول کر لیتے ہیں۔ سو سید احمد صاحب کا دوبارہ آنا جو ہمارے اکثر موحد بھائی بڑے ذوق شوق سے انتظار کر رہے ہیں۔ درحقیقت اسی قسم کے خیالات میں سے ہے۔ اے حضرات! احمد آنے والا آ گیا۔ اب تم یہی سمجھ لو کہ سید احمد آ گیا۔ کیونکہ مومن کنفس واحدۃ ہوتے ہیں وللہ درالقائل ؎

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند   ہر زماں آیند در رنگ دگر

......اب ہم ذیل میں ان پیشگوئیوں کو لکھتے ہیں جن کے لکھنے کا وعدہ تھا لیکن ہم بوجہ تقدم زمان مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی معہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے لکھی جائے۔ پھر بعد اس کے میاں گلاب شاہ کی پیشگوئی جیسا کہ میاں کریم بخش نے لکھائی ہے درج کی جائے وباللہ التوفیق۔ واضح ہو کہ نعمت اللہ ولی رہنے والے دہلی کے نواح کے اور ہندوستان کے اولیائے کاملین میں سے مشہور ہیں۔ ان کا زمانہ پانسو ساٹھ (560) ہجری ان کے دیوان کے حوالہ سے بتلایا گیا ہے اور جس کتاب میں ان کی یہ پیشگوئی لکھی ہے اس کے طبع کا سن بھی 25 محرم الحرام 1868[1] ہجری ہے۔ اس حساب سے اکتالیس برس ان ابیات کے چھپنے پر بھی گزر گئے اور یہ ابیات رسالہ اربعین فی احوال المہدیین کے ساتھ شامل ہیں۔ جو مطبوعہ تاریخ مذکورہ بالا ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں ان بیتوں کو رسالہ اربعین سے شامل کرنا اسی غرض سے ہے کہ تا کسی طرح سید احمد صاحب کا منجملہ مہدیوں کے ایک مہدی ہونا ثابت کیا جائے۔ اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ احادیث میں جہاں جہاں مہدی کے نام سے کسی آنے والے کی نسبت پیشگوئی رسول اللہ ﷺ کی درج ہے اس کے سمجھنے میں لوگوں نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہیں اور غلط فہمی کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک مہدی کے لفظ سے مراد محمد بن عبداللہ ہے جس کی نسبت بعض احادیث پائی جاتی ہیں۔ لیکن نظر غور سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت ﷺ کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں۔ منجملہ ان کے وہ مہدی بھی جس کا نام حدیث میں سلطانِ مشرق رکھا گیا ہے۔ جس کا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے

---

[1] 1268ھ پڑھنا چاہئے! مصحح

ہونا ضرور ہے۔ درحقیقت اسی کی تعریف میں یہ حدیث ہے کہ اگر (ایمان) ثریا سے معلق یا ثریا پر ہوتا تب بھی وہ مرد وہیں سے اس کو لے آتا اور اسی کی یہ نشانی بھی لکھی ہے کہ وہ کھیتی کرنے والا ہوگا۔ غرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح ستہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے اور ان میں سے ایک وہ بھی ہے جس کا ممالک مشرقیہ سے ظہور لکھا ہے۔ مگر بعض لوگوں نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکہ کھایا ہے۔

لیکن بڑی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی زمانہ قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اس کو مجدد قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ہم آئندہ انشاء اللہ بیان کریں گے۔ بہر حال اگر چہ یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر ملک ہند میں ایک عظیم الشان مجدد پیدا ہونے والا ہے لیکن یہ سراسر تحکم ہے کہ سید احمد صاحب کو اس کا مصداق ٹھہرایا جائے، کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں سید صاحب نے چودھویں صدی کا زمانہ نہیں پایا۔ اب چند اشعار نعمت اللہ ولی کے جو مہدی ہند کے متعلق ہیں معہ شرح ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

(مہدی وقت و عیسی دوران

ہر دو را شہسوار مے بینم)

(از حضرت شیخ نعمت اللہ ولی)

ابیات

قدرت کردگار مے بینم حالت روز گار مے بینم

از نجوم ایں سخن نے گویم بلکہ از کردگار مے بینم

یعنی جو کچھ میں ان ابیات میں لکھوں گا وہ منجمانہ خبر نہیں بلکہ الہامی طور پر مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے۔

غین در ے سال چوں گذشت از سال بوالعجب کار بار مے بینم

یعنی بارہ سو سال کے گزرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں۔ مطلب یہ کہ تیرھویں صدی کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دنیا میں آئے گا اور تعجب انگیز باتیں ظہور میں آئیں گی اور ہجرت کے بارہ سو سال گزرنے کے ساتھ ہی میں دیکھتا ہوں کہ بوالعجب کام ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے۔

گر در آئینہ ضمیر جہاں گرد و زنگ و غبار مے بینم

یعنی تیرھویں صدی میں دنیا سے صلاح وتقویٰ اٹھ جائیں گی۔ فتنوں کی گرد اٹھے گی۔ گناہوں کا زنگ ترقی کرے گا اور کینوں کے غبار ہر طرف پھیلیں گے یعنی عام عداوتیں پھیل جائیں گی۔ تفرقہ اور عناد بڑھ جائے گا اور محبت اور ہمدردی اٹھ جائے گی۔ مگر ان باتوں کو دیکھ کر غم نہیں کرنا چاہئے......

غم مخور زانکہ من دریں تشویش خرمی وصل یار مے بینم

یعنی اس تشویش اور فتنہ کے زمانہ میں جو تیرھویں صدی کا زمانہ ہے غم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصل یار کی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ اور ان کے درمیان ہے......

چوں زمستان بے چمن بگزشت شمس خوش بہار مے بینم

یعنی جبکہ زمستان بے چمن مراد یہ ہے کہ جب تیرھویں صدی کا موسم خزاں گزر جائے گا تو چودھویں صدی کے سر پر آفتاب بہار نکلے گا۔ یعنی مجدد وقت ظہور کرے گا۔

دور او چوں شود تمام بکام پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اس کے نمونہ پر ہوگا اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا اور اس کے بعد اس کا یادگار ہوگا۔ یہ حقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے۔

تا چہل سال اے برادر من دور آں شہسوار مے بینم

یعنی اس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا۔ چالیس برس تک زندگی بسر کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کیلئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔ سو اس الہام سے چالیس برس تک

دعوت ثابت ہوتی ہے۔ جن میں سے دس برس کامل گزر بھی گئے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ 238 واللہ علیٰ کل شیء قدیر اگرچہ اب تک حضرت نوحؑ کی طرح دعوت حق کے آثار نمایاں نہیں۔ لیکن اپنے وقت پر تمام باتیں پوری ہوں گی۔

ید بیضا کے با او تابندہ باز با ذوالفقار مے بینم

یعنی اس کا روشن ہاتھ جو اتمام کے حجت کی رو سے تلوار کی طرح چمکتا ہے پھر میں اس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں یعنی ایک زمانہ ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہے یعنی ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وہ گزر گیا کہ جب ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں تھی۔ مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اس امام کو دے گا۔ اس طرح پر کہ اس کا چمکنے والا ہاتھ وہ کام کرے گا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی۔ سو وہ ہاتھ ایسا ہو گا۔ کہ گویا وہ ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ ہے جو پھر ظاہر ہوگئی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ امام سلطان القلم ہوگا ور اس کی قلم ذوالفقار کا کام دے گی۔ یہ پیشگوئی بعینہ اس عاجز کے اس الہام کا ترجمہ ہے جو اس وقت سے دس برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کتاب الولی ذوالفقار علی یعنی کتاب اس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے۔ یہ اس عاجز کی طرف اشارہ ہے۔ اسی بناء پر بارہا اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے بعض دیگر مقامات میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

صورت و سیرتش چو پیغمبر علم و حلمش شعار مے بینم

یعنی ظاہر و باطن اپنا نبی کی مانند رکھتا ہے اور شان نبوت اس میں نمایاں ہے اور علم اور حلم اس کا شعار ہے۔ مراد یہ کہ بباعث اپنی اتباع نبی کریمؐ کے گویا وہی صورت اور وہی سیرت اس کو حاصل ہوگئی ہے۔ یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کے بارے میں براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء یعنی فرستادہ خدا در حلہ ہائے انبیاء

زینت شرع و رونق اسلام محکم و استوار مے بینم

یعنی اس کے آنے سے شرع آرائش پکڑ جائے گی اور اسلام رونق پر آ جائے گا اور دین متین محمدی محکم اور استوار ہو جائے گا۔ یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کی نسبت اس وقت سے دس برس پہلے براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند

تر محکم افتاد۔اور نیز یہ الہام ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علیٰ الدین کله دیکھو صفحہ 239 براہین احمدیہ حاشیہ

ا ح م دال ے خوانم نام آں نامدار ے بینم

یعنی کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ نام اس امام کا احمد ہوگا۔

دین و دنیا ازو شود معمور خلق زو بختیار ے بینم

یعنی اس کے آنے سے اسلام کے دن پھریں گے اور دین کو ترقی ہوگی اور دنیا کو بھی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ اس کے ساتھ بدل و جان ہو جائیں گے خدا تعالیٰ ان کے گناہ بخش دے گا۔ اور دین میں استقامت عطاء کرے گا۔ اور وہی اسلام کی دنیوی ترقی کا بھی پودہ ٹھہریں گے کہ خدا ان کو نشو و نما دے گا اور ان میں اور ان کی ذریت میں برکت رکھے گا۔ یہاں تک کہ دنیا میں بھی وہ ایک با اقبال قوم ہو جائے گی۔ اسی کے مطابق براہین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامة اور یہ جو اشارہ کیا کہ اس کے آنے سے اسلام کی دینی اور دنیوی حالت صلاحیت پر آ جائے گی۔ اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ اسلام کیلئے رحمت ہو کر آتا ہے اور اسی کے ساتھ جلد یا دیر سے رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ مگر اوائل میں قحط اور وباء وغیرہ کی تنبیہیں بھی اترا کرتی ہیں اور اہل کشف انجام کا حال بیان کرتے ہیں نہ ابتدائی واقعات کا......

مہدیء وقت و عیسیٰ دوراں ہر دو را شہسوار ے بینم

یعنی وہ مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی دونوں صفات کا حامل ہوگا اور دونوں صفات سے اپنے تئیں ظاہر کرے گا۔ یہ آخری بیت عجیب تصریح پر مشتمل ہے جس سے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم پا کر عیسیٰ ہونے کا بھی دعویٰ کرے گا اور ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ تیرہ سو برس سے آج تک کسی نے بجز اس عاجز کے نہیں کیا کہ عیسیٰ موعود میں ہوں۔

یہ چند اشعار ہیں جو ہم نے نعمت اللہ ولی کے قصیدہ سے جو طول طویل ہے برعایت اختصار لکھے ہیں۔ ہر ایک کو چاہئے جو اپنی تسلی کیلئے اصل ابیات کو دیکھ لے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

عیسیٰ قادیان میں ہے

(از میاں کریم بخش صاحب ولد میاں غلام رسول ساکن جمالپور اعوانہ تحصیل لدھیانہ)

میاں کریم بخش ولد میاں غلام رسول قوم اعوان ساکن جمال پور اعوانہ تحصیل لدھیانہ پیشہ زمینداری عمر تخمیناً چونسٹھ سال مذہب موحد اہلحدیث۔ واقعہ تخمیناً سمت 1917 جبکہ سن سترہ کا مشہور قحط پڑا (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 481) (میاں گلاب شاہ مجذوب کی پیشگوئی جیسا کہ میاں کریم بخش نے قسم کھا کر بیان کی ہے یہاں لکھی جاتی ہے)

کریم بخش جمالپوری کی طرف سے للّٰہی ہمدردی کی غرض سے مسلمانوں کی آگاہی کیلئے ایک سچی گواہی کا

اظہار

تمام مسلمان بھائیوں پر واضح ہو کہ اس وقت میں محض اپنے بھائیوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کیلئے اس اپنی سچی شہادت کو جس کا ذکر میں نے ازالہ اوہام کے صفحہ 707 میں پہلے اس سے لکھایا تھا۔ بہ تفصیل تام میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نسبت ظاہر کرنا چاہتا ہوں تا لوگوں کو میری طرف سے خاص طور پر اطلاع ہو جائے اور تا ادائے شہادت کے فرض سے مجھ کو سبکدوشی حاصل ہو اور قبل اس کے کہ میں اس شہادت کو بیان کروں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میری شہادت بالکل صحیح اور ہر ایک شک وشبہ سے بالکل منزہ ہے۔ اگر اس شہادت کے بیان کرنے میں جو ذیل میں بیان کروں گا کچھ میری طرف سے افترا ہے یا کچھ کم وبیش میں نے اس میں کردیا ہے تو خدا تعالیٰ اسی جہان میں میرے پر عذاب نازل کرے۔ میں خوب سمجھتا ہوں کہ اگر میں خلاف واقعہ بیان کروں گا اور خدا تعالیٰ پر افتراء باندھوں گا تو جہنم کے سرگروہوں میں داخل کیا جاؤں گا اور خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت دنیا اور آخرت میں میرے پر وارد ہوگی۔ میں نے اس گواہی کو جو ابھی بیان کروں گا بہت ضبط سے یاد

رکھا ہے اور نہ میں نے بلکہ خدا تعالیٰ نے یادر کھنے میں مجھ کو مدد دی ہے۔ تا ایک گواہی جو میرے پاس تھی اپنے وقت پر ادا ہو جائے......

وہ گواہی جو میرے پاس ہے۔ یہ ہے کہ میرے گاؤں جمال پور میں جو ضلع لدھیانہ میں واقع ہے ایک بزرگ مجذوب باخدا آدمی تھے۔ جن کا نام گلاب شاہ تھا۔ میں ان کی صحبت میں اکثر رہتا تھا اور ان سے فیض حاصل کرتا تھا اور اگرچہ میں مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا تھا اور مسلمان کہلاتا تھا۔ لیکن میں اس امر کے اظہار سے نہیں رہ سکتا کہ درحقیقت انہوں نے ہی مجھے طریق اسلام سکھلایا۔ اور توحید کی پاک اور صاف راہ پر میرا قدم جمایا۔ اس بزرگ درویش نے ایک دفعہ میرے پاس بیان کیا کہ عیسیٰ جوان ہو گیا ہے اور لدھیانہ میں آوے گا اور قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور فیصلہ قرآن کے ساتھ کرے گا اور پھر فرمایا کہ فیصلہ قرآن پر کرے گا اور مولوی انکار کریں گے اور پھر فرمایا کہ مولوی لوگ سخت انکار کریں گے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ قرآن تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے کیا اس میں بھی غلطیاں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ تفسیروں پر تفسیریں بن گئیں اور شاعری زبان پھیل گئی۔ اس لئے غلطیاں پڑ گئیں۔ (یعنی مبالغہ پر مبالغہ کر کے حقیقتوں کو چھپایا گیا جیسے شاعر چھپاتے ہیں) عیسیٰ جب آئے گا تو ان سب غلطیوں کو نکالے گا۔ اور فیصلہ قرآن سے کرے گا۔ پھر کہا کہ فیصلہ قرآن پر کرے گا۔ اس پر میں نے کہا کہ مولوی تو قرآن کے وارث ہیں۔ وہ کیوں انکار کریں گے۔ تب انہوں نے جواب دیا کہ مولوی سخت انکار کریں گے۔ پھر میں نے بات کو دہرا کر کہا کہ مولوی کیوں انکار کریں گے۔ وہ تو وارث قرآن ہیں۔ اس پر وہ بہت طیش میں آکر اور ناراض ہو کر بولے کہ تو دیکھے گا اس وقت مولویوں کا کیا حال ہو گا۔ وہ سخت انکار کریں گے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ عیسیٰ جوان تو ہو گیا۔ مگر وہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ بیچ قادیان کے (یعنی قادیان میں) تب میں نے کہا کہ قادیان تو لدھیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہیں۔ اس جگہ پر عیسیٰ کہاں سے ہیں اس وقت انہوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ مگر دوسرے وقت میں انہوں نے اس بات کا جواب دے دیا جس کو باعث امتداد مدت کے میں پہلے لکھا نہ سکا۔ اب یاد آیا کہ آخر میں کئی دفعہ انہوں نے فرمایا۔ کہ وہ قادیان بٹالہ کے پاس ہے اس جگہ عیسیٰ ہے اور جب انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ عیسیٰ قادیان میں ہے اور اب جوان ہو گیا۔ تو میں نے انکار کی راہ سے ان کو کہا کہ عیسیٰ مریم کا بیٹا تو آسمان پر زندہ موجود ہے اور خانہ کعبہ پر اترے گا۔ یہ کون عیسیٰ

ہے جو قادیان میں ہے۔ اور جوان ہو گیا۔ اس کے جواب میں وہ بڑی نرمی اور سلوک کے ساتھ بولے اور فرمایا کہ وہ عیسیٰ بیٹا مریم کا جو نبی تھا مر گیا ہے وہ پھر نہیں آئے گا اور میں نے اچھی طرح تحقیق کیا ہے کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا مر گیا ہے وہ پھر نہیں آئے گا۔ اللہ نے مجھے بادشاہ کہا ہے میں سچ کہتا ہوں۔ جھوٹ نہیں کہتا۔ پھر انہوں نے تین مرتبہ خود بخود کہا کہ وہ عیسیٰ جو آنے والا ہے اس کا نام **غلام احمد** ہے اور میں نے اگرچہ بہت سی پیشگوئیاں گلاب شاہ کی پوری ہوتی دیکھیں تھیں لیکن اس پیشگوئی کے باب میں کہ آنے والا عیسیٰ قادیان میں ہے اور اس کا نام غلام احمد ہے ہمیشہ میں گلاب شاہ کا مخالف ہی رہا۔ جب تک کہ اس کو پورے ہوتے دیکھ لیا۔ اور اگرچہ میں ان کو بزرگ اور باخدا جانتا تھا مگر میں اس پیشگوئی کو بوجہ اسکے کہ وہ جیسا کہ میں خیال کرتا تھا۔ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے مخالف تھی۔ کسی طرح سے قبول نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے پہلے دن جب میں نے ان کے منہ سے یہ بات سنی تو بڑے جوش وخروش سے میں نے ان کا جواب دیا۔ لیکن پھر میں نے بلحاظ ادب ظاہر تکرار چھوڑ دیا۔ اور دل میں مخالف رہا کیونکہ اور بھائیوں کی طرح بڑا مضبوطی سے میرا یہ اعتقاد تھا کہ عیسیٰ آسمان سے اترے گا۔ اور زندہ آسمان پر بیٹھا ہے مرا نہیں ہے اور انہوں نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ جب عیسیٰ لدھیانہ میں آئے گا۔ تو ایک سخت کال (قحط) پڑے گا۔ جیسا کہ میں نے بچشم خود دیکھ لیا کہ جب اس دعویٰ کے بعد مرزا صاحب لدھیانہ میں آئے تو حقیقت میں سخت کال لدھیانہ میں پڑا۔ غرض اس بزرگ نے قریباً تیس یا اکتیس برس پہلے مجھ کو وہ خبریں دیں۔ جو آج ظہور میں آئیں اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ سب باتیں پوری ہو گئیں جو گلاب شاہ نے آج سے تیس یا اکتیس برس پہلے مجھ کو کہی تھیں۔

میں اس بات کا لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے بارہا اور بتکرار اس بات کا مشاہدہ ہو چکا ہے کہ یہ بزرگ صاحب خوارق و کرامت تھا۔ میں نے بچشم خود دیکھا کہ ایک دفعہ ایک جنگل میں موضع رام پور کے قریب انہوں نے نشان کیا۔ کہ اس جگہ دریا چلے گا اور دریا چلنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اس لئے ہم نے انکار کیا۔ مگر ایک مدت کے بعد اسی جگہ نہر چلی جہاں نشان لگایا تھا۔ ایک جگہ معمار ایک کنواں بنا رہے تھے اور طیار ہو چکا تھا کچھ تھوڑا باقی تھا گلاب شاہ کی اس پر نظر پڑی کہ ناحق اس کنویں کو بناتے ہو یہ تو تمام نہیں ہو گا اور بظاہر یہ ان کی بات خلاف عقل تھی۔ کیونکہ کنواں تو بن چکا تھا۔ کچھ تھوڑا سا باقی تھا۔ مگر اس کا کہنا سچ ہو گیا اور اسی اثنا میں وہ کنواں بیٹھ گیا اور اس کا نشان نہ رہا ....

بالآخر یہ بھی واضح رہے کہ اگرچہ میں نے اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر یہ اشتہار شائع کیا ہے۔لیکن جیسا کہ میں ازالہ اوہام میں لکھوا چکا ہوں میرے چال چلن کے واقف اس نواح میں بہت لوگ ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ میری زندگی کیسی صلاح اور تقویٰ سے گزری ہے۔اور ہمیشہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو ناپاک طریقوں جھوٹ اور افتراء سے محفوظ رکھا ہے............

علاوہ اس کے ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ مجھے مرزا صاحب کے معاملہ میں ناحق کا جھوٹ بولنے اور افترا کرنے سے بجز لعنت خلق وخالق اور کیا حاصل تھا............جس چیز نے مجھے مرزا صاحب کی طرف رجوع کیا......وہ مرزا صاحب کی سچائی ہے جو گلاب شاہ کی پیشگوئی سے مجھ پر کھل گئی......یہ سب میں نے محض للہ لکھا ہے کیونکہ گمراہی کی ایک آگ بھڑک رہی ہے۔اگر ایک شخص بھی میری اس گواہی سے راہ راست پر آجاوے تو انشاءاللہ مجھے اس کا اجر ملے گا۔میں بڈھا ہو گیا اور اب موت کے دن بہت قریب ہیں۔کیا تعجب کہ رب کریم نکتہ نواز اس نیک مرد کی طرح جس کا اس نے ذکر خیر اپنی پاک کلام میں لکھا ہے و شهد شاهد من بنی اسرائیل میرے پر صرف اس قدر عمل صالح سے فضل کر دیوے اور وہ غفور رحیم ہے۔اب میں نے جو کہنا تھا کہہ چکا اور اس اشتہار کو ختم کرتا ہوں۔

گر نیاید بگوش رغبت کس   بر رسولاں بلاغ باشد و بس

(نشان آسمانی روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 21 تا 29 مطبوعہ 1934 بار چہارم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں

(از بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام)

اور اوائل ایام جوانی میں ایک رات میں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں ہوں جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور کہاں پر تشریف فرما ہیں۔انہوں نے مجھے (اس مکان کے) ایک کمرہ کا پتہ دیا۔میں اس کے اندر چلا گیا ور جب میں حضور کی خدمت میں پہنچا تو حضور بہت خوش ہوئے اور آپ نے مجھے بہترین طور پر سلام کا جواب دیا۔جیسا کہ میں نے سلام عرض کیا تھا۔آپ کا

حسن و جمال اور ملاحت اور مجھ پر آپ کی محبت نے مجھے فریفتہ کرلیا اور آپ کے حسین و جمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنالیا۔ اس وقت آپ نے مجھے فرمایا کہ اے احمد تمہارے ہاتھ میں کیا چیز ہے جب میں نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور وہ مجھے اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ میری ایک تصنیف ہے۔ الخ

(تذکرہ صفحہ 201 ترجمہ عبارت عربی آئینہ کمالات اسلام صفحہ 548)

اسلام کی تازگی اور ترقی کا وقت

اس احقر نے 1864ء یا 1865 عیسوی میں یعنی اسی زمانہ کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا۔ جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی۔ کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کتاب کا نام میں نے قطبی رکھا ہے جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری [1] کتاب کے تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا ہے۔

غرض آنحضرتؐ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی۔ کہ جو امرود سے مشابہ تھی۔ مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرتؐ نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا۔ کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا۔ جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال......اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوہ فرما تھے۔

پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے سے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش

[1] براہین احمدیہ

میں نے اس نئے زندہ کو دے دی۔ اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرتؐ کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی۔ کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارہ تھی۔ تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ والحمد للّٰہ علی ذالك

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 248و249 حاشیہ در حاشیہ نمبر ا)

سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا سلام

''فطرۃً بعض طبائع کو بعض طبائع سے مناسبت ہوتی ہے اسی طرح میری روح اور سید عبد القادر کی روح کو خمیر فطرت سے باہم ایک مناسبت ہے جس پر کشوف صحیحہ صریحہ سے مجھ کو اطلاع ملی ہے۔ اس بات پر تیس برس کے قریب زمانہ گزر گیا ہے کہ جب ایک رات مجھے خدا نے اطلاع دی۔ کہ اس نے مجھے اپنے لئے اختیار کر لیا ہے تب یہ عجیب اتفاق ہوا کہ اسی رات ایک بڑھیا کو خواب آئی۔ جس کی عمر قریباً اسی (80) برس کی تھی۔ اور اس نے صبح مجھ کو آ کر کہا کہ میں نے رات سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا ہے اور ساتھ ان کے ایک اور بزرگ تھے اور دونوں سبز پوش تھے اور رات کے پچھلے حصہ کا وقت تھا۔ دوسرا بزرگ عمر میں ان سے کچھ چھوٹا تھا۔ پہلے انہوں نے ہماری جامع مسجد میں نماز پڑھی اور پھر مسجد کے باہر کے صحن میں نکل آئے اور میں ان کے پاس کھڑی تھی اتنے میں مشرق کی طرف سے ایک چمکتا ہوا ستارہ نکلا تب اس ستارہ کو دیکھ کر سید عبد القادر بہت خوش ہوئے اور ستارہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا السلام علیکم۔ اور ایسا ہی ان کے رفیق نے السلام علیکم کہا اور وہ ستارہ میں تھا۔ المومن یریٰ و یریٰ لہ

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 65 حاشیہ)

پیر صاحب العلم (جھنڈے والے) کا حضرت مرزا صاحب کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنا اور حضورؐ کا جواب دینا

(از جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم بمبئی)

میں 1893ء میں پنجاب کے اردو اخبارات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مضامین دیکھ کر اس طرف متوجہ ہوا کہ یہ صاحب مدعیٔ مہدویت و مسیحیت کون ہیں۔ ان کی تعلیم کیا ہے۔ ان کا دعویٰ کیا ہے۔ کہ سچ مچ وہ مہدی آخرالزمان اور مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں یا اخبارات میں محض دشمنی سے ایسے مضامین لکھ رہے ہیں۔ پہلے میں نے زبانی طور سے اپنے حلقۂ احباب میں تحقیق اور تفتیش شروع کی۔ مگر پھر خیال کیا کہ زبانی باتوں سے تسلی نہیں ہوگی۔ بہتر ہے کہ ان کی تصنیفات دیکھوں اس لئے براہین احمدیہ سے لے کر آئینہ کمالات اسلام تک کی تمام تصنیفات بذریعہ وی۔ پی منگوا کر پڑھیں۔ لیکن ان کتابوں کے پڑھنے میں سستی اور غفلت کی وجہ سے ڈیڑھ دو سال کا عرصہ گزر گیا۔ آخر دل نے گواہی دی کہ یہ شخص سچا ہے اس کے بعد اپنی قوم میمن کچھی کے ایک پیشوا جن کے سلسلہ بیعت میں میرے والد صاحب اور میرے دوسرے بزرگ رشتہ دار بھی منسلک تھے۔ علاوہ اس کے کچھ، کاٹھیاواڑ، سندھ، بمبئی وغیرہ کے دوسرے مسلمان بھی قریب دو لاکھ اشخاص ان کے مرید تھے اور میں بھی اپنی پندرہ سولہ سال کی عمر میں ان کو مل چکا تھا۔ وہ بمبئی میں ہر سال قریباً آیا کرتے تھے۔ اور ''پیر سائیں جھنڈے والے'' کے نام سے مشہور تھے۔ 1895ء کے آخر یا 1896ء کے اوائل میں میں نے ایک خط بزبان فارسی ان کو لکھا۔ کہ ہم تو دنیا دار ہیں۔ اور روحانی آنکھوں سے اندھے ہیں اور آپ لاکھوں انسانوں کے پیشوا اور رہنما ہیں۔ صاحب بصیرت ہیں۔ لہٰذا آپ حلفاً جواب دیں کہ یہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مہدویت و مسیحیت اپنے دعویٰ میں صادق ہیں یا

کاذب۔ اگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ سچے ہیں اور ہم ہدایت سے محروم ہو گئے تو آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کے ذمہ دار ہیں۔ اور اگر وہ جھوٹے ہیں اور ہم نے نادانی سے ان کو مان لیا۔ تو ہماری گمراہی کا وبال بھی آپ کے سر ہوگا۔ اس کا جواب بصد القاب آداب سوال متفسرہ کے بارے میں انہوں نے مجھے لکھا۔

شہادت اول:۔ ہمارے سلسلہ کا دستور ہے کہ مابین نماز مغرب وعشاء ہم اپنے مریدوں کے ساتھ حلقہ کر کے ذکر الٰہی کیا کرتے ہیں۔ ایک روز اس حلقہ میں بحالت کشف آنحضرت ﷺ کو ہم نے دیکھا تو ہم نے آپ سے سوال کیا کہ یا حضرت یہ شخص مرزا غلام احمد کون ہے تو آپؐ نے جواب دیا ''از ما است'' (یعنی ہماری طرف سے ہے)۔

شہادت دوم:۔ ہمارے خاندان کا وطیرہ ہے کہ بعد از نماز عشاء ہم کسی سے کلام نہیں کرتے اور سو جاتے ہیں۔ یہی سنت رسولؐ ہے۔ ایک دن خواب میں ہم نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو ہم نے سوال کیا کہ حضور مولویوں نے اس شخص پر کفر کے فتوے لگائے ہیں اور اس کو جھٹلاتے ہیں۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا ''در عشق ما دیوانہ شدہ است'' (ہمارے عشق میں دیوانہ ہے)۔

شہادت سوم:۔ ہمارا سلسلہ اور خاندان تہجد گزار ہے۔ اس لئے ہم روزانہ رات کو تین بجے کے بعد اٹھتے ہیں۔ اور بعد از نماز تہجد کروٹ پر لیٹے رہتے ہیں اور اسی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے ہیں کہ یہ بھی سنت رسولؐ ہے۔ ایک دن اسی کروٹ لیٹنے کی حالت میں کچھ غنودگی طاری ہوئی اور آنحضرتؐ تشریف فرما ہوئے اس وقت ہماری حالت نیند اور بیداری کے درمیان تھی۔ تو ہم نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ اب تو سارا ہندوستان چھوڑ عرب کے علماء نے بھی کفر کے فتوے دے دیئے ہیں۔ تو آپؐ نے بڑے جلال میں تین بار دوہرا کر کہا ھو صادق ھو صادق ھو صادق (وہ سچا ہے۔ وہ سچا ہے۔ وہ سچا ہے)

یہ ہے سچی گواہی جو ہمارے پاس ہے ہم آپ کی قسم سے سبکدوش ہو گئے ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے۔

راقم رشید الدین پیر صاحب العلم

اس کے بعد جولائی یا اگست 1896ء میں میں نے حضرت اقدسؑ کی تحریری بیعت کر لی۔

خاکسار اسمٰعیل آدم از بمبئی! (الفضل نمبر 66 جلد 19 مورخہ یکم دسمبر 1930ء)

ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا

(از حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی ثم امرتسری)

تیسرے بزرگ حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی ہیں۔ جو حضرت پیر صاحب کوٹھے والے کے مرید رشید تھے۔ یہ بزرگ احیائے سنت خیر الانام کے حامی تھے۔ اس لئے غزنی سے امیر کابل کے حکم سے بعد تکلیف بسیار جلا وطن کئے گئے تھے۔ اور پنجاب میں آکر آخر امرتسر میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہ بزرگ بھی صاحب کشف والہام تھے۔ انہوں نے بہت موقعوں پر حضرت مرزا صاحب کی نسبت تصدیق کی۔ ہم ان کے دو مریدوں کی شہادت یہاں پر درج کرتے ہیں۔ جو حضرت اقدس کے آگے بھی بیان کر چکے ہیں۔ اور جو متفرق کتابوں میں طبع ہو کر شائع بھی ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ شہادت حسب ذیل ہے۔

اول۔ حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر جو بظاہر ثقہ آدمی تھے اور وہ حضرت عبداللہ صاحب کے اول درجہ کے رفیق اور مخلص تھے۔ بمقام قادیان شروع 1891ء میں اور اثنائے گفتگو میں بیان کیا کہ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے اپنے کشف سے ایک پیشگوئی کی تھی کہ ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا۔ مگر افسوس کہ میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔ فقط

(دیکھو ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ 703و704)

یہ بات بھی حضرت عبداللہ صاحب غزنوی کی کیسی صادق آئی ہے کہ فی الحقیقت اس کی اولاد میں سے ایک بھی ایسا سعید ثابت نہیں ہوا جو اس نور آسمانی سے کچھ حصہ لیتا۔ بلکہ کسی شقاوت کی وجہ سے وہ مرسل یزدانی حضرت مرزا صاحب قادیانی کی صحبت سے جو بقول ان کے والد بزرگوار کے نور آسمانی ہیں بالکل محروم و بے نصیب ہے۔

دوم۔ منشی محمد یعقوب صاحب ملازم نہر برادر کلاں حافظ محمد یوسف صاحب نے ماہ فروری 1886ء میں بحضور حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بمقام ہوشیار پور بموجودگی حضار جلسہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے مکان پر جہاں حضرت موصوف اترے ہوئے تھے۔

بیان کیا کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم سے ایک دن میں نے سنا کہ وہ آپ کی نسبت یعنی حضرت اقدس مرزا صاحب کی نسبت کہتے تھے۔ کہ وہ میرے بعد ایک عظیم الشان کام کیلئے مامور کئے جائیں گے۔ (دیکھو ازالہ اوہام صفحہ 704 (عسل مصفیٰ جلد دوم صفحہ 463 تا 464)

دو مقدس سوار

(از جناب مستری چراغ الدین صاحب بمقام کوٹلی ترکھاناں سیالکوٹ)

میرا نام چراغ الدین ولد نور الدین سکنہ کوٹلی ترکھاناں ڈاکخانہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ ہے۔ میری پیدائش غالباً 1895ء ہوگی۔ 1912ء میں میں دسویں جماعت میں پسرور میں پڑھتا تھا۔ دوران تعلیم میں نے سکول چھوڑ دیا۔ اور معماری کا کام سیکھ لیا۔ مئی 1917ء میں لڑائی میں بھرتی ہو کر ورک کمپنی میں چلا گیا۔ پہلے بصرہ میں رہا۔ پھر بغداد چلا گیا۔ وہاں جہاں ہمارا کیمپ تھا اس کا نام نہادی تھا۔ 1921ء کا واقعہ ہے میں راشن سٹور پر کام کرتا تھا۔ ان دنوں چونکہ اکثر مزار اور پیروں کے حالات مطالعہ کرنے کے بعد میری طبیعت میں خلجان پیدا ہوا اور خواہش پیدا ہوئی کہ مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کروں ان دنوں ہماری کمپنی میں ایک احمدی نصیر احمد گوجرانوالہ کے تھے۔ جن کو میں نے بلا کر کہا کہ مرزا صاحب کی کوئی کتاب مجھے پڑھنے کے واسطے دی جائے۔ ان دنوں مرزا برکت علی وہاں اوورسیر تھے مستری نصیر احمد صاحب بابو برکت علی صاحب سے حضرت صاحب کی کوئی کتاب پڑھنے کی واسطے لا کر دیا کرتے تھے۔ اور حضرت صاحب کی کتابوں کو پڑھنے سے ہی دل میں اطمینان پاتا اور میرے دل میں یہ بات قائم ہوگئی۔ کہ ان کتابوں کا لکھنے والا ہرگز ہرگز جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ مگر آنے والے مسیح کے متعلق جو خیالات ہمارے دلوں میں جمے ہوئے تھے ان کا دل سے نکلنا مشکل تھا۔ جب حضرت صاحب کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا پڑھتا۔ تو آپ کا ایسا دعویٰ پڑھنے سے دل کانپ جاتا اور زبان بند ہو جاتی اور بندہ کتاب چھوڑ دیتا۔ ایسی حالت میں بندہ کے دل کی دو مختلف حالتیں تھیں۔ ایک طرف تو آپ کو سچا ماننا دوسری طرف آپ کو مسیح موعود ماننے سے دل رکتا۔ اس حیرانی اور پریشانی کی حالت میں بندہ پر ہمارے کمانڈنگ آفیسر نے راشن بھیجنے کے الزام میں مقدمہ دائر کر دیا۔ اور عام

لوگوں نے کیمپ میں اس بات کی شہرت کر دی کہ چونکہ یہ مرزائی ہو گیا تھا۔ اس لئے اس پر یہ وبال آیا۔ ان دنوں بندہ کو چونکہ شریعت کے متعلق بالکل واقفیت نہ تھی۔ اس لئے دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس فیصلہ کو ہی پیش کرتا۔ جو خلاف شریعت تھا۔ یعنی اے میرے مولا تو جانتا ہے کہ راشن میں گڈ مڈ کرتا ہوں۔ (یعنی بیچتا ہوں) اور میرے دل کی کیفیت کو بھی تو جانتا ہے کہ ایک طرف تو میں مرزا صاحب کو سچا مانتا ہوں۔ دوسرے میرا دل آپ کو مسیح موعود کہنے کو نہیں چاہتا یہ دو متضاد خیال بندہ کے دل پر اثر انداز ہیں۔ اس لئے اگر میں مقدمہ میں بری ہو گیا۔ تو آپ کو مسیح موعود مان لوں گا اور اگر سزا ہو گئی تو چاہے آپ سچے ہی ہوں ہرگز آپ کو قبول نہ کروں گا۔ اس قسم کا فیصلہ ہی اکثر دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا تھا۔ چونکہ ان دنوں بندہ زیر حراست تھا۔ اس لئے بندہ کی دعائیں اکثر کرب اور قلق دل سے نکلا کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ دن کے نو بجے کے قریب ہو گا بندہ بیٹھا ہوا تھا کہ اونگھ آئی۔ بیٹھے ہی بندہ کے سامنے یہ نظارہ نظر آیا کہ سامنے دو سوار گزر رہے ہیں۔ دائیں حضرت رسول کریمؐ ہیں اور بائیں مرزا صاحب۔ حضرت رسول کریم ﷺ کا قد لمبا ہے۔ اور مرزا صاحب کا قد چھوٹا۔ اور جسم کے بھارے ہیں پیچھے ان کا ایک نوکر ہے جو پیدل ہے۔ بندہ کے دل میں خیال آتا ہے کہ دوڑ کر آگے سے سلام کروں۔ پھر ساتھ ہی خیال آ جاتا ہے کہ میں زیر حراست ہوں جا نہیں سکتا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری دانتوں کے درمیان ایک گوشت کا ٹکڑا اڑا ہوا ہے جس سے مجھے بہت گھبراہٹ ہے۔ درد میں بہت تکلیف محسوس کر رہا ہوں۔ اتنے میں حضرت رسول کریمؐ نے پچھلی طرف منہ موڑا اور مسیح موعودؑ نے ویسے ہی منہ کو پچھلی طرف کر لیا۔ نوکر آپ کے اشارے پر میری طرف آیا اور دو انگلیوں کو میرے منہ میں ڈال کر گوشت کا ٹکڑا نکال دیا۔ ایسا کرنے سے تو نظارہ میری نظر سے غائب ہو گیا اور میرے دل میں یہ بات میخ کی طرح گڑ گئی کہ مجھ پر مقدمہ کا کچھ اثر نہ ہو گا۔ اسی وقت میں نے قلم دوات منگوا کر بیعت کا خط لکھ دیا۔ شام کو میری روٹی مستری نصیر احمد لایا۔ اس کو میں نے کہا کہ مجھ پر ہرگز ہرگز مقدمہ کا کوئی اثر نہ ہو گا۔ ان دنوں بابو برکت علی صاحب خاص طور پر میرے واسطے دعائیں کرتے رہتے تھے۔ دوسرے دن اتوار تھا۔ تیسرے دن میری پیشی ہوئی اور مجھے بری کر کے کام پر بھیج دیا گیا۔ (از چٹھی مرقومہ 22/اگست 1939ء)

مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ میں

(از حضرت پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سرساوی رحمۃ اللہ علیہ)

چودھویں ایک بزرگ پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی احمدی سرساوی ہیں۔ جو چار قطب ہانسوی کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے مرید بھی لاکھ سے زیادہ ہیں جو ہندوستان کے مختلف اضلاع میں سکونت پذیر ہیں۔ یہ بچپن سے ریاضت شاقہ میں لگے رہے انہوں نے رویا و مکاشفات کی رو سے حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود و مہدی معہود مانا ہے۔ یہ اپنے رویا کی کیفیت کتاب ازالہ اوہام میں بھی لکھا چکے ہیں اور انہوں نے دو رسالہ بھی تصنیف کئے ہیں۔ جن میں انہوں ے اپنے کشفوں اور رویا کے حالات درج کئے ہیں۔ ہم رسالہ نمبر 2 سے کسی قدر لکھ دیتے ہیں۔ تا کہ ناظرین پر کھل جائے کہ پیر صاحب موصوف نے کس طرح حضرت اقدس جناب مسیح موعود کو مانا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ

خاکسار نے حضرت اقدس حبیب اللہ الصمد میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو امام مہدی اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام من اللہ الودود منجملہ اور وجوہات کے جو رسالہ دارالامان من فتن الزمان میں بیان ہوں گے مانا ہے وہ تین وجہ ہیں جو مختصر طور سے لکھتا ہوں۔

اول:۔ اپنے کشف اور رویا ہے جس کا تجربہ مجھے نہ ایک بار نہ دو بار بلکہ صدہا بار ہو چکا ہے۔ اور حضرت اقدس جناب میرزا صاحب کی نسبت مجھ پر خدا نے اس وقت ظاہر کیا۔ کہ میں آنحضرت کے حالات اور نام ونشان اور قادیان سے بھی واقف نہ تھا۔ میری عمر 13-14 برس کی تھی۔ کہ مجھے درود شریف اور قرآن شریف کے پڑھنے کا بہت شوق تھا ہمارے ہاں حافظ عبداللہ مرحوم خوش الحان واعظ تھے۔ وہ بعد نماز جمعہ رسالہ آثار محشر منظومہ نہایت سریلی آواز سے پڑھتے تھے۔ جس میں مسیح ومہدی وغیرہ کے آنے کا ذکر تھا میں اس سے اس قدر متاثر ہو گیا تھا کہ رات دن یہی خیال اور جوش تھا کہ کسی طور مہدی و مسیح کو دیکھوں۔ لہٰذا گریہ وزاری اور تضرع وابتہال سے دعا کیا کرتا تھا کہ اے مہربان خدا مجھے امام مہدی اور عیسیٰ کی زیارت کرا دے۔ تیرے فضل سے کچھ دور نہیں۔ کبھی کبھی یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ تو کہاں اور مہدی اور مسیح کی زیارت کہاں۔ پھر یہ خیال دل میں کرتا تھا کہ اگر ان کا زمانہ مل گیا تو

زیارت محال ہو گی۔ ان کی خدمت میں سلاطین، وزراء، امراء، ولی غوث، قطب ہوں گے، فوجیں ہوں گی۔ تو تو نقار خانہ میں طوطی کی آواز ہو گا۔ ایسے ایسے خیال سے ناامیدی اور یاس کا دل پر سماں بندھ جاتا تھا۔ مگر یہ کیا خبر تھی کہ تیری دعا حضرت رب العزت میں قبول ہو گئی۔ تیرا درد دل سے رونا حضرت باری تعالیٰ میں سنا گیا۔ خدا بڑے فضلوں کا مالک اور ہر شے پر قادر ہے اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ اس نے وہ زمانہ مبارک مجھے دیا۔ کہ اپنے نور کی زیارت کرائی۔ سب تعلقات چھڑا کر اس کے در دولت پر پہنچا کر اس کے اصحاب صفہ میں جگہ دی۔ اس کی ہم نشینی کا فخر ان کے انفاس طیبہ کا اثر عطا کیا۔ اس کی نسبت پہلے مجھے اطلاع بخشی۔ میں ایک کشف لکھ چکا ہوں جو اس رسالہ کے حصہ اول میں ہے۔ اب ایک اور رویا دیکھی ہے جس سے یہ باتیں ظاہر ہوئی ہیں۔

اول یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک مجھے بعینہ حضرت اقدس جناب مرزا صاحب مجدد اعظم کے حلیہ کا سا دکھلایا گیا۔

دوم یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مجھے خدا نے وہ دکھایا جو حدیثوں میں مسیح موعود کا حلیہ آیا ہے جس حلیہ نے مسیح موسوی اور مسیح محمدی میں فرق اور امتیاز کر دیا ہے۔

سوم مجھے بتایا گیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ ہیں اور حلیہ سے دکھلایا گیا کہ مسیح موعود ہیں۔ اس میں وہ عینیت اور مماثلت کا اظہار تھا۔ کہ مسیح موعود کوئی دوسرا شخص نہیں۔ جو اس خاتم الانبیاء ﷺ کو غیر ہو۔ اس آخری فقرہ سے پیر صاحب کی یہ مراد ہے کہ مسیح آخر الزمان اسی امت محمدیہ سے ہو گا۔ جس کو خاتم الانبیاء سے کمال درجہ مشابہت ہو گی۔

چہارم اس حلیہ سے صحیح حدیث لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم کی بھی حقیقت سمجھائی گئی کہ مہدی اور مسیح دو شخص نہیں ہیں۔ بلکہ دو نام بباعث دو مختلف کار اصلاح کے ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ مسیح موعود کے حلیہ میں ظاہر ہوئے نہ اپنے حلیہ میں۔ تا کہ محمد بن عبداللہ اور عیسیٰ بن مریم کی پیشگوئی کی تمثیلی طور پر حقیقت کھل جائے۔ غرض وہ لکھتے ہیں کہ تمام امت محمدیہ کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ جس شخص نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی گویا اس نے بیداری میں زیارت کی اور جس نے آپ کو دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔ اور آپ کی صورت میں شیطان متمثل نہیں ہوتا۔ خدائے عز و جل کی قسم وہ حلیہ جو میں نے رسول اللہ ﷺ کا دیکھا وہ بعینہ حضرت مرزا غلام احمد

صاحب قادیانی کا حلیہ تھا اور سر مو فرق نہیں معلوم ہوتا۔ اب میری اس سچی خواب کی تکذیب کرنے والے خدا کی قہری تجلی کے نیچے ہیں۔ مجھ پر جو گواہی تھی وہ میں نے ادا کر دی‘‘۔

(عسل مصفیٰ صفحہ 482 تا 484)

مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے دربار میں

(از جناب محمد علی صاحب احمدی داؤدی علاقہ نظام حیدر آباد)

میں محمد علی داؤدی بن شیخ حاجی داؤد صاحب مرحوم نقدی نویس تحصیل تعلقہ چنور ضلع عادل آباد علاقہ نظام حیدر آباد ہوں۔

یہ خواب جس وقت آیا میری عمر تقریباً بیس سال کی تھی۔ اب اس وقت میری عمر 53 سال ہے۔ میری تعلیم و تربیت کا بڑا ذریعہ میرے بھائی مولوی محمد عمر صاحب تھے۔ میں ان کی ہدایت کو ایسا مانتا جیسے حدیث۔ چونکہ مجھے جو کچھ علم حاصل ہوا انہیں کی طفیل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کا بہت کچھ ادب میرے دل میں تھا۔ یہ بھونگیر ضلع نلگنڈہ کے مدرس تھے اور میں سر یاپیٹھ ضلع نلگنڈہ کا مدرس تھا۔ حضرت بھائی صاحب کو مولوی بہاؤالدین صاحب احمدی صدر مدرس کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ لوگوں نے مجھے خبر دی کہ تمہارے بھائی صاحب عیسائی ہو گئے ہیں۔ اس لفظ کا سننا ہی تھا کہ میرے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا اور دل میں غور کرنے لگا کہ یہ کیا غفلت ہو گئی۔ ایک عالم اور فاضل دین اسلام سے واقف ہو کر عیسائیت کی تردید کرنے والا خود عیسائی کیونکر ہو گیا۔ آخر ہمارا کیا حشر ہو۔ اس شش و پنج میں میں رنگشائی پیٹھ ان مقام متبدلہ پر پہنچا۔ بوجہ ادب اور بزرگی کوئی بات زبان سے نہ نکالی بلکہ یہ خیال ہوا۔ کہ ان کے حرکات و سکنات سے ان کا اندازہ لگایا جائے اور رائے قائم کی جائے۔ بھائی صاحب کی یہ عادت تھی کہ ہفتہ واری نماز ادا کرتے۔ اب جو غور کرتا ہوں۔ تو پنجوقتہ نماز ادا کرنے کے بعد تہجد نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ نماز بھی وہ نہیں جو پہلے پڑھی جاتی تھی۔ ہر نماز میں گریہ وزاری ہو رہی ہے۔ یہ ایک ہی پابند نہیں ہیں۔ بلکہ میری والدہ صاحبہ، ہمشیرہ صاحبہ و ہر دو بھاوج صاحبات بھی پابند نماز ہیں۔ تین روز تک یہ مشاہدہ دیکھتا رہا اور مجھے

نہایت شرم محسوس ہونے لگی۔ کہ یہ سب لوگ تو پابندی کے ساتھ نماز پڑھیں اور میں ہوں تارک النماز اور پڑا سوتا رہوں۔ کچھ خوف خدا ہوا اور کچھ لوگوں سے حجاب ہوا۔ الحمد للہ میں نے بھی نماز شروع کر دی۔ الشاکر مستحق المزید اس خدا کا شکر ہے کہ آج تک نماز کا سختی سے پابند ہوں اور دعا ہے کہ دم واپسیں تک اس راہ مستقیم پر ثابت و پابند رہوں۔ بھائی صاحب کا معمول تھا کہ صبح دو بجے اٹھ کر چار بجے صبح تک تہجد میں لگے رہتے۔ اس کے بعد نماز فجر سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن میں مصروف رہتے۔ اس کے بعد براہین احمدیہ پڑھتے۔ آخر جرأت کر کے بھائی صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا کتاب ہے جو آپ پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ سلطان القلم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح ومہدی کی کتاب ہے۔ بھائی صاحب کی عادت ہے کہ اگر کسی نے نہ چھیڑا تو وہ کچھ نہیں کہتے۔ اگر چھیڑا تو ابتداء سے انتہا تک کے واقعات میں کمی نہیں کرتے۔ پھر تو انہوں نے آل عمران سے لے کر حضرت مریم کی پیدائش سے لے کر حضرت عیسیٰؑ کے صلیب کے واقعات بیان کرتے ہوئے کشمیر میں مدفون ہونے تک کے واقعات بیان کئے اور جو میرے اعتراضات ہوتے گئے ان کا کافی وشافی جواب دیتے رہے۔ کیونکہ انہی کے کہنے پر میرے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ حضرت عیسیٰؑ چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور آخری زمانہ میں جب دجال نکلے گا اور لوگوں کو خدائی منوائے گا۔ اس وقت آسمان سے حضرت عیسیٰ آ کر مہدی سے ملیں گے اور دجال کا اور ان کا مقابلہ ہوگا۔ دجال کو شکست ہوگی پھر اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اس کے خلاف یہ باتیں سن کر میری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ اور دل میں کہنے لگا کہ پہلے جو عقائد تھے وہ کسی دلیل پر نہ تھے۔ ان عقائد کو دیکھتا ہوں تو بموجب قرآن وحدیث ہیں۔ آخر مجھے کیا کرنا چاہیئے مانوں یا انکار کروں۔ چونکہ میں نے بھی نماز شروع کر دی تھی۔ میری نماز بھی وہ پہلی نماز نہ تھی۔ دیکھا دیکھی نماز میں گڑگڑا کر دعا کرنے کا موقعہ ملا۔ اور یہ دعا دل سے نکلنے لگی۔ ایک روز عشاء کی نماز پڑھ کر یہ دعا کرتا ہوا سو گیا کہ یا اللہ یہ سلسلہ اگر تیرا قائم کردہ سلسلہ ہے اور تیری طرف سے ہے تو تو مجھے سچا راستہ دکھا۔ اگر اس وقت تو میری رہنمائی نہ فرمائے گا اور میں غلط رستہ پر رہا تو اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہ ہوگی تو ذیل کا خواب دیکھا۔ (اس وقت تک قادیان کیا چیز ہے۔ احمدی کس کو کہتے ہیں۔ اسٹیج کیا ہوتا ہے یہ میں نہیں جانتا تھا)

خواب:۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنا خواب تحریر کرتا ہوں۔ جو میں نے بمقام رنگشائی

پیٹھ ضلع ورنگل تقریباً 1315ھ 33 سال قبل دیکھا تھا اور جس کی بناء پر مجھے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اگر میں نے اس خواب کو بناوٹی بنایا ہو۔ تو خدا مجھے عذاب علیم میں مبتلا کرے اور رسوائی کی موت نصیب کرے۔

ایک بہت بڑا صاف ستھرا میدان ہے۔ درمیان میں ایک گول چبوترا بنا ہوا ہے اور اس پر ایک اونچی کرسی پر ایک بہت بڑے شان کے بزرگ ہیں۔ ان کے اطراف لوگوں کا ہجوم ہے اور سب نہایت سفید لباس میں ملبوس ہیں اور سب کے سروں پر سفید پگڑیاں ہیں اور میں شمالی جانب راستہ میں کھڑا یہ نظارہ دیکھ رہا ہوں۔ اتنے میں ایک اور بزرگ گھوڑے پر سوار ہیں اور ان کا لباس بھی سفید ہے۔ ان کے آگے اور پیچھے کچھ لوگ ہیں اور دائیں بائیں کچھ آدمی رکاب تھامے چلے آ رہے ہیں۔ اس شان کو دیکھ کر میں نے فوراً راستہ چھوڑ دیا اور کوئی باز وہٹ کر دریافت کرنا چاہا کہ یہ بزرگ کون ہیں اور دربار کس بزرگ کا ہے۔ ایک صاحب نے نہایت شان سے کہا۔ کہ دربار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے اور یہ بزرگ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ہیں۔ جو شریک جلسہ ہو رہے ہیں۔ اتنے میں بیداری ہوئی۔ دل پر ایک فرحت محسوس ہوئی۔ علی الصبح اٹھ کر نماز کے بعد حضرت بھائی محمد عمر صاحب کو سنایا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ احمدیت کی صداقت یوں ہوتی ہے میں نے کہا کہ حضرت کی بیعت کا کیا طریق ہے انہوں نے کہا جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ دور سے خط کے ذریعے سے بیعت ہو سکتی ہے ابھی تم کافی معلومات حاصل کرنے کے بعد بیعت کرنا ایسا نہ ہو کہ کوئی اعتراض کرے اور تم جواب نہ دے سکو۔ میں نے کہا کہ اب میرے دل کو کافی اطمینان ہو چکا ہے۔ اب زیادہ انتظار بے سود۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ بھائی صاحب نے میری بیعت کا خط حضور کی خدمت میں لکھا۔ ایک ہفتہ کے اندر حضور کا جواب آیا کہ بیعت قبول ہوگئی۔ خدا استقامت بخشے۔

(از چٹھی مرقومہ 28 جولائی 1939ء)

مرزا غلام احمد سچا ہے۔ ہے۔ ہے

(از جناب چوہدری عبدالرحمٰن خان صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ اسمٰعیل خان صوبہ سرحدی)

میری عمر اس وقت 60 سال اور قریباً چھ ماہ ہے۔ تاریخ پیدائش 31 مارچ 1879ء ہے میں نے جس وقت مندرجہ ذیل رویا دیکھا۔ اس وقت میری عمر ساڑھے سینتیس سال تھی اور میں اس وقت بعہدہ مسل خوان عدالت ڈپٹی کمشنر ڈیرہ اسمٰعیل خان بمشاہرہ 60 روپے ماہوار ملازم تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل کیا اور درجہ بدرجہ ترقی کرتا ہوا سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر پشاور بمشاہرہ 400 روپیہ ماہوار ہوا۔ اس وقت پنشنر ہوں 1916ء میں بماہ جولائی میں نے تین ماہ کی رخصت حاصل کی۔ میرا ارادہ تھا کہ موسم گرما کسی سرد مقام پر بسر کروں گا۔ چنانچہ اپنے محسن (خان بہادر سردار محمد یار خان صاحب قیصرانی اسسٹنٹ پولیٹیکل آفیسر چکدرہ علاقہ مالاکنڈ ایجنسی صوبہ سرحد) کے اصرار پر ان کے پاس بمقام چکدرہ پہنچ گیا۔ انہی دنوں میں خان بہادر سعداللہ خان صاحب خٹک رسالدار میجر جو ایک اچھے پر جوش احمدی تھے۔ بمقام مالاکنڈ متعین تھے۔ جو چکدرہ سے آٹھ دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہم دونوں نماز جمعہ خان بہادر موصوف کے مکان پر ادا کرنے جایا کرتے تھے۔ انہیں ایام میں خوش قسمتی سے عالی جناب میر ناصر نواب صاحب مرحوم و مغفور بھی کسی تقریب پر مالاکنڈ تشریف لائے۔ اور ایک نماز جمعہ ان کی اقتداء میں بھی پڑھی گئی تھی خان بہادر موصوف قرآن واحادیث سے احمدیت کی صداقت کے دلائل بیان کرتے تھے، جو نہایت دل نشین اور جاذب توجہ ہوا کرتے تھے۔ گو میں احمدی نہیں تھا۔ کیونکہ ابھی مجھے احمدیت کے متعلق پورا انشراح پیدا نہیں ہوا تھا۔ لیکن احمدیت کا مخالف بھی نہیں تھا۔ کیونکہ مجھے بہت سے احمدی بزرگوں کی ہم نشینی اور صحبت حاصل ہو چکی تھی۔ 1889ء میں جب میں افریقہ گیا۔ تو صوفی نبی بخش صاحب بھی میرے رفیق سفر تھے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بہت دلچسپ طریق پر اپنے تجربات بیان کرتے تھے۔ اور اسی وقت سے میں حضرت صاحب علیہ السلام کے بارے میں حسن ظنی رکھتا تھا۔ جب میں چکدرہ گیا۔ تو ان دنوں بھی ان کے ساتھ خط وکتابت جاری تھی اور وہ بعض اوقات تبلیغی خطوط بھی تحریر کیا کرتے تھے۔

چنانچہ جون و جولائی 1916 میں بھی یہی سلسلہ جاری تھا۔صوفی صاحب نے ایک خط میں مجھے بتا کید لکھا کہ حقیقت کو پانے کیلئے آپ کو چاہئے کہ نماز عشاء کے بعد الحمد شریف بہت دفعہ پڑھا کریں اور خاص کر اھدنا الصراط المستقیم پر خاص توجہ دیں۔چنانچہ کچھ دنوں یہ وظیفہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے حسب ذیل رویا وکشف ہوا۔میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اور اس ذات کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل خواب لکھتا ہوں۔میں نے واقعی اور یقینی طور پر یہ خواب دیکھی ہے۔اور اگر میں نے اس میں کوئی آمیزش اپنی طرف سے کی ہو تو مجھ پر اس دنیا اور آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو۔

خواب:۔میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سارا جسم غلاظت میں لت پت ہے میں بے قرار تھا کہ اس غلاظت کو کس طرح دور کروں کہ دل میں ایک طرح سے القاء ہوا کہ چکدرہ کے عین متصل ایک چشمہ صاف وشفاف پانی کا ہے وہاں جانا چاہئے۔چنانچہ میں اس چشمہ کی طرف گیا وہاں پر صاف اور معطر پانی اول درجہ کا رواں تھا۔میں نے اس چشمہ میں غسل کیا۔اور سب غلاظت کو اچھی طرح دور کرلیا۔اور دل میں خداوند تعالیٰ کا شکر کیا کہ اس غلاظت سے مجھے خلاصی ہوئی۔تھوڑی دیر کے بعد میں نے رویاء ہی میں دیکھا کہ ایک چوبی بورڈ (لکڑی کا تختہ) ہے۔جس پر الفاظ ذیل جلی طور پر تحریر ہیں۔

"مرزا غلام احمد سچا ہے۔ہے۔ہے۔"

اس کے بعد مجھے انشراح صدر ہو گیا اور احمدی احباب سے جب میں نے اس کشف کا ذکر کیا۔تو سب نے مجھے مبارک باد دی اور میں نے وہاں سے ہی بیعت کا خط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کر دیا۔اس کے بعد مجھے یہ تڑپ تھی کہ دارالامان جا کر دستی بیعت کروں۔چنانچہ 12 یا 14 ستمبر 1916ء کو مالاکنڈ سے روانہ ہو کر لاہور آیا اور صوفی نبی بخش صاحب کی معیت میں 16 ستمبر 1916ء کو دارالامان پہنچ کر شرف بیعت حاصل کیا۔فالحمد للہ علیٰ ذالک

(از چٹھی مرقومہ 14 جولائی 1939ء)

یوم الحساب

(از جناب منشی ظفر احمد صاحب ساکن کپورتھلہ)

''میں......حلفاً ظاہر کرتا ہوں میرے خواب والہام بلا کم وکاست خدائے قدیر کی طرف سے ہیں۔اور میرا ان میں افترا نہیں''

خواب:۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ میدان قیامت ہے اور جہاں تک نظر کام دیتی ہے مخلوق خدا پریشان حال نظر آتی ہے اور حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم ہاتھ میں لئے ہوئے سب کو مخاطب کر کے طلب فرما رہے ہیں۔ کہ تم نے اس کلام پاک کی تکذیب کی۔اب حضور رسول مقبول ﷺ تشریف لاتے ہیں اور میں اس کلام اللہ کو پیش کروں گا۔اس وقت تمام مخلوق سخت کرب اور اضطراب میں نہایت بے تابانہ حالت سے چلا چلا کر رو رہی تھی۔جو دیکھا کہ مشرق کی طرف سے ایک عظیم الشان جماعت آئی۔ جن کے چہرے نورانی ہیں۔ان میں ہمارے آقا و مولیٰ رسول کریم سید العالم محمد مصطفیٰ ﷺ جلوہ گر ہیں۔ان کو دیکھ کر مرزا صاحبؑ ان کے پاس گئے۔اور مل کر کھڑے ہو گئے۔اور میں مرزا صاحب سے ذرہ پیچھے کھڑا ہوا۔پھر مرزا صاحب نے رسول مقبول ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔کہ یہ حضور کی امت ہے یا کہا کہ آدمی ہیں۔جنہوں نے اس قرآن کریم کی تکذیب کی ہے۔اور میری بھی۔اس وقت دیکھا کہ بڑا شور تمام مخلوق میں ہے اور بہت ہی مضطرب الحال ہیں پھر مرزا صاحب نے قرآن کریم کو رسول مقبول ﷺ کو دے دیا۔اور شفاعت کیلئے سفارش کی۔اسی اثناء میں پر ہول رعب ناک پر ہیبت آواز میں سنا ''حساب'' یہ سن کر سب بے ہوش ہو کر گر پڑے اور حضرت مرزا صاحب اور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ فداہ ابی وامی دونوں سجدہ میں گر کر نہایت تضرع سے دعا کرنے لگے۔پھر بہت عرصہ کے بعد ہر دو خادم و مخدوم نے سر اٹھایا۔اور آقا و مولائے رسول مقبول ﷺ نے نہایت انبساط اور خوشی سے ہنستے ہوئے کچھ مرزا صاحب سے فرمایا۔جس سے مرزا صاحب بھی بہت خوش ہوئے۔پھر مرزا صاحب نے نہایت خوشی سے ہنس کر مجھ کو خوشخبری دی کہ خداوند کریم نے تم کو بخش دیا۔مبارک ہو میں آنکھ کھلنے پر بہت دیر تک

اس کا اثر اپنی ذات میں پاتا تھا۔ اور خوش ہوتا تھا اور ہنستا تھا''۔

رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ

مرزا صاحب ہمارے پیارے فرزند ہیں

خواب چہارم:۔ ''میں نے دیکھا کہ ایک عمدہ مکان پر رسول مقبول ﷺ معہ اصحاب کبار رضوان اللہ رونق بخش ہیں اور آپ ایک بلند جگہ پر تشریف رکھتے ہیں اور میں دست بستہ آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ اور بھی چند آدمی ہیں جو علیحدہ کھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص حسن خان نامی نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ لوگ حدیثوں کو نہیں مانتے۔ رسول مقبول ﷺ نے محبت بھری نظر سے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ تو آپؐ کے فرمودہ پر جان و دل سے عاشق ہیں۔ اور ایمان رکھتے ہیں۔ رسول مقبول ﷺ نے سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ مرزا صاحب ہمارے پیارے فرزند ہیں۔ اور فرمایا کہ جس وقت مرزا صاحب قرآن کریم بیان فرماتے ہیں۔ تو میری روح تازہ ہو جاتی۔ پھر مجھ کو حکم فرمایا کہ مرزا صاحب سے کہو کہ قرآن شریف بیان فرمائیں۔ اس خواب سے کچھ عرصہ بعد حسن خان جو پہلے مخالف تھا حضرت اقدس سے مشرف بہ بیعت ہوا اور اسی حالت میں مر گیا۔ خدا اس کو بخشے۔

(عسل مصفیٰ صفحہ 481)

آسمان پر سنہری حروف ''مسیح موعودؑ''

(از جناب حاجی غلام احمد صاحب کریام ضلع جالندھر)

میں حاجی غلام احمد کریام ضلع جالندھر کا رہنے والا ہوں۔ میں نے 1903ء کے شروع میں بیعت کی ہے۔ میں نے 1911ء میں حج کیا تھا اور مندرجہ ذیل دو خوابیں احمدیت قبول کرنے سے قبل دیکھیں۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام

ہے کہ یہ مندرجہ ذیل دونوں خواب بعینہٖ دیکھے ہیں اور بہت دفعہ ان کو بیان کیا ہے۔

(۱) خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے 1903ء میں بیعت کی ہے بندہ بیعت سے پہلے استخارہ کرتا رہا تھا۔ ایک دفعہ بوقت شب رویاء (خواب) میں دیکھا۔ کہ سفید پوش لوگوں کی ایک مجلس بیٹھی ہے۔ باہر سے ایک شخص آیا ہے اس نے کہا کہ یہ زمانہ مسیح موعودؑ کا ہے۔ انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ اس کا کیا ثبوت ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آتا ہے۔ اس صدی کا مجدد مسیح موعودؑ ہے انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے اور اسی کو دہرایا کہ ٹھیک ہے۔

(۲) دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا کہ آسمان پر سنہری حروف میں موٹے الفاظ میں مسیح موعود لکھا ہوا ہے نیز یہ دونوں خوابیں بندہ نے احمدیت قبول کرنے سے پہلے دیکھی ہیں۔

(از چٹھی مرقومہ 3 ستمبر 1939ء)

عالم برزخ کا ایک پرہیبت نظارہ

(از جناب عطاء اللہ خان ولد حکیم منشی عبداللہ خان

ساکن قصبہ اوڑ ضلع جالندھر حال وارد مکاسر علاقہ سلیبس)

”میں مسمیٰ عطاء اللہ خان ولد حکیم عبداللہ خان ساکن قصبہ اوڑ ضلع جالندھر حال وارد مکاسر علاقہ سلیبس خداوند تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنا خواب من وعن بیان کرتا ہوں اور یہی خواب تھا جس کی بناء پر میں نے احمدیت جیسی عظیم الشان نعمت کو حاصل کیا۔ مگر افسوس کہ میرے والد ہمیشہ کیلئے اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ گئے اور مخالفت ہی میں اس جہان سے گزر گئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماوے۔

1920ء یا 1919ء کا واقعہ ہے جب کہ میں نویں جماعت گورنمنٹ ہائی سکول راہوں میں تعلیم پاتا تھا۔ آخری ہفتہ کی رخصت پر گھر آیا۔ دن کو سوتیلی والدہ سے کسی بنا پر جھگڑا ہوا۔ رات کو سویا تو یوں خواب آیا کہ میں اپنے جدی گھر میں جس میں میرا چچا حکیم شیر محمد صاحب احمدی اور میری دادی سکونت کرتے تھے گیا۔ جاتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ میری خالہ صاحبہ جو کہ حکیم شیر محمد صاحب کی طرف سے میری چچی بھی تھیں۔ گھر میں سفید چادر اوڑھے بیٹھی ہیں۔ ان کو دیکھ کر میری حیرانی کی انتہا نہ رہی۔

کیونکہ چند ماہ پیشتر وہ فوت ہوگئی تھیں۔ اور ہم نے خود انہیں سپرد خاک کیا تھا۔ مگر انہیں دوبارہ گھر میں زندہ موجود دیکھ کر میں نہایت ہی پریشان اور حیران ہو گیا۔ کہ خدایا یہ کیا معاملہ ہے۔ مردے تو کبھی واپس نہیں آتے۔ یہ کیسے یہاں پر آگئیں۔ میری حیرانی کو دیکھ کر میری خالہ مجھ سے یوں مخاطب ہوئی حیران کیوں ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج کا دن خداوند تعالیٰ کے نزدیک نہایت ہی متبرک اور مبارک دن ہے اور اسی دن کی خوشی میں عرش معلیٰ پر بڑے بڑے جشن منائے جارہے ہیں اور اسی دن کی خوشی میں خداوند تعالیٰ نے تمام ارواح کو چھٹی دے دی ہے کہ جس کا جی چاہے دنیا میں جا کر اپنے عزیز و اقارب سے مل آئے۔ تو چونکہ مجھے تم سب سے محبت تھی۔ اس لئے میں تمہیں ملنے کیلئے دوبارہ یہاں آگئی ہوں۔ اس پر بندہ نے اپنی حقیقی والدہ کی بابت دریافت کیا کہ سکینہ کیوں نہیں آئی۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ اسے فوت ہوئے اٹھارہ بیس برس ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اسے اس دنیا کی محبت نہیں رہی۔ اس لئے وہ نہیں آئی۔ ہاں اگر تم ملنا چاہو تو میں تمہاری ملاقات کرواسکتی ہوں۔ میں نے چونکہ اپنی والدہ کو نہیں دیکھا تھا اور شیر خواری کی حالت ہی میں وہ مجھے چھوڑ کر فوت ہوگئی تھیں۔ میرے دل میں والدہ کی ملاقات کا جوش غالب ہو گیا۔ اور میں خالہ صاحبہ سے والدہ کی ملاقات کیلئے بیقراری ظاہر کرنے لگا۔ تو اس پر خالہ صاحبہ نے کہا کہ چلو تمہاری ملاقات کرادوں۔ یہ کہہ کر وہ گھر سے روانہ ہوگئیں اور مجھے بھی اپنے ساتھ لیا اور خاندان کی دیگر عورتیں ہم دونوں کو الوداع کرنے کیلئے گاؤں سے باہر تک آئیں۔ ابھی قبرستان چالیس قدم دور تھا۔ سب عورتیں وہاں پر بیٹھ گئیں اور میری خالہ نے مجھ سے تین دفعہ دریافت کیا کہ آیا تم ضرور ملاقات کرنا چاہتے ہو۔ میں نے تینوں دفعہ ہاں کہا۔ اس پر خالہ نے مجھے آنکھیں بند کرنے کو کہا۔ آنکھیں بند کرنے کے بعد جب آنکھیں کھولی گئیں۔ تو ہم قبرستان میں تھے۔ مگر جب ہم گھر سے روانہ ہوئے تھے تو عصر کا وقت تھا۔ لیکن جب قبرستان میں پہنچے۔ تو رات کے ٹھیک نو بجے کا وقت تھا۔ جب قبرستان میں پہنچے تو بہت ہی عجیب نظارہ تھا۔ تمام مستورات قبروں سے باہر نکل کر بیٹھی ہیں اور سب کی سب قرآن مجید تلاوت کر رہی ہیں۔ ہر ایک کے سامنے ایک ایک ہریکین (لالٹین) ہے اور نہایت ہی خوش الحانی سے تلاوت کر رہی ہیں۔ تمام قبرستان میں نور ہی نور نظر آرہا ہے۔ جس کا نقشہ صحیح طور پر بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔

جس راستے پر کھڑے ہم یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ اسی راستے پر بائیں جانب ایک مسجد ہے جو

کہ بہت پرانی معلوم ہوتی ہے کیونکہ باہر سے بارش وغیرہ سے اس کی سفیدی سیاہی میں تبدیل ہو چکی ہے۔ جب بندہ نے مسجد کے اندر کی طرف دھیان کیا۔تو کیا دیکھتا ہوں کہ باوجود مسجد میں سینکڑوں یا ہزاروں کے مجمع کے بالکل خاموشی ہے۔اور صرف ایک آواز آرہی ہے اور کیا دیکھتا ہوں کہ حضور سرور کائنات حضرت محمد ﷺ خطبہ پڑھ رہے ہیں۔''حضور کا چہرہ مبارک مسجد کے باہر سے صاف دکھائی دے رہا ہے۔مگر حضور کی پگڑی کے کچھ پیچ مسجد کے دروازے کی محراب کے اوٹ میں ہیں۔اور بدن مبارک کا کچھ نچلا حصہ آدمیوں کی اوٹ میں ہے۔حضور کے ہاتھ میں چند کاغذ یا اخبار کی سی صورت کے کاغذ ہیں۔بہر حال حضور کے ہاتھ کتاب نہیں بلکہ کاغذ کے چند صفحات یا ورق ہیں۔

میں اپنی خالہ کے ہمراہ کھڑا سوچ رہا ہوں کہ آیا پہلے خطبہ میں شامل ہو جاؤں یا پہلے والدہ سے ملاقات کروں۔کتنی دیر تو میں اسی شش و پنج میں رہا۔بعد میں خیال کیا۔کہ خطبہ تو دیر تک ہوتا رہے گا۔پہلے والدہ سے ملاقات کرلوں۔پھر آکر خطبہ میں شامل ہو جاؤں گا۔کیونکہ ڈرتا تھا کہ اگر خالہ سے بچھڑ گیا۔وہاں پر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ میری والدہ قبر کے تختہ پر بیٹھی ہریکین کے سامنے تلاوت قرآن کررہی ہے۔ہم دونوں اس کے سامنے چند منٹ کھڑے رہے مگر اس نے کچھ خیال نہ کیا۔بلکہ تلاوت میں مشغول رہی۔تھوڑی دیر بعد میری خالہ نے میری والدہ سے کہا کہ سکینہ تمہارا لڑکا تم سے ملاقات کیلئے آیا ہے۔اور تم خیال تک نہیں کرتیں۔یہ سن کر اس نے کہا کہ ہیں عطاء اللہ!اور یہ کہتے ہی میری کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے زانو پر بٹھالیا۔اور پھر تلاوت میں مشغول ہوگئی۔ادھر تلاوت بھی کرتی جاتی ہے اور ساتھ آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہیں۔جب میری والدہ نے تلاوت جتنی مقصود تھی ختم کی اور قرآن شریف بند کیا تو مجھے گلے لگا کر خوب اونچے اونچے رونا شروع کر دیا۔اس کے رونے سے متاثر ہو کر میں بھی رونے لگ گیا۔حتیٰ کہ اردگرد کے پڑوس والوں نے بھی مجھے خواب میں روتے سنا تھوڑی دیر بعد رونا ختم کر کے مجھ سے یوں مخاطب ہوئیں۔

کیا تمہاری والدہ تم سے اچھا سلوک کرتی ہیں۔میں نے جواب دیا کہ ہاں پھر پوچھا تمہارے والد کہاں ہیں۔میں نے جواب دیا کہ آج کل ڈھاکہ کے شہر میں ہیں۔اور پھر انہوں نے کہا کہ میری طرف سے ایک پیغام تم اپنے والد کو پہنچا دینا۔میں نے کہا بہت اچھا۔اس کے بعد انہوں نے کچھ پیغام دیا۔مگر بعد میں وہ مجھے بھول گیا۔اور اس طرح وہ پیغام والد صاحب تک نہ پہنچا سکا۔

اس کے بعد والدہ نے کہا کہ اگر تم کو کسی قسم کی تکلیف ہو تو یہاں آجایا کرو۔ یہاں ہر طرح کا آرام ہے اور کہا تم بیٹھو تمہارے واسطے میں کچھ لاتی ہوں۔ اس کے بعد وہ تختہ سمیت قبر کے اندر چلی گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد نکلیں تو ان کے ہاتھ میں ایک طشت ہے جس میں دو گلاس دودھ کے ہیں۔ اور دو طشتریاں ہیں دونوں طشتریوں میں انگور ہیں۔ مجھے کھانے کیلئے پیش کئے، میں بوجہ تکلف اور کچھ شرم کی وجہ سے سب نہ کھا سکا گو دل بہت چاہتا تھا کہ یہ دونوں گلاس دودھ ختم کردوں۔ دونوں طشتریاں انگور کھا جاؤں۔ اور پھر اور طلب کروں۔ مگر شرم کی وجہ سے ایک گلاس یا ایک گلاس کم دودھ پیا اور انگور بھی۔ اسی طرح سے شاید ایک طشتری یا اس سے کم کھائے۔ باقی شرم کے مارے واپس کردئے اس دنیا میں بہت انگور کھائے دودھ بھی پیا۔ مگر ویسی لذت نہ کسی دودھ میں پائی نہ ہی کسی انگور میں۔ مگر شرم کے مارے واپس کردئے اور نہیں کھائے جاتے اس کے بعد بندہ کے ایک دوست ڈاکٹر عبدالغفور ہیں۔ وہ بھی آج کل علاقہ جاوا شہر سروایا میں مقیم ہیں۔ ان کی والدہ جن کا نام حشمت ہے مجھے بلانے کیلئے ہمارے خاندان کی عورتوں کی طرف سے اور میری سوتیلی والدہ کی طرف سے آئی۔ جو کہ چالیس قدم دور قبرستان سے میرے انتظار میں بیٹھی تھیں اس کے آنے پر میری والدہ اس سے یوں گویا ہوئی۔ کہ آ بیٹھ جا۔ نی حشمتے، نہ الفتے، نہ جنتے، نہ حرمتے تمہارا کیا نام ہے۔ مجھے تو نام بھی بھول گیا۔ وہ کہنے لگی نہیں مجھے کام ہے۔ میں نے واپس جانا ہے۔ عطاء اللہ کو بھیج دو۔ اس کی والدہ اور دیگر عورتیں اس کا انتظار کررہی ہیں۔ خیر یہ کہہ کر وہ واپس چلی گئی۔ اور میں وہیں اپنی والدہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے میں زور سے بگل بجا۔ تمام روشنی گل ہوگئی اور مسجد بھی غائب ہوگئی اور سنسان جنگل ہوگیا۔ تمام مردے قبروں میں داخل ہوگئے دہشت آنے لگی۔ تو میں نے قبر کے سوراخ سے آواز دی کہ سکینہ خدارا مجھے یہاں سے بھجوادو۔ آواز آئی کہ آنکھ بند کرو اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ تو بندہ بستر ے پر تھا۔ اس خواب کا اثر میرے دل پر بہت ہوا۔ صبح اٹھتے ہی بندہ نے یہ خواب پہلے تو اپنی سوتیلی والدہ کو سنایا۔ اس کے بعد اپنی دادی صاحبہ کو ان کے ہاں جا کر سنایا۔ اور بھی بہت لوگوں کو یہ خواب سنایا گیا۔ اور شاید ہی کوئی احمدی ایسا ہو جس سے مجھے کچھ دن رہنے کا اتفاق ہوا ہو اور اسے یہ خواب نہ سنایا گیا۔ اس وقت بھی میرے اس خواب کے گواہ ایک تو میرے چچا حکیم شیر محمد صاحب ہیں۔ جو میرے ساتھ یہاں ہی ہیں۔ تیسرے میرے پھوپھی زاد برادر حکیم عبدالرزاق لنگیری والے بھی یہیں موجود ہیں انہوں نے بھی

مجھ سے کئی دفعہ یہ خواب سنا اس کے علاوہ اور بھی اس خواب کے بہت سے گواہ ہیں۔ غالباً ماہ جولائی اور اگست 1938ء میں پورو کرتو میں بھی شاید میں نے یہ خواب سید شاہ محمد صاحب مبلغ تحریک جدید کو بھی سنایا تھا۔

خیر اب بندہ خواب کی تعبیر بیان کرتا ہے کہ یہ خواب کس طرح پورا ہوا اور بندہ کس طرح احمدیت میں داخل ہوا اس خواب کے بعد بھی بندہ اپنے والد کے ہمراہ اور خود بھی احمدیت کی مخالفت کرتا رہا، یہ خواب بندہ کو غالباً 1919ء یا 1920ء میں آیا۔ اور 1926ء تک برابر مخالفت کرتا رہا۔ 1926ء میں غالباً نومبر یا دسمبر کا مہینہ تھا کہ میرے چچا حکیم شیر محمد صاحب بھی گھر پر آئے ہوئے تھے۔ اس وقت میں بھی بے کار پھر رہا تھا۔ چچا صاحب نے مجھے بلا کر کہا کہ تم بے کار پھرتے ہو تم حضرت مسیح موعودؑ کی انگریزی کتب کا مطالعہ کیا کرو۔ تم کو ہدایت تو کیا ہونی ہے تمہاری انگریزی ہی اچھی ہو جاوے گی۔ اس وقت میں نے جواب دیا کہ توبہ نعوذ باللہ تمہاری کتابوں کو کسی نے ہاتھ لگایا نہیں اور کافر ہوا نہیں۔ اس کے بعد چچا خاموش ہو گئے۔ کیونکہ وہ والد صاحب سے بھی خوف کھاتے تھے کہ کہیں وہ یہ نہ کہیں۔ کہ لڑکے کو ورغلا لیا ہے اس کے دو تین دن کے بعد ہی جب بندہ رفع حاجت کے بعد تکیہ میں آیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے چچا زاد بھی حکیم طفیل محمد صاحب تحفہ ویلز (Present to Prince of Wales) کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ مرزائیو کیا پڑھتے ہو۔ مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس کے بعد بندہ نے جب کتاب پر نظر ڈالی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسی صفحہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس شخص کی تصویر ہے مگر حکیم طفیل محمد صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر جب میں نے تصویر کے نیچے پڑھا تو لکھا ہوتا (Hazrat mirza Ghulam Ahmad Qadian the Promised Messiah) میں نے یہ پڑھ کر اسی وقت کلمہ طیبہ پڑھا اور کہا کہ خدا کی قسم یہ شخص اپنے دعاوی میں بالکل سچا ہے آج سے قریباً چھ برس پہلے جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ کہ یہ وہی شخص تھا جس کو میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سمجھتا تھا۔ اور اس کے بعد اس عاجز نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بیعت کا خط بھی لکھ دیا۔ اور بعد میں مجھے معلوم بھی ہو گیا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی دوسری بعثت حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔ جس سے میرا اور بھی ایمان بڑھتا گیا۔ اور 1931ء میں جب والد صاحب

وفات پا گئے۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ جو پیغام والدہ صاحبہ نے والد کیلئے دیا تھا اور مجھے بھول گیا تھا۔ غالباً وہ پیغام احمدیت تھا۔ مگر چونکہ والد صاحب نے احمدیت قبول نہیں کرنی تھی۔ اس لئے وہ پیغام ہی مجھے بھول گیا احمدیت قبول کرنے کے بعد والد صاحب نے میری بھی سخت مخالفت کی۔ اور طرح طرح کی تکالیف دیں۔ گھر سے نکال دیا۔ مگر چونکہ احمدیت مجھ پر کشفاً ظاہر ہو چکی تھی۔ جس کا میں خود گواہ تھا۔ اس لئے میں ان تکالیف کا ذرا بھر بھی دل میں خیال نہ لاتا تھا۔ مگر ایک صدمہ ضرور رہا۔ کہ والد صاحب کے نصیب میں یہ نعمت نہ ہوئی۔ خیر خدا کو منظور ہی ایسا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماوے۔

جس وقت یہ خواب اس عاجز کو آیا۔ اس وقت اس عاجز کی عمر غالباً سولہ یا سترہ سال کی تھی۔ اور اب چھتیس یا سینتیس سال کے قریب ہے۔ غالباً یہ خواب 1926ء یا 1927ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو بھی جب کہ بنگال کے دورہ پر ڈھاکہ تشریف فرما ہوئے تھے ڈاک بنگلہ میں سنایا تھا۔ جس پر حضرت مفتی صاحب نے کہا تھا۔ کہ خواب کی باقی رہی سہی تعبیر قادیان جانے پر معلوم ہو جاوے گی۔

گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
میں نے خواب سنا ہے۔ آج سے بہت عرصہ پہلے۔ حکیم شیر محمد احمدی بقلم خود حقیقی چچا حکیم عطاء اللہ قصبہ اوڑ ضلع جالندھر حال وارد مکاسر 18 جولائی 1939ء	حکیم طفیل محمد	اس عاجز نے بھی کئی سال پہلے یہ ان سے خواب سنا۔ خاکسار عبد الرزاق احمدی موضع لنگیری ضلع جالندھر حال وارد مکاسر سلیبس 18 جولائی 1939ء

ہٹ جاؤ جناب سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ

اور مسیح موعودؑ کی سواری آ رہی ہے

(از جناب شیخ جلال الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ ریلوے لاہور ابن شیخ خان محمد صاحب سکنہ موضع گھسن کلاں تحصیل وضلع گورداسپور)

''میں شیخ جلال الدین ابن شیخ خان محمد صاحب سکنہ موضع گھسن کلاں تحصیل وضلع گورداسپور اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل خواب میں نے اسی طرح پر دیکھا۔ اور اس میں میری طرف سے کوئی ملاوٹ نہیں۔

قریباً اپریل 1906ء کا واقعہ ہے۔ جبکہ بندہ قریباً بیس سال کا تھا اور چند دوستوں کے ہمراہ لاہور دروازہ شیرانوالہ برمکان نور احمد خان رہتا تھا۔ تو ایک دن عشاء کی نماز سے فارغ ہوتے ہی باوضو سو گیا۔ علی الصبح میں نے خواب دیکھا کہ بندہ معہ حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ریلوے کے نئے دفتر (جسے آج کل ہیڈ کوارٹر آفس ریلوے لاہور کہتے ہیں) میں ایمپریس روڈ والے گیٹ سے داخل ہو رہا تھا کہ سڑک کو غیر معمولی صاف دیکھا۔ جس پر تعجب ہوا۔ معاً آواز آئی۔'' ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ جناب سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سواری آ رہی ہے'' ہم دونوں جلدی سے سیڑھیاں چڑھ کر برآمدے میں مؤدبانہ کھڑے ہو گئے، تو دیکھا کہ ایک بڑی شاندار فٹن گاڑی جس میں چار سفید رنگ کے خوشنماء۔ خوبصورت گھوڑے جتے ہوئے تھے میو روڈ والے گیٹ سے آ رہی ہے۔ ان چار گھوڑوں کو دو باوردی نوجون چلا رہے تھے۔ اور فٹن میں جناب رسول اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ فٹن کے پیچھے دو چوری بردار ہاتھوں میں سفید چوری لئے مؤدبانہ ہلا رہے تھے۔ جب یہ فٹن ہمارے سامنے سے گزر رہی تھی۔ تو ہم دونوں نے حضور ﷺ کو کورنش بجالائی۔ اور السلام علیکم زور سے عرض کی جس کا جواب حضور ﷺ کی طرف سے زبان اور ہاتھ دونوں سے دیا گیا۔ زاں بعد اسی قسم کی دوسری فٹن نظر آئی۔ جس میں ویسے ہی سفید رنگ کے دو گھوڑے ایک باوردی کوچوان اور ایک چوری

بردار خدمت میں تھے اور فٹن گاڑی میں جو بزرگ تشریف فرما تھے ان کے متعلق بھی پہلے کی طرح آواز آئی۔ ''کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سواری آ رہی ہے''۔ ہم دونوں نے وہاں ہی کھڑے کھڑے ان کو بھی کورنش بجالائی۔ اور السلام علیکم عرض کی اور اسی طرح جواب پایا۔ جونہی میری آنکھ کھلی میں جلدی سے سیڑھیوں سے اتر کر نیچے کے کمرے میں آیا تو وہاں دیکھا کہ چٹائی پر (جو نماز کیلئے بچھی ہوئی تھی) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو ایک انگریزی رسالے میں سامنے کھلا پڑا ہے۔ میرے منہ سے بے اختیار یہ کلمہ نکلا کہ ''یہی تو ہیں'' جس پر دوسرے ساتھ رہنے والے دوست حیران ہو گئے۔ اور ان کے دریافت پر میں نے اپنی خواب سنائی۔ اور اسی پر اپنی بیعت کا خط حضور علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

میری بیعت اخبار البدر میں انہی دنوں میں شائع ہوئی تھی۔ اب تاریخ یاد نہیں رہی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ مجھے تا حال اپنے اس ایمان اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیعت کرنے میں کسی قسم کی تشویش کا سامنا نہیں ہوا۔ حالانکہ میں احمدیہ بلڈنگس میں رہتا ہوں''۔

(از چٹھی مرقومہ 18/اکتوبر 1939ء)

خواب میں قادیان لایا گیا!

(از جناب ابوالفضل ملک حافظ محمد حسین صاحب عباسی علوی

پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پنڈ دادنخان سکول ماسٹر کھیوڑہ ضلع جہلم)

عرصہ سے بندہ سلسلہ احمدیہ کا مطالعہ کرتا رہا۔ احمدی اصحاب سے تبادلہ خیالات کرتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کافی طور پر کیا۔ طبیعت تذبذب میں ہوتی گئی۔ ابتداء میں تو کچھ عرصہ بندہ مخالف رہا۔ مگر بعد میں مخالفت دل سے قدرتاً دور ہو گئی۔ نہ موافقت رہی نہ مخالفت۔ آخر سال 1934ء میں جب کہ بندہ مدرسہ دلیل پور میں تعینات تھا۔ اور راجہ غلام محمد صاحب ذیلدار احمدی علاقہ دلیل پور سے کئی دفعہ بحث مباحثہ ہوا کرتا تھا۔ ایک دن سخت گھبراہٹ اور تشویش میں آ کر دعا مانگنے کا ارادہ کیا۔ ایک رات موسم سرما (غالباً دسمبر یا جنوری کا مہینہ ہو گا) میں بندہ نماز عشاء مسجد میں ادا کر کے آیا۔ گھر میں آ کر سو رہا۔ سونے سے قبل نہایت خلوص دل اور تضرع سے خدا تعالیٰ کی درگاہ میں

دعا کی اور یہ آیت مبارک تلاوت کی " و اذا سألك عبادی عنی فانی قریب، اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبولی ولیؤمنو بی لعلهم یرشدون کہ اے خدائے واحدلاشریک جودعاؤں کا سننے والا ہے میری دعا بھی سن اور آج رات کو مجھے خواب میں صحیح صحیح آگاہ کر کہ کیا یہ شخص مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور تیری طرف سے ہے۔ اگر تیری طرف سے ہے اور اپنے دعویٰ میں سچا ہے تب میں اس کو مان لوں اور اگر تیری طرف سے نہیں ہے اور اپنے دعویٰ میں سچا نہیں۔ بلکہ جھوٹا ہے تب میں اس کو نہ مانوں۔ تا کہ میں تیرے دربار میں تیری گرفت سے محفوظ رہوں۔ شرمندگی اور ندامت نہ اٹھاؤں۔ اس واسطے جو صحیح راستہ ہے۔ اس کی مجھے ہدایت کر۔ اور اے میرے پیارے خدا اگر آج اس آیت کا واسطہ دیتے ہوئے بھی تو نے میری خلوص بھری دعا نہ سنی اور مجھے صحیح بات سے آگاہ نہ کیا تو بس میں یہی خیال کروں گا۔ کہ خدا کی کوئی ہستی ہی نہیں۔ (معاذ اللہ) اور نہ دعا کچھ چیز ہے۔ اس واسطے آج صحیح فیصلہ فرما۔ تا کہ یہ روز کا جھگڑا اور تشویش ختم ہو جائے۔ یہ دعا باوضو بڑی زاری سے کی اور سو رہا۔ بندہ کے ساتھ منشی کرم دین ایک نائب مدرس ہوتے تھے۔ ہم دونوں اکٹھے رہا کرتے تھے۔ وہ ٹھل گوڑا تحصیل پنڈ دادنخان علاقہ جلال پور کیکنان کے رہنے والے تھے۔ ان کو یہ تمام بات میں نے بتائی تا کہ شاہد رہیں۔ دعا سے مطلع کیا۔ وہ بھی ان دنوں بحث مباحثہ میں رہا کرتے تھے۔ اور احمدیت کے بڑے مخالف تھے۔ گو اب خدا کے فضل سے وہ بھی احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور پنڈی سید پور تحصیل پنڈ دادنخان کے سکول میں نائب مدرس ہیں۔ سوتے ہوئے نماز تہجد کا وقت تھا۔ کہ بندہ کو رویاء میں خدا تعالیٰ نے جس کی ذات مستجیب ہے وہاں سے اٹھا کر قادیان پہنچا دیا اور حضرت صاحب کی بیعت سے شرف اندوز کرا دیا۔ جب خواب میں خاکسار بیعت کر چکا۔ تو دل میں خیال کر رہا تھا کہ میں نے بیعت تو کر لی ہے۔ مگر گھر والے اور دوسرے لوگ بڑی مخالفت کریں گے۔ اور ناراض ہوں گے۔ بس یہی خیال کر رہا تھا کہ نیند کھل گئی اٹھ کر نماز صبح کو چلا گیا۔ اور سارا ماجرا منشی کرم دین صاحب مذکور اور باقی لوگوں کو بتایا بس اس دن میرا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر بالکل پختہ ہو گیا۔ گھر والوں کو بھی آ کر بتایا۔ بعض وجوہات کی بناء پر اسی وقت بیعت نہ کر سکا۔ مگر آخر مارچ 1937ء میں بیعت بھی کر لی سو یہ تمام واقع خاکسار نے اپنی پوری یادداشت کی بناء پر صحیح لکھ دیا ہے۔ اور حلفاً بیان کرتا ہوں کہ اسی طرح سے ہوا''

وجیہہ شکل بزرگ

(۲) خاکسار کی اہلیہ نے مجھ سے کچھ عرصہ قبل ایک رات کو بڑی دعا کی کہ اے خدا مجھے صحیح بات بتا۔ کیونکہ میں بھی اس سے جھگڑتا رہتا تھا۔ اور تذکرہ احمدیت کا گھر میں ہوا کرتا تھا۔ رویاء میں خدا تعالیٰ نے اس کو دکھایا کہ ایک بزرگ خوش سیرت وجیہہ شکل، سفید ریش بھاری وجود کا بارعب آدمی ہمارے مکان کے اندر سوتے ہوئے آ گیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میں ڈر کر سہم گئی کہ یہ نامحرم آدمی کون ہمارے اندر آ گیا ہے۔ حالانکہ بڑا بزرگ نورانی صورت اور نیک معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس نے اندر داخل ہو کر میرے سر پر ہاتھ رکھ کو کہا کہ دیکھ بی بی ڈر نہیں میں امام مہدی ہوں جو اس زمانہ میں آنا تھا۔ میں آ گیا ہوں اور میں سچا ہوں، گھبرا نہیں، اور نہ تشویش کر بس وہ غائب ہو گئے۔ میری نیند کھل گئی۔ اس کے بعد میری تسلی ہو گئی اور دل مضطرب کو اطمینان آ گیا۔ بیعت کر لی۔ والسلام

(از چٹھی مرقومہ شعبان 1358 ہجری مطابق 30 ستمبر 1939ء)

ہر وقت زمانہ کس باشد وبس

(از جناب حکیم دین محمد صاحب احمدی سپرنٹنڈنٹ دفتر کنٹرولر آف ملٹری اکونٹس چھاؤنی لاہور)

''میں حکیم دین محمد احمدی ولد شیخ برکت علی مرحوم اصل متوطن قصبہ راہوں ضلع جالندھر موجودہ عمر قریباً 52 سال پیشہ ملازمت بعہدہ اکاؤنٹنٹ دفتر کنٹرولر آف ملٹری اکونٹس چھاؤنی لاہور۔ قریباً پندرہ سولہ سال کی عمر میں برائے تعلیم مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان 1902ء میں آیا۔ جب میں قادیان میں آیا۔ تو غیر احمدی اہلحدیث خیالات کا تھا۔ میرے والد صاحب مرحوم اولاً اہلحدیث مگر 1902ء میں احمدی تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ میں مدرسہ مذکور قادیان میں تعلیم حاصل کروں۔ مگر میں گردو پیش کے حالات سے متاثر ہو کر غیر احمدی ہونے کی وجہ سے قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے رضامند نہ تھا۔ والد صاحب مرحوم مجھے بطور سیر و تفریح ساتھ لائے اور گھر سے یہ عہد کر کے چلے کہ اگر تم کو پسند ہو گا تو قادیان میں داخل کر دیں گے۔ ورنہ نہیں۔ قادیان آ کر میں مدرسہ مذکور میں داخل ہونے

کیلئے تو رضا مند تو ہو گیا۔ مگر میری شرط یہ تھی کہ مجھے بحیثیت غیر احمدی داخل کیا جائے۔ داخل ہونے کے بعد بعض بچوں سے بورڈنگ ہاؤس میں احمدیت اور اس کی قبولیت۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت دعویٰ پر اس وقت کی سمجھ کے مطابق گفتگو ہوتی رہتی۔ پھر استاذی المکرّم حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے جو اس قت ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام تھے کے ساتھ سلسلہ کی صداقت کے متعلق گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ مگر میری کمی علم عربی کی وجہ سے تسلی نہ ہوتی تھی۔ آخر کار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمراہ صبح کے وقت سیر میں جانا شروع کیا۔ ایک دن دوران سیر میں آپؑ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو میرے دعویٰ کی صداقت کے متعلق تسلی نہ ہو تو اللہ سے میرے متعلق پوچھے کہ میں صادق ہوں کہ کاذب۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (۱) نحن اقرب الیه من حبل الورید (۲) اذا سألك عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (۳) والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا۔ ان وعدوں کے ہوتے ہوئے بھلا ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کو گمراہ کردے۔ جو شخص نیک نیتی سے میرے متعلق استخارہ کرے گا۔ اس پر میری صداقت یا کذب کا حال فوراً کھل جائے گا۔ اس تقریر کو سن کر میں نے خیال کیا۔ کہ جو بات میرے دل میں تھی۔ یہ اس کا جواب ہے اور یہ کہ یہ تقریر میرے دل کی باتوں کے جواب میں کی گئی ہے۔ میرا دل بڑا خوش ہوا کہ یہ میرے مطلب کی بات ہے۔ میں نے اسی روز نوافل شروع کردئے۔ اور نماز استخارہ میں اللہ تعالیٰ سے آپؑ کی صداقت کے متعلق علم و توفیق طلب کی۔ دوسرے یا تیسرے یا چوتھے روز میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ

کسی سکول کے کمرہ ہال میں بہت سے طالب علم بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہو کر امتحانی سوال لکھنے کیلئے کاغذ قلم دوات لے کر طیار بیٹھے ہیں کہ ممتحن جو سوال لکھائے وہ لکھیں۔ ممتحن ایک انسپکٹر کی شکل میں پھر رہا ہے۔ اس نے آواز دی لکھو "ہر وقت زمانہ کس باشد وبس" میں نے دیکھا کہ یہ مصرع بغیر میری قلم کے ہلنے کے خود بخود میرے کاغذ پر لکھا گیا۔ جس کی سیاہی پھیکی سے سرخ تھی۔ جس کو انگریزی میں Rustly colour کہہ سکتے ہیں۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ طبیعت کے اوپر بڑی خوشی اور انبساط تھا۔ طبیعت نے محسوس کیا کہ عقدہ حل ہو گیا۔ میں نے یہ سمجھا کہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نہ کوئی مامور خدا کی طرف سے حفاظت اسلام کیلئے

مقرر ہو کر آتا ہے۔ اس کی بعثت کا وقت اس کا زمانہ ہوتا ہے اس وقت جو کہ چودھویں صدی ہجری کا سرا ہے۔ کون سا بزرگ خدمت وحفاظت اسلام کیلئے مامور ہے اور میں نے جس شخص کی صداقت کے متعلق استخارہ کیا ہے۔ اس کے سوائے کسی اور کا دعویٰ ماموریت کا نہیں۔ جبکہ مامور یہ ہے تو پھر دعویٰ (مہدی و مسیح) اسکا بروقت و برحق۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ میں نے محسوس کیا کہ میرا انشراح صدر ہو گیا۔ اور میں نے حضرت کی بیعت 1902ء میں کی"۔

(از چٹھی مرقومہ بلا تاریخ)

قادیان میں دو حوض کوثر

(از جناب خان صاحب غلام محمد خان پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شادن لُنڈ ضلع ڈیرہ غازی خان)

(ا) بندہ نے مارچ 1917ء میں پشاور سے بذریعہ خط بیعت کی۔ پہلے زمانہ غیر احمدیت میں جب کوئی تذکرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مجالس موافقین یا مخالفین میں ہوتا تو بندہ صرف اس قدر کہہ دیتا۔ کہ اگر مدعی مہدویت اور مسیحیت سچا ہے تو ہمارا ایمان ہے اور اگر جھوٹا ہے تو ہمارا ایمان نہیں ہے۔ اور بس۔ اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و احمدیت کے لٹریچر سے قطعاً ناواقف تھا۔ بلکہ مخالفین کے کہنے سے ان کے مطالعہ سے عاری تھا۔ آخر کار جنوری یا فروری 1917ء میں اخبار الفضل میں پیشگوئی جنگ جرمن جو زار روس کے متعلق تھی وہ میں نے پڑھی۔ اس کے پڑھنے سے میرے اندر ایک گھبراہٹ سی معلوم ہوئی کہ اگر مدعی صادق ہے تو ہم غرق ہو گئے۔ اس کے قریباً ہفتہ بعد قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت صوبہ سرحد جو اس وقت دفتر چیف کمشنر صاحب بہادر پشاور میں میرے ساتھ کلرک تھے۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم اتفاق سے میری میز پر چھوڑ گئے۔ کہ یہ رکھ لو اور چار بجے میں لے جاؤں گا۔ اور اپنے کمرہ میں چلے گئے۔ میں نے ان کے جانے کے بعد کتاب مذکور کے ایک دو صفحہ پڑھ لئے۔ اس کے پڑھنے پر مجھے اس قدر شوق ہوا۔ گویا اس کتاب میں کوئی خزانہ مدفون ہے۔ اس کو آگے چل کر میں حاصل کروں۔ آخر کار چار بجے کے بعد قاضی صاحب کے کتاب مانگنے پر میں نے ان سے درخواست کی کہ کتاب ایک ہفتہ تک میرے پاس رہنے دی جاوے۔ جب

میں چار بجے کے بعد اپنی جگہ پر آیا۔ آتے ہی کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ جب قریباً ساٹھ صفحہ پر پہنچا تو میرے دل نے شہادت دی کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت شد۔ انا للہ و انا الیہ راجعون میری زبان پر جاری ہو گیا آخر دو چار دن کے مطالعہ کے بعد مجھے اس قدر خوف طاری ہوا کہ مرنا ضرور ہے۔ بغیر امام و مرشد کے مرنا لعنت ہے۔ میں ضرور بیعت ہو جاؤں۔ اور اسی روز بعد نماز مغرب میں نے نمازوں کو با قاعدہ کیا۔ اور خدا سے عہد کیا کہ آئندہ تارک صلوٰۃ نہیں ہوں گا۔ اور حسب توفیق ایزدی تہجد گزار بھی ہوں گا۔ بعد نماز عشاء بندہ سو گیا۔ (۱) آخر تین چار بجے صبح کے قریب میں نے رویا میں حضرت رسول کریم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا کہ میرزا صاحب کے قادیان ضلع گورداسپور میں دو حوض کوثر ہیں۔ ایک روحانی امراض کیلئے اور ایک جسمانی امراض کیلئے۔ پھر میری زبان پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری ہو گیا۔ اور بیدار ہوا تو کلمہ طیبہ زبان پر جاری تھا۔ غالباً یہ رات پنجشنبہ تھی۔ یا جمعہ کی رات تھی۔ پھر بیدار ہو کر میں نے نماز تہجد ادا کی اور نماز فجر کے بعد بالا خانہ احمدیہ جماعت کے چلا گیا جہاں بعد نماز فجر قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری درس قرآن دیتے تھے۔ وہاں درس میں جا کر شامل ہوا۔ درس الیس اللہ بکاف عبدہ سے شروع ہوا اور ایک رکوع کے خاتمہ کے بعد قاضی صاحب موصوف نے فرمایا کہ الیس اللہ بکاف عبدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا الہام بھی ہے۔ (۲) پھر دو چار یوم کے بعد میں نے پھر حضرت رسول کریم ﷺ کی زیارت کی لیکن بات یاد نہیں ہے اس طرح جب دوبار میں نے رسول کریم ﷺ کی زیارت کی۔ تو میں نے قاضی صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی فوٹو ہے انہوں نے کہا کہ ہاں دو ہیں۔ جب انہوں نے ایک فوٹو دکھایا تو جو شکل حضرت رسول کریم ﷺ کی میں نے پہلی رات دیکھی تھی۔ بعینہ وہی فوٹو والی شکل تھی اور جب دوسرا فوٹو انہوں نے دکھایا تو دوسرے رویاء میں جو شکل آنحضرت ﷺ کی دیکھی تھی۔ وہ بعینہ دوسرے فوٹو والی شکل تھی یہ میرا بیان ان ہر دو رویا کی بابت باقرار صالح حلفیہ ہے۔

"ھذا نبی" یہ نبی ہے۔

(۲) تاریخ اور سن یاد نہیں ہے لیکن پیغامی فتنہ پر میں نے باوجودیکہ مجھے کامل یقین تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے سچے نبی اور رسول غیر تشریعی ہیں۔ یعنی ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی۔ یعنی حقیقی نبی ہے۔ اور براہ راست نبی نہیں ہیں۔ حضرت صاحب نے حقیقی

نبوت اور مستقل نبوت سے بایں تشریح انکار کیا ہے کہ میں کوئی جدید شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں۔ اور نہ ہی رسول کریم ﷺ کے مدمقابل پر کھڑا ہوں۔ اور نہ براہ راست نبوت ملی ہے۔ بلکہ نبی کریم ﷺ کی اتباع اور فیض سے نبی ہوں۔ یعنی ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور پیغامیوں کی طرف سے ظلی بروزی نبی یعنی غیر نبی کا فتنہ درپیش تھا۔ اس بارہ میں بندہ نے توجہ کی اور بارگاہ ایزدی سے ملتجی ہوا کہ مجھے اطمینان دلایا جاوے۔ اس پر رویاء میں مجھے بتلایا گیا۔ هـذا نبی کاتب وحی۔ (یہ نبی ہے لکھنے والا وحی کا ہے)

تصدیق کی جاتی ہے کہ مندرجہ بالا بیان میری قلم سے حرف بحرف خانصاحب غلام محمد خان پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شادن لنڈ نابینا نے لکھوایا ہے اور دستخط بھی اپنی قلم سے میرے روبرو ثبت کیے ہیں۔ میں نے بیان مذکورہ بالا حسب بیان غلام محمد خان صاحب حرف بہ حرف درج کیا ہے۔ اور ان کو پڑھ کر سنایا گیا ہے۔ خان صاحب موصوف نے سن کر درست اور صحیح تسلیم کیا۔

مہر محمد احمدی داروغہ شادن لنڈ 18 ستمبر 1939ء (از چٹھی مرقومہ 18 ستمبر 1939ء)

آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں نماز

(از جناب عبداللہ خان صاحب دکاندار ریلوے روڈ محلہ دارالبرکات قادیان)

میں یہ واقعہ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر لکھ رہا ہوں کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ سچا ہے۔

گزارش ہے کہ الفضل کے اعلان کے ماتحت میں اپنی ایک رویا جو کہ بیعت کرنے سے پیشتر میں نے دیکھی تھی۔ تحریر کر رہا ہوں ان ایام میں میں ماموں زاد بھائی عزیز اللہ کے زیر تبلیغ تھا۔ پہلے تو والدہ کے زیر اثر کچھ احمدی تھا۔ لیکن ان کی وفات کے بعد سوسائٹی کے اثر سے کچھ خیالات تبدیل ہو گئے تھے۔ اور انہیں حالات کو دیکھ کر میرے مذکورہ ماموں زاد بھائی مجھے تبلیغ کیا کرتے تھے۔ 1932ء یا 1933ء اگست یا ستمبر کا مہینہ تھا۔ جب مہاشہ محمد عمر صاحب ہمارے قصبہ نادون میں تبلیغ کیلئے گئے۔ اور خاکسار کو بھی زیر تبلیغ رکھا۔ ایک رات کو خاکسار نے خدا تعالیٰ کے حضور نہایت خشوع سے دعا

کی۔ کہ اے رب العالمین مجھے صحیح راستہ دکھادے۔ اگر احمدیت سچی ہے تو مجھے خود بتادے تا کہ میں گمراہی سے بچ جاؤں۔ اسی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ کثرت سے بھاگے جارہے ہیں۔ میں ایک آدمی سے پوچھتا ہوں کہ کہاں جارہے ہو۔ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ ہم اس وقت مکہ معظمہ میں ہیں اور نبی کریم ﷺ ابھی نماز پڑھاویں گے۔ اسی غرض کیلئے جارہے ہیں۔ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ میں بھی ان کے ساتھ بھاگنا شروع کر دیتا ہوں۔

وہاں جا کر ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کمرہ ہے جس میں ایک شخص بیٹھا ہوا ہے جونہی میں نے دیکھا مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہیں۔ آپ کے ساتھ بھی چند اشخاص ہیں جن کو میں نہیں جانتا۔ جس وقت میں پہنچتا ہوں تو حضور نے فرمایا کہ چلو نماز کا وقت ہو گیا ہے نماز پڑھ لیں۔ ہم سب حضور کی معیت میں اٹھ کر چل دئے۔ ہم آگے چل کر دیکھتے ہیں کہ ایک کھلا میدان ہے جس میں صفیں کھڑی ہیں اور ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ جیسا کسی کا انتظار کیا جارہا ہے۔ جب ہم صفوں کے پاس پہنچے تو صفوں کے درمیان راستہ بن گیا جب حضور صفوں کے درمیان سے گزر کر جانے لگے تو میں نے دوڑ کر حضور کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا کہ حضور مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلیں۔ یہ لوگ مجھے نہیں آنے دیں گے۔ حضور نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا اور ہم صفوں میں ہوتے ہوئے امام کے پیچھے جا پہنچے۔ دیکھا تو ایک نور ہے جس کی روشنی کے ساتھ ہی اس تمام جگہ کی روشنی ہے۔ میں نے حضور سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں تو آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ ہیں۔ جب میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو ان کی شکل عین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔ اتنے میں صفیں تیار ہو گئیں اور جونہی مؤذن نے اقامت کہی میری آنکھ کھل گئی۔ اور ادھر ہماری مسجد میں آذان ہو رہی تھی۔ میں اٹھ کر مسجد میں نماز ادا کرنے کیلئے چلا گیا۔ وہاں میرے ماموں زاد بھائی موجود تھے۔ میں نے اسی وقت یہ خواب ان سے من وعن بیان کر دی۔ تو انہوں نے کہا کہ خواب مبارک ہے۔ خدا تعالیٰ نے تم کو سیدھا راستہ دکھایا ہے۔ خدا تم کو مبارک کرے۔ اسی دن میں نے بیعت کا فارم پر کر کے بھیج دیا"۔

(از چٹھی مرقومہ 27 جون 1939ء)

حضرت نبی کریم ﷺ سے مصافحہ

(از جناب شیخ محمد حسین صاحب ریٹائرڈ سب جج اسلامیہ پارک لاہور)

(۱)''میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم اٹھا کر لکھتا ہوں کہ میں نے بچپن میں جب کہ میری عمر 11-12 سال کی تھی۔ایک خواب دیکھی تھی۔ جو میں ذیل میں لکھتا ہوں:۔

میں ملتان میں مڈل کی کسی کلاس میں پڑھتا تھا۔ 1894ء میں میں نے تھرڈ مڈل پاس کیا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے بتایا کہ رسول کریم ﷺ مسجد میں جو ہمارے مکان کے پاس تھی۔تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں ان کی ملاقات کیلئے مسجد میں گیا۔ غالباً ظہر کی نماز یا شاید عصر کی نماز کا وقت تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وضوء کرنے والی ٹوٹیوں کے تھڑے پر تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے جا کر ان سے مصافحہ کیا۔اور پھر مسجد کے اندر نماز کیلئے چلا گیا۔اور لوگ بھی محلہ کے آئے ہیں۔مگر بغیر حضورؐ کے ملنے کے وضو کر کے مسجد کے اندر نماز کیلئے آ جاتے ہیں۔ جہاں تک مجھے اب یاد ہے رسول کریم ﷺ نے میرے ساتھ بات کوئی نہیں کی۔ نہ میں نے کوئی بات کی۔ صرف میں نے مصافحہ ہی کیا تھا۔ جب میں 1915ء میں ملتان منصف ہو کر لگایا گیا۔تو میں نے دریافت کیا۔ کہ اس محلہ میں جہاں ہم رہا کرتے تھے۔کوئی احمدی ہے کہ نہیں۔تو مجھے معلوم ہوا کہ وہاں کوئی احمدی نہیں۔ میں 1901ء میں احمدی ہو گیا تھا۔ مجھے بعد میں یہ خیال پیدا ہوا کہ چونکہ رسول کریمؐ سے صرف میں نے ہی مصافحہ کیا تھا۔ اس لئے میری قسمت میں احمدی ہونا لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ مجھے مرتے دم تک احمدیت پر قائم رکھے۔آمین آمین

ملتان میں ان دنوں (1892ء تا 1896ء) میرا بھائی شیخ نذر محمد صاحب بی۔اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز تھے۔ میں ان کے پاس رہتا تھا۔سکول میں پڑھا کرتا تھا۔

(۲)''میں لاہور بھاٹی دروازہ میں رہا کرتا تھا۔اور وہاں میاں عبدالعزیز صاحب مغل رہتے تھے۔ وہ اور میں اور چند دوسرے لوگ بازار میں کھڑے تھے۔ وہاں ایک شخص کلانور کا آ گیا۔اور اس نے کہا کہ حضرت صاحب کو نعوذ باللہ ہاتھوں اور پاؤں پر جذام ہے۔ میں نے کہا کہ میں خود جا کر دیکھوں گا۔

چنانچہ میں اور ایک شخص تمبا کو فروش اور عبدالعزیز صاحب مغل قادیان گئے۔ حضرت صاحب بیمار تھے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ (حضرت خلیفہ اول) نے اندر کہلا بھیجا، کہ دو اشخاص حضرت صاحب سے ملنے آئے ہیں۔ چنانچہ اجازت مل گئی جب ہم اندر گئے تو حضرت صاحب نے صرف تہ بند باندھا ہوا تھا،۔ اور تمام جسم ننگا تھا۔ میں نے مصافحہ کیا۔ اور دوسروں نے بھی مصافحہ کیا۔ اور پھر ہم باہر مسجد میں چلے آئے۔ حضرت صاحب کے ہاتھ پاؤں بالکل صاف تھے اور کوئی جذام وغیرہ نہیں تھا۔ چنانچہ یہ بات میں نے لاہور میں آ کر بتادی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب دیکھی۔ جس میں حشرات الارض نے مجھے کہا کہ مرزا کی تابعداری کرو۔ اور ہم کو بھی کچھ ڈالو۔ پھر میں نے بیعت کر لی۔

(از چٹھی مرقومہ 28 ستمبر 1939ء)

جب صداقت کھل گئی۔

کیوں جلدی بیعت نہیں کر لیتے!

(از جناب محمد ابراہیم صاحب ضلع بھاگل پور)

''میں مقام سویا بازار ضلع بھاگل پور ڈاکخانہ کٹوریہ علاقہ بہار کا رہنے والا ہوں۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بچپن سے صوم وصلوٰۃ کا پابند ہوں۔ چھوٹی عمر میں ایک کتاب ''بہشتی زیور'' پڑھا کرتا تھا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی نشانیاں بتائی گئی تھیں۔ کہ جب مسیحؑ آئیں گے۔ تو ایسے ایسے کام کریں گے۔ ان حالات کو پڑھ کر میں دردِ دل سے دعا کیا کرتا تھا۔ کہ خدایا! جب مسیح آئے تو مجھے بھی اس کی جماعت میں داخل کرنا۔

آج سے تقریباً 15-16 سال کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ عید الفطر کے دوسرے روز صبح کو میرے سر میں درد شروع ہو گیا۔ تو میں گھر میں چارپائی پر لیٹ گیا۔ اور درود شریف بھی پڑھنا شروع کر دیا۔ اسی حالت میں مجھ پر کچھ غنودگی سی طاری ہوگئی اور میں نے اس غنودگی میں ایک نظارہ دیکھا۔ کہ کچھ لوگ حلقہ باندھے بیٹھے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو کہہ رہے ہیں کہ ''حضرت عیسیٰؑ آ گئے ہیں''۔

میں نے بیدار ہوتے ہی لوگوں کو یہ خواب سنایا۔ قریباً تمام نے کہا کہ خواب اچھا ہے تم نے نبی کے بارے میں دیکھا ہے۔ اس کے بعد طبیعت کچھ اداس اور بے چین سی رہنے لگی۔ بعض دفعہ طبیعت اتنی بے چین ہوتی تھی۔ کہ میں الگ جا کر رونا شروع کر دیتا تھا۔ بہت لوگ میری اس حالت کا سبب پوچھتے تھے۔ مگر میں ان کو بوجہ بے چینی کے کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکتا تھا۔ آخر کچھ دنوں کے بعد گھر سے بھاگ نکلا۔ اور بنارس، جونپور، گورکھ پور، اور لکھنؤ میں ٹھہرتا ہوا کان پور پہنچا۔ کانپور میں سول لائن میں ایک صاحب مسمی عبدالرزاق صاحب جو غیر احمدی تھے۔ کا ایک بنگلہ تھا۔ جس میں بہت سی دکانیں تھیں۔ جہاں چندروز تک مزدوری کا کام کرتا رہا۔ اور بالآخر صاحب بنگلہ کے ہاں ملازم ہو گیا۔

اس بنگلہ میں منشی سراج الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کان پور کے لڑکے شریف احمد کی دکان بھی تھی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ لوگ اکٹھے بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ میں بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ تو مجھ سے مسمی عبدالرزاق صاحب کے لڑکے نے دریافت کیا۔ کہ یوں تو تم صوم وصلوٰۃ کے بہت پابند ہو کبھی کوئی خواب بھی دیکھا ہے۔ تو میں نے بھی مذکورہ بالا خواب تفصیل کے ساتھ سنا دیا۔ اس پر لوگ طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔ مگر شریف احمد صاحب احمدی نے کہا کہ یہ پھر سناؤ۔ میں نے پھر سنایا۔ تو کہنے لگے۔ کہ تمہارا خواب بہت سچا ہے۔ آگے خدا تمہیں ہدایت کرے۔ اس کے بعد میں اپنے کام میں لگا رہا۔

شریف احمد صاحب احمدی کے والد تبلیغ کرنے لگے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں دکھانے لگے۔ اور علماء وقت کے حالات سے آگاہ کیا۔ آخر مجھ پر احمدیت کی صداقت کھل گئی۔ میں نے احمدیوں کے پیچھے نماز بھی پڑھنی شروع کر دی۔ مکرمی سراج الدین صاحب نے احمدیت کے عقائد سے آگاہ کیا۔ اور چندہ کا بھی ذکر کیا۔

جب میں نے احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھنی سروع کر دیں۔ تو لوگوں نے کچھ مخالفت بھی شروع کر دی۔ اور منع بھی کرنے لگے کہ اس طرف نہ جاؤ۔ اس کے بعد میں نے خدا تعالیٰ سے دعائیں کیں، کہ خدایا تو ہی راہ راست بتا۔ میں سخت حیران ہوں، کیونکہ دونوں طرف سے بڑے بڑے بزرگ اور عالم ہیں۔ اب کس کی بات کا یقین کروں۔ اور کس بات کا یقین نہ کروں۔ اور میں اس وقت تک چندہ وغیرہ بھی نہیں دوں گا۔ جب تک تو مجھے خود اس شخص کے بارے میں نہ بتائے گا۔ کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا۔

پھر ایک رات میری طبیعت سخت بے چین رہی حتیٰ کہ نیند بھی نہ آئی۔اسی حالت میں میرے دل میں ایک القاء ہوا کہ ''جب صداقت کھل گئی ہے تو کیوں جلدی بیعت نہیں کر لیتے''۔

چنانچہ میں صبح بیدار ہوتے ہی احمدیوں کے پاس گیا۔اور کہا کہ میں آج سے پورا احمدی ہو چکا ہوں۔اب چندہ بھی دوں گا۔

اس کے بعد میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بیعت کا خط بذریعہ امیر جماعت لکھوادیا۔حضور نے خاکسار کی بیعت منظور فرما کر جواب سے بھی اطلاع دی۔

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔(کہ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور شریر لوگوں کا کام ہے) کہ یہ خواب میں نے اسی طرح دیکھے تھے۔جس طرح کہ میں نے مولوی محمد صدیق صاحب مولوی فاضل مجاہد تحریک جدید کو لکھوائے ہیں۔اور میں نے 1935ء کے جلسہ میں ڈاکٹر بشیر احمد صاحب احمدی کے سامنے دستی بیعت کے موقعہ پر حضور پرنور سیدنا محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کو بھی سنائے تھے۔

(از چٹھی مرقومہ 17/اکتوبر 1939ء)

نورانی تجلی

(از جناب مولوی محمد پریل صاحب کمال ڈیرہ سندھ)

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اپنا بیان حلفیہ عرض کرتا ہوں۔میری بیعت ایک رویا کی بنا پر تھی۔جو درج ذیل ہے۔

ایک دن حکیم محمد رمضان صاحب احمدی اور علی مراد شاہ صاحب غیر احمدی میں احمدیت کے متعلق بحث شروع ہوئی۔ان دونوں نے اس عاجز کو ثالث مقرر کیا۔حکیم صاحب نے قرآن کریم سے استدلال کیا۔اور غیر احمدی سید صاحب نے اس کے جواب میں کسی اور کتاب کو حوالہ پیش کیا۔جسے میں نے رد کر دیا۔کیونکہ قرآن کریم کی دلیل کے مقابل قرآن کریم ہی پیش ہو سکتا ہے۔اس پر وہ سید مجھے برا بھلا کہہ کر چلا گیا۔اور اسی دن وہ میرے والد بزرگوار کے پاس پہنچا۔اور انہیں کہا کہ تمہارا لڑکا تو قادیانی ہو گیا ہے۔جب میں گھر پہنچا تو والدین نے مجھے سرزنش کی۔اس پر مجھے بہت رنج ہوا۔

رات کونماز تہجد میں رو رو کر دعائیں کیں۔اس کے بعد میں سو گیا۔خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام میرے گھر میں داخل ہو گئے ہیں اور آپ کے پیچھے ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ میں نے ایک نورانی تجلی دیکھی جس پر مفتون ہو گیا۔دوڑ کر حضرت اقدسؑ کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ حضور اس زمانہ کے امام ہیں۔مجھ کو بچالیں اس پر حضور نے کچھ مسکرا کر فرمایا جسے میں سمجھ نہ سکا۔اس کے بعد میں بیدار ہوا۔

اس کے بعد خداوند کریم پر توکل کر کے میں دارالامان کی طرف چل پڑا۔جب وہاں پہنچا۔تو ظہر کا وقت تھا۔مسجد مبارک جو اس زمانہ میں بالکل چھوٹی تھی۔اس میں چلا گیا۔......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نورانی چہرہ دیکھ کر ازحد خوش ہوا۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ یا نبی اللہ کہہ کر مصافحہ کیا۔اس وقت حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ ایک خط حضور کی خدمت میں پیش کر رہے تھے۔جو معلوم ہوا کہ عبدالحکیم پٹیالوی کا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو۔میں نے عرض کیا۔حضور حیدرآباد سندھ سے۔حضور نے سندھ کا حال پوچھا۔بعدہ فرمایا کہ کل آپ کی بیعت لیں گے۔دوسرے دن میں نے ایک چٹھی لکھی جس میں بیعت کی درخواست کی عصر کے وقت جب حضور تشریف لائے تو مجھے یاد فرمایا میں حاضر خدمت ہوا حضور نے فرمایا کہ ان کو اردو تو آتی نہیں۔بیعت کس طرح لیں۔میں نے عرض کیا کہ حضور میں اردو جانتا ہوں۔کیونکہ میں نے آپ کی کچھ کتابیں پڑھی ہیں۔اس کے بعد حضور نے میری بیعت لی۔حضورؑ نے میرے لئے دعا بھی فرمائی۔میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے کچھ کتابیں عطا فرمائیں اس پر حضورؑ نے اپنے خادم میر مہدی حسین صاحب کو فرمایا، کہ انہیں میری طرف سے تین کتابیں دے دو۔پندرہ روز دارالامان رہ کر واپس چلا آیا۔یہ واقعہ 1905ء کا ہے"۔ (از چٹھی مرقومہ 27 جون 1939ء)

محمدی بیعت

(از جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب احمدی بوتالوی ثم قادیانی

ریٹائرڈ ہیڈ منشی محکمہ نہر حال سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ دارالصناعت قادیان)

خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حسب ذیل بیان جہاں تک کہ مجھے یاد ہے اپنے حافظہ اور یادداشت کی بناء پر صحیح صحیح بلا کم و کاست اس غرض سے تحریر کرتا ہوں۔ کہ بطور تاریخ سلسلہ محفوظ رہے۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے ہدایت اور راہنمائی کا موجب ہو۔"والله علیٰ ما اقول شهید"

شروع ماہ نومبر 1905ء میں بمقام بوتالہ جھنڈا سنگھ جب کہ خاکسار در بارہ دعویٰ حضرت مسیح موعودؑ تحقیقات و دریافت کر رہا تھا۔ اور کچھ کچھ بیعت کرنے کی طرف بھی راغب ہو چکا تھا۔ مجھے ایک نہایت ہی معنی خیز اور پر از معارف رویاء دکھایا گیا۔ جس کا تصور کر کے خاکسار اب بھی لذت اور سرور سے معمور ہو جاتا ہے۔ وہ رویاء میں نے انہی دنوں میں اپنی ایک ڈائری میں قلمبند کر دیا تھا۔ چنانچہ اب میں اس ڈائری کو سامنے رکھ کر یہ مضمون تحریر کر رہا ہوں۔

(ا)''میں نے دیکھا کہ میں قادیان میں گیا ہوں۔ وہاں ایک مسجد اس قدر اونچی جگہ پر بنی ہوئی ہے۔ کہ گویا وہ مکانوں کی چھت پر بنی ہوئی ہے۔ میں سیڑھیوں کے ذریعہ جو کہ اس مسجد کے شمالی جانب ہیں۔ چڑھ کر مسجد میں پہنچ گیا ہوں۔ اس وقت ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ رات کا وقت ہے۔ چاند کی چاندنی ہے بہت سے لوگ جمع ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کھڑے ہو کر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر وعظ فرما رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وعظ ختم ہو گیا۔ اور لوگ سیڑھیوں کے راستے نیچے اترنے لگ گئے۔ جب حضرت میرزا صاحب بھی اترنے کیلئے سیڑھیوں کے قریب آئے۔ تو اس وقت میں نے انہیں السلام علیکم کہا۔ حضونے مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ میں نے جواب عرض کیا جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت خوش ہوئے۔ اس وقت میرے سر پر سبز پگڑی تھی اور حضرت میرزا صاحب کے اوپر سبز رنگ کی لوئی تھی۔ جس کو حضور علیہ السلام نے خوش طبعی کے طور پر (جیسا کہ مجھے اس وقت محسوس ہوا ہے) میرے اوپر ڈال دیا۔ اور میرے سر اور منہ اور جسم پر لپیٹ دیا۔ جس سے میں ڈھانپا

گیا۔ اس کے بعد پھر وہ لوئی اتار لی۔ اس وقت حضور علیہ السلام ہنس رہے تھے۔ پھر میں حضرت ممدوح کے ساتھ ہی سیڑھیوں سے نیچے اتر کر باہر آ گیا۔ اور ایک بازار میں جو شرقاً غرباً ہے۔ مشرق کے رخ حضور کے ہمراہ چلنے لگ گیا۔ چلتے وقت حضورؑ نے میرے پنجہ میں پنجہ ڈالا ہوا ہے اور چلے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے بیعت کرنی ہے۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا کہ کون سی بیعت کرنی ہے۔ اس سوال کو سن کر میں متحیر سا ہو گیا۔ کہ کیا جواب دوں۔ آخر میں نے تھوڑی دیر سوچ کر جواب دیا کہ ''محمدی بیعت'' کرنی ہے۔ کیونکہ ہم سب امت محمدی ہیں اور یہ بیعت بھی سنت محمدی ہے اور آپؑ بھی خلیفہ محمدی ہیں۔''

میرے اس جواب پر حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور خوشی کے رنگ میں میرا وہ پنجہ جو حضورؑ کے ہاتھ میں تھا۔ قدرے دبایا۔ چلتے چلتے آگے ایک اور اونچی جگہ پر ہم جا چڑھے۔ جو بیٹھک کی شکل پر معلوم ہوتی ہے۔ اس کی جانب جنوب تین دریچے ہیں۔ وہ وقت دن کا معلوم ہوتا ہے۔ ان دریچوں میں سے کسی قدر دھوپ بھی اس کمرہ کے اندر آ رہی ہے۔ وہاں جا کر حضرت صاحب جانب غرب دوزانو ہو کر مشرق کی طرف منہ کرتے ہوئے بیٹھ گئے۔ میں حضورؑ کے سامنے مغرب کی طرف مونہہ کر کے بیٹھ گیا ہوں۔ حضورؑ نے ایک تنکا اٹھا کر میرے ہاتھ کی پشت پر ایسے طور سے پھیرا۔ کہ اس پانچوں انگلیوں کی پشت کی جانب سفید سی لکیر پڑ گئی۔ جیسا کہ خشک چمڑے پر لکیر پڑ جاتی ہے اس لکیر کی شکل اس طور پر ہے (یہاں ہاتھ کی تصویر بنانی ہے صفحہ 58 سے) پھر اس لکیر کی شکل کی طرف اشارہ کر کے حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ دیکھا یہ کیا لکھا گیا ہے یہ ''اللہ'' کا لفظ ہے اور خدا نے ہاتھ کو بھی اسی شکل پر بنایا ہے اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیھم اور اس طرح سے مجھ پر یہ امر واضح فرمایا کہ میرے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیعت کرنا ہے۔''

اس رویاء کے دیکھنے وقت میں نے قادیان کو دیکھا ہوا نہ تھا۔ اور نہ ہی مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک کی شکل اور ہیئت اور جائے وقوع سے آشنا تھا۔ بلکہ اس کے پانچ سال بعد جب کہ خاکسار نے دستی بیعت کا شرف خود قادیان میں آ کر حاصل کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ پہلی مسجد جو کہ چھت کے قریب اونچی جگہ پر تعمیر شدہ دیکھی تھی اور جس کے صحن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وعظ کرتے ہوئے

دیکھا تھا وہ مسجد اقصیٰ تھی۔ جس کا نقشہ مجھے پانچ سال قبل دکھایا گیا۔ اور وہ دوسری جگہ جو بیٹھک کے طور پر تھی۔ جس کے جانب جنوب تین دریچے دیکھے گئے تھے۔ اور جس میں بیٹھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاکسار کی بیعت لی تھی اور بیعت کی حقیقت بھی مجھے سمجھائی تھی۔ وہ دراصل مسجد مبارک کا نقشہ تھا۔ جو اس زمانے میں بیٹھک کے اندازہ کے برابر ہی تھی۔ اور خاکسار کو دستی بیعت خدا کے فضل وکرم سے اکیلے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اسی مسجد مبارک میں جب کہ حضور مسجد کے مغرب کی جانب بطرف مشرق رخ کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔ نصیب ہوئی تھی۔ غرضیکہ وہ نقشہ مقامات کا قریباً وہی تھا جو خاکسار کو بذریعہ رویاء پہلے دکھایا گیا تھا۔

حضرت مرزا صاحب کی جماعت کے ذریعہ دین کا جلال ظاہر ہوگا

(۲) اس سے قبل فروری 1900ء میں بمقام بھیرہ خاکسار کو رویاء میں دکھلایا گیا تھا کہ ’’میں قادیان میں گیا ہوں‘‘۔ اور ’’حضرت مرزا صاحب‘‘ کا گھر پوچھ رہا ہوں۔ آخر ایک گھر میں داخل ہو کر ایک شخص سے پوچھا کہ کیا مرزا صاحب کا گھر یہی ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں پھر انہوں نے میرا اسباب لیکر اندر رکھ لیا۔ اور میں پاس کی ایک چھوٹی سی مسجد میں نماز ظہر ادا کرنے کیلئے چلا گیا۔ وہاں جا کر مجھے خیال آیا۔ کہ (حضرت) میرزا صاحب کے خاندان والے لوگوں کے تو یہاں پر بہت گھر ہوں گے۔ اور وہ سب کے سب ہی میرزا کہلاتے ہوں گے۔ کہیں میں غلطی سے کسی اور گھر میں تو نہیں چلا گیا۔ اس پر میں نے واپس آکر اپنا اسباب مانگا۔ جو مجھے مل گیا۔ جنانچہ اپنا اسباب اٹھا کر ایک گلی میں جا کر پوچھا کہ (حضرت) میرزا صاحب کا مکان کدھر ہے۔ جس پر ایک شخص نے مجھے بتایا کہ تو تو اس مکان کے پاس ہی کھڑا ہے۔ ذرا ادھر تو دیکھو‘‘۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ وہیں پر بہت سے لوگ جمع ہیں اور ہر ایک کے پاس قرآن شریف ہے اور وہ لوگ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔ جن میں موضع بوتالہ کے دو آدمی میاں جلال الدین اور علم الدین ترکھان بھی ہیں۔ آگے (حضرت) مرزا صاحب ایک لکڑی کے تخت پوش پر بیٹھے ہوئے کسی آدمی سے باتیں کر رہے ہیں۔ جب حضور فارغ ہوئے۔ تو خاکسار نے

آگے ہوکر السلام علیکم کہا۔ حضور نے سلام کا جواب دے کر خاکسار سے مصافحہ بھی فرمایا۔ مصافحہ کا کرنا ہی تھا کہ مجھ پر رقت طاری ہوگئی۔ اور میں زار وزار رونے لگ گیا۔ اور بہت رویا۔ جس کے بعد مجھے عالم رویاء میں ہی یہ خیال آیا کہ میں جو بیعت کرنے کیلئے یہاں آیا تھا تو وہ بیعت یہی ہوگی جو میں نے حضورؑ سے مصافحہ کی صورت میں کرلی ہے۔ اس خیال کی وجہ سے پھر میں نے اور کچھ عرض نہ کیا۔''

یہ رویاء اس زمانہ کی ہے جبکہ خاکسار بیعت سلسلہ کرنے کیلئے آمادہ تو تھا۔ لیکن ابھی تک تحقیقات کا سلسلہ شروع تھا اور کبھی کبھی یہ خیال بھی آجاتا تھا کہ کہیں غلطی میں ہی مبتلاء نہ ہو جاؤں۔ اس رویاء میں مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ اس سلسلہ حقہ کے لوگوں کا ایمان قرآن شریف پر ہے اور جو دو آدمی جلال الدین اور علم الدین مجھے دکھائے گئے۔ یہ سلسلہ کے مخالف اور معاند تھے اور اب وہ اسی حالت میں فوت ہو چکے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ناموں کا تعبیر سے یہ تعلق ہے کہ حضرت میرزا صاحب کی جماعت میں ہی دین کا جلال اور دین کا علم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مدینہ منورہ

(۳) مؤرخہ 8 فروری 1901ء کی رات کو رویاء میں بمقام بھیرہ دیکھا کہ میں مدینہ منورہ میں گیا ہوں اور شہر میں داخل ہوتے ہی محسوس ہوا کہ نہایت ہی ٹھنڈی اور دل خوش کن ہوا چل رہی ہے۔ جس سے دل بہت خوش ہوا۔ آسمان کی طرف دیکھا تو نور ہی نور نظر آیا۔ لیکن وہ نور صرف اتنی ہی جگہ پر تھا۔ جتنا کہ شہر مدینہ تھا۔ باقی تمام آسمان پر کالی گھٹا سی نظر آتی تھی۔ اور مدینہ شریف والی جگہ ایسی معلوم ہوتی تھی۔ جیسے بادل والے دن کوئی جگہ خالی از ابر ہوتی ہو اور اس میں دھوپ کی چمک باہر نکل آتی ہے۔

اس رویاء کے بعد خاکسار نے بیعت میں التوا کرنا مناسب نہ سمجھ کر اگلے ہی دن مورخہ 9 فروری 1901ء کو ایک مفصل عریضہ بطور درخواست بیعت بخدمت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر کردیا۔ جس میں اس رویاء کا بھی ذکر کیا۔ جو مجھے بیعت کی حقیقت بتانے والی تھی۔ اور جس کو نمبر شمار 1 پر درج کیا گیا ہے۔

میری بیعت اخبار الحکم نمبر 6 جلد 5 مؤرخہ 17 فروری 1901ء کے صفحہ نمبر 8 پر شائع ہوئی ہے۔ علاوہ اس کے تاریخ 20 فروری 1901ء پیر سرج الحق صاحب نعمانی قادیانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط

خاکسار کو ملا۔ جس میں انہوں نے تحریر فرمایا کہ آپ کی بیعت کا خط حضرت صاحب کی خدمت میں سنایا گیا۔ حضورؑ نے بیعت کو منظور فرمایا ہے اور استغفار اور درود شریف کی مداومت کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور نیز دوسرے تین آدمیوں کی بیعت بھی جن کا نام آپ نے تحریر کیا ہے منظور فرمائی ہے۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب ساکن پھلو کے اور رحیم بخش صاحب و نظام الدین صاحب سکنہ پھلو کے''۔ (از چٹھی مرقومہ 30 جون 1939ء)

نور کی لہریں

(از جناب غلام مجتبیٰ صاحب پنشنر ضلع گجرات حال ساکن قادیان)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل بیان تحریر کرتا ہوں۔ کہ میں نے ہو بہو اسی طرح خواب دیکھا ہے اور اس میں میری طرف سے کوئی ملاوٹ نہیں!

میری عمر جب اندازاً 22 سال کی تھی۔ اس وقت میں درود شریف بہت پڑھا کرتا تھا۔ اسی اثناء میں میں نے درود تاج کا چلہ کیا۔ خواب میں میں مدینہ شریف گیا۔ اور وضوء کر کے مسجد نبوی میں دو رکعت نفل پڑھے اور روضہ مبارک میں داخل ہوا۔ روضہ مبارک نور کے حلوں سے بھرا ہوا تھا۔ سمندر کی لہروں کی طرح ''نور کی لہریں'' چل رہی تھیں۔ میں بھی انہی نور کی لہروں میں داخل ہو کر ادھر ادھر جھولنے لگا۔ اس کے بعد مجھے جاگ آ گئی اور میں نہایت ہی سرور کی حالت میں تھا۔ اسی شام کو مغرب کی نماز کے بعد میں نفل پڑھ رہا تھا۔ کہ التحیات پڑھتے ہوئے پھر وہی نظارہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ اور میں دیر تک انہی نور کی لہروں میں جھومتا رہا۔ اور میں نہایت ہی مسرور تھا۔ اس کے بعد میں ملازم ہو کر ہانگ کانگ چلا گیا۔ 1906ء میں جب میں رخصت پر آیا تو کتاب انجام آتھم کا مطالعہ کیا۔ جب میں نے مباہلہ کا ذکر پڑھا۔ تو میرے دل نے مجھے مجبور کیا کہ ایسے شخص کو ضرور دیکھنا چاہئے۔ میں قادیان میں آیا۔ مسجد مبارک چھوٹی سی تھی۔ مسجد مبارک میں آ کر بیٹھ گیا۔ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضرت اقدسؑ باری سے نکل کر مسجد کی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے۔ تو مجھے اس کوٹھڑی میں وہی نور کی لہریں نظر آئیں۔ جو کہ قبل ازیں میں نے خواب و کشف میں دیکھی تھیں۔ میری تو وہیں تسلی ہو گئی۔ اور میں نے حضورؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ فالحمد للہ''۔ (از چٹھی مرقومہ 24 جون 1939ء)

حق ۔ حق ۔ حق

(از جناب سید قطب شاہ ولد سید باقر علی شاہ ضلع گجرات)

(یہ صاحب تا حال بیعت سے مشرف نہیں ہوئے ۔ مرسلہ جناب سید محمد یوسف شاہ صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ بھملہ ضلع گجرات)

ہمارے ایک بزرگ سید قطب شاہ صاحب جو اہل کشف ہیں ہمارے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان کے والد صاحب سید باقر علی صاحب نہایت مخلص احمدی تھے اور ہمارے خاندان کو انہی کی طفیل احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ہوئی ۔ یہ احسان فراموش کرنے کے لائق نہیں اگر ان کی کامل رہنمائی نہ ہوتی ۔ تو ممکن تھا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کر کے مورد عذاب الٰہی بن جاتے ۔ یہ سراسر خدا کا فضل تھا ۔ جو ہمارے ایک حصہ خاندان کے نصیب ہوا ۔

صاحب موصوف بعض شکوک کی وجہ سے داخل سلسلہ احمدیہ نہیں ہوئے ۔ لیکن جستجوئے حق سے بھی غافل نہیں ہیں ۔ اپنی عبادت اور استخاروں میں صراط مستقیم کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں ۔ اور ایسے مجاہدات کی وجہ سے ان کو کئی مبشر خوابیں احمدیت کی سچائی کے متعلق آئی ہیں ۔ لیکن اطمینان کامل نہیں ہوا ۔ اللہ تعالیٰ ان کے باطن کو آئینہ کی طرح صاف کر دے ۔ حال ہی میں ان کو 9 جولائی 1939ء کو ایک کشف ہوا ۔ جو سچائی کا نشان ہے ۔ صاحب مذکور یوں بیان فرماتے ہیں ۔

”میں مسمی سید قطب شاہ ولد سید باقر علی شاہ مرحوم خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلف اٹھاتا ہوں کہ اس چٹھی کا مضمون کشفیہ میرا ہی کشف ہے ۔ اور اس کے صحیح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور دعا کیلئے گزارش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انشراح صدر بخشے ۔ میں نے دیکھا کہ

میں ایک مناظرہ جو اہل سنت اور احمدیوں کے درمیان ہوا ہے ۔ شامل ہوں وقت سحری کا ہے ۔ ہر دو فریق کے مناظر اسٹیجوں پر بیٹھے ہیں ۔ دفعتاً احمدی مناظر نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور بیان فرمایا کہ آج کا مبحث حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا ہے اور عربی زبان ام الالسنہ ہے ۔ اس میں جس کا مضمون فصیح و بلیغ ہوگا ۔ وہ حق پر سمجھا جائے گا ۔ اس کے خلاف باطل پر ۔ چنانچہ فریق مخالف کے مناظر نے

کھڑے ہوکر مان لیا۔اور بیٹھ گیا۔اس کے بعد مخالف مناظر نے عربی میں مضمون پڑھا جواس کا جواب تھا۔پھراحمدی مناظر اٹھے اور مضمون پڑھنا شروع کیا۔اور چند منٹ کے بعد بیٹھ گئے۔پھرفریق مخالف کے مناظر نے اٹھ کراس کا جواب دیا۔اور بیٹھ گئے۔حتیٰ کہ تیسری دفعہ احمدی مناظر کھڑے ہوئے اور ایک لمبا مضمون پڑھنا شروع کیا۔جو علمی لحاظ سے بہت فصاحت وبلاغت والا تھا۔جس سے سامعین پر ایک سکتہ سا طاری ہوگیا۔حاضرین کلام سن کرعش عش کرتے تھے۔جب مضمون ختم ہوا۔تو میں نے فریق ثانی کی طرف نگاہ کی۔تو اس کا سر نیچے جھکا ہوا دکھائی دیا اور تیسری دفعہ نہ کچھ کلام کی اور نہ حرکت کی۔اسی اثناء میں حاضرین میں ایک آواز گونج اٹھی کہ احمدی سچے ہیں۔اور میرے منہ سے تین دفعہ بلند یہ کلمات نکلے کہ احمدی سچے ہیں۔اور زبان پر جاری تھا کہ ’’حق۔حق۔حق‘‘ اور اس وقت میں نے بیعت کیلئے درخواست کی‘‘۔

تصدیق۔مندرجہ بالا کشف شاہ صاحب نے میرے آگے 10 جولائی 1939ء کو بیان کیا۔ اس کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں۔بقلم خود صدر دین اہل سنت موضع بھملہ۔

(از چٹھی مرقومہ 12 جولائی 1939ء)

تمام عقدے حل ہو گئے

(از جناب مولوی عبداللطیف صاحب مدرس عربی ہائی سکول رحیم یار خان ریاست بہاولپور)

منکہ عبداللطیف ولد حاجی غلام رسول قوم شیخ سکنہ احمد پور لمہ حال مدرس عربی ہائی سکول رحیم یار خان کا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ میرا بیان ذیل سچا ہے اور اگر اس میں جھوٹ کی ملاوٹ ہو۔تو خدا تعالیٰ مجھ پر وہ عذاب نازل کرے جو جھوٹی قسم کھانے والوں کیلئے مقدر ہے۔

(۱) خاکسار نے ان دنوں جبکہ سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوا تھا۔رویاء دیکھی جس سے حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی افاضہ سے مقام محمود کی نئی تفسیر کا حل پایا۔جس کی تفصیل یہ ہے کہ احقر سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر کے متعلق مضمون لکھ رہا تھا۔اثناء تحریر میں مقام محمود کے متعلق عقدہ پیش آیا۔

اور مفسرین جو تفسیر پیش کرتے ہیں۔ اس سے مجھے اپنے ذوق کے مطابق شرح صدر پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس موقعہ پر میں نے جناب الٰہی سے تضرع اور الحاح سے دعا کی کہ الٰہی میرا یہ عقدہ کسی طرح حل فرما۔ اور اپنے کسی پیارے اور پاک بندے کی زیارت کرا۔ کہ اس کی صحبت اور زیارت سے عقدہ کشائی ہو۔ میں یہ دعا کر کے سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آپ کے زانو پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سر رکھ کر خواب استراحت فرما رہے ہیں۔ میں نے ان کی خدمت میں یہ عقدہ پیش کیا۔ قبل اس کے کہ حضرت مولانا میرے عقدے کا حل فرماتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیدار ہوئے اور جلدی سے اٹھ کر میری طرف مخاطب ہو کر ایک لمبی تقریر فرمائی۔ اس تقریر سے میرے ''تمام عقدے حل ہو گئے'' اور جو کیفیت اس تقریر کے سننے سے میرے دل میں پیدا ہوئی۔ اسے اب تک میرے قلب نے فراموش نہیں کیا۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ مضمون تو بھول گیا۔ البتہ میری طبیعت میں اس عقدہ کی وجہ سے جو انقباض تھا۔ وہ دور ہو کر اطمینان اور شرح صدر ہو گیا۔ ان دنوں غالباً 1923ء کا واقعہ ہے۔ میں اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور میں مدرس دینیات تھا۔ اس کے بعد میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور سلسلہ کے حالات کا مطالعہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا۔ اور تحقیق حق میں ہدایت نصیب ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی افاضہ سے مقام محمود کی تفسیر جدید کا مضمون بھی مکمل کر لیا۔ اور سورہ بنی اسرائیل کا تفسیری مضمون جو خاکسار مختصر صورت میں لکھ رہا تھا۔ بڑھتے بڑھتے اچھی خاصی کتاب کی صورت میں آ گیا۔ یہ کتاب جس کا نام دستور الارتقاء فی تفسیر سورۃ الاسراء ہے چھپ چکی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے افاضہ سے مقام محمود کا مفصل بیان اور اس رویاء کا تذکرہ اس میں درج ہے۔ نیز یہ مضمون رسالہ جامعہ احمدیہ 1935ء میں شائع ہو چکا ہے۔

مبائعین کے نام

(۲) اس کے بعد غالباً 1922ء میں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود کی زیارت کرائی۔ اس وقت تک بہت سے عقدے حل ہو چکے تھے۔ لیکن بعض عقدے سد راہ تھے۔ جن کی وجہ سے میں بیعت کیلئے تیار نہیں تھا۔

اس موقعہ پر دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نہایت وجیہہ شکل میں عمدہ لباس پہنے کھڑے ہیں۔اور آپ کے ہاتھ میں ایک فل سکیپ کاغذ ہے۔جس پر مبائعین کے نام لکھے ہوئے ہیں۔اس کا تمام صفحہ ناموں سے بھرا ہوا ہے صرف آخری سطر خالی ہے۔حضورؑ مجھے وہ کاغذ دے کر فرماتے ہیں۔کہ اس پر اپنا نام لکھ دو۔ چنانچہ وہ کاغذ لے لیتا ہوں۔سامنے ایک پلنگ پڑا ہے۔اس کے سرہانے حضورؑ مجھے بیٹھنے کا ارشاد فرماتے ہیں اور خود پائینتی کی طرف بیٹھ جاتے ہیں۔ پاس ہی قلم دوات پڑی ہے۔ میں نے اپنا نام لکھ کر کاغذ حضور کے حوالے کر دیا۔ پھر خیال آیا۔ بیعت کیلئے تو نام لکھ دیا۔مگر ابھی بعض عقدے باقی ہیں وہ تو حل کرالوں مگر حیا کی وجہ سے حضور کی خدمت میں عرض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔اسی اثناء میں بیدار ہو جاتا ہوں۔پچھلی رات کا وقت تھا۔اٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی اگر تیرا منشاء بیعت کرانے کا ہے تو دل کے عقدے بھی کھول دے۔تا کہ شرح صدر سے بیعت کرسکوں۔ چنانچہ اس کے تھوڑے عرصے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کا حل کر دیا۔اور شرح صدر سے احقر نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔فالحمدللہ علیٰ ذالک ان ہر دو رویاء کو پہلے بھی الفضل 31 دسمبر 1931ء میں مؤکد بعذاب الٰہی حلفیہ طور پر شائع کرا چکا ہوں۔

(از چٹھی مرقومہ 19 جولائی 1939ء)

مرنے کے بعد کا نظارہ

(از جناب میاں محمد اسمٰعیل صاحب سکنہ محمدانہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات)

میں خدا کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس میں ذرا جھوٹ نہیں ہے۔اگر جھوٹ بولوں تو خدا تعالیٰ بندہ پر اپنا قہر نازل کرے۔ بندہ کی عمر اب پچاس یا پچپن سال کے قریب ہوگی۔ بندہ نے بچپن ہی میں حضرت صاحب کا نام سنا اور جوان ہو کر بھی آپ کے سلسلہ کے متعلق شوق رہا۔مگر حقیقت کچھ معلوم نہ تھی۔کبھی کہیں سے نام سن لیا کبھی کہیں سے ذکر سن لیا۔اصل حقیقت سے نا آشنا ہی رہا مگر شروع سے بندہ کو حضور کے متعلق حسن ظن رہا۔ جب کوئی حضور کے متعلق بدگوئی کرتا۔تو بندہ کو بہت برا لگتا۔اسی طرح بندہ کا دن بدن شوق بڑھتا گیا۔کہ کہیں سے حضرت کی کوئی کتاب ملے تو حال معلوم کروں کہ یہ

بات کیا ہے۔کوئی کہے کہ مرزا صاحب نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔کوئی کہے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ایک شخص سے ایک کتاب آریہ دھرم دیکھی جو حضرت صاحب کی تصنیف ہے۔اس میں دیکھا کہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ ہماری کتابیں یعنی مسلمانوں کی دو ہی کتابیں ہیں۔ایک قرآن شریف اور ایک حدیث محمد رسول اللہ ﷺ کی۔جب بندہ نے یہ لفظ دیکھے تو یقین ہو گیا کہ مرزا صاحب مسلمان امت محمدیہ ہیں۔جس طرح لوگ باتیں کرتے ہیں ویسی نہیں۔ پھر مولوی دلپذیر بھیروی سے ایک دور سالے پنجابی حضرت صاحب کے سلسلہ کے متعلق تھے ملے۔ان میں سے بھی حق نہ کھلا۔اور شوق بڑھتا چلا گیا۔اس کے بعد بندہ اپنا گاؤں چھوڑ کر موضع محمدانہ میں چلا گیا۔ وہاں سکونت اختیار کی۔ 1915ء میں وہاں دیہاتی چٹھی رسان آتا۔اس کے پاس اخبار الفضل کسی شخص کی ہوتی وہ لے کر دیکھتا رہتا۔اس سے کچھ آگاہی ہوئی۔پھر بندہ کو شوق پیدا ہوا کہ کوئی کتاب مرزا صاحب کی ملے۔تو حقیقت سے آگاہی ہو۔بندہ کے گاؤں سے آٹھ نو میل پر موضع ادرحمہ ہے میں نے سنا کہ وہاں مرزا صاحب کے مرید رہتے ہیں۔بندہ وہاں گیا۔ان سے ملاقات کی اور شوق کا اظہار کیا۔انہوں نے بندہ کو دو کتابیں دیں۔ایک عسل مصفیٰ اور ایک تائید حق۔وہ بندہ لے کر اپنے گھر آیا۔اور ان کتابوں کا خوب مطالعہ کیا۔اور جناب الٰہی سے دعا بھی مانگتا گیا۔کہ الٰہی جو حق ہے وہ مجھ پر کھول دے۔ابھی کتاب عسل مصفیٰ ختم نہیں کی کہ بندہ کو حق معلوم ہو گیا۔کہ حق یہی ہے ایسا عشق لگ گیا اور دل میں کہوں کہ اگر پر ہوں تو ابھی اڑ کر قادیان پہنچوں۔شوق کی کوئی حد نہ رہی۔اور بندہ کے دل میں بہت کشش لگ گئی۔کہ ابھی جاؤں اور بیعت کرلوں ان دنوں میں موضع محمدانہ میں امامت مسجد کا کام کرتا تھا۔اس کی آمدنی بھی بہت تھی۔اور نماز جنازہ کئے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا تھا۔دل میں سوچا کرتا۔کہ اب کیا کیا جائے۔کہ اب امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کروں۔تو امامت مسجد نہیں رہتی۔اگر بیعت نہ کروں تو ایمان نہیں رہتا اور خدا کے بے فرمان ہو جاتا ہوں۔یہی سوچ کر کے میں نے بیعت کی چٹھی لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھیج دی۔اور بیعت ہو گئی۔اور یہ 1919ء کا واقعہ ہے اور میں نے اپنے گاؤں میں ابھی اعلان بیعت نہیں کیا۔کئی وجوہ سے دل ڈرتا تھا۔بیعت ہونے کو دل میں مخفی رکھا اور چار پانچ مہینے گزر گئے اور ایک رات کو سویا ہوا تھا۔تو خدا تعالیٰ نے بندہ کو رویاء دکھایا۔جس سے حق کھل گیا۔پھر توبہ کی اور اعلان بیعت کر دیا۔وہ رویاء یہ ہے:۔

بندہ ایک رات کو سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بندہ اپنے آپ کو معلوم کرتا ہے کہ مر گیا ہے۔ اور لوگ میرے کفن دفن کی تیاری کرنے لگ گئے ہیں۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ میں نے کہا ہے کہ میری قبر میرے والد کی قبر کے جانب مغرب بناویں۔ میرے والد کی وفات کو چند مہینے گزرے تھا۔ اس لئے ان کی محبت ابھی میرے دل میں تازہ تھی۔ ایسا ہی ہوا جب بندہ کی لاش اٹھا کر لے گئے اور چارپائی قبر کے پاس رکھ دی اور جیسا کہ میری خواہش تھی ویسا ہی میں دیکھتا ہوں۔ میری قبر میرے والد صاحب کی قبر کے بالکل ساتھ ہے۔ ایسی قریب کہ میرے والد کی لحد کا پردہ بالکل پتلا ہو گیا ہے۔ ایسا پتلا کہ اس میں کشادہ سا سوراخ ہو گیا ہے۔ جس میں میرے والد بزرگوار کی شکل نظر آ رہی ہے۔ اور لوگ مجھ کو لحد میں اتارنے لگے ہیں۔ اور میرے دل میں آیا کہ جو آدمی بیچ میں داخل ہوئے ہیں ان سے قابو میں نہیں رہوں گا میں تو گر پڑوں گا۔ جب مجھے اتارنے لگے۔ تو میں دیکھتا ہوں کہ اس سوراخ میں سے میرے والد صاحب نے باہر ہاتھ بڑھایا اور کہا کہ آنے دو۔ میں گرنے نہیں دوں گا۔ میرے والد صاحب نے آگے سے ہاتھ کی ٹیک رکھی۔ اور بندہ کو لحد میں ٹکایا گیا اور پھر سب آدمی مجھے دفن کر کے چلے گئے۔ جب میں اکیلا قبر میں رہ گیا تو اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اب میں مر گیا ہوں۔ اور قبر میں آ گیا ہوں اس وقت دل کو فکر لگی کہ اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب کچھ بن نہیں سکتا۔ اب اے اللہ میرے پر طفیل حضرت محمد رسول کریم ﷺ اور طفیل سب نبیوں کے اور صدقہ حضرت مسیح موعود امام مہدی آخر الزمان جو حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں میرے پر رحم کر۔ اور میرے گناہ بخش۔ وہ تیرے پیارے اور امام آخر الزمان ہیں۔ بندہ نے ان کی بیعت بھی کی ہے اب میرے پر رحم کر۔ تو ارحم الراحمین ہے۔ جس وقت بندہ نے یہ دعا کی۔ اس وقت غیب سے آواز آئی کہ جب تو نے اس امام کی بیعت کی ہے تو اس کے سات حکم کیوں نہیں مانے۔ اب ان کے سات حکموں پر عمل کر۔ جس وقت یہ آواز بندہ نے قبر میں ہی سنی۔ معاً اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میں زندہ ہوں اب مردہ نہیں ہوں نہ وہاں کوئی قبر ہے۔ میں بالکل جیسا پہلے زندہ تھا۔ ویسا ہی ہو گیا۔ اور اپنے آپ کو آزاد پایا۔ پھر میں خواب میں سوچنے لگ گیا کہ میرے پاس حضرت صاحب کی کتاب آریہ دھرم وست بچن ہیں۔ ان میں دیکھوں گا۔ اور کوئی کتاب ان کے سوائے نہیں ہے۔ کیا کروں اب میں عمل ضرور کروں گا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ جب بیدار ہوا تو حیران ہوا۔ اور دل میں کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ بتایا ہے

کہ مرزا غلام احمد صاحب ہی سچے امام ہیں ان کی تابعداری کرو۔ ان سات حکموں کا تو مجھے علم نہ ہوا۔ مگر میں نے بیعت کر کے امام علیہ السلام کی تابعداری کوئی نہیں کی۔ اب آپ کی تابعداری کروں گا۔ جلسہ قریب تھا۔ بندہ نے یہ وعدہ دل میں کر لیا۔ کہ جلسہ سالانہ پر جا کر ہو آؤں۔ تو اعلان بیعت کروں گا۔ یقین تو کتابوں کے ذریعہ آ چکا تھا۔ اب رویاء کے ذریعہ زیادہ پختہ یقین ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب ہی امام وقت ہیں۔ ان کی تابعداری کے سوانحات نہیں۔ خیر میں جلسہ سالانہ 1919ء پر قادیان مبارک آیا اور وہاں سے آ کر اپنے گاؤں میں اعلان بیعت کر دیا۔ اور مسجد وغیرہ کا کام چھوڑ دیا۔ اور مخالفت شروع ہو گئی۔ ہر طرف سے ملامت اور خواری ہونے لگی۔ میری بیوی جو مسمات بھول صاحبہ دختر میاں ہاشم سکنہ محمدانہ تھی وہ بھی بندہ سے سخت رنجیدہ ہو رہی تھی۔ وہ کہتی کہ ہم غریب آدمی ہیں۔ مسجد کی امامت کے سبب بال بچوں کا اور اپنا گزارہ اچھا ہو رہا تھا۔ اب تو نے یہ بھی گنوا دیا۔ اب کیا کریں گے۔ بہت طعن ملامت کرتی رہتی۔ ایک روز بندہ نے اسے نرمی کے ساتھ سمجھایا۔ کہ تو ناراض مت ہو میں تجھ کو ایک بات کہتا ہوں۔ وہ میرا کہا مان۔ پھر جو کچھ تیری مرضی ہو گی وہ کر۔ میری بات کو اس نے سنا۔ تب میں نے اس کو کہا کہ تو علم تو رکھتی نہیں کہ میں تجھے دلائل سے سمجھاؤں بات یہ ہے کہ تو نماز پڑھا کر اور چھوڑ نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا بہت مانگا کر۔ عاجزی اور انکساری کے ساتھ کہ اے خدا تو عالم الغیب ہے میں کچھ نہیں جانتی۔ مرزا صاحب کے دعویٰ کے متعلق۔ اگر سچا ہے تب بھی سمجھا دے اگر جھوٹا ہے تب بھی سمجھا دے۔ میرے کہنے کے مطابق وہ نماز پڑھنے اور دعا مانگنے لگ پڑی۔ جب مہینہ ڈیڑھ گزر گیا۔ تو ایک دن میری اہلیہ نے مجھ سے کہا۔ کہ میں نے آج خواب دیکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب سچے ہیں۔ میرا یقین ہو گیا ہے۔ پھر وہ خواب ساتھ قسم اللہ کے مجھ کو ہو بہو سنا دی۔

نورانی شکل

وہ خواب یہ ہے میں رات کو سوئی ہوئی خواب میں دیکھتی ہوں کہ میں کسی ایسی جگہ ہوں جو ناواقف جگہ ہے۔ بہت سے آدمی ایک طرف کو جا رہے ہیں۔ خواب میں میں اور میری والدہ دونوں ایک جگہ کھڑی ہیں۔ ہم ان آدمیوں سے پوچھتی ہیں۔ کہ یہ سب لوگ کدھر کو جا رہے ہیں۔ ایک آدمی بولا کہ حضرت امام مہدی آخر الزمان آتے ہیں انہوں نے یہاں جمعہ پڑھانا ہے۔ ہم ادھر جا رہے

ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ وہ امام مہدی کس جگہ سے آئے ہیں اور کون ہیں۔ تب اسی شخص نے کہا کہ وہ امام حضرت مرزا غلام احمد قادیان والے ہیں۔ تب میں خوش ہوئی۔ اور دل میں کہا کہ ہمارا میاں بھی یہی بات کہتا ہے۔ آج دیکھیں تو سہی کہ وہ کیسے ہیں۔ پھر ہم دونوں ماں بیٹی ادھر چل پڑیں۔ جدھر سب لوگ جارہے تھے۔ ہم نے جا کر دیکھا۔ بہت خلقت مجمع ہے اور حضرت امام صاحب ممبر پر کھڑے وعظ فرمارہے ہیں۔ اور ''نورانی شکل'' ہے۔ ایسا دل چاہتا ہے کہ قریب جائیں اور زیارت کریں مگر کثرت خلقت کی وجہ سے آگے نہیں جاسکیں۔ خواب میں سمجھ آ گئی۔ کہ برحق امام مہدی یہی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ پھر میں بیدار ہوگئی۔ اس کے بعد جب مخالفت زوروں پر شروع ہوگئی اور باہر سے مخالف مولوی آتے اور مرزا صاحب کے متعلق ہتک آمیز الفاظ استعمال کرتے۔ انہیں سن کر میری اہلیہ کو پھر کچھ شکوک پیدا ہو گئے۔ ایک روز مجھ کو میری بیوی نے کہا کہ یقین تو آ گیا مگر مولوی ایسی باتیں کرتے ہیں۔ میرے دل میں پھر شک ہو گیا ہے۔ پھر میں نے اسے کہا کہ میں نے جو طریقہ دعا کا سکھلایا ہے وہ نماز میں مانگا کر۔ خدا تعالیٰ تسلی دے گا۔ چنانچہ وہ دعا میں مشغول رہی۔ ایک مہینہ کے بعد اس نے پھر خواب سنائی۔ وہ یہ ہے۔ اسی خواب کے موقعہ پر بندہ کو گاؤں والوں کی طرف سے بہت تکلیف دی گئی۔ بلکہ وہاں سے نکال دینے کا فیصلہ کر دیا گیا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا۔ کہ میں باہر جا کر جگہ بناتا ہوں اگر تیری مرضی ہوئی تو میرے ساتھ چلنا۔ ورنہ نہیں۔ یہیں اپنے والدین کے پاس رہنا۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ وہ وقت بہت ہی غموں کا وقت تھا۔ اسی رات کو سحری کے وقت میری بیوی نے بندہ کو جگایا اور کہا کہ میاں اٹھ نماز پڑھ۔ میں اٹھ بیٹھا۔ تب میری بیوی نے کہا کہ لو میاں اب جدھر چلنا ہے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اب مجھے کوئی خواہ کتنا کہے میں اب نہیں رکوں گی۔ میں نے کہا بات کیا ہے۔ اس نے کہا آج حق ظاہر ہو چکا۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر اس نے خواب سنایا۔ وہ یہ ہے:۔

نبی کریم ﷺ کا فیصلہ

''میں آج رات جب سوئی ہوئی تھی۔ سحری کے وقت ہی جب میں نے تمہیں جگایا ہے اس وقت میں نے ایک خواب دیکھی۔ کہ پانی بھرنے مسجد کے کنوئیں کے پاس گئی ہوں۔ وہاں مسجد کے دروازہ پر ایک آدمی آ جاتا ہے اور معلوم ہوا کہ مسجد میں کوئی بڑے مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں۔

میں اس آدمی سے پوچھتی ہوں کہ بھائی آج مسجد میں کہاں کے مولوی صاحب آئے ہیں۔اس نے کہا کہ مولوی تو نہیں۔ یہ تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آئے ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ کیوں آئے ہیں۔ اس نے کہا اس لئے آئے ہیں۔ جو تمہارے میاں نے گاؤں میں فتنہ فساد ڈال دیا ہے اس کا فیصلہ کرنے آئے ہیں۔ میں بہت خوش ہوئی۔ کہ آج سب فیصلہ ہو جائے گا۔ پھر میں دروازہ کے اندر گئی۔ جہاں لوگ جوتیاں اتارتے ہیں۔ وہاں جا کر کھڑی ہوئی۔ اور رسول اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئی۔ آنجناب کا چہرہ مبارک ایسا تھا۔ کہ تاب نہ لاسکی۔ آنحضرت ﷺ پلنگ پر تشریف فرما ہیں۔ دوسرے سب آدمی نیچے پاس بیٹھے ہیں۔ معاً ایک آدمی بولا یارسول اللہ جو اس کے میاں نے اس گاؤں میں فتنہ وفساد ڈال دیا ہے۔ اس کا فیصلہ فرمائیں۔ تب جناب خاتم الانبیاء سرور دو عالم فرماتے ہیں۔ کہ اے لوگو بعینہ یہ واقعہ میرے پر بھی آیا تھا۔ جو حق پر ہو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے۔ جب یہ بات سنی۔ تو میری آنکھ کھل گئی۔" (از چٹھی مرقومہ بلا تاریخ) 1939ء

احمدیت کے بغیر نجات نہیں!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انتظار فضول ہے

(از جناب مولوی محمد حسین صاحب ضلع گورداسپور)

میں محمد حسین مبلغ سابق اہل حدیث تھا۔ مدتوں سے مجھے کوئی احمدیت کا شوق نہ تھا بلکہ مخالف تھا ایک روز میں موسم سرما میں سویا ہوا تھا اور قریب وقت آٹھ بجے کا تھا اس بات کو عرصہ گزر گیا۔ مجھے خواب آئی کہ قیامت آگئی ہے اور سب گاؤں والے شور وغل مچا رہے ہیں اور گاؤں میں اور دیہاتوں میں بھی یہی شور برپا ہو گیا۔ کہ قیامت آگئی۔ اور زمین دھنسنی شروع ہو گئی۔ زمین کے قطعے کے قطعے غرق ہو رہے ہیں۔ اور میں بھی زمین میں نیچے ہوتا جاتا ہوں۔ تو میں نے خواب میں ہی اٹھ کر لوگوں کو کہا کہ قیامت تو آگئی اور عیسیٰؑ جو آسمان سے اترنا تھا وہ نہ آیا۔ اور ہم نے مرزا صاحب کو نہ مانا۔ بس مجھے جاگ آگئی اور میں فکر میں پڑ گیا کہ یہ مجھے خداوند نے سمجھا دیا کہ کوئی عیسیٰ آسمان پر زندہ نہیں۔

بعدازاں میں نے اس خواب کو مولوی ثناءاللہ امرتسری سے بیان کیا۔ وہ کہنے لگا کہ خواب شیطانی ہے۔ کوئی وہم نہ کرنا مرزا سچا نہیں۔ پھر میں نے پھر پھر کر تمام مولوی صاحبان کے پاس خواب بیان کیا۔ مگر کوئی یہ نہ کہتا کہ مرزا صاحب سچے ہیں۔ پھر میں نے قرآن کریم کی طرف غور و تدبر کر کے پڑھنا شروع کیا۔ جس سے مجھے معلوم ہوتا گیا۔ کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ نہیں۔ پھر مولوی صاحبان سے گفتگو کرنی شروع کی۔ جس میں مجھے کامیابی ہوتی گئی۔ بس میں خدا کا خوف کر کے اپنے بنے ہوئے روزگار کو چھوڑ کر جو معقول آمدنی تھی احمدی ہو گیا۔ اور خدا پر توکل کر لیا۔ رازق اللہ ہے میں نے بیعت کر لی۔ اور لوگ میرے مخالف ہو گئے۔ تو اب میں اس خداوند کریم کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے اپنے پاس سے کچھ بنا کر بات نہیں کی۔ جو مجھے خواب آیا تھا۔ سچ سچ بیان کر دیا ہے۔ اب میں توکل بر خدا تبلیغ کرتا رہتا ہوں۔ خدا رازق ہے کوئی کہتا ہے کہ یہ تنخواہ کے مارے پھرتا ہے مگر میری کوئی تنخواہ نہیں۔ آنریری مبلغ ہوں اور قریباً 17 یا 20 آدمی میری تبلیغ سے خدا کے فضل سے احمدی ہو چکے ہیں۔

(از چٹھی مرقومہ بلا تاریخ) 1939ء

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''قادیان میں مرزا غلام احمد امام مہدی ہو کر رہنمائے خلق کیلئے مبعوث ہو چکے ہیں''

(از جناب محکم الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کالا گجراں ضلع جہلم)

(۱) ''منکہ محکم الدین ولد سلطان محمد صاحب کالا گجراں ضلع جہلم خدا تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ سب واقعات صحیح ہیں۔ اس وقت میری عمر 80 سال میں گزر رہی ہے۔ ایک مرتبہ خواب میں خاکسار موضع جلال پور میں گیا۔ اس شہر جلال پور میں ایک عالی شان وسیع پختہ سفید مسجد دیکھی۔ جس کے صحن کے شرقی سرے پر روبمشرق سینکڑوں آدمی دس دس پندرہ پندرہ کے گروہ میں بے ترتیبی کے ساتھ بلا امام علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ قبلہ کی طرف سب کی پیٹھ ہے۔ میں یہ نظارہ دیکھ کر حیران ہوں۔ کہ

مسجد تو قبلہ رو بنی ہوئی ہے۔ اور لوگ مخالف طرف منہ کر کے کیوں اس طرح نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ کہ اتنے میں آواز آئی کہ حضور سرور دو جہان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف فرما رہے ہیں۔ دیکھا تو حضور انور سرور کائنات مسجد میں داخل ہو کر ایک سٹیج پر (جو مسجد کے صحن گوشہء جنوب مغرب میں ہے) کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور تمام لوگ موجودہ مسجد کی طرف دوڑ کر اس سٹیج کے پاس آ کر جمع ہو گئے ہیں۔ تب سید دو جہان حضور رسول اللہ نے بآواز بلند فرمایا کہ تم سب لوگ کیسے بھٹک گئے ہو۔ سنو! ''قادیان میں مرزا غلام احمد امام مہدی ہو کر راہنمائے خلق کیلئے مبعوث ہو چکے ہیں''۔ جو میری تمام صفات میں ظلی طور پر میرے بروز ہیں ان کی پیروی میں راہ راست پر آ جاؤ۔ یہ الفاظ حضور نے کچھ ایسے ہی فرمائے۔ جن کا مفہوم یہی ہے تو اس مجمع سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ تو نبوت کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ تو حضور انورؐ نے بطور تنبیہ بڑے جذبہ سے بآواز بلند فرمایا۔ کیا میں نبی نہیں ہوں۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ حضور انورؐ کے فرمان مبارک کا خاکسار نے یہ مفہوم نکالا۔ کہ نبوت بھی میری صفات میں سے ہے جو ظلی طور پر ان کو بھی عطا ہوئی ہے''۔

(۲) ''1898ء میں جبکہ خاکسار تھانہ اٹک ضلع راولپنڈی میں بعہدہ ڈپٹی انسپکٹر تعینات تھا۔ رات کو ایک وسیع کمرہ دری کے فرش سے مزین دیکھا۔ جس کے گوشے شمال و مشرق میں صرف ایک ہال دروازہ ہے۔ باقی دیواروں میں کھڑکیاں ہیں۔ دروازہ کے سامنے ایک بڑا پلنگ ہے۔ جس پر سفید بستر ہے۔ اس کے اوپر ایک ادھیڑ عمر کے متبرک شکل کے بزرگ سر سے برہنہ صرف سفید کرتا و پاجامہ سے ملبوس پاؤں نیچے لٹکائے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے سامنے ایک عورت بائیں بغل میں سال سوا سال کا معصوم بچہ اٹھائے ہوئے کھڑی ہے۔ بچہ کے سر کے بال اور منہ اور سر پر گرد پڑا ہوا ہے۔ اس بزرگ انسان نے ہر دو آستین چڑھا کر پہلے کنگھی سے بچہ کے بالوں میں نہایت احتیاط اور نرمی کا ساتھ اس طرح شانہ کیا ہے کہ بچہ کو ذرا تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ سر کے بال بٹھا کر پھر ایک مقراض (جس کی نوکیں ذرا اوپر کو اٹھی ہوئی ہیں) اٹھا کر با احتیاط تمام کانوں تک بال کاٹ کر ہموار کر کے پھر رومال سفید سے تمام سر و منہ و جسم بچہ کا جھاڑ کر اچھی طرح صاف کر کے انگلی پر رومال لپیٹ کر ناک، کان اور آنکھیں بچہ کی نہایت ٹھہر کر عمدہ طرح صاف کر دی ہیں۔ تمام گرد دور ہو گیا ہے۔ جس سے بچہ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح صاف اور خوبصورت نکل آیا ہے۔ بچہ نہایت ہی پیارا اور دلربا

معلوم ہونے لگا ہے۔اور پلنگ کے پائنتی کی طرف فرش پر تین اور معزز آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔جن کے آگے روپوؤں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔خاکسار دل میں خیال کرتا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں۔تو غیب سے آواز آئی کہ یہ بزرگ مرد میرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔معصوم بچہ دین رسول اللہ اسلام ہے۔اور عورت دنیا ہے۔پھر آنکھ کھل گئی۔چندروز کے بعد جب خاکسار موضع گوندل میں بکار سرکار گیا۔تو وہاں مولوی محمد فضل خان صاحب احمدی سے ملاقات ہوئی۔اور اس رویاء کا ذکر کیا۔تو انہوں نے فرمایا کہ یہ خواب بصداقت مسیح موعود علیہ السلام مبارک اور مبشر ہے۔اس طرح حضور نے دین اسلام کو بدعات اور رسوم مشرکانہ سے پاک وصاف کیا ہے اور کر رہے ہیں۔

(از چٹھی مرقومہ 15/اگست 1939ء)

تمہاری دوا مولانا عبدالماجد صاحب کے پاس ہے

(از جناب قریشی افضال احمد صاحب بھاگلپوری مہاجر محلہ دارالرحمت قادیان)

مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم ہے۔جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ یہ رویاء میں نے اسی طرح پر دیکھے ہیں۔اور میں نے اپنی طرف سے اس میں قطعاً کچھ نہیں ملایا۔

(ا)"1916ء انگریزی مہینہ یاد نہیں ہے۔عربی مہینہ شاید محرم کا تھا خاکسار کو دنیا ومافیہا کی محبت نے گھیر رکھا تھا۔جن کے ذکر سے شرم آتی ہے۔ان واقعات سے اچانک تین چار ماہ قبل اپنی موٹی موٹی برائیوں سے ڈرنے لگ گیا۔اور اسی حالت میں نماز بھی پڑھنے کی توفیق ملی۔ان اسباب سے ہر شخص مجھ کو پاگل کہنے لگ گیا۔ایک دن ایک احمدی صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے احمدیت کی تبلیغ مختصر طرز پر کی۔اسی رات یا شاید دوسری رات کو میں اپنے مکان میں سویا ہوا تھا۔اور گھبرا کر کروٹیں بدلتا رہا۔کہ کہیں واقعی پاگل تو نہیں ہو گیا ہوں۔یا کوئی دوسری بیماری تو نہیں ہو گئی ہے۔اسی گھبراہٹ میں آخر نیند آ گئی۔تھوڑی دیر بعد اس خیال سے جاگ اٹھا کہ فجر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔رفع حاجت سے فارغ ہو کر وضو کر لیا۔جب وضو کر چکا تو معلوم ہوا کہ ابھی رات زیادہ ہے۔پھر لیٹ گیا اور شاید پھر سو گیا۔یا غنودگی کی حالت تھی۔کیا دیکھتا ہوں۔کہ ایک بزرگ سفید ریش،خوبصورت

آدمی میری چارپائی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ تمہاری دوا مولانا عبدالماجد صاحب کے پاس ہے"۔(حضرت مولانا عبدالماجد صاحب پروفیسر حضرت امیرالمومنین کے خسر ہیں) یہ الفاظ دو یا تین دفعہ کہے گئے۔ یہ کہہ کر دہلیز سے نیچے اتر کر چلے گئے۔ اس کے چند منٹ بعد میں بھی چارپائی پر بیٹھ گیا۔ اور اس تازہ واقعہ سے بے حد خوشی ہو رہی تھی۔ اتنے میں فجر کی نماز کا وقت بھی ہو گیا۔ نماز میں بھی مجھے بے حد لذت حاصل ہوئی۔ نماز کے بعد اپنی اہلیہ کو جگایا۔ اور خدا کی طرف سے جو بشارت ہوئی تھی وہ سنائی۔ اسی دن بوقت ساڑھے تین یا چار بجے حضرت مولانا موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا اور کل واقعات اور اپنی پچھلی حالت ان کے سامنے عرض کی۔ مولانا موصوف نے کچھ دیر بعد ایک چھوٹی سی کتاب کے آخری سادہ ورق پر "استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه" لکھ کر عنایت فرمایا۔ بلکہ دو ایک دفعہ مجھے پڑھا بھی دیا۔ اور فرمایا کہ اس کا ورد اکثر کرتے رہنا۔ چونکہ میرے دل میں یہ بات کھٹک رہی تھی کہ مولانا کو یہاں کے اکثر لوگ احمدیت کی وجہ سے برا بھلا کہا کرتے ہیں۔ مولانا کی خدمت میں میں نے عرض کی کہ احمدیت اور قادیانیت کیا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ آپ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ مولانا نے اس رات مجھے اپنے پاس ٹھہرنے کو کہا۔ اور میں ٹھہر گیا۔ رات کو بوقت نماز عشاء احمدیت کی ضروری ضروری باتوں سے آگاہ فرمایا۔ جس سے میرے دل میں کامل یقین پیدا ہو گیا۔ کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور قادیان کی بستی اور ملک پنجاب میں ہو گیا ہے۔ بعد نماز فجر میں نے مولانا کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا بیعت نامہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ارسال کر دیجئے۔ مولانا نے ایک کارڈ پر میری طرف سے بیعت لکھی۔ جو تین دن بعد پتہ کی غلطی کی وجہ سے میرے پاس واپس آیا۔ میں کارڈ لے کر مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے یہ کہا کہ مجھے قادیان کا پتہ بتا دیجئے۔ تا کہ میں وہاں خود جا کر دست مبارک پر بیعت کروں۔ حضرت مولانا نے مشورہ دیا۔ کہ جلسہ قریب ہے۔ میرے ساتھ چلنا۔ چنانچہ خدا نے ایسا ہی کیا۔ اور حضرت اقدس کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی توفیق ملی۔" الحمدللہ

فرشتہ

(۲)''جلسہ سالانہ کے تین چار دن بعد میں بہشتی مقبرہ سے فاتحہ پڑھ کر جائے قیام پر آ رہا تھا۔ مدرسہ احمدیہ کے پچھم کی کوٹھڑی کے سامنے چارپائی پر ایک بنگالی نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور آپس میں واپسی کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ اتنے میں ایک بچہ بعمر تقریباً سات سال مجھ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کہ جتنے دن بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ اتنے ہی دن آپ قادیان میں ٹھہریں۔ لڑکا بے حد خوبصورت تھا۔ وہ یہ کہہ کر فوراً اندر چلا گیا۔ میں بھی چند منٹ بعد اندر کمرہ میں گیا۔ اور دیکھا مگر وہ نہ ملا۔ مجھے کامل یقین تھا۔ کہ وہ بچہ ''فرشتہ'' کی صورت میں میرے پاس آیا۔ خدا کے فضل سے ایسا ہی ہوا۔ کہ مجھ کو قادیان میں نو مہینے رہنے کی توفیق ملی۔ بعد اس کے اپنے وطن بھاگل پور چلا گیا۔

دو عظیم الشان بزرگ

(۳)''مہینہ اور تاریخ یاد نہیں ہے۔ مگر واقعات اسی نو مہینے کے اندر کے ہیں۔ وہ کہ میں ایک مکان میں سویا ہوا تھا۔ کہ اخیر رات میں خواب آیا کہ ایک خوبصورت باغیچہ میں میرا گزر ہوا ہے۔ کہ دیکھتا ہوں۔ کہ شمال کی طرف سے دو بزرگ نہایت فاخرہ لباس پہنے ہوئے آ رہے ہیں۔ اور ان کے پیچھے ایک جماعت آہستہ آہستہ اور متانت کے ساتھ آ رہی ہے۔ جب زیادہ قریب ہوئے تو میرے دل نے گواہی دی کہ داہنی طرف حضرت رسول اکرم ﷺ ہیں اور بائیں طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضرت رسول کریم ﷺ کا لباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ خوبصورت اور قد بھی کچھ لمبا تھا۔ میں انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ میں بہت آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھنے لگا جب حضور اکرم اور حضرت مسیح موعودؑ قریب آئے تو میں نے جھک کر سلام کیا۔ اس پر دونوں حضرات رُک گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور پرنور کی خدمت میں میرے لئے سفارش کی۔ اس کے جواب میں حضور سرور دو عالم نے فرمایا۔ کہ ''اسے تو مل چکا ہے''۔ اس کے بعد میں نے اسی طرف رخ کر لیا جدھر حضور سرور دو عالم اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تشریف لئے جا رہے تھے۔ کیا دیکھا کہ ایک شیر بڑی شان سے کچھ دور فاصلے پر کھڑا ہے۔ دیکھ کر میں ڈر گیا۔ مگر حضور کو ساتھ دیکھ کر میرا خوف جاتا رہا۔ جب سب لوگ شیر کی طرف بڑھے۔ اور شیر بالکل قریب رہ گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس کے منہ میں لگام لگا ہوا ہے۔ جب اور زیادہ قریب ہوئے تو دیکھا کہ اس کی پیٹھ پر زین ہے۔ اور وہ ایک کتا ہے۔ جب حضرت رسول پاکؐ اور حضرت مسیح موعودؑ اس کے بالکل قریب پہنچے تو وہ لیٹ گیا اور دم ہلانے لگا اور اپنا سر حضور کے پاؤں مبارک پر رکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر حضور علیہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً اپنا رخ شمال کی طرف بدل کر چلنے لگے اور میں اس بات سے خوش خوش واپس ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہو گیا۔ ان خوابوں سے قبل ایک غیر مبائع نے مجھے اپنی جماعت میں شامل ہونے کے متعلق اپنی جماعت کے کارنامے بڑھا چڑھا کر بیان کئے جن سے قدرے میرا دل ان کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ ان خوابوں سے مجھ پر یہ حقیقت کھل گئی۔ کہ غیر مبائعین اب کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ (از چٹھی مرقومہ 17 جون 1939ء)

یہ اچھا آدمی اس کو مان لینا چاہئے

(از میاں محمد اسمٰعیل صاحب نمبردار موضع بگول راجپوت ضلع گورداسپور)

"پہلے میرا مذہب اہل حدیث تھا۔ میں قرآن شریف کا ترجمہ جانتا تھا۔ اپنی مسجد کا امام بھی تھا اور بعض مردوں، عورتوں کو قرآن شریف پڑھاتا تھا۔ میری آمد و رفت قادیان میں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلیفہ اولؓ کے پاس آتا جاتا تھا۔ اور میرا نیک گمان تھا۔ اہلحدیث علماء کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے بیعت نہ کی تھی۔ آخر 1904ء میں جب سخت پلیگ پڑی۔ تو میں نے رات کو اللہ کے حضور دعا کی۔ کہ یا الٰہی اگر واقعی یہ شخص سچا ہے تو مجھے بھی اس کے ماننے کی توفیق بخش۔ اور یہ خیال بھی آیا۔ کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گا۔ تو وہ فرمائے گا کہ پانچ کوس کے فاصلے پر ایک شخص نے دعویٰ امام مہدی کا کیا۔ اور تو نے نہ تسلیم کیا۔ چنانچہ میں نے جو خواب دیکھی۔ وہ خدا کی قسم کھا کر لکھواتا ہوں کہ حرف بحرف صحیح ہے۔

میں نے دیکھا کہ ایک شخص رنگ گورا اچھا خوبصورت آدمی داڑھی سیاہ۔ آیا اور اس نے کہا۔

''یہ اچھا آدمی ہے اس کو مان لینا چاہئے''۔ تب میں صبح اٹھ کر قادیان آیا۔ اور نماز عشاء کے بعد بیعت کی۔ ان دنوں مسجد مبارک چھوٹی ہوتی تھی۔ جب میں نے بیعت کی۔ اور میرے ساتھ ایک اور شخص نے بیعت کی جو ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا تھا۔

(کتبہ حکیم احمد الدین احمدی محلہ دار السنۃ قادیان یکم جولائی 1939ء)

''دیکھ لے یہ بندہ کھڑا ہے''

(از میاں عمر الدین صاحب ولد احمد یار صاحب حجام ذات گوندل سکنہ قلعہ ضلع گجرات حال قادیان)

''1898 میں میں افریقہ میں تھا اور میں نے دعا کی کہ یا الٰہی جس شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اگر سچا ہے تو مجھ کو اس کی زیارت کرا تا کہ میں ہدایت سے محروم نہ رہ جاؤں۔ اور میں نے ایک دن اور ایک رات دعا کی۔ نماز کے بعد اسی رات کو میری دعا قبول ہوگئی۔ نیز میں اس بیان کو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھواتا ہوں۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''دیکھ لے کہ یہ بندہ کھڑا ہے''۔ اور میں نے اچھی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔ اور میں نے یہ حلیہ رات کو دیکھا۔ گندمی رنگ، قد درمیانہ، داڑھی مبارک کو مہندی لگی ہوئی۔ اور سر مبارک کے بال پگڑی سے دو انچ کے قریب باہر تھے۔ اور مہندی لگی ہوئی تھی۔ کپڑے سب سفید اور دو بٹن سوتی تھے۔ اور جوتی طوطے رنگی، کھال کی نہ نئی نہ پرانی اور ہاتھ مبارک میں سرخ رنگ کا عصا تھا۔

1900ء جنوری کے مہینہ اول میں میں قادیان آیا۔ اور جمعہ کا روز تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دو رقعے بھیج دئے اور خیال کیا کہ جب میرے رقعے پہنچ جائیں گے تو حضور مجھے بلائیں گے۔ اور میں زیارت کرلوں گا۔ مگر حضور نے مجھے نہ بلایا۔ حتیٰ کہ جمعہ کی پہلی آذان ہوگئی۔ میں بڑی مسجد (مسجد اقصیٰ) میں جا کر بیٹھ گیا۔ اور دعا کی کہ مولا کریم ظاہر و باطن کا تو ہی واقف ہے۔ اور میں اس شخص کیلئے آیا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اگر اس شخص کا حلیہ نہ ملا۔ جو میں نے دیکھا تھا۔ تو میں ہرگز نہ مانوں گا۔ اس کے بعد حضور تشریف لائے۔ اور اس وقت حضورؑ کے ہمراہ

دس شخص تھے۔ اور دس بارہ آدمی مسجد میں تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلیہ میں نے اچھی طرح دیکھا، کپڑے سفید، داڑھی مبارک کو مہندی لگی ہوئی۔ اور سر مبارک کے بالوں کو بھی مہندی لگی ہوئی۔ کوٹ کے دو بٹن سوت کے بھی دیکھے۔ جوتی بھی وہی اور عصا بھی وہی تھا۔ جو خواب میں دیکھا تھا۔ دوسری آذان ہوگئی۔ اور مجھے یقین ہوگیا۔ کہ یہی مسیح موعود ہیں۔ اور یہ وہی ذات ہے جس کی خبر میرے مولا نے مجھے افریقہ میں بذریعہ خواب دی۔ خطبہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے پڑھا اور نماز پڑھائی نماز کے بعد حضور مسجد میں محراب کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اور حضورؑ نے مجھے یاد فرمایا کہ جو بھائی افریقہ سے آئے ہیں وہ کہاں ہیں۔ جب میں نے آواز سنی تو اٹھ کر حضورؑ سے مصافحہ کیا اور میں بیٹھ گیا۔ حضورؑ نے افریقہ کی جماعت کا حال دریافت فرمایا۔ میں نے سب کا سلام عرض کیا۔ اور اپنے لئے اور افریقہ کی جماعت کیلئے دعا کی درخواست کی۔ اس کے بعد حضورؑ نے فرمایا۔ آجاؤ جس نے بیعت کرنی ہے۔ میں حضورؑ کے ساتھ ہی بیٹھا رہا۔ چھ سات آدمیوں نے بیعت کی اور میں دعا میں شامل ہوا۔ حضورؑ اٹھ کر گھر چلے تو میرا بازو پکڑ کر مسجد مبارک تک لے آئے۔ اس کے بعد حضورؑ السلام علیکم کہہ کر اندر چلے گئے۔ دوسرے دن بعد نماز ظہر خاکسار نے مسجد مبارک میں بیعت کی۔ اور اجازت لے کر واپس گھر چلا گیا۔

(کتبہ حکیم احمد الدین احمدی محلہ دارالسعتہ 30 جون 1939ء)

واعتصموا بحبل الله جميعاً

اور اللہ کا رسہ اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑ لو!

(از جناب میاں محمد اسمٰعیل صاحب ولد میاں ابراہیم صاحب قوم بھٹی کرپال، فیروزپوری)

''میں محمد اسمٰعیل ولد میاں ابراہیم صاحب مرحوم ساکن فیروز پور شہر متصل مسجد گنبد والی مقیم قادیان محلہ دارالرحمت عرض کرتا ہوں۔ کہ میری چند مہربانوں سے سلسلہ احمدیہ کے متعلق قلعہ میں گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ اور میں بوجہ کم علم اور کم عمر کے اکثر باتوں کو سمجھ کر بھی ان کے قبول کرنے کا اظہار نہیں کرتا

تھا۔میرے والد صاحب اہل سنت والجماعت تھے۔اور خسوف وکسوف کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ نشان امام مہدی علیہ السلام کا ہے جو پورا ہو چکا ہے۔ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہماری چشم دید شہادت ہے۔تبلیغ کے سلسلہ میں خان صاحب فرزند علی خان صاحب نے ان ایام میں جب وہ فیروز پور کے قلعہ میں ہیڈ کلرک تھے۔میرے اطمینان کے واسطے حدیث دار قطنی قادیان سے منگا کر مجھے دکھائی اور حاجی بابو اللہ بخش صاحب، علی بخش صاحب مرحوم خدا ان کو غریق رحمت کرے، حکیم عبدالعزیز صاحب، مرزا محمد حسین صاحب چٹھی مسیح، یہ سب دوست مجھے گھر پر اور قلعہ میں تبلیغ کرتے رہتے۔آخر انہوں نے مجھے استخارہ کرنے کو کہا۔اور میں نے فیصلہ کی غرض سے استخارہ شروع کر دیا۔ایک ہفتہ کے اندر ہی مجھے خواب آئی۔جس کو میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور قسم کھا کر بیان کر رہا ہوں۔کہ وہ صحیح ہے۔کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بالکل سفید لباس پہنے ہوئے نورانی شکل بانسی بازار متصل مکان لالہ کانشی رام صاحب ولالہ لیکھر ام صاحب کھڑے ہیں۔اور ان کا منہ قبلہ رو ہے۔ان کے ہاتھ میں ایک موٹا سا رسہ ہے جیسا کہ سکولوں میں طلباء کے کھینچنے کیلئے ہوتا ہے۔انہوں نے اس رسہ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑا ہوا ہے۔اور اس کا رخ شمالاً جنوباً ہے اور اس کے دونوں سرے جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔دکھائی نہیں دیتے۔وہ رسہ کمر سے تھوڑا اونچا ہے اور آپ قرآن شریف کی یہ آیت بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں۔ واعتصموا بحبل الله جميعاً ط اور آپ کچھ ایسی لگن سے پڑھ رہے تھے کہ آپ کو کسی اور کا کچھ خیال ہی نہیں۔چنانچہ جب خواب میں میں نے یہ آیت سنی۔تو میں نے کہا کہ یہ تو قرآن شریف کی آیت ہے۔اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ خدا کی رسی کو پکڑ لو۔اس میں بہتری ہے اور نہ پکڑنا خدا کے حکم کی نافرمانی ہے۔پس میں اس وقت تو منادی کرنے والے کے سامنے کھڑا تھا۔دلی فیصلہ کے بعد میں رسی کے نیچے سے گزر کر اس بزرگ کے دائیں طرف ہو کر خدا کا نام لے کر میں نے اس رسہ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور میں خود بھی اس آیت کو دہرانے لگا۔اور آپ کے بائیں طرف ایک عورت نے بھی اس رسہ کو پکڑ لیا۔پس اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔پس میرا خواب دیکھنا کیا تھا۔کہ میں ایک مضبوط پہاڑ کی طرح ہو گیا۔اور جو گھر والوں اور دوستوں وغیرہ کا خوف میرے دل میں تھا جاتا رہا۔اور میں مصمم ارادہ کر کے کھڑا ہو گیا۔اور 1912ء میں حضرت خلیفہ اول کے ہاتھ پر تحریری بیعت کا خط لکھوایا۔ (از چٹھی مرقومہ 23 مئی 1939ء)

حق آگیا اور باطل بھاگ گیا

(از جناب میاں غلام حسین صاحب احمدی امام مسجد محمود آباد ضلع جہلم)

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں۔ کہ مندرجہ ذیل خواب مجھے ''صداقت احمدیت'' کے متعلق دکھلائی گئی۔ شروع شروع میں جس وقت مولانا مولوی برہان دین صاحب احمدی ہوئے تو اس بات کی بہت مشہوری ہوئی۔ باہر سے غیر احمدی مولوی وقتاً فوقتاً آتے اور تقریریں کرتے۔ ہم بھی سننے کیلئے وہاں جاتے۔ ایک دن ایک مولوی مسمیٰ محمد علی بوپڑی جہلم آئے۔ ہم گاؤں سے تین شخص جلسہ سننے کیلئے وہاں گئے۔ پہلے تو اچھے اچھے مسائل سناتا رہا۔ پھر اس کے بعد وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنے لگ پڑا۔ یہ مجھے معلوم نہیں۔ کہ وہ اسی دن یا کسی اور دن جاوہ آیا۔ اور مولوی برہان دین صاحب مرحوم بھی وہاں تشریف لائے۔ لیکن کوئی جلسہ نہ ہوا۔ اسی دوران میں خدا تعالیٰ نے رات کے وقت مجھے خواب میں دکھلایا کہ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً پھر اسی وقت چونکہ میں قرآن مجید کا ترجمہ نہیں جانتا تھا۔ اس لئے مجھے ساتھ ہی سمجھایا گیا کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ پس اس کے بعد میں نے فوراً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی۔

(از چٹھی مرقومہ 11/اگست 1939ء)

پرندے کی آواز ''سچے ہیں مان لو''
''سچے ہیں مان لو'' ''سچے ہیں مان لو''

(از جناب قائم الدین صاحب ساکن ہرسیاں)

میں مسمیٰ قائم الدین ولد الٰہی بخش قوم راعی ساکن ہرسیاں تحصیل بٹالہ ڈاکخانہ دیالگڑھ ضلع گورداسپور کا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر اور اس ذات کی قسم کھا کر جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اور جس کے سامنے قیامت کے دن پیش ہونا ہے۔ ذیل کا خواب بیان کرتا

ہوں۔جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کی سعادت عطاء کی۔تابندگان خدا بھی اس چشمہء نور سے منور ہوں۔قریباً 04-1903ء کا واقعہ ہے۔میں ابھی جوان تھا کہ ایک رات میں نے رویاء میں دیکھا کہ میں اپنے گاؤں کی مسجد سے مغرب کی نماز ادا کر کے نکلا ہوں۔جب میں چند فٹ آگے چلا۔تو میں (جیسا کہ ہم زمینداروں کا قاعدہ ہے کہ تہ بند کے نیچے لنگوٹی رکھتے ہیں) لنگوٹی باندھنے لگ گیا۔اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ مغرب کی طرف سے کالی گھٹا اٹھی ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے آفت ہے یہ سب دنیا کو کھا جائے گی۔اتنے میں وہ گھٹا قریب آگئی ہم نے دیکھا کہ وہ چھوٹے چھوٹے بے شمار جانور ہیں۔ان کا رنگ سیاہ ہے وہ تلیروں کی طرح ہیں۔(ہمارے علاقہ میں تلیر مشہور جانور ہے) ان میں سے ایک جانور نے میری درمیانی انگلی کو کاٹا۔یعنی اس کا سرا اپنے منہ میں ڈال لیا۔میں نے اسے کہا کہ تم نے ہم کو کھا تو لینا ہی ہے۔یہ بتاؤ کہ تم خدا کی طرف سے آئے ہو۔اس جانور نے جواب دیا کہ ہاں ہم خدا کی طرف سے آئے ہیں۔پھر میں نے کہا کہ تم تو پھر سب کچھ جانتے ہوگے اس نے کہا کہ ہاں۔پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم یہ بتاؤ کہ مرزا صاحب سچے ہیں یا نہیں۔اس نے میرے ان الفاظ پر میری انگلی کو چھوڑ دیا۔اور تھوڑا سا اڑ کر کہا ''سچے ہیں مان لو''۔پھر تھوڑا سا اڑا اور کہا ''سچے ہیں مان لو''۔پھر تھوڑا سا اور اڑا اور کہا ''سچے ہیں مان لو''۔اس وقت مسجد میں دو تین آدمی اور بھی کھڑے تھے میں نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھ لو یہ جانور کیا کہتا ہے۔پھر مجھے نہ کہنا کہ یہ لڑکا جھوٹ بولتا ہے۔کبھی جانور بھی بولا کرتے ہیں۔مگر ان آدمیوں نے کوئی جواب نہ دیا۔پھر میری آنکھ کھل گئی''۔میں نے صبح اپنی والدہ سے دریافت کیا کہ جمعہ کس دن ہے اس نے کہا کہ پرسوں۔چنانچہ جمعہ کے دن میں قادیان گیا۔اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی۔'' الحمدللہ ثم الحمدللہ! مرسلہ: جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب انگلش ٹیچر و انسپکٹر وصایا ساکن ہرسیاں ضلع گورداسپور

(از چٹھی مرقومہ 26 ستمبر 1939ء)

نیک نیتی سے تحقیق کرنے والا حق پا لیتا ہے!

(از جناب خان صاحب منشی برکت علی صاحب جوائنٹ ناظر بیت المال قادیان)

میں بستی شیخ درویش ضلع جالندھر پنجاب کا رہنے والا ہوں۔ پہلے میں شملہ میں گورنمنٹ ہند کے دفاتر میں ملازم تھا۔ 1932ء میں پنشن لے کر آیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کے مطابق قادیان دارالامان میں سکونت پذیر ہو گیا۔ اور اول مجھے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نائب ناظر (نظارت علیا) مقرر کر کے دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے عملہ کے کام کی نگرانی وغیرہ سپرد کی۔ اور بعد ازاں جوائنٹ ناظر بیت المال کے عہدہ پر بھی فائز کر دیا۔ میری عمر اس وقت قریباً 67 سال کی ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر متصلہ ذیل واقعہ بیان کرتا ہوں۔

1900ء کا واقعہ ہے کہ شملہ میں زمانہ ملازمت میں مجھے چند ایک احمدیوں کے پڑوس میں رہنے کا اتفاق ہوا اور قدرتی طور پر ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کی صداقت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وغیرہ کے متعلق گفتگو چل پڑی۔ جو وقتاً فوقتاً کئی ماہ تک جاری رہی۔ میرے غیر احمدی دوست میری خوب تعریف کیا کرتے تھے اور تھاپی دیتے تھے۔ کہ یہ احمدیوں کا خوب مقابلہ کرتا ہے۔ مگر میری طبیعت میں نہ ضد تھی اور نہ تعصب۔ اور میں کہا کرتا تھا کہ واقعات کی تحقیقات اور عقائد کی تفتیش میں کسی قسم کی بدظنی نہیں کرنی چاہئے اور ایمانداری سے چھان بین کرنی چاہئے۔ چنانچہ میں نے کبھی طعنہ زنی اور بدکلامی نہیں کی۔ اور ہمیشہ دیانت داری سے تحقیقات میں لگا رہا۔ ان دنوں حضرت مسیح موعودؑ کا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے ساتھ تفسیر قرآن نویسی کے متعلق تحریری سوال و جواب ہو رہا تھا۔ میں نے ایک دوست کے ساتھ مل کر شروع سے اخیر تک سارا قرآن شریف باترجمہ پڑھا اور نیز پیر مہر علی شاہ صاحب کی ایک دو کتابیں بھی پڑھیں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب نے انہی دنوں میں ایک لمبا چوڑا اشتہار بھی حضرت صاحب کے خلاف شائع کیا۔ جس میں بعض حوالے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے پیش کئے تھے۔ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی وہ ساری کتابیں جن کا اس اشتہار میں ذکر تھا احمدی دوستوں سے لے کر ان کا اس اشتہار سے مقابلہ کیا۔

ان میں بعض حوالے تو صحیح تھے اور بعض کا انہوں نے اپنے خیال کے مطابق مروڑ تروڑ کر مطلب بیان کیا ہوا تھا۔ ان دنوں میں مجھے ایک دن مندرجہ ذیل خواب دکھائی دیا۔

مجھے کسی نے خبر دی کہ مرزا صاحب احمدیوں کے کمرہ میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان سے آ کر مل لو۔ چنانچہ میں گیا۔ تو حضورؑ ایک چارپائی پر تہ بند باندھے بیٹھے تھے۔ اور سر اور جسم پر کپڑا نہیں تھا۔ میں نے السلام علیکم عرض کیا۔ حضورؑ نے فرمایا وعلیکم السلام اور کہ ''برکت علی تم ہماری طرف کب آ ؤ گے'' میں نے عرض کی حضورؑ اب آ ہی جاؤں گا''۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ یہ صبح کا وقت تھا۔

میں پھر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میں نے واقعہ میں اور یقینی طور پر یہ خواب دیکھی۔ اور اگر میں نے اس میں اپنی طرف سے کچھ ملایا ہو۔ تو مجھ پر اسی دنیا میں اور نیز آخرت میں عذاب الٰہی ہو۔

میں نے اس خواب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی ہدایت کیلئے اشارہ سمجھا۔ کیونکہ جن حالات میں یہ خواب مجھے دکھائی گئی اس میں شیطانی دخل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کے بعد میں نے پہلے تحریری بیعت کی۔ اور پھر حاضر خدمت ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر تجدید کر لی۔

میں نے اس وقت تک حضورؑ کی شکل مبارک نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی حضورؑ کی کوئی تصویر نظر سے گزری تھی۔ مگر بعد ازاں جب میں ایک دفعہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر قادیان گیا ہوا تھا۔ تو حضورؑ کو اسی شکل میں دیکھا۔ جو مجھے خواب میں دکھائی گئی تھی۔ آج کل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ کے مکان کے ساتھ جو ان کی بیٹھک ہے۔ وہاں بھی جلسہ کے موقعہ پر مہمان ٹھہرا کرتے تھے۔ اس کے اوپر ایک چبوترا تھا اور سامنے صحن تھا۔ اتفاقاً میں یہیں ٹھہرا ہوا تھا۔ صبح غالباً آٹھ بجے کا وقت ہو گا۔ میں نے دیکھا کہ حضورؑ نہا کر آئے ہیں۔ اور چبوترے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے صرف تہ بند باندھا ہوا تھا۔ میں نے دیکھ کر دل میں کہا۔ یہ وہ شکل ہے جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ ایمان تازہ ہوا اور اس کے بعد بہت سے دلائل اللہ تعالیٰ نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سمجھا دیئے۔ اور کئی ایسے واقعات پیش آئے۔ جو ازدیاد ایمان کا باعث ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احمدیت پر خاتمہ کرے۔ اور موت کے بعد حضورؑ کے قدموں میں جگہ دے۔

(از چٹھی مرقومہ 28/اکتوبر 1939ء)

ہاتھوں کی انگلیوں سے میٹھے فوارے

(از جناب ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ساکن سری گوبند پور ضلع گورداسپور
حال کنٹونمنٹ جنرل ہسپتال کسولی ضلع انبالہ)

"میں ڈاکٹر محمد رمضان ولد چوہدری جھنڈو خان صاحب خداتعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل رویاء تحریر کرتا ہوں۔

خواب دیکھنے کے وقت میری عمر قریباً اٹھارہ سال کی تھی اور اب موجودہ عمر قریباً اکتالیس (41) سال ہے۔ بیعت کرنے سے قبل میں اہلحدیث عقائد کا مداح تھا۔ لیکن کسی پیر کی بیعت میں داخل نہ تھا۔ میرے والد چوہدری جھنڈو خان صاحب مرحوم سری گوبند پور ضلع گورداسپور میں (جہاں آپ کی سکونت تھی) مویشیوں کی تجارت کرتے تھے۔ آپ اس کام اور مویشیوں کے علاج معالجہ میں بہت ماہر تھے۔ خدمت خلق اور علاج مویشیان میں جسے آپ مفت اور شوق سے کرتے تھے۔ شب و روز مشغول رہتے تھے۔ علاوہ ازیں کام میں دیانت، ایفاء عہد اور مہمان نوازی آپ کے امتیازی اوصاف تھے۔ جن کی وجہ سے آپ اپنے علاقہ میں بہت مشہور تھے۔ اور قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ افسوس کہ آپ غالباً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی ناواقفیت کے باعث (کیونکہ میں نے وہاں ان ایام میں اور اس کے کافی عرصہ بعد تک احمدیت کا نام نہیں سنا) حلقہ بگوش احمدیت نہ ہو سکے۔ ورنہ اپنی شرافت طبع کی وجہ سے آپ ضرور احمدیت کی صداقت کو قبول کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی مغفرت فرمائے! مقام شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے بعد جو غالباً 1908ء میں ہوئی۔ مجھے اور میرے ذریعے میرے بھائی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم اور والدہ امام بی بی صاحبہ مرحومہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت کرنے کی توفیق بخشی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

والد صاحب کی وفات کے وقت میں سری گوبند پور کے ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول کی چوتھی جماعت میں پڑھتا تھا۔ ساتھ ساتھ مجھے دینی تعلیم کا بھی شوق تھا۔ فارغ وقت میں قرآن مجید پڑھنے کیلئے میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ جنہوں نے مجھے ایک دن فرمایا۔ کہ یہاں سے ختم کر

کے مزید تعلیم کیلئے قادیان چلے جانا۔ چنانچہ میں مڈل پاس کرنے کے بعد قادیان جا کر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نویں جماعت میں داخل ہو گیا۔ اور بورڈنگ ہاؤس میں رہنے لگا۔ اس دوران میں قادیان کی رہائش اور بورڈنگ کی زندگی نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ مخالفت تو مجھ میں نام کو نہ تھی۔ اس لئے میں باجماعت نمازوں اور حضرت[1] صاحب کے درس میں باقاعدہ شامل ہوتا اور فیض حاصل کرتا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت صاحب کی شفقت اور دیگر احمدی بزرگوں کے نیک سلوک نے مجھے گرویدہ کر لیا۔ لیکن تا حال میں نے بیعت نہ کی تھی۔ یہاں تک کہ دسویں جماعت کے سالانہ امتحان میں دو تین ماہ باقی رہ گئے اور میری خوش بختی کا وقت آن پہنچا۔

اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔ اگر میں کسی اور وجہ سے پہلے بیعت کر لیتا تو شاید وہ ایمانی کیفیت مجھ میں پیدا نہ ہوتی۔ جو اس رویاء کے بعد ہوئی۔ جسے میں درج ذیل کرنے لگا ہوں۔ یا بہت ممکن ہے میرے اپنے ہی دل کی زمین ابھی اس کیلئے تیار نہ ہوئی تھی۔

ایک دن میں سکول کے سائنس کمرہ کے باہر عصر کے بعد سبق یاد کر رہا تھا کہ مکرمی سید محمود اللہ شاہ صاحب کا جو میرے ہم جماعت اور مہربان تھے۔ ادھر سے گزر ہوا۔ شاید اللہ تعالیٰ نے انہیں میرے لئے فرشتہء رحمت بنا کر بھیجا تھا۔ شاہ صاحب میرے قریب آ کر ٹھہر گئے اور نہایت تلطف آمیز لہجہ میں فرمایا ''بھائی صاحب! اب آپ دو سال کے بعد قادیان سے جانے والے ہیں۔ ضروری ہے کہ آپ جانے سے قبل احمدیت کی سچائی کے متعلق غور کر لیں۔ ایسا نہ ہو کہ صداقت سے محروم رہ جائیں''۔ یہ یا اسی طرح کے چند اور الفاظ فرما کر آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔ اور مجھے حیران و ششدر چھوڑ گئے۔ آپ نے کچھ اس درد سے یہ الفاظ کہے کہ میرے بدن میں بجلی دوڑ گئی اور میری خوابیدہ حسیں بیدار ہو گئیں۔ میری زندگی کا یہ ایک عظیم الشان انقلاب تھا۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ میری ظاہری آنکھیں بند ہو کر روحانی آنکھیں وا ہو گئی ہیں۔ اردگرد کے درختوں کی پتیاں، پرندوں کا چہچہانا اور ہوا کا سرسرانا میرے لئے ایک نئے پیغام کا موجب تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میں اپنی پہلی حالت میں واپس آیا۔ تو میں نے خیال کیا کہ یہ امر غور طلب ضرور ہے۔ لیکن مجھے نہ تو اتنا علم ہے اور نہ اتنا وقت کہ میں تحقیق کر سکوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ہی جو مشکل کشاء ہے۔ التجاء کرنی چاہئے کہ وہ اس عقدہ کو میرے لئے حل کر دے میں نے دو تین دن ہی جناب باری میں سوز و گداز سے اس بارہ میں دعا کی اور

[1] حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ

مندرجہ ذیل رویاء رات کے وقت دیکھی۔

''میں بٹالہ کی ایک مسجد میں عصر کی نماز کیلئے وضو کر رہا ہوں۔ آسمان سے ایک روشنی اترنی شروع ہوئی ہے۔ جس سے تمام مسجد بقعہ نور بن گئی ہے۔ جب میں وضو سے فارغ ہو کر ہاتھوں سے فالتو پانی چھڑکنا چاہتا ہوں۔ تو فوراً میرے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان سے فوارے کی طرح شیریں دھاریں بہہ نکلی ہیں۔ ان میں سے ایک کو میں معاً غٹ غٹ پینے لگ گیا ہوں۔ یہاں تک کہ میرا تمام بدن اس سے سیراب ہو گیا ہے۔ اور میں ایک روح پرور طمانیت محسوس کر رہا ہوں۔ سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہہ مبارک نظر آتی ہے۔ اس کے بعد بے اختیار میرے منہ سے نکلتا ہے۔ کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا نشان ہے۔'' جب میں خواب سے بیدار ہوا۔ تو میری عجیب حالت تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے لئے ہدایت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی میرے دل میں آہنی میخ کی طرح گڑ گئی۔ اور میں بیعت کرنے کیلئے بیتاب تھا۔ چنانچہ میں نے یہ سب واقعہ لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بیعت کی درخواست کی۔ جس پر حضور نے فرمایا کہ بیعت کل لیں گے۔ چنانچہ دوسرے دن میں حضور کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک (از چٹھی مرقومہ 30/اکتوبر 1939ء)

مہدی آگیا، مہدی آگیا، مہدی آگیا

(از جناب ماسٹر ولی محمد صاحب ساکن کلیر کلاں تحصیل دیپال پور ضلع منٹگمری

حال جے۔ وی ٹیچر اپر مڈل سکول بصیر پور ضلع منٹگمری)

''فدوی جس خواب کی بناء پر احمدی ہوا تھا۔ وہ میں نے واقعی اور یقینی طور پر دیکھی ہے۔ اگر میں نے کچھ اس میں ملایا ہے۔ تو مجھ پر اس دنیا اور آخرت میں عذاب الٰہی نازل ہو۔''

شروع اگست 1937ء کا واقعہ ہے کہ میں اپنے سسرال بمقام بصیر پور ضلع منٹگمری ایام تعطیلات میں ملنے گیا۔ نماز عشاء سے فارغ ہو کر سو گیا۔ پچھلی رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں

اپنے گھر (جہاں میرے والدین رہتے ہیں) یعنی کلیر کلاں ضلع منٹگمری میں ہوں۔ آسمان پر تین بہت ہی بلند جھنڈے اور ایک آیت تحریر شدہ نظر آئی (جواب تمام تو مجھے یاد نہیں البتہ اتنا یاد ہے) کہ اس کے شروع میں ان الذین امنوا اور آخری سطر کے نیچے نہایت خوشخط "مہدی مسیح موعود" تحریر تھا۔

گاؤں کے تمام لوگ اور عورتیں اس نظارہ کو دیکھ کر اپنے اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر "مہدی آ گیا، مہدی آ گیا، مہدی آ گیا" کے شور سے آسمان سر پر اٹھالیا۔

ازاں بعد میں نے اپنے چچا سے کہا کہ آپ تو مہدی کو نہیں مانتے تھے۔ اب تو پورا یقین ہو گیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اب مجھے یقین ہو گیا ہے۔ میں صبح ہی بیعت کا خط لکھ دوں گا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں چارپائی پر بیٹھ کر خدا تعالیٰ کے نشانات اور موجودہ زمانہ کے مسیح موعود کی صداقت کے خیالات میں مستغرق ہو گیا۔ چنانچہ میرے دل نے یہی کہا کہ واقعی موجودہ زمانہ کے مسیح موعود جنہوں نے دعویٰ مہدی اور مسیح موعود کیا ہوا ہے۔ سچے ہیں۔ صبح ہوئی تو میں نے بیعت کا خط حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ارسال کر دیا اور پاک جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت فرمائے۔ آمین گواہ شد خواب:۔ محمد دین بقلم خود غیر احمدی سکنہ بصیر پور ضلع منٹگمری۔
(از چٹھی مرقومہ 19 رمضان المبارک 1358ھ)

یہ میرا ہے یہ میرا ہے!

(از جناب نواب علی خان یوسف زئی پنشنر پولیس سارجنٹ پونچھ کشمیر)

"گو میں نے بیعت کر لی تھی لیکن پوری تسلی نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ میری حالت ایک عرصہ سے کشمکش میں مبتلاء تھی۔ غیر احمدی اور احمدیوں کے الگ الگ خیالات اور پھر غیر مبائعین کے مسئلہ نبوت پر اعتراضات کی وجہ سے سخت حیران و پریشان تھا کہ کیا کیا جاوے۔ علم بھی اتنا نہیں جس سے معلوم کیا جاوے۔ کہ حضرت مرزا صاحب حق پر ہیں یا نہیں۔ پھر یہ بھی خیال تھا کہ اگر حق پر ہوئے اور میں نے نہ مانا تو مارا جاؤں گا اور اگر حق پر نہ ہوئے تو انہیں مان کر خدا کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہوں۔ الٰہی میں

کروں تو کیا کروں۔ آخر ایک دن تاریخ وغیرہ تو یاد نہیں۔ اتفاقیہ جمعہ کی درمیانی رات کلمہ درود وغیرہ پڑھ کر رسول پاک محمد رسول اللہ اور دوسرے نبیوں کی روحوں پر سلام بھیج کر دعا مانگی کہ اے خداوند کریم میں علم نہیں رکھتا۔ جس سے میں سمجھ سکوں کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون۔ میرے مولا مجھے اس طرح سے سمجھا دے کہ جس سے میں اچھی طرح سمجھ جاؤں کہ حضرت جناب مرزا صاحب حق پر ہیں یا نہیں۔

تقریباً 3 بجے کا وقت تھا۔ تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو جو سفید پوشاک پہنے ہوئے بھاری پگڑی باندھے ہوئے تھے۔ عرش معلیٰ یا رف رف نے چھاتی سے لگایا ہوا ہے۔ شاید تین دفعہ غیب سے آواز آئی کہ ''یہ میرا ہے یہ میرا ہے'' اس پر میں بیدار ہو گیا۔ سو شکریہ ادا کیا کہ خداوند کریم نے مجھ کو پورے طور کھلے لفظوں میں سمجھا دیا ہے۔ اس روز سے دوبارہ میرا ایمان تازہ ہو گیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک (از چٹھی مرقومہ 24 ہاڑھ 1996 سم)

احمدیت پر قائم رہنا مشکلات کو دور کر دیتا ہے

(از جناب محمد اکبر خان صاحب ریٹائرڈ ایچ۔ وی۔ سی مہاجر قادیان)

خاکسار نے 1902ء میں امتحان انٹرنس پاس کیا۔ 1903ء میں ملازم سرکاری ہو گیا اور اوائل 1904ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو گیا۔ خاکسار کے والدین کو خاکسار کی شادی کی فکر ہوئی۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ کی حقیقی بھانجی کی ایک لڑکی تھی۔ والدہ صاحبہ کی زبردست خواہش تھی کہ خاکسار کی شادی وہاں ہو۔ چنانچہ انہوں نے سلسلہ جنبانی شروع کر دی۔ خاکسار کے بہنوئی ہمارے شہر ڈیرہ غازیخان کے قاضی تھے۔ وہ احمدیت کے سخت مخالف تھے وہ احمدیت کی مخالفت میں باتیں کرتے رہتے تھے۔ ایک دن انہوں نے اس عاجز کے سامنے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ناشائستہ الفاظ کہے۔ جس سے اس عاجز کو سخت رنج پہنچا۔ اور خاکسار نے اسی وقت ان سے بولنا ترک کر دیا۔ جب اس رشتہ کیلئے سلسلہ جنبانی ہوئی۔ تو انہوں نے سخت مخالفت شروع کر دی کہ چونکہ یہ احمدی ہے۔ اس لئے ان کو رشتہ نہ دیا جاوے۔ اس عاجز کی والدہ صاحبہ نے لڑکی کے والدین کو رشتہ دینے پر مائل کر لیا۔ مگر قاضی صاحب یعنی اس عاجز کے بہنوئی نے لڑکی کے دادا

صاحب کوسخت بہکانا شروع کر دیا۔ چنانچہ وہ اس رشتہ کا سخت مخالف بن گیا۔ اور کسی طرح بھی راضی نہ ہوتا تھا۔ کہ ایک احمدی کو رشتہ دیا جاوے۔ دوسری جگہوں سے جن میں سے بعض بہت متمول اور ذی عزت تھے۔ اس رشتہ کیلئے درخواستیں آنی شروع ہوگئیں۔ اب لڑکی کے والدین کیلئے سخت مشکل ہوگیا۔ کہ وہ اس رشتہ کو منظور کر سکیں۔ انہوں نے اس عاجز کی والدہ صاحبہ کو کہا کہ ان حالات میں وہ مجبور ہیں۔ ہاں اگر یہ عاجز دکھاوے کے طور پر مصلحت وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے احمدیت سے انکار کر دے۔ خواہ دل میں وہی عقیدہ رکھے۔ تو پھر وہ بخوشی یہ رشتہ دینے پر طیار ہیں۔ اسی طرح لڑکی کے دادا، دیگر رشتہ داران اور برادری کا منہ بند ہو جاوے گا اور کوئی ان کو رشتہ دینے سے روک نہ سکے گا۔ رشتہ ہو جانے کے بعد پھر یہ عاجز پہلے کی طرح احمدی رہ سکتا ہے۔ ان کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ جب لڑکی کے والدین نے اسی طرح اپنی مجبوری اور لاچاری بیان کی۔ تو اس عاجز کی والدہ صاحبہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اس عاجز کی والدہ صاحبہ کو یہ رشتہ بہت پسند تھا۔ اور وہ نہ چاہتی تھیں کہ کسی طرح بھی یہ رشتہ ہاتھ سے جاوے۔ چنانچہ انہوں نے اس عاجز کے آگے لڑکی کے والدین کی مجبوری کا ذکر کیا۔ اور بڑی محبت اور منت وسماجت سے کہا کہ وقتی طور پر اپنی مطلب براری کیلئے اپنے عقیدہ سے توبہ کر لے۔ خاکسار نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ ایمان کا معاملہ ہے۔ ایک لحہ کیلئے بھی حق کا انکار ایک خطرناک جرم اور لعنت کا داغ ہے۔ اس لئے یہ عاجز یہ کام کرنے کیلئے ہرگز طیار نہیں ہے۔ مگر وہ اصرار کرتی رہیں اور یہاں تک کہہ دیا کہ اگر اس عاجز نے ان کی بات نہ مانی تو وہ اپنے آپ کو کنوئیں میں پھینک کر ہلاک کر دیں گی۔ مگر خاکسار نے یہی کہا کہ یہ کسی صورت میں بھی نہیں ہوسکتا۔ کہ ایک لحہ کیلئے بھی ارتداد اختیار کیا جاوے۔ جب وہ بالکل مایوس ہوگئیں۔ تو انہوں نے لڑکی کے والدین کو بتلایا۔ کہ خاکسار ایسا فعل جس کی ظاہری شکل ارتداد کی ہے۔ ہرگز کرنے کیلئے طیار نہیں ہے اور ان پر زور ڈالا کہ وہ جس طرح بھی ہو رشتہ ضرور دیویں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے لڑکی کے والدین کے دل اس طرف پھیر دئے۔ اور باوجود اس کے کہ لڑکی کا دادا اور دیگر خاندان کے افراد سخت مخالف تھے۔ رشتہ اس عاجز کو دینے پر طیار ہو گئے مگر قاضی شہر کے اعلان کے مطابق کوئی نکاح خواں نہیں ملتا تھا۔ جو خاکسار کا نکاح پڑھتا۔ آخر بڑی مشکل سے ایک حافظ نے لالچ میں آکر نکاح پڑھا۔ اور ہم لڑکی کو لے کر گھر میں آئے۔ لڑکی سعید تھی۔ تھوڑے عرصہ میں خاکسار کی تحریک سے احمدیت میں داخل ہوگئی اور اخلاص میں دن بدن ترقی کرتی

گئی۔ کچھ عرصہ بعد اس کے والدین بھی احمدی ہو گئے اور خاکسار کی والدہ صاحبہ نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ شادی کے چند سال بعد خاکسار کی والدہ ماجدہ فوت ہو گئیں۔ ان کی وفات کے بعد خاکسار کی اہلیہ نے بتایا کہ والدہ مرحومہ نے انہیں بتایا تھا کہ جب انہیں یقین ہو گیا۔ کہ اب یہ رشتہ ہاتھ سے نکل جاوے گا اور ان کی مراد پوری نہ ہو گی۔ چنانچہ اس رات وہ رو رو کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کرتی رہی کہ وہ خود غیب سے ایسے سامان پیدا کر دے کہ یہ رشتہ ہو جاوے۔ جب دعا کرتے کرتے ان کی آنکھ لگ گئی۔ تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے گھر کی ڈیوڑھی کے اندر دروازہ کے پاس کھڑی ہیں۔ کہ باہر سے ایک نہایت ہی پاک صورت بزرگ نمودار ہوئے۔ جو دروازہ کے پاس آ کر ٹھہر گئے۔ اور انہیں کہا کہ گھبرائیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ رشتہ حسب منشاء آپ کے مل جائے گا۔ اس بزرگ کے رویاء میں تسلی دلانے سے ان کو اطمینان ہو گیا۔ اور وہ یقین کرنے لگیں کہ اب یہ رشتہ ہو جاوے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کر دئے کہ یہ رشتہ ہو گیا۔ اس پر اس عاجز کی اہلیہ صاحبہ نے والدہ صاحبہ کو یا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلیہ بتلایا یا حضورؑ کا فوٹو دکھایا۔ جس پر انہوں نے کہا کہ یہی بزرگ تھے۔ کہ جو خواب میں ان کو ملے تھے۔ اور انہیں تسلی دی تھی۔ چنانچہ ان کے فرمودہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کر دئے کہ ان کی خواہش کے مطابق یہ رشتہ ہو گیا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ تسلی دینے والے بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ تو ان پر حضور علیہ السلام کی صداقت کھل گئی اور وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئیں۔ فالحمد للہ علی ذالک

(از چٹھی مرقومہ یکم رمضان المبارک 1358ھ مطابق 15/ اکتوبر 1939ء)

حضرت مرزا صاحبؑ سچے ہیں!

(از حاجی محمد صدیق صاحب مستری وائسرائے ہاؤس نئی دہلی)

"میں اس خدائے قہار کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل بیان کی صداقت پر اس کی سچائی کیلئے گواہ ہوتا ہوں کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اور جو جھوٹوں پر لعنت وارد کرنے والا ہے۔

غالباً 1900ء (غالباً اس لئے کہ مجھے سن صحیح طور پر یاد نہیں کچھ کم وبیش بھی ہو سکتا ہے۔) کا

ذکر ہے کہ حافظ نور محمد صاحب کی تبلیغی گفتگو سے متاثر ہو کر میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیعت کا خط تحریر کر دیا اور احمدی ہو گیا۔ لیکن بدقسمتی سے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ عرصہ تو کیا ایک ہفتہ بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ ایک سخت خطرناک ٹھوکر لگی۔ اور وہ یہ کہ ابھی احمدی ہوئے مجھے تین ہی دن گزرے تھے کہ بعد نماز مغرب مولوی عبدالصمد صاحب سنوری مرحوم و مغفور سے جن کو کہ موت کے بعد بھی اپنے آقا کی رفاقت کا شرف حاصل ہے اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ حضرت عزیز کی پیشگوئی کے متعلق کچھ ذکر ہو رہا تھا کہ دوران گفتگو میں نے یہی خیال کیا۔ میں مولوی صاحب پر غالب آ گیا ہوں اور یہ کہ حقیقت پیشگوئی کو میں نے پالیا ہے اور نعوذ باللہ مولوی صاحب غلط تاویلات کر رہے ہیں۔ اس خیال کا آنا ہی تھا کہ جوش میں آ کر اور اپنی شامت اعمال کی وجہ سے میں فسخ بیعت کا زبانی اعلان کر بیٹھا۔ حافظ نور محمد صاحب کو جب اس کا علم ہوا۔ تو بہت افسوس کرنے لگے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نے حضرت اقدس کو خدا کیلئے نہ کہ کسی طمع دنیاوی کیلئے مانا ہے۔ لہٰذا اتنی جلدی اچھی نہیں اور کہ میں اب خدا سے ہی اس کا فیصلہ حاصل کروں اور اس کیلئے انہوں نے مجھے استخارہ کرنے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ الٰہی اگر یہ سلسلہ سچا ہے تو مجھے بھی اس میں شامل رہنے کی توفیق دے۔ وگرنہ اس سے محفوظ رکھ۔ حافظ صاحب کا یہ مشورہ مجھے بہت اچھا معلوم ہوا اور میں نے متواتر تین دن تک استخارہ کیا۔ تیسرے روز جب عشاء کی نماز سے فراغت پا چکنے کے بعد میں گھر گیا۔ اور حسب معمول جا کر سو رہا۔ تو اس شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں چارپائی پر چت لیٹا ہوا ہوں کہ اچانک دو آدمی ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو میرے سرہانے کی طرف بیٹھ گیا اور دوسرا پائینتی پر۔ اور ان دونوں نے کوئی مباحثہ عربی زبان میں شروع کر دیا۔ ان کی یہ مباحثانہ گفتگو جو عربی میں ہو رہی تھی۔ میں اس وقت کچھ ایسا محسوس کر رہا تھا کہ بالکل ایک مادری زبان کے طور پر اسے سمجھ رہا ہوں وران کا یہ مباحثہ بہت دیر تک ہوتا رہا اور وہ پائینتی پر بیٹھا ہوا تھا وہ اٹھ کر جانے لگا تو میں نے اس کا بازو پکڑ کر اس کو روک لیا۔ اور اس سے دریافت کیا کہ مرزا صاحب سچے ہیں یا جھوٹے۔ اس پر اس نے جواب دیا کہ مرزا صاحب سچے ہیں۔ اور میں نے یہ سنتے ہی اس ہاتھ سے اس کو دھکا دیا اور کہا کہ اب آپ جایئے۔ دوسرا آدمی جو سرہانے کی طرف بیٹھا ہوا تھا۔ وہیں بیٹھا بیٹھا غائب ہو گیا۔ اور میں فوراً بیدار ہو گیا۔ چنانچہ دوسرے دن میں نے دوبارہ حضور انور کی خدمت میں بیعت کا خط لکھا۔

جس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ ''ہم نے آپ کی بیعت قبول کی۔ اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے''۔

پس الحمدللہ کہ خدا کے پاک مسیح کی دعا کے مطابق میں اس وقت سے لے کر اب تک ثابت قدم رہا۔ اور جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہر قسم کے فتنے سے مجھے محفوظ رکھا''۔

(از چٹھی مرقومہ بلا تاریخ)

قادیان مثل جنت ہے

(از جناب بابو محمد حسین صاحب لنڈی کوتل صوبہ سرحد)

میں مسمیٰ محمد حسین ولد چودھری صاحب داد نمبردار موضع پیر کوٹ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ حال کلرک ملازم توپخانہ نمبر 14 چھاؤنی لنڈی کوتل خدا تعالیٰ جلشانہ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ میں نے واقعی اور یقینی طور پر مندرجہ ذیل خواب دیکھا ہے اور اگر میں نے اس میں کچھ ملایا ہے تو مجھ پر اس دنیا میں اور آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو۔ 27-28/ اپریل 1939ء میں جب میں رات کو سو رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک خطہ زمین پر پہنچا وہ نہایت دل کش جگہ تھی۔ اس میں سرسبز گھاس کی کیاریاں تھیں۔ جن میں روشیں بنی ہوئی تھیں سرسبز سایہ دار درخت بھی تھے۔ گھاس پر چند اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا! اجی یہ کونسی جگہ ہے؟ یہ تو مثل جنت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہی قادیان ہے۔

میں اس خدائے قادر توانا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ چوہدری محمد حسین صاحب نے یہ خواب مجھ سے اسی طرح بیان کی تھی۔ خاکسار طالب حسین کلرک بیٹری آر۔ اے۔ نوشہرہ!

(از چٹھی مرقومہ 19 جولائی 1939ء)

قادیان کوہ طور اور تجلی گاہ رب العالمین ہے

(از جناب مرزا قدرت اللہ صاحب دارالفضل آنریری کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری قادیان)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل خوابیں اس کی طرف سے ہیں اور اگر میں نے

ان میں کچھ ملایا ہے تو مجھ پر اس دنیا اور آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو۔

''واضح ہو کہ میں کوئی 15 یا 16 سال کا تھا۔ (غالباً 1895ء کا ذکر ہے) کہ میرے بڑے بھائی ماسٹر ولی داد صاحب مرحوم نے مجھے کہا کہ تم بچے ہو اور تمہارا سینہ صاف ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس طرح دعا کرنا کہ الٰہی یہ شخص (مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام) تیری طرف سے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آیا یہ تیری ہی طرف سے ہے۔ اے اللہ تو ہم پر سب جھوٹ اور سچ ظاہر فرما۔ کیونکہ چھپے بھیدوں کو تو ہی جاننے والا ہے۔ چنانچہ ان کے فرمان کے بموجب میں نے دعا کی اور اس کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ قصبہ قادیان ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اور جو ہمارے مکان سے (یعنی لاہور سے) دکھائی دے رہا ہے اور پھر معلوم ہوتا ہے کہ قادیان نہیں بلکہ کوہ طور ہے۔ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نازل ہوئے ہیں اور ایک زبردست تجلی ہوئی ہے جس کی نورانی روشنی کی شعاعیں مجھ پر بھی پڑ رہی ہیں۔ اور میری آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہیں۔ اور قادیان مجھے مکان یعنی لاہور سے ہی نظر آرہا ہے۔ (از چٹھی مرقومہ 3/اگست 1939ء)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اور حضرت رسول مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی وجود ہیں

(از جناب حکیم محمد یعقوب صاحب نجیب آبادی مہاجر قادیان)

''میں خدائے علیم و خبیر کی ذات پاک کی قسم کھا کر جس کے قبضہ قدرت میں میری جان اور کل کائنات کا انتظام ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے اپنے چند رویا درج کرتا ہوں۔ جو میں اپنے ذہن اور حافظہ کے مطابق بالکل صحیح لکھ رہا ہوں۔ یہ ممکن ہے کہ بعض رویا میں کچھ حصہ یادداشت کی خرابی کے باعث رہ جائے یا عالم رویا کی بعض کیفیتوں اور استعاروں کو اپنی نا قابلیت کی وجہ سے ادا نہ کرسکوں ایسی نادانستہ غلطیوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ لیکن جھوٹے دانستہ رویا پر لعنت اللہ علی الکاذبین کے ماتحت اس کی سزا کا مستوجب ٹھہروں۔

پہلا رویاء

صبح کی نماز کا وقت ہے۔ جامع مسجد منصوری میں حضرت اقدس سرور کائنات فخر موجودات جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا انتظار ہے کہ نماز فجر حضور تشریف لاکر پڑھائیں گے۔ حضورؐ کو کچھ تاخیر ہوگئی۔ اور وقت بھی تنگ ہونے لگا۔ لوگوں نے ناامید ہوکر بغیر کسی امام کے الگ الگ اپنی اپنی نمازیں شروع کردیں حضرت اقدس علیہ السلام کے تشریف نہ لانے کی وجہ سے میرے قلب میں ایک کرب کی سی کیفیت پیدا ہوگئی۔ میں ایک مغموم جوش کے ساتھ کھڑا ہوا۔ اور میں نے کہا کہ حضورؐ کی اقتداء کے بغیر ہرگز نماز نہ پڑھوں گا۔ گویا میں نے فیصلہ کرلیا کہ آج سے نماز ہی کبھی نہ پڑھوں گا۔ چند اصحاب اور بھی میرے ہمنوا ہوگئے۔ اور میرے قریب آ گئے۔ میری یاس اور امید دونوں پر ایک عالم سکوت طاری تھا۔ پھر بھی میری چشم انتظار ہنوز فرش راہ بنی ہوئی تھی۔ کہ وہ نبی منتظر ﷺ مشرقی سیڑھیوں سے چڑھ کر مسجد کے صحن میں تشریف لے آئے۔ (اللهم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارك وسلم) جب حضرت اقدس صحن مسجد سے گزر کر اندر محراب میں تشریف لے جا رہے تھے۔ تو میرے قلب میں ڈالا گیا۔ کہ ''آپ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں''۔ اور بطور تمثل یا استعارہ کے آپؐ مرزا صاحب معلوم ہوئے۔ گویا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کا دوسرا مبارک نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ یہ تفہیم عالم رویا میں ہی مجھے ہوئی۔ اس کے بعد حضرت اقدس نبی کریم ﷺ محراب میں تشریف لے گئے اور ہم چند دوستوں نے حضورؐ کی اقتداء میں نماز سحر ادا کی۔ باقی بدنصیب اپنی اپنی نمازوں میں مصروف رہے۔ فرضوں کے بعد حضورؐ نے تسبیح پڑھی۔ لیکن حنفیوں کے مروجہ طریق کے مطابق ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کی اور تشریف لے گئے۔

یہ رویا احمدیت سے چند سال قبل جب کہ میں ابھی سن بلوغ کی ابتدائی منزل میں تھا۔ دیکھا تھا۔ غالباً 1924ء سے قبل کا یہ خواب ہے۔ اس وقت مجھے یہ علم نہ تھا کہ احمدی بھی فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کرتے۔ یا کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ اس رویا کو میں جلد ہی بھول گیا۔ اور غالباً قبول حق کے بعد ہی یہ خواب یاد آیا ہے۔ اس رویا میں جو شبیہہ مبارک حضرت اقدس علیہ السلام کی نظر آئی وہی شبیہہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی بعد میں فوٹو دیکھنے سے معلوم ہوئی اور یہ بھی ایک عجیب بات ہے۔

دوسرا رویاء

کوہ پوڑی علاقہ گڈھوال کی مسجد کے صحن میں ایک سفید چادر بچھی ہے۔ جس پر سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ استراحت فرما ہیں۔ سر اقدس حضورؐ کا جانب شمال ہے۔ کچھ خدام حضورؐ کے پاؤں دبا رہے ہیں۔ میں داہنی طرف حضورؐ کے قریب بیٹھا ہوں۔ مجھے بھی اشتیاق ہے کہ میں بھی حضور کے پاؤں دباؤں۔ چنانچہ میں نے حضور سے اجازت طلب کی۔ پہلے تو حضرت اقدس نے مشفقانہ عذر فرمایا۔ لیکن میرے اصرار پر حضورؐ نے تبسم فرماتے ہوئے اپنا داہنا ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ کہ میں اسی کو دباؤں۔ میں بڑی محبت سے حضورؐ کا دست مبارک دبا رہا تھا۔ کہ ذرا سا نظارہ بدل گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت تو اسی جگہ آرام فرما ہیں۔ لیکن میں اندر مسجد میں ٹہل رہا ہوں اور میری مشتاق نگاہیں حضورؐ کے چہرہ انور پر جمی ہوئی ہیں۔ یکا یک میرے قلب میں پھر وہی القاء ہوا۔ جو چند سال قبل کے خواب میں ہوا تھا۔ یعنی ''آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں''۔ گویا محمد مصطفیٰ ﷺ اور مرزا غلام احمد قادیانی ایک ہی مقدس ہستی کے دو نام ہیں۔ (اللھم صل علیٰ محمد و احمد بارك وسلم) اس رویاء کا اثر میرے قلب پر کچھ روز قائم رہا۔ اور پھر جلد ہی پہلے خواب کی طرح اسے بھی بھول گیا۔ غالباً یہ خواب 1926ء میں دیکھا تھا۔ جب کہ میں کوہ پوڑی علاقہ گڈھوال میں تھا۔ اس خواب کے قریباً ایک سال بعد ان خوابوں کے یاد آئے بغیر حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام کی صداقت پر دل نے شہادت دی۔ لیکن چونکہ میں نے ابھی احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ نہ کیا تھا۔ اور نہ کسی احمدی سے عقائد احمدیہ پر معلومات حاصل ہو سکیں۔ میں نے کہا کہ حضرت اقدس کے مجدد ہونے میں تو بہر حال کوئی شک نہیں۔ اس لئے میں نے مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کر لی۔ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین کے ساتھ ہی ایک خط حضرت سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں قادیان لکھا جس میں مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایمان لانے کی اطلاع دی اور دعا کی درخواست کی۔ لیکن بیعت حضور سے نہیں کی۔

تیسرا رویاء

میں نے دیکھا کہ میں نجیب آباد میں اپنی حویلی میں داخل ہوا۔ تو صحن میں ایک چارپائی پر حضرت اقدس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف فرما ہیں۔ میں حضورؐ کے قریب پہنچا تو حضورؐ جوش محبت سے کھڑے ہو گئے۔ اور مجھے اپنے سینے سے لگا لیا۔ جس طرح کہ ایک شفیق باپ اپنے بیٹے کو گلے لگا لیتا ہے۔ حضورؐ نے مجھے اپنے سینہ سے جدا نہ فرمایا۔ اور نہ میں حضورؐ سے جدا ہوا حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ جہاں تک مجھے یاد ہے شروع رات میں یہ رویا شروع ہوا تھا۔ (اللھم صل علی محمد و ال محمد وبارك وسلم) اس رویا کے بعد خلافت حق سے وابستگی کے سامان غیب سے پیدا ہونے لگے اور متواتر انکشافات شروع ہو گئے۔ غالباً 1927ء میں کسی مہینہ میں یہ خواب دیکھا تھا۔

چوتھا رویا حضرت مرزا صاحب نبی ہیں

ایک اونچے تخت پر محمد عمر نام کے ایک صاحب بیٹھے ہیں۔ انہوں نے اشارہ سے مجھے بھی اپنے پاس بلا لیا۔ جب میں تخت پر آکر بیٹھ گیا۔ تو سامنے سے ایک پر ہیبت و پر جلال مگر محبت آمیز لہجہ میں آواز آئی۔ ''وہ نبی ہے یا وہ نبی ہیں'' غرض اسی طرح کے الفاظ تھے۔ اور ساتھ تفہیم ہوئی۔ کہ مرزا صاحب نبی ہیں۔ اس آواز کے مخالف ایک آواز پشت کی طرف سے آئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پشت کی طرف کوئی جنگل ہے۔ وہاں سے یہ آواز آرہی ہے آواز دھیمی اور پست تھی۔ جیسے تپ دق کا مریض نزع کے وقت کچھ کہنا چاہتا ہے۔ آواز صاف نہ تھی۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ سامنے والی آواز کے مخالف ہے۔ تفہیم ہوا کہ پشت کی آواز شیطانی اور سامنے والی آواز خدائے قدوس کی صدا ہے۔

(از چٹھی مرقومہ 25 جولائی 1939ء)

احمدیت ہی مضبوط کرسی ہے!

(از جناب میاں محمد بخش صاحب کنال سکنیلر ولد میاں فضل الدین صاحب قوم جٹ)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنا خواب تحریر کرتا ہوں:۔

بنگلہ بکھو والہ میں ماہ اکتوبر 1929ء بوقت تقریباً دو بجے رات کو یہ نظارہ دیکھا کہ رسول کریم ﷺ مصلیٰ پر تشریف فرما ہیں۔ اور رانوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر انگلیوں پر ذکر اللہ کر رہے ہیں۔ رخ مبارک مشرق کی طرف ہے۔ مجھے فرمایا کہ جس کرسی پر تم بیٹھے ہو۔ اس کی ساری چولیں ڈھیلی ہو چکی ہیں۔ بندہ فوراً اٹھا اور دیکھا تو ہر ایک چول ڈھیلی ہے۔ بندہ نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ نے غلام کی جان بچالی ہے آگے یا پیچھے گرتا تو سر پھوٹ جاتا۔ (تھوڑی دیر کے بعد) رسول کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک نئی دفتری کرسی ہے۔ جس کے آرمز آگے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ فرمایا اس کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ یہ احمدیت کی کرسی ہے۔ یعنی با دلائل اور حقیقی اسلام۔ اس کے بعد بندہ بیدار ہو گیا۔

(از چٹھی مرقومہ ماہ جون 1939ء)

مسیح موعود علیہ السلام پر پورا پورا ایمان رکھو!

(از جناب محمد دین صاحب ہیڈ کانسٹیبل پولیس گجرات حال رخصتی محمود آباد ڈاکخانہ کالا گجراں ضلع جہلم)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ تحریر کرتا ہوں۔ اس وقت میری عمر قریباً پچاس سال ہے۔

(ا) عرصہ گزر چکا ہے جب کہ میری ابھی اوائل عمری کا زمانہ تھا۔ ازالہ اوہام اور کشتی نوح کا مطالعہ کرتا تھا۔ مجھے کشتی نوح کی عبارت (مریم صدیقہ سے عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا) کے متعلق شکوک پیدا ہوئے۔ کہ اسی دوران میں رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ موضع جاوہ جو کہ ہمارے گاؤں سے جانب غرب ہے کی طرف جا رہا ہوں۔ جب اپنے کھیت میں پہنچا۔ تو میری داہنی طرف شمالی جانب سے آتا ہوا ایک بزرگ سفید ریش وسفید پارچات میرے قریب پہنچا۔ جس نے آتے ہی السلام علیکم کہہ کر فرمایا کہ دیکھ لڑکے تمہارے دل میں جو شکوک پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ محض شیطانی وساوس ہیں۔ ان

کو دل سے نکال دو۔ اور مسیح موعود علیہ السلام پر پورا پورا ایمان رکھو۔ کہ یہ وہی مسیح موعود ہیں جن کی نسبت پہلے پیشگوئیاں ہو چکی ہوئی ہیں۔ خبردار اس راستہ کو نہ چھوڑنا۔

چار کرسیاں اور چار بزرگ

(۲) خواب میں دیکھا کہ یہ عاجز اور ایک بزرگ ضعیف العمر ایک سمت کو جا رہے ہیں۔ تھوڑے فاصلہ پر ایک سبزہ زار دکھائی دیا۔ ہم دنوں شمالی کونہ سے جانب جنوب جا رہے تھے۔ جب سبزہ زار کے قریب پہنچے تو ایک بڑی دری بچھی ہوئی دیکھی۔ جس پر میز اور کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔ میز شرقاً غرباً لمبائی میں تھا۔ میز کی جنوبی جانب چار عدد کرسیاں تھیں داہنی کرسی پر یعنی شرقی کرسی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ساتھ والی کرسی پر فداہ ابی وامی دو جہان کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضورؐ کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام رونق افروز تھے۔ چوتھی کرسی خالی پڑی تھی۔ میں نے بائیں طرف منہ پھیر کر پیچھے دیکھا۔ یعنی شمال کی طرف۔ کہ ایک برگزیدہ ہستی بہ حلیہ ذیل، گورا رنگ، لمبا قد، خوبصورت چہرہ، سیاہ پتلون، سیاہ کوٹ پہنے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ سر پر یاد نہیں رہا کہ کیا تھا۔ جو بزرگ میرے ساتھ تھے ان سے بغرض آگاہی عرض کی گئی۔ تو انہوں نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے خود شناخت کر لیا تھا۔ حضرت رسول اکرم ﷺ و حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت اس بزرگ صاحب نے بتلایا تھا''۔

(از چٹھی مرقومہ 23 ستمبر 1939ء)

اگر دوزخ سے نجات چاہتے ہو تو
حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرو

(حالات بیعت بابا کریم بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام 1903ء)

میں کریم بخش ولد امام الدین قسمیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے مندرجہ ذیل طریق پر بیعت کی۔

میں بروز جمعہ عصر کی نماز پڑھنے کیلئے وضو کر رہا تھا۔ اور جس وقت میں نے اپنے بازوؤں پر پانی ڈالا۔ اور مجھے اپنی باہیں پیاری معلوم ہوئیں۔ تو میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ کہ اے الٰہی میرے ان بازوؤں کو دوزخ میں نہ ڈالنا۔ میں جس وقت رات کو سوتا تو دعا کر کے سوتا۔ کہ الٰہی جو سیدھا راہ ہے اس پر مجھے چلائیو۔ اس وقت میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ سنا ہوا تھا۔ ایک دن اسی طرح جب کہ میں دعا کر کے سویا ہوا تھا۔ تو مجھے خواب آیا کہ جا کر مرزا صاحب کی بیعت کرو۔ اس سے پہلے میں نے مولوی عبدالجبار صاحب کی بیعت کی ہوئی تھی۔ کیونکہ مرزا صاحب اس زمانہ میں گلاب کے پھول کی طرح کھل رہے تھے۔ اس وقت میری عمر قریباً 25 سال کی تھی۔ پھر میں نے قادیان آ کر حضورؑ کی بیعت کر لی"۔ (از چٹھی مرقومہ 17 جون 1939ء)

وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً ط

جب تک ہم رسول نہ بھیجیں۔ ہم عذاب نہیں دیتے

(از جناب چوہدری نبی بخش صاحب قوم باجوہ سیکرٹری تحریک جدید
جماعت احمدیہ چک نمبر 33 جنوبی ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا)

میرا نام نبی بخش قوم باجوہ ہے۔ میرا اصل وطن موضع اچا پہاڑ نگ کا نمبردار بھی ہوں آج کل چک نمبر 33 جنوبی ضلع سرگودھا میں رہتا ہوں۔ یہاں میرے مربعہ ہیں۔ اور زمیندارہ کام کرتا ہوں۔ میں احمدیت قبول کرنے سے پہلے چشتیائی گدی میرا شریف ضلع کیمبل پور کا مرید تھا۔ میں نے پچاس سال کی عمر میں مندرجہ ذیل خواب دیکھا اور اب میں پچپن سال کا ہوں۔ یہ خواب جو میں نے آج سے پانچ سال پہلے دیکھا تھا اور جس کی بناء پر میں نے احمدیت قبول کر لی تھی۔ اسے خدا تعالیٰ کی قسم کھاتے ہوئے کہ جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے۔ اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور شریر لوگوں کا کام ہے۔ اور خدا کے قہر کا مورد بنا دیتا ہے۔ من وعن بیان کرتا ہوں۔ میں احمدیت قبول کرنے سے پہلے احمدیت کا سخت مخالف تھا۔ مگر احمدی اور غیر احمدی علماء کے متضاد بیان سن کر سخت حیران بھی رہتا تھا۔ اور کوئی فیصلہ نہ کر سکتا تھا۔ کہ کون سے راستہ کو اختیار کروں۔ ہاں ان حیرانی کے دنوں میں خدا تعالیٰ

سے دعا بھی مانگتا رہتا تھا۔ کہ خدایا صحیح راستہ دکھادے۔ انہی ایام میں جب کہ میں اصل وطن موضع اچا پہاڑنگ میں تھا۔ میں نے رات کے پچھلے حصہ میں یہ خواب دیکھا۔ میں اچھی طرح سویا ہوا نہ تھا۔ بلکہ غنودگی کی حالت تھی۔ میں نے سنا کہ کوئی شخص مجھے بلند آواز سے یہ آیت پڑھ کرسناتا ہے۔"وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا" میں اس خواب کے آنے پر سخت ڈر گیا اور احمدیت کی مخالفت فوراً چھوڑ دی اور چند دنوں کے بعد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گیا"۔ کتبہ مولوی محمود احمد صاحب خلیل مولوی فاضل ساکن چاہ جوگی ضلع سرگودھا۔

(از چٹھی مرقومہ 5/اگست 1939ء)

چودھویں کا چاند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں!

(از جناب ملک عمر خطاب صاحب سکنہ خوشاب ضلع شاہ پور)

خاکسار ملک عمر خطاب ولد ملک فتح خان قوم اعوان سکنہ خوشاب ضلع شاہ پور احمدی وصحابی بیعت 1905ء دستی بمقام قادیان بعمر 19 یا 20 سال۔ اب تقریباً 60 سال عمر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں کہ ذیل میں جو کشف یا رویا تحریر کر رہا ہوں۔ ان میں خاکسار کی ذاتی ملاوٹ نہیں۔ اور من وعن تحریر کر رہا ہوں (لعنة الله علیٰ الکاذبین)

سال 1909ء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے چند ماہ بعد خاکسار تبلیغ کرتا کرتا غیر احمدیوں کی مسجد میں ایک رات سو گیا۔ رویا میں کیا دیکھتا ہوں کہ اسی مسجد میں سورۃ یٰسین بلند آواز اور خوش الحانی کے ساتھ کھڑا ہو کر پڑھ رہا ہوں۔ اوپر سے سفیدی نظر آئی۔ دیکھا تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں چودھویں کا چاند ہے۔ سورۃ یٰسین سنتے ہوئے خاکسار کی طرف آرہے ہیں۔ جب خاکسار کے بالکل نزدیک پہنچے تو اسی مسجد کے مؤذن نے فجر کی آذان کا پہلا کلمہ اللہ اکبر نکالا۔ خاکسار اسی کلمہ پر بیدار ہو گیا۔ قلب پر تسکین اتاری گئی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں صدی کے مسیح علیہ السلام کو لے کر تمہاری امداد کیلئے تشریف لائے۔ اور تمہیں چودھویں کے چاند سے منور کیا۔

(الحمدلله رب العالمین)

اجراءِ نبوت کی دلیل خدا نے خود سکھائی

سال 1925ء میں ایک روز اجرائے نبوت کی مخالفت پر ایک مولوی اہلحدیث نے خاکسار سے تبادلہ خیال کیا۔ اور دلائل دے کر ثابت کیا۔ کہ نبوت بند ہے۔ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں ہو سکتے۔ خاکسار بوجہ ناواقفی علم کوئی تردید نہ کر سکا۔ اسی غم میں تھا۔ کہ رویا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک وسیع میدان میں جمیع خلق خدا حشر کی طرح جمع ہے خلق خدا خاکسار کو اپنے سے نکال کر الگ کھڑا کر دیتی ہے۔ کاغذ بیرنگ سفید دے کر قلم دوات بھی دیتی ہے اور کہتی ہے ''لکھو'' کیا مرزا صاحب نبی ہیں یا نہیں''۔ یہ الفاظ جب خاکسار لکھ چکا تو اس کے جواب کی خلق خدا نے خواہش ظاہر کی۔ خاکسار اپنے آپ کو لاجواب سمجھ کر کاغذ قلم زمین پر رکھ کر خود چھ قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ ابھی کھڑا ہی ہوا تھا۔ کہ ''معاً'' خاکسار کی چھاتی سے نور کی سفیدی نکلی۔ جو آسمان سے جا کر ٹکرا گئی۔ اس میں سے آواز آئی۔ ''لکھو'' حضرت میرزا صاحب آیات قرآنی من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین کے مصداق ہیں۔ جونہی یہ آواز سنی۔ خاکسار کے ہاتھ پاؤں اس کی تعمیل کیلئے آگے بڑھے۔ قلب ایک قوت حاصل کر رہا تھا۔ جو بیان سے باہر ہے۔ چنانچہ آگے بڑھ کر کاغذ قلم کو اٹھایا۔ اور جواب کے طور پر مذکورہ بالا الفاظ لکھ دیئے۔ لکھ کر خلق خدا کو یہ جواب دکھا دیا۔ خلق خدا یہ جواب دیکھ کر تتر بتر ہو گئی۔ اجرائے نبوت کے بفضل خداوہ معارف کھلے جواب ختم ہونے میں نہیں آتے۔ سبحان ربك رب العزة عما یصفون . و سلٰم علیٰ المرسلین ہ

(از چٹھی مرقومہ 29 جون 1939ء)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو دکھایا

(از حکیم علی احمد صاحب موضع جھلواں ڈاکخانہ اجنیانوالہ ضلع شیخوپورہ)

''میں علی احمد بن حکیم محمد الدین خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنے اس خط کے ذریعہ سے اس بات کو

ظاہر کرتا ہوں۔ کہ میں نے واقعی اور یقینی طور پر یہ خواب یا الہام یا کشف دیکھے ہیں۔ اور اگر میں نے اس میں کچھ ملایا ہے۔ تو مجھ پر اسی دنیا اور آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو۔ اپریل 1933ء کو دیکھا کہ ہمارے مکان کی ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں جس کا دروازہ مشرق کی جانب ہے۔ دروازہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے چند ایک دوست جو میرے ہم مکتب ہیں۔ میرے ساتھ ہیں۔ ایک کا نام محمد ابراہیم احمدی اور دوسرے کا نام نور محمد غیر احمدی، تیسرے کا نام عمرالدین غیر احمدی ہے۔ چوتھے کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہوسکا۔ کہ وہ کون تھا۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ دیکھئے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے تم کہا کرتے تھے۔ کہ وہ زندہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ وہ جواب میں کچھ نہیں کہتے۔ بلکہ نادم ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں۔ آؤ اب ان کو اٹھائیں۔ جس وقت ہم نے ارادہ کیا ہے۔ اس وقت ہم قبر کے سر پر کھڑے ہیں۔ اور قبر پر ایک سفید سی چادر پڑی ہے۔ جس کو نور محمد نے اوپر اٹھا لیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ درمیانہ قد نوجوان ہیں۔ داڑھی لمبی اور سیاہ چہرہ پر نور برس رہا ہے۔ سر کے بال گھنگریالے ہیں۔ بدن مبارک پر سیاہ لمبا چوغہ جو قریباً گھٹنوں سے نیچے ایک بالشت تک ہوگا۔ کمر میں شامیوں کی طرح پٹکا بندھا ہوا ہے۔ پاؤں میں سیاہ رنگ کی انگریزی جوتی ہے پھر کوئی اور جگہ ہے جہاں اچھے اچھے مکانات دفتر وغیرہ ہیں۔ وہاں صرف میں اور محمد ابراہیم احمدی آپ کے ہمراہ ہیں۔ اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہم کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فوٹو دکھایا ہے اور ساتھ ہی ایک موٹے سے کاغذ پر ہم کو ایک فقرہ لکھایا ہے، جو اس وقت تو مجھے یاد تھا لیکن اب یاد نہیں رہا۔ البتہ اس کا مفہوم جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے ''جس وقت بھی کوئی مصلح آتا ہے۔ اس وقت اس کے ماننے والوں کو تکالیف دی جاتی ہیں۔ اس لئے گھبراؤ نہیں''۔ اس کے بعد عصر کا وقت ہے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ اب حضرت شاید جانے والے ہوں۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ کیا اب آپ تشریف لے جائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں ابھی تو نہیں۔ پھر دوبارہ میں نے عرض کیا کہ حضرت ہمیں اور کوئی نصیحت فرمادیں۔ تو آپ نے فرمایا ''بس نماز کو نماز کر کے پڑھا کرو''۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ ان دنوں ہم پر اہل دیہہ کی طرف سے کچھ تکالیف تھیں۔ اس وقت میری عمر 21 سال تھی۔ (از چٹھی مرقومہ 15 جولائی 1939ء)

تمہارا لڑکا صحیح راستہ پر لگا ہوا ہے تم اس کے پیچھے چلو!

(از جناب شیخ عبداللہ صاحب احمدی سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ صریح وگوڑہ ضلع جالندھر)

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ رویاء بیان کرتا ہوں۔

یہ رویاء میری والدہ صاحبہ مرحومہ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ہے۔ اب میں اس کو بیان کرتا ہوں میں نے 1914ء میں بیعت کی قریب ہی دنوں کے شاید 1915ء یا 1916ء میں ہمارے گاؤں میں طاعون پڑ گئی۔ ہمارا گاؤں اور ہم سب باہر کھلی ہوا میں چلے گئے۔ ہم نے قبرستان کے قریب ڈیرا لگایا۔ میری والدہ اور میرا بھائی خوشی محمد غیر احمدی تھے۔ صرف تمام گھروانوں میں سے میں نے ہی بیعت کی تھی۔ مخالفت شروع تھی۔ میری والدہ گو مخالفت نہ کرتی۔ مگر حیران ضرور تھی۔ جب ہم باہر نکلے ہوئے تھے۔ تو میری والدہ نے صبح کو ایک رویا مجھ سے بیان فرمایا۔ کہ میں نے ایک نہایت نورانی شکل بزرگ جس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ رات قبرستان میں اور ہمارے ڈیروں میں چاند کی چاندنی میں پھرتے دیکھا۔ میں نے ان کی نورانی شکل دیکھ کر دل میں محسوس کیا۔ کہ یہ بڑے ہی بھارے بزرگ ہیں۔ اور میں ان کی زیارت کروں۔ میں ان کے پاس گئی اور سلام دعا کے بعد عرض کیا۔ کہ حضور آپ کدھر پھر رہے ہیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ دنیا کے لوگوں کو جگاتا پھرتا ہوں۔ خدا نے مجھے اس کام کیلئے مقرر فرمایا ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی کی دعوت دوں۔ دنیا نے اپنے خدا اور رسول کو ناراض کر دیا ہے۔ تم بھی اپنے خدا کو راضی کرو۔ نماز پڑھا کرو۔ والدہ نے فرمایا کہ حضور سستی ہے۔ دوسرے نماز کی طرف میرا خیال دنیا کے دھندوں کی وجہ سے کم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بیٹا تم نماز پڑھو۔ دیکھو تمہارا لڑکا صحیح راستہ پر لگا ہوا ہے۔ تم اس کے پیچھے چلو۔ خدا تعالیٰ رحم کرے گا۔ اور تم پر جو بیوگی کی وجہ سے کام کی مصیبت ہے دور ہو جائے گی۔ تمہارے لڑکے کام کر لیا کریں گے۔ والدہ نے فرمایا بہت اچھا حضور۔ اس کے بعد والدہ

نے فرمایا کہ حضور اب دنیا میں طاعون پڑ رہی ہے۔ یہ آفت کب ہٹے گی۔ حضور نے فرمایا کہ جب تک لوگ خدا کو راضی نہ کریں۔ بہت دنیا تباہ ہوگی۔ مگر نیکوں کو غم نہیں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ بعد میں میری آنکھ کھل گئی۔ تو خاکسار نے والدہ کو کہا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کیوں کہ آج وہ امام زمان ہیں۔ اور طاعون بھی ان کی صداقت پر گواہ ہے۔ آپ بیعت کرلیں۔ مگر سستی اور غفلت کی وجہ سے میری والدہ چند سال بیعت نہ کر سکیں (از چٹھی مرقومہ 6/ اگست 1939ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ

حضرت مرزا صاحب کے گاؤں میں!

(از جناب عبدالکریم صاحب ولد چوہدری احمد علی مرحوم موصی مغلپورہ گنج لاہور)

میں نے خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر جو کچھ نیچے تحریر کیا ہے صحیح ہے۔

عرصہ ہوا جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض حالات آمدہ کی وجہ سے مدرسہ تعلیم الاسلام کا اجراء کیا تھا۔ اس زمانے میں سکول کھلنے کے چند ماہ بعد میں پرائمری کی تیسری جماعت میں داخل ہوا تھا۔ مگر بوجہ بیماری مجھے غالباً 1901ء میں سکول چھوڑنا پڑا۔ لہٰذا میرا خواب اس درمیانی وقت کا ہے یعنی تاریخ اجراء سکول اور 1901ء کے درمیان کا۔ 1901ء میں میں نے ساتویں کلاس سے سکول چھوڑا تھا۔

(نظارہ دیکھتا ہوں) کہ میں بورڈنگ سے ریتی چھلہ کی طرف جا رہا ہوں۔ جب میں گورنمنٹ پرائمری سکول کے پاس پہنچا ہوں۔ تو دیکھتا ہوں جو کنواں ویران شدہ سکول کے پاس ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کنوئیں کی منڈیر بہت اونچی بنی ہوئی ہے۔ اور ایسی طرز پر ہے کہ ایک منڈیر نیچے ہے اور دوسری منڈیر نچلی منڈیر کے باہر والے کنارہ سے اٹھا کر اونچی بنائی گئی ہے۔ اور اس وقت ویران شدہ کنوئیں سے معلوم ہوتا ہے۔ آباد کرنے کی غرض سے نکالی ہوئی ہے۔ ایک بہت بڑا تودہ ریت وغیرہ کا کنوئیں کے باہر پڑا ہوا ہے۔ چند طالب علم کھیل رہے ہیں اور اونچی منڈیر سے نچلی منڈیر پر چھلانگیں لگا رہے

ہیں۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ اس طرح چھلانگیں لگانے سے کوئی کنوئیں میں گر جائے گا۔ مگر وہ نہیں رکے۔ میں ان کو چھوڑ کر فصیل کی جگہ پر جو اس وقت اونچی تھی۔ اس وقت غالباً شیخ نورالدین صاحب کا مکان اس جگہ بنا ہوا ہے۔ جا کھڑا ہوا۔ میرے پاس ایک لڑکا جس کی گود میں ایک بچہ تھا۔ آ کھڑا ہوا۔ ہم دونوں کا رخ ریتی چھلہ کی طرف اور آبادی قادیان کی طرف پچھاڑی تھی۔ شام کا وقت خواب میں معلوم ہوتا ہے ہم دونوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ جو اپنے لباس سے غریب آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ بسترے اپنی کمروں پر لٹکائے ہوئے قافلہ کی صورت میں سکول کے قریب ریتی چھلہ میں آتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میں نے پاس کھڑے ہونے والے ساتھی سے دریافت کیا۔ کہ یہ لوگ کون ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ڈیرہ یا قافلہ ہے۔ میری یاد میں اس نے ڈیرا کا لفظ استعمال کیا تھا۔ میں نے کہا یہ کہاں جا رہے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کا ایک گاؤں مراد آباد ہے آج یہ وہاں ٹھہریں گے۔ میں نے کہا۔ چلو پھر ہم بھی وہاں چلیں۔ اور کچھ باتیں سنیں۔ وہ ساتھی کہتا ہے کہ ٹھہرو میں گھر بچے کو چھوڑ آؤں۔ تو پھر چلیں گے پھر خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں ڈپٹیوں کے مکان کے پاس جا پہنچا ہوں۔ وہاں پر جو راستہ بازار کی طرف جا رہا ہے۔ ایک شخص نہایت پاکیزہ صورت گندمی رنگ کے گھوڑے پر سوار بازار کی طرف جا رہا ہے اور ایک ہاتھ میں گندمی رنگ کی گھوڑی کی باگ ہے۔ جب مسجد کے موجودہ دروازے کے پاس پہنچے۔ تو جہاں اس وقت مسجد کا دروازہ ہے جو ڈپٹی صاحب کے مکان کے کونے میں ہے۔ خواب میں دیکھا کہ یہاں پر ایک گلی ہے۔ جب اس پاک سیرت انسان کی سواری اس جگہ سے بازار کی طرف مڑی تو گھوڑی اس گلی میں گھس گئی۔ مگر گھوڑی کی باگ جو سوتڑی کی رسی کی تھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ اور آپ اس رسی کو ڈھیلا کرتے جاتے تھے۔ اور گھوڑی گلی میں جا رہی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ بابا صاحب آپ کی گھوڑی تو اس گلی کو جا رہی ہے۔ تو فرمانے لگے بیٹا اس نے اسی طرف جانا ہے۔ جب آپ بازار کو چلے ہیں تو پیچھے دیکھتا ہوں کہ ڈپٹی صاحب والا مکان اور اس کے مقابل والے مکان کی دیواریں اپنی اپنی جگہ سے چلی ہیں اور دونوں مکانوں کی دیواریں ایک دوسری سے مل گئی ہیں۔ اور ان کے ملنے سے اس بازار میں اندھیرا ہوتا جا رہا ہے۔ جب وہ بزرگ مذکور چوک میں پہنچے ہیں تو مجھے گلی کے ملنے کے باعث خوف پیدا ہوا کہ رستہ تو بند ہو گیا۔ اب میں بورڈنگ میں بہت دیر سے پہنچوں گا۔ تو بھائی عبدالرحیم صاحب نومسلم جو اس وقت

سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ تھے مجھے ناراض ہوں گے۔ کہ اس قدر دیر کر کے کہاں سے آیا۔ میں اسی پریشانی میں واپس اسی رستے کی طرف آیا ہوں تا کہ دیکھوں اگر رستہ کھل گیا ہو تو بورڈنگ پہنچوں۔ میرے وہاں پہنچنے پر وہ دیواریں پیچھے اپنے اپنے مقام پر جانے کیلئے ہٹنی شروع ہوئیں اور جوں جوں میں آگے بڑھتا ہوں دیواریں ہٹتی جاتی ہیں اور رستہ صاف ہوتا جاتا ہے جب میں ڈپٹی صاحب کے مکان کے اس کونے پر پہنچا ہوں جس کے بائیں ہاتھ سے ایک گلی اس طرف کو آتی ہے جو سکھوں کے مکان کی طرف سے ادھر کو آتی ہے تو گلی میں سے ایک شخص آرہا ہے جس کا نام ماکو یا ناکو تھا۔ (وہ قادیان کے رہنے والے دو بھائی تھے۔ جن کی شکلوں میں کوئی نمایاں فرق میرے نزدیک اس وقت نہیں تھا۔ اور فیروزالدین صاحب پٹواری احمدی کا باپ یا چچا تھا) وہ مجھے دیکھ کر آواز دیتا ہے لڑکے ٹھہر و آگے آ کر وہ مجھے مخاطب کر کے کہتا ہے۔ یہ پڑھو کیا لکھا ہے۔ ڈپٹی صاحب والے مکان کی دیوار کے اوپر لکھا تھا۔ جہاں اس وقت ایک ڈھانچہ ایک پمپ کا سا لگا ہوا تھا۔ اس کے نیچے آسمانی رنگ کی سیاہی سے نہایت خوبصورت الفاظ میں کلمہ شریف پورا لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس کو پڑھ کر سنایا۔ اور خود بورڈنگ کی طرف چل پڑا۔ (اس وقت قریباً 39 یا 40 برس کا عرصہ ہوا ہوگا۔ پھر میں نے یہ خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذات خود بعد از نماز مغرب مسجد مبارک کی چھت پر سارے کا سارا سنایا۔ جس کو حضورؑ نے غور سے سنا۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا اربعین نمبر 2 میں ہم سے وعدہ ہے کہ خدا تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ قدرت خدا تعالیٰ کی ہے کہ اب ہر سالانہ جلسہ پر وہ قافلہ اسی طرف بوجہ اسٹیشن بن جانے کے نظر آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا دکھایا ہوا خواب ہر سال پورا ہوتا دیکھتا ہوں نبی کریم ﷺ کی گھوڑی کا ڈپٹی صاحب کے مکان کے پیچھے سے گزرنا اللہ تعالیٰ نے مسجد کا رستہ اس گلی والی جگہ بنوا دیا۔ کیونکہ پہلے رستہ صرف بازار والا ہی ہوتا تھا۔ اور اس طرف مسجد کی دیوار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگوار کی قبر کے ساتھ تھی۔ اور اس سے اگلی جگہ پر یعنی دیوار کے باہر تمام کوڑا کرکٹ ہوتا تھا۔ جو بہت اونچا مسجد کے فرش کی سطح کے برابر تھا۔

پنجاب میں پلیگ آئی تھی یا آنے سے تھوڑا عرصہ پہلے کی ہے خدا کا عذاب آتا ہے جو ہمارے پیارے کو مان لے گا بچ جائے گا۔ (از چٹھی مرقومہ 28 جون 1939ء)

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت نہ کرو ورنہ پچھتائے گا

(از جناب اللہ بخش صاحب ولد عظیم بخش قوم بھٹی سکنہ سٹھیالی تحصیل و ضلع گورداسپور

حال سکنہ موضع کنڈیوالی ضلع رحیم یار خان)

قسم کھا کر اپنا صحیح خواب سناتا ہوں۔ اگر میں نے اس میں کچھ اپنی طرف سے ملایا ہو۔ تو مجھ پر اسی دنیا اور آخرت میں عذاب الٰہی نازل ہو۔ میں 1917ء یا 1918ء تک احمدیت کا سخت مخالف تھا اور سلسلہ کے خلاف بڑی گستاخی کیا کرتا تھا۔ اس پر میرے بعض رشتہ داروں نے جو احمدی ہو گئے تھے مجھے اس سے روکا اور کہا کہ بزرگوں کی مخالفت نہ کیا کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ سچے ہیں تو الٰہی مجھے بھی اس کی صحیح شناخت عطا فرما۔ چنانچہ خاکسار نے عشاء کے بعد دو رکعت نفل پڑھ کر دعا استخارہ کی کہ یا الٰہی اگر یہ راستہ صحیح ہے تو اپنی جناب سے فضل کر اس کی حقیقت مجھ پر کھول دے۔ تا کہ میں بدزبانی سے بچ جاؤں۔ اور اگر یہ راستہ غلط ہے تو اس سے بچا۔ تین چار روز اسی طرح دعا کر کے سو جاتا۔ تیسری یا چوتھی رات کا واقعہ ہے کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں۔ ایک نہایت ہی متقی شخص سفید لباس پہنے سامنے آیا اس کے ہاتھ میں رجسٹر تھا۔ جس میں بہت سے لوگوں کے انگوٹھے لگے ہوئے تھے کہا کہ اے شخص تو مرزا صاحب کی مخالفت نہ کر اور اپنی جان پر وار نہ کر ورنہ پچھتائے گا۔ اگر تو ان کی سچائی معلوم کرنا چاہتا ہے تو میں اس کے لئے ہر ایک قسم کی تسلی کرا سکتا ہوں۔ یہ رجسٹر ہے اس پر اپنا انگوٹھا لگا دے۔ اور کوئی فکر نہ کر میں ذمہ دار ہوں۔ اور اس پر قسم کھائی۔ خواب میں ہی میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں یہی چاہتا تھا۔ کہ کوئی اشارہ مجھے سچائی کی تلاش میں مل جاوے۔ میرے دل نے مان لیا۔ اور میں نے اس رجسٹر پر اپنا انگوٹھا لگا دیا۔ اس پر میں بیدار ہو گیا۔ پچھلی رات کا وقت تھا۔ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ چنانچہ اس خواب کے دوسرے یا تیسرے روز میں نے جا کر بالمشافہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر لی۔

(از چٹھی مرقومہ 28 جولائی 1939ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ

(از جناب چودہری عبدالرحیم صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین دفتر چیف انجینئر صاحب الیکٹریسٹی برانچ لاہور)

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں کہ جو خوابیں میں نے نیچے درج کی ہیں وہ واقعی میں نے دیکھی تھیں اور ان کو اپنے پاس سے وضع نہیں کیا۔ اگر میں نے ایسا کیا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کا عذاب مجھ پر نازل ہو۔

1912ء یا 1913ء کا ذکر ہے کہ میرے بڑے بھائی صاحب ہیڈ ورکس بلو کی ضلع لاہور میں بطور اوورسیئر ملازم تھے۔ میں ان دنوں امرتسر میں پڑھا کرتا تھا۔ اور گرمیوں کی چھٹیوں میں بلو کی چلا جایا کرتا تھا۔ میرے بھائی صاحب سید حیدر شاہ صاحب جلالپو کیکناں ضلع جہلم کے مرید تھے۔ جو کہ چشتیہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ پیر صاحب کی یادگار میں ایک رسالہ صوفی جاری تھا۔ اور اب بھی نکلتا ہے۔ میرے بھائی صاحب اس کے خریدار تھے۔ اس میں عموماً اولیاء اللہ کے حالات درج ہوا کرتے تھے۔ میں نے بھی اپنے نام وہ جاری کرالیا۔ تین چار سال تک یہ رسالہ دیکھنے کے بعد مجھے خیال آیا کہ اس میں گزشتہ بزرگوں کے ذکر کے سوا اس زمانے کے کسی بزرگ کا ذکر ہی نہیں ہوتا۔ کیا اس زمانے میں کوئی خدا کا مقرب نہیں۔ اس سے مجھے سخت رنج ہوا اور میں نے کہا یا الٰہی میں نے کون سا ایسا گناہ کیا جو تو نے مجھے ایسے زمانہ میں پیدا کیا۔ جبکہ تیرے مقبول بندے آنے بند ہو گئے۔ اگر تو مجھے پہلے زمانے میں بناتا تو کم از کم میں تیرے نیک بندوں کی زیارت ہی سے اطمینان قلب حاصل کر لیتا۔ جوں جوں زمانہ گرتا گیا۔ یہ خیال ترقی کرتا گیا۔ اور ایک قسم کے جنون تک پہنچ گیا۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ یہ 1916ء کا ذکر ہے اور میں اس وقت سکول چھوڑ کر سنٹرل ورکشاپ امرتسر میں بجلی کا کام سیکھتا تھا۔ انہی دنوں ایک رات حسب معمول سونے کے وقت ایک کتاب پڑھتے ہوئے جب اس مقام پر پہنچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیاۃ النبی ہیں اور اس کا ثبوت یہ دیا گیا تھا کہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اب ہم میں موجود نہیں۔ لیکن روحانی طور پر آپ زندہ ہیں۔ کیونکہ اگر آج بھی امت محمدیہ میں کوئی نقص واقع ہو جائے۔ تو حضور کی قوت قدسیہ اس کو اسی طرح درست کرتی ہے جیسا کہ حضور اپنی حین

حیات میں کرتے تھے۔ یہ پڑھ کر مجھے بھی خیال آیا۔ کہ کاش حضور میری حالت کو بھی درست فرمائیں۔ مگر پھر اس خیال نے بے قرار کر دیا۔ کہ حضور تو اہم معاملات کی طرف متوجہ ہوتے ہوں گے۔ بھلا میں کس شمار میں ہوں۔ اس پر میں نے رونا شروع کر دیا۔ اور اس حالت میں مجھے نیند آ گئی۔ تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان میں بے شمار لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ یہ مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے دریافت کیا تھا۔ یا مجھے احساس ہوا تھا۔ کہ آنحضرت ﷺ کا انتظار ہو رہا ہے۔ یہ نظارہ بعینہ ایسا تھا جیسا کہ ایام جلسہ میں نماز ظہر عصر کی ادائیگی کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے انتظار کا ہوتا ہے۔ معاً شور ہوا کہ حضور آ گئے آ گئے۔ اسی وقت صفیں درست کی گئیں اور ہم سب نے آنحضرت ﷺ کی اقتدا میں دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز کے بعد قریباً آٹھ فٹ اونچے ممبر پر چڑھ کر حضور نے خطبہ فرمانا شروع کیا۔ نماز کے وقت میں پچھلی صفوں میں تھا۔ لیکن خطبہ کے وقت میں حضور کے بالمقابل بہت قریب بیٹھا تھا۔ اس وقت میں حضور کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا مجھے یاد نہیں کہ حضور نے خطبہ میں کیا فرمایا۔ لیکن خطبہ کے دوران میں میری طرف دیکھ کر فرمایا ''عبدالرحیم نماز پڑھا کرو''۔ معاً میری آنکھ کھل گئی۔ صبح کا وقت تھا اور ہمارے گھر کے پاس والی مسجد میں نماز ہو رہی تھی۔ میں اٹھا اور مسجد میں جا کر نماز ادا کی وہ نماز ایک ایسی نماز تھی جس سے مجھے ایک سرور حاصل ہوا۔

واضح رہے کہ باوجود زمانہ سے شاکی ہونے کے میری نماز کی طرف رغبت نہ تھی لیکن اس دن کے بعد نماز بالالتزام پڑھنی شروع کر دی۔ نماز میں میں ایک عجیب لطف حاصل کرتا۔ پھر میں نے محسوس کیا کہ میری اضطراب سے کی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ منظور فرمالیتا ہے۔ اس پر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ اور خشک زمانہ میں پیدا ہونے کی میری شکایت جاتی رہی۔

''یہ آنحضرت ﷺ کی گھڑی ہے اسے مرمت کر دو''

اس کے کچھ مدت بعد قریباً 1917ء میں میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی شخص نے مجھے جیب گھڑی مرمت کرنے کو دی ہے۔ (میں نے گھڑی سازی کا کام شوقیہ سیکھا ہوا تھا) میں نے جب گھڑی

کی مشین دیکھی۔تو سخت متعجب ہوا۔کیونکہ اس میں بجائے ایک کے دو مین سپرنگ (main springs) لگے ہوئے تھے۔عموماً گھڑیوں میں ایک ہی مین سپرنگ ہوتا ہے۔ویسی گھڑی اس سے پہلے میری نظر سے نہ گزری تھی۔میں جب اس کو تعجب سے دیکھ رہا تھا۔تو اس شخص نے کہا کہ کیا یہ گھڑی بن سکتی ہے۔جانتے ہو کس کی ہے؟ میں نے نفی میں جواب دیا۔اس نے کہا کہ "یہ آنحضرت ﷺ کی گھڑی ہے" میں نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ کی گھڑی ہو اور پھر بن نہ سکے۔اس وقت آندھی بڑے زور سے آئی۔اور میری آنکھ کھل گئی۔

اتفاق سے ورک شاپ میں میرے ساتھ ایک احمدی بھی رہا کرتے تھے۔میری ان سے بہت محبت ہوگئی۔لیکن احمدیت سے خاندانی نفرت کی بناء پر میں نے اس نفرت سے زیادہ حصہ پایا تھا۔لہٰذا باوجود اس احمدی سے بہت زیادہ محبت ہونے کے احمدیت کے متعلق ایک کلمہ بھی سننا میرے لئے گوارا نہ تھا۔ ہمارے کمرے کے ساتھ ڈرائینگ آفس کا ایک حصہ ملحق تھا۔مولوی عبدالرشید صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین روزانہ ہماری تبلیغ کیلئے تشریف لاتے۔باقی ورک مین (workmen) تو ان سے مصروف ہوجاتے۔لیکن میں وہاں سے ٹل جاتا۔کیونکہ میرے دل میں احمدیوں کے جھوٹے ہونے کا خیال مضبوط جما ہوا تھا۔اس لئے ان سے گفتگو کرنا تضیع اوقات خیال کرتا تھے۔اسی طرح دو سال گزر گئے۔1918 میں میں ڈرائینگ برانچ میں مولوی صاحب موصوف کے ماتحت چلا گیا۔انہوں نے نہایت ہی محبت سے مجھے کام سکھانا شروع کیا۔لیکن میرے تنفر کا وہی عالم تھا۔ان دنوں میں نماز باالتزام پڑھتا دعائیں کرتا۔طبیعت میں ایک اطمینان تھا۔وہ تڑپ کہ کوئی مرد خدا اس زمانہ میں کیوں نہیں بالکل مفقود تھی۔

میرے پیارے اللہ تعالیٰ کو جو کہ رحمان اور رحیم ہے۔مجھے اس حالت میں رکھنا منظور نہ تھا۔میری تڑپ تو کسی ولی اللہ کو دیکھنے کی تھی۔مگر اس نے ایک نبی کا خادم بننے کا شرف میرے لئے مقدر کردیا تھا۔آخر وہ دن بفضل خدا قریب آگیا۔ایک شام کو چھٹی ملنے پر گھر کو جاتے ہوئے مولوی عبدالرشید صاحب نے نہایت خوش الحانی سے حضرت اقدس کی نظم "اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد" پڑھنا شروع کی۔اس نظم نے میرے ذرہ ذرہ کو ہلادیا۔میں نے بے تاب ہوکر مولوی صاحب سے پوچھا۔کہ یہ کس کی نظم ہے۔ان کے بتانے پر کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے مجھے یقین نہ آیا۔میں

نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے کسی پیارے کا کلام ہے۔ مگر چونکہ مرزا صاحب ایسے نہیں۔ اس لئے یہ ان کا کلام نہیں ہوسکتا۔ پھر میں نے کتاب دیکھنے کا مطالبہ کیا۔ مولوی صاحب نے مجھے حقیقۃ الوحی دی۔ مگر اس میں یہ نظم نہ پا کر رنج ہوا۔ مولوی صاحب سے کہا۔ کہ یہ مجھے پہلے سے بتایا گیا ہے۔ کہ مرزائی بہت جھوٹے ہوتے ہیں۔ بتاؤ اس میں وہ نظم کہاں ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے تو حقیقۃ الوحی صرف اس لئے دی تھی۔ تا آپ حضرت اقدس کے نشانوں کو پڑھ کر فائدہ اٹھائیں۔ لیکن اگر آپ نظم ہی دیکھنے پر مصر ہیں۔ تو یہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے براہین احمدیہ حصہ پنجم دے دی۔ یہ پہلی کتاب تھی جو کہ میں نے شوق سے پڑھی۔ اس کے پڑھنے کے بعد وہ تعصب جاتا رہا۔ اور میں نے احمدیہ لٹریچر شوق سے پڑھنا شروع کر دیا۔ جب مجھے یہ یقین ہوگیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب سچے معلوم ہوتے ہیں۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے قطعی فیصلہ چاہا۔ تا مجھ پر حضرت اقدس کی صداقت کھول دے۔ میں نے استخارہ کیا اور خواب دیکھا کہ ہمارے گھر کے پاس والی مسجد کے مولوی صاحب بے وقت آذان کہہ رہے اور اپنے مقتدیوں کو نہ مسجد اور نہ صحن مسجد بلکہ ایک کھائی میں نماز پڑھا رہے ہیں۔ اس تسلسل میں میں نے دیکھا کہ عصر کا وقت ہے اور حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے ہیں اور آپ کے کپڑوں کی حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ دور کا سفر کر کے آئے ہیں۔ مجھے حضورؑ نے پیار سے فرمایا کہ عبدالرحیم میں تمہارے لئے بہت دور سے چل کر آیا ہوں۔ اس کے بعد میں نے حضورؑ کی اقتداء میں عصر کی نماز ادا کی۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ مخالفین ہاتھوں میں بے ڈھنگی خشک ٹہنیاں لئے حضورؑ کو تکلیف پہنچانے آ رہے ہیں۔ جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے۔ میں نے حضورؑ کو ان کے فساد کی اطلاع دی تو حضورؑ نے فرمایا کہ میں ایسا ہی سچا ہوں جیسے پہلے سچے تھے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اپنے والد صاحب اور دیگر احباب کو کہہ دیا کہ مجھ پر تو حضرت مرزا صاحب کی صداقت واضح ہوچکی ہے۔ چنانچہ وہ مجھے مولوی سلام بابا صاحب امرتسری کے پاس لے گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ فقیر ان جھگڑوں میں نہیں پڑتا۔ اور مولوی خیر شاہ صاحب کا پتہ دیا۔ چنانچہ جب ہم ان کے ہاں گئے۔ تو انہوں نے حضرت صاحب کے خلاف کچھ سخت الفاظ استعمال کئے اور کہا کہ میں تمہیں ایک اور استخارہ بتاتا ہوں۔ وہ کرو۔

لیلۃ القدر میں نور کی دھاریں

چنانچہ میں نے مولوی صاحب کے کہنے کے مطابق استخارہ کیا۔ تو میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت ہی اندھیری رات ہے۔ جس میں سے سائیں سائیں کی آواز آرہی ہے۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ لیلۃ القدر ہے۔ اور آج حضرت سید احمد صاحب بریلوی نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو حضرت رسول کریم ﷺ کی موجودگی میں صدی کا چارج دینا ہے۔ اور اس تقریب میں شامل ہونے کیلئے میں بھی جارہا ہوں۔ روشنی کا انتظام میرے ایک بھائی دین محمد کے سپرد کیا ہوا ہے۔ جو کہ ایک گیس اٹھائے میرے ساتھ چل رہے ہیں۔ لیکن اندھیرے کی شدت اس گیس کی روشنی کو زیادہ پھیلنے نہیں دیتی۔ مگر آسمان سے چاندی کی طرح سفید اور پانی کی طرح رقیق ایک نور کی دھار میرے سر پر گر رہی تھی۔ اس میں سے بہت تیز شعاعیں نکل رہی تھیں۔ اس دھار کے گرنے سے جب میرا سر تھک جاتا ہے۔ تو اسے آگے کو جھکا دیتا ہوں۔ جب گردن تھک جاتی ہے تو پھر جگہ بدل لیتا ہوں۔ وہ دھار تمام کی تمام مجھ میں جذب ہو رہی ہے جس راستہ پر میں چل رہا ہوں۔ اس میں بہت اونچ نیچ ہے۔ اسی طرح جاتے ہوئے میرا ایک مکان کے قریب سے گزر ہوا۔ اس کی چھت پر مسٹر نکر (یہ صاحب سنٹرل ورکشاپ امرتسر میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ تھا) کھڑا ہے۔ اس کی آنکھیں بہت چمک رہی ہیں۔ اس کے استفسار پر میں نے اپنے سفر کی غرض بتائی۔ اس نے پوچھا کہ کیا رجسٹر میں نام لکھا لیا ہے۔ مجھے یاد نہیں کیا جواب دیا۔ پھر میں اس کے پاس چھت پر رجسٹر دیکھنے چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مغرب کی طرف گولے چلنے کی آواز آئی۔ میں نے کہا کہ ہمیں جلدی چلنا چاہیے کیونکہ رسول اکرم ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ ساتھ ہی میں نے گانے کی آواز بھی سنی۔ جس کے متعلق میرا خیال تھا کہ فرشتے گا رہے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

میں نے مولوی خیر شاہ صاحب کو جب یہ خواب سنایا تو انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ ہی تمہیں گمراہی کے گڑھے میں گرانا چاہتا ہے۔ تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ ان خوابوں کے بعد مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر پورا یقین ہو گیا۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرنے کی طرف رغبت نہیں ہوئی تھی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اس روک کو بھی دور کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین

محمود احمد آنحضرت ﷺ کے حلیہ میں

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دھاری وال جانے کے ارادہ سے اسٹیشن پر جا رہا ہوں۔ اسٹیشن کے قریب ایک حلوائی کی دکان سے ایک پیسے کی آٹھ ریوڑیاں خریدیں۔ جو کہ بہت موٹی موٹی تھیں۔ جب میں اسٹیشن کے اندر جانے لگا۔ تو پھاٹک کو بند پایا۔ وہاں آنحضرت ﷺ بطور محافظ کھڑے تھے۔ چونکہ میں جلدی میں تھا۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں السلام علیکم عرض کر کے پھاٹک سے گزرنے کی اجازت چاہی۔ حضور نے مسکرا کر سلام کا جواب دیا اور سر کے اشارہ سے اجازت مرحمت فرمائی۔ ابھی میں چند ہی قدم گیا تھا کہ اور پھاٹک کو اپنے راستہ میں حائل پایا۔ میں نے مڑ کر حضور سے عرض کیا۔ علی کے نام پر (یا علی کیلئے) مجھے اس سے بھی گزرنے کی اجازت دی جائے۔ حضور پھر مسکرائے اور سر کے اشارہ سے جانے کی اجازت دے دی۔ چونکہ گاڑی آچکی ہوئی تھی۔ اس لئے جلدی جلدی چلنے لگا۔ لیکن ساتھ ہی سوچتا جاتا تھا کہ دھاری وال کیا جانا ہے۔ چلو قادیان چلیں۔ کہ یک بیک وہ نظارہ بدل گیا۔ تب میں نے اپنے آپ کو اکالیوں کے باغ امرتسر میں پایا اور شام کا وقت تھا۔ میں افسوس کر رہا تھا۔ کہ آج صبح آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ پھر جلدی میں بات بھی نہ کر سکا۔ آخر جلدی کاہے کی تھی۔ آج نہ جاتا کل چلا جاتا معاً خیال آیا کہ وہ آنحضرت ﷺ نہ تھے بلکہ وہ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تھے۔ جب اس کا فیصلہ نہ کر سکا کہ کون تھے تو وہیں ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر غور کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ اسی حالت میں آنکھ کھل گئی۔ اس وقت بھی اور اس کے بعد بھی اس عقدہ کے حل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب حل نہ ہوا۔ تو مولوی سلام بابا صاحب امرتسری سے اس کی تعبیر پوچھی۔ لیکن باوجود استفسار کے ان کو اس ہستی کا نام نہ بتایا۔ جن کے حلیہ میں حضور کو دیکھا تھا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ جن کے حلیہ میں آپ نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے۔ ان ہی کے دامن سے وابستگی آنحضرت ﷺ تک آپ کی رسائی کا باعث ہو سکتی ہے۔ میں

نے کہا کہ اگر علماء اس ہستی کے مخالف ہوں۔تو کیا پھر بھی ان کی بیعت کرلوں۔کہا۔کہ خواہ سارا جہان ان کا مخالف ہو۔لیکن آپ پر ان کی بیعت فرض ہے۔اور بغیر اس کے اللہ تعالیٰ کو پا نہیں سکتے۔اس کے بعد کچھ دنوں ایک رت پھر خواب میں آنحضرت ﷺ کو اپنے پاس کھڑے ہوئے دیکھا۔میرے ہاتھ میں ایک پونڈ ہے۔میں نے محسوس کیا۔کہ آپ چاہتے ہیں کہ وہ پونڈ میں آپ کو دے دوں۔لیکن میں نے ایسا کرنے سے تامل کیا۔معاً حضور لمبے لمبے قدم اٹھا کر چلے گئے۔اور مجھے وہیں چھوڑ گئے۔اسی وقت مجھے خیال آیا کہ میں نے بہت غلطی کی کہ ایک پونڈ کی محبت سے آنحضرت ﷺ کو ناراض کردیا۔ میں اس خیال کے آتے ہی حضور کے پیچھے بے اختیار بھاگا۔اور ایک کمرہ (جس کے متعلق میرا خیال تھا کہ اس میں آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہیں) میں داخل ہوکر گر گیا۔اور میرے منہ سے نکلا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔میری غلطی معاف کی جائے۔معاً میری آنکھ کھل گئی۔(جس کمرہ میں آنحضرت ﷺ رونق افروز تھے وہ ایک بہت بڑے افسر کے دفتر سے مشابہ تھا۔اس میں میز کرسی کتابیں وغیرہ رکھی تھیں اور دروازہ پر چک پڑی ہوئی تھی۔اس وقت حضور ؑ کچھ لکھ رہے تھے) تب میں نے کہا کہ اب سوچ بچار کا وقت نہیں۔جہاں تک جلد ہو سکے۔مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی غلامی میں داخل ہو جانا چاہئے۔ ساتھ ہی میں نے محسوس کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات سے مجھے ایک عشق ہو گیا ہے۔ان دنوں حضور مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے ہوئے تھے۔حضور کی واپسی پر امرتسر کے اسٹیشن پر گاڑی میں حضور کے دست مبارک پر بیعت کر کے فروری 1921ء میں جماعت احمدیہ میں داخل ہو گیا۔الحمد للہ علیٰ ذالک

اس کے بعد کئی ایک فتنے اٹھے۔لیکن حضور کی نسبت میرے دل میں ذرا بھر شک پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ہر دفعہ ایمان میں ترقی پائی۔یہ محض اللہ تعالیٰ کا ہی فضل ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے۔

1922ء کے آغاز میں ایک تقریب پر لاہور گیا۔ان دنوں بسبب مسجد نہ ہونے کے نماز مبارک منزل (جو کہ میاں چراغ الدین صاحب مرحوم کا مکان ہے) میں ہوا کرتی تھی۔نماز سے تھوڑی دیر بعد بھائی عبدالعزیز صاحب مغل نے ایک جیب گھڑی لا کر مجھے دی۔تا اسے مرمت کردوں۔اس کا کیس کھول کر جب مشین دیکھی۔تو سخت متعجب ہوا۔کیونکہ اس گھڑی میں بجائے ایک کے دو مین سپرنگس (mian springs) لگے ہوئے تھے۔مجھے متعجب پا کر مغل صاحب نے کہا۔کیا یہ گھڑی بن سکتی ہے۔جانتے ہو کس کی ہے۔میں نے نفی میں جواب دیا۔فرمایا یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گھڑی

ہے۔ میں نے جواب دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گھڑی ہو اور بن نہ سکے۔ اسی وقت مجھے اپنا پرانا خواب یاد آ گیا۔ جو کہ 1916ء میں دیکھا تھا۔ جس کو پہلے درج کر آیا ہوں۔ میں نے اس خواب کو وہاں سب کو سنایا۔ میں اس گھڑی کو برائے مرمت امرتسر لے آیا۔ اور جس دن میں نے اس کو مرمت کیا۔ رات کو زلزلہ آیا۔ جس سے شور پڑ گیا۔

میں یہ بھی واضح کر دوں کہ جس طرح خواب میں گھڑی لانے والا شخص میری داہنی طرف آ کر کھڑا ہوا تھا۔ اسی طرح بھائی عبدالعزیز صاحب مغل میری داہنی طرف گھڑی دے کر کھڑے رہے۔ اس گھڑی والے واقعہ کے متعلق ذیل میں بھائی صاحب موصوف کی شہادت درج کی جاتی ہے۔

شہادت بھائی عبدالعزیز صاحب مغل ساکن لاہور

جہاں تک مجھے یاد ہے چوہدری صاحب نے جو واقعہ خواب کا گھڑی کی نسبت لکھا ہے۔ مجھے بھی سنایا تھا۔ اس کے علاوہ یہ گھڑی حضرت ام المومنین مدظلہا العالی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے دوسرے سال جہاں تک مجھے یاد ہے لاہور میں ہمارے مکان پر مجھ کو عطاء فرمائی تھی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جیب کی گھڑی ہے۔ جسے حضور پاس رکھتے تھے۔ وقت دیکھنے کیلئے اس کی چابی آٹھ دن کی ہے۔ اس میں دو سپرنگ ہیں۔ اور سنٹر جول بھی ہے۔ جس پر سوئیاں چلتی ہیں۔ ایک چابی کی ہے۔ چوہدری عبدالرحیم صاحب نے اس کو صاف اور مرمت کیا تھا۔ اور یہ گھڑی دیکھ کر ان کو اپنی خواب یاد آ گئی۔ وہ گھڑی اب بھی میرے پاس ہے۔ اور چلتی ہے۔ یہ چند حروف میں نے گواہی کے طور پر لکھ دئے ہیں۔ کہ سند رہے۔

خاکسار:۔ عبدالعزیز ولد میاں چراغ الدین صاحب رضی اللہ عنہ ساکن لاہور۔

(از چٹھی مرقومہ 5 نومبر 1939ء)

تمام انبیاء کی زیارت کی

(از جناب خواجہ صاحب دین صاحب ڈھینگیرہ ہاؤس گوجرانوالہ)

''میں خداوند تعالیٰ کی قسم کھا کر حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نیچے درج کر رہا ہوں۔ وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

میں ابھی طالب علم تھا اور مڈل کلاس میں تعلیم پاتا تھا۔ اور غالباً 1892ء میں بیعت کی تھی۔ میں نے ان ایام میں بہت رویا دیکھیں۔ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت مبارک میں تحریر کر کے ارسال کیں۔ تو حضور کا جواب آیا۔ کہ ''تمہاری سب خوابیں ہمارے ماننے سے پوری ہوگئی ہیں''۔ خوابیں تو بہت تھیں مگر جو اس وقت یاد ہیں وہ عرض کرتا ہوں۔ (۱) ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تمام انبیاء ایک اونچے قطعہء زمین پر جمع ہیں اور وہ قطعہء زمین اس طرح اونچا ہے جس طرح شالامار باغ کا تختہ۔ اسی طرح چند سیڑھیاں ایک کونے پر ہیں۔ جن پر چڑھ کر اس تختہ پر جانے کا راستہ ہے۔ ان سیڑھیوں کے اوپر حضرت ادریسؑ کھڑے ہیں۔ میں آگے بڑھ کر ان کے سامنے کھڑا ہوں۔ تمام انبیاء کی زیارت کی۔

(۲) ایک مرتبہ میں نے ایک احمد نامی شخص کی شکل پر خداوند ذوالجلال کو دیکھا۔ وہ احمد نامی شخص ہمارے شہر میں اپنی برادری کا چوہدری تھا۔

(۳) ایک مرتبہ خواب میں دیکھا (یہ حضور کے وصال کے بعد خواب دیکھی تھی) کہ لوگ کثرت سے جمع ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا روز ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز جمعہ پڑھائی ہے۔ حضورؑ ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور کی ناف سے پانی کی ایک موٹی دھار نکل رہی ہے اور دور فاصلے پر جاتی ہے اور اس پانی کی دھار سے لوگ وضو کر رہے ہیں۔ یہ خواب میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت مبارک میں تحریر کی تھی۔ تو حضورؓ کا جواب آیا تھا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ حضورؑ کی اولاد کے ذریعہ دنیا میں اسلام پھیلے گا''۔ (از چٹھی مرقومہ یکم نومبر 1939ء)

بعض عجیب نظارے

(از جناب سید محمد شاہ صاحب احمدی حال پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ فتح پور ضلع گجرات پنجاب)

''میری پیدائش تقریباً 1877ء میں ہوئی ہے۔ ایک عرصہ تک میں تعلیم اسلامی حاصل کرتا رہا۔ اور اردو لوئر مڈل حاصل کرنے کے بعد میں رسالہ نمبر 8 کیوری میں مورخہ 29 مارچ 1896ء کو ملازم ہو گیا۔ ملازمت کے وقت میری عمر 18 سال ہو گی۔ گو میں نیک نہ تھا۔ مگر نیکوں کی صحبت کا مشتاق تھا۔ کشاں کشاں 1900ء کا زمانہ آیا۔ میرے رشتہ دار بعض احباب احمدیت میں داخل ہو گئے۔ میرے تایازاد بھائی سید محمود شاہ صاحب فتح پوری جو عالم باعمل تھے۔ انہوں نے دعا استخارہ کی مجھے ترغیب دی۔ میں نے فوراً اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ دو ہفتہ گزرنے کے بعد مجھے خواب میں نظارہ نظر آیا۔

(۱) **ٹھنڈا سورج:۔** غیب سے کوئی آواز دیتا ہے کہ سورج زمین پر اتر آیا ہے۔ میں نے یہ آواز اپنے کانوں سے سنی۔ اور جہت مشرق کی طرف رخ کیا۔ جس طرف سے سورج کی روشنی نمودار ہو رہی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا باغ ہے۔ جس کی حدود لا محدود ہیں اور فصیلدار ہے۔ چاروں طرف ہر مذہب و ملت کے آدمی دیوار سے باہر کھڑے ہیں۔ میں مغرب کی طرف سے اس باغ میں داخل ہوا۔ باغ نہایت خوشنماء اور سڑکیں سیدھی اور چمکیلی ہیں۔ چاروں طرف ہر قسم کے پھلدار درخت لہلہا رہے ہیں۔ میں سیدھا اس سورج کی طرف جا رہا ہوں۔ مگر لوگ جو کہ چاروں طرف باہر کھڑے نظر آ رہے ہیں۔ بڑے زور شور سے مجھے روکتے ہیں کہ سورج کے نزدیک مت جانا۔ ورنہ جل جاوے گا۔ میں ان کی آواز کی لا پرواہی کر کے سورج پر ہاتھ پھیر رہا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ لوگ کیسے مجہول ہیں۔ یہ سورج تو بہت ٹھنڈا اور صاف ہے۔ اس کی گرمی تو مجھے محسوس نہیں ہوتی۔ پھر میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ یہ خواب چھاؤنی نوشہرہ میں دکھلائی گئی۔ چند یوم گزرنے کے بعد دیکھتا ہوں۔

(۲) **ایڈورڈ ہفتم کی سواری:۔** کہ ایک لائن ریلوے بہت بلند ہے۔ جو کہ شہر نوشہرہ سے ملاکنڈ کی طرف جاتی ہے۔ اس پر ایک انجن تیزی سے جا رہا ہے۔ جس کے ساتھ سنہری گاڑیاں

فرسٹ کلاس لگی ہیں۔ اور بہت خوبصورت ہیں۔ ہماری فوج میں شور پڑ گیا کہ بادشاہ صاحب **ایڈورڈ ہفتم** کی سواری آ رہی ہے۔ میں مغرب کی طرف نظر اٹھا کر کیا دیکھتا ہوں کہ تمام نفری ہمارے رسالہ کی. معہ فالوراور دیسی اور یورپین افسروں کے گاڑی کی طرف ڈبل مارچ کر رہے ہیں۔ اور جا رہے ہیں۔ میں نے بھی اس کی طرف ڈبل اس زور سے کیا۔ کہ تمام لوگوں سے آگے نکل گیا۔ میرے قریب پہنچنے پر گاڑی تھم گئی۔ اور مجھے ایک صاحب نے گاڑی پر میرا ہاتھ پکڑ کر سوار کر لیا۔ گاڑی پر بیٹھ گیا ہوں۔ میرے آگے بادشاہ سلامت ہیں۔ اور ان کے بائیں جانب ان کے وزیر ہیں۔ میں سوچتا ہوں کہ بادشاہ سلامت تو یورپین ہیں۔ مگر ان کے سر کے بال لمبے اور دیسی آدمی جیسے ہیں۔ مجھے تمنا ہوئی اور خواہش ہوئی کہ کبھی بادشاہ سلامت اپنا چہرہ دکھلا دیں۔ تو میں شناخت کر لوں۔ تو بادشاہ سلامت نے میری طرف دیکھا اور مسکرائے۔ اور میں خواب سے بیدار ہو گیا۔

علی الصبح میں نے چند آدمیوں سے یہ خواب بیان کی۔ مگر کسی نے تسلی بخش تعبیر نہ کی۔ مجھے خواب میں پھر سمجھایا گیا۔ کہ یہ اس زمانے کا مامور ہے جس نے دعویٰ کیا ہے۔ یہی بادشاہ ہے، کیونکہ نبی اپنے زمانہ کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اور پہلی خواب جو سورج زمین پر گر گیا۔ اس کی یہ تعبیر ہے کہ چونکہ سورج مشرق کی طرف زمین میں نازل ہو رہا ہے۔ تو قادیان بھی نوشہرہ چھاؤنی سے مشرق کی طرف واقع ہے۔ سورج سے مراد حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ جنہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ میں ہی مہدی معہود ہوں۔

میں نے پندرہ یوم کی رخصت کی درخواست کر دی۔ منظوری کے بعد میں سیدھا قادیان کی طرف آیا۔ میں بالکل ناواقف تھا۔ اور نہ کوئی دارالامان میں جانتا تھا۔ میں نے حضور علیہ السلام کو بعد نماز فجر دیکھا۔ تو وہی حلیہ پایا۔ جو خواب میں بادشاہ کا دکھلایا گیا۔ میں نے معاً اس وقت اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ ال ابراھیم انك حمید مجید پڑھ کر مصافحہ کیا۔ پھر حضور علیہ السلام گھر میں تشریف لے گئے۔ باہر گیا تو مسجد مبارک کے سامنے ایک شخص کو پایا۔ جس نے کہ مجھے گاڑی پر سوار کیا تھا۔ اور بادشاہ کا وزیر بائیں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ تھے۔ ان کا دیدار ہوا۔ اور ملاقات ہوئی۔ دوسرے روز میں نے بیعت کی درخواست کی۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ ابھی ٹھہریں۔ اسی طرح روزانہ درخواست کرتا رہا۔ مگر ٹھہرنے کا حکم ملتا رہا۔ میری رخصت میں صرف دو یوم باقی رہ گئے۔ تو حضور کے

دست مبارک پر میں نے بیعت کی۔ اور واپسی کی اجازت پر میں اپنی حاضری پر فوج میں حاضر ہو گیا۔ اور جس گاڑی میں خاکسار سوار ہوا وہ بہت تیز تھی۔ مگر کفر نامہ نہ معلوم کس ٹرین پر سوار ہوا۔ کہ وہ مجھ سے پہلے فوج میں پہنچ گیا۔ پھر کیا تھا۔ فوج میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا۔ ہر موقعہ اور ہر محل پر بڑے بڑے معرکوں میں اللہ تعالیٰ ہی مدد فرما تا رہا۔ اگر اس کے فضلوں کی فہرست درج کروں۔ تو ایک بڑی ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔ یہ محض اس کا فضل تھا کہ اتنی بڑی مخالفت میں اور پھر فوج میں ثابت قدم رہا۔ بلکہ رسالہ نمبر 8 کیوری میں ایک جماعت قائم ہو گئی۔ اور فوج کے بڑے سردار رسالدار میجر اور وردی میجر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مصدق ہو گئے۔ اور مجھے فوج میں بھی اللہ تعالیٰ نے اکیلا نہ رکھا۔ بلکہ کامل آزادی بخشی۔ فوج میں میری بڑی مخالفت ہوئی۔ مگر ایک زمانہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری یہاں عزت اور حرمت قائم کر دی۔'' (از چٹھی مرقومہ 29/ اکتوبر 1939ء)

تمہارا گمشدہ قرآن مجید حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے پاس ملے گا!

(از جناب سید پیر غوث محمد صاحب حاجی الحرمین الشریفین مرحوم ساکن گولیکی ضلع گجرات، مرسلہ جناب پیر محمد عبد اللہ صاحب ساکن گولیکی ضلع گجرات)

''قبلہ والدی المرحوم پیر غوث محمد صاحب حاجی الحرمین الشریفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت ایک رویاء کی بناء پر ہوئی۔ جو کہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ کہ قبلہ والدی المرحوم کو بچپن سے ہی اہل اللہ کی زیارت کا شوق تھا۔ اسی بناء پر دور دراز پیدل سفر کر کے بیت اللہ شریف اور روضہء حضرت سرور کائنات ﷺ کی زیارت بھی کی۔ اور سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کی زیارت بھی کی۔ اور خواب اور کشف میں بھی زیارت ہوئی۔ علاوہ ازیں اس زمانہ کے بزرگوں کی بھی جہاں جہاں سنتے مستفیض ہونے کے واسطے حاضر خدمت ہوتے۔ اس اثناء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چرچا بھی سنا۔ جو کہ 1902ء یا 1903ء کا واقعہ ہے۔ قبل اس کے حضرت قبلہ ماموں جان

مولانا مولوی امام الدین صاحب ابوالکمل حضور کی بیعت کر چکے تھے۔ اور مولانا مولوی غلام رسول راجیکی بھی آپ کی معیت میں بیعت کر چکے تھے۔ تو جب والد صاحب نے یہ واقعہ سنا۔ ان سے کچھ جھگڑا بھی کیا۔ اس جھگڑے میں آپ کو ایک رات خواب آیا۔ کہ میرا قرآن مجید جس پر منزل پڑھتا ہوں۔ گم ہو گیا ہے۔ کہ خواب دیکھ کر ایک سخت پریشانی ہوئی۔ مولوی صاحب کے پاس اس بات کا ذکر بھی کیا۔ تو جواباً مولوی صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب کے بارے میں آپ استخارہ کریں۔ لہٰذا آپ نے استخارہ مسنون کیا۔ جس میں آپ کو ایک رویاء ہوا۔ جس میں آپ نے حضرت رسول اکرم ﷺ کو ایک بڑے عالیشان تخت پر جلوہ افروز دیکھا۔ اور پاس ہی حضرت سید عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ اتنے میں ایک شخص بڑے عالی رتبہ عالیشان بزرگ کو آتے دیکھا۔ وہ آکر رسول کریم ﷺ سے مصافحہ کر کے آپ کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے ہیں۔ اور وہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اتنے میں ایک اور بزرگ جو کہ آپ کے والد صاحب کے جد امجد حضرت دیوان حاجی عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پشند ور والے ہیں۔ زیارت و مصافحہ کے بعد میری طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ کہ لو بیٹا اب تمہارا قرآن مجید ان صاحب سے ملے گا۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام سے۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ بعدہ سفر قادیان طے کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی"۔

(از چٹھی مرقومہ 26 ستمبر 1939ء)

نورانی چمکار

(از شیخ عبدالغنی صاحب اوورسیئر بنگلہ فقیریاں ساکن بھمبوئی ڈاک خانہ چوہدری والا ضلع گورداسپور

از نوٹ بک جناب مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور انچارج تحریک جدید قادیان)

خاکسار مورخہ 22 ستمبر 1933 بروز جمعہ بوقت شب بابو عبدالغنی صاحب اوورسیئر فقیریاں کے ہاں بمقام بنگلہ فقیریاں مہمان ہوا۔ میرے ہمراہ غلام قادر احمدی سکنہ چک نمبر 46 شمالی متصل سرگودھا بھی تھا۔ ہم دونوں کو رات کے وقت بابو صاحب ممدوح نے اپنے آغاز بیعت کا حال سنایا۔ جو درج ذیل کرتا ہوں۔ فرمایا:

''کہ مجھے انجینئرنگ سکول لاہو میں تعلیم پانے کی حالت میں صرف اس قدر خیال آیا کرتا تھا۔ کہ بے مرشد ہونا ٹھیک نہیں۔ کسی نہ کسی شخص کی بیعت کرنی ضرور چاہیئے۔ ہمارے ہم جماعت ایک صاحب مسمی ملک رسول بخش احمدی نوجوان تھے۔ جو غالباً ڈیرہ غازیخان کی طرف کے تھے۔ وہ کوئی عالم تو نہ تھے۔ لیکن جب کبھی وہ کسی مذہبی معاملہ میں اپنا خیال ظاہر کرتے۔ تو ان کی بات وزن دار اور معقول ہوا کرتی تھی۔ ان دنوں میں پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری لاہور میں آئے۔ ہماری کلاس کے بعض طالب علم ان کے مرید تھے۔ وہ ان کے ملنے کے واسطے جانے لگے۔ انہوں نے مجھے بھی جانے اور پیر صاحب کی زیارت کرنے کی تحریک کی۔ میں نے مشورہ کے طور پر اپنے دوست رسول بخش سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں بے شک چلے جاؤ۔ لیکن یہ یاد رکھنا کہ وہاں سوائے حضرت مرزا صاحب کے حق میں بدگوئی کرنے کے اور کیا دیکھو گے۔ یہ بدگوئی اور گالی گلوچ نکالنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے پاس کوئی خوبی نہیں ہے۔ جس کو وہ پیش کر سکیں۔ چنانچہ میں گیا۔ تو پیر صاحب نے میری طرف بہت ہی توجہ کی۔ اور مجھے اپنے گلے لگاتے رہے۔ لیکن مجھ پر کوئی بھی اثر نہ ہوا۔ اس کے بعد اس مجلس میں کسی طرح حضرت مرزا صاحب کا ذکر آ گیا۔ تو پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے حق میں مغلظات بولنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جسے سن کر مجھے بہت نفرت ہوگئی۔ اور خیال ہو گیا۔ کہ ان کے اندر کئی خوبی نہیں۔ کہ جس کا اظہار ان سے ہو سکے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے تاکید کی۔ کہ کل ضرور آنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن میرا دل نہ چاہا۔ اور مجھے رسول بخش صاحب کی بات درست ثابت ہوئی۔ لیکن میں تحقیقات کرنے کی قابلیت نہ رکھتا تھا۔ مجھے رسول بخش صاحب نے کہا کہ تم خدا سے دعا کرتے رہا کرو۔ کہ الٰہی اگر یہ سلسلہ حق ہے۔ تو خود مجھے اس کی طرف راہنمائی کر۔ آخر مجھے ایک دن دعا کر کے سونے پر خواب آیا۔ دیکھتا ہوں کہ لاہور آرٹ سکول اور یونیورسٹی ہال کے درمیان والا میدان ہے۔ جس میں اونچی جگہ ہے۔ اس پر مسند لگا ہوا ہے۔ جس پر ایک میں بیٹھا ہوں۔ اور دوسرا رسول بخش مذکور ہے۔ اور تیسرا ایک طالب علم ہے۔ جس کو خواب میں تو میں جانتا تھا لیکن بعد میں یاد نہ رہا اسی حالت میں آسمان سے ایک نورانی چمکارا زمین پر پڑا۔ جیسا کہ کوئی نہایت ہی منور ستارا ٹوٹتا ہے۔ اس قدر زبردست روشنی ہوگئی۔ کہ زمین کا ایک ایک تنکا بھی نظر آنے لگ گیا۔ اسی حالت میں ایک آواز آئی کہ اے لوگو اس قدر روشنی دیکھ کر تم اب بھی ایمان نہ لاؤ گے۔ کہ حضرت مرزا صاحب سچے مسیح موعود ہیں۔ اب تو امیر کابل بھی احمدی ہو گیا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اور اس خواب نے میرے دل میں یقین پیدا کر دیا۔

کہ یہ سلسلہ سچا ہے اور اب کسی تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے میں یہ خواب اپنے دوست رسول بخش مذکور سے ذکر کی۔ اور ساتھ ہی یہ ارادہ ظاہر کیا۔ کہ اب مجھے بتایا جاوے۔ کہ میں بیعت کس طرح سے کروں۔ انہوں نے کہا کہ صرف ایک پیسہ کا کارڈ کافی ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ سے بیعت کا خط حضرت صاحب کے حضور لکھ دیا''۔

نیز میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ یہ بالکل صحیح ہے۔ اور اگر اس میں کچھ زیادتی اپنی طرف سے کر رہا ہوں تو اس زندگی اور آخرت میں مجھ پر عذاب الٰہی نازل ہو۔

Certefied that the above facts are true" Abdul Ghani 27/11/33

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آسمان پر

(مرسلہ جناب چوہدری منظور احمد خان صاحب ثاقب ہڑپہ ضلع منٹگمری حال وارد قادیان)

''میرے والد حضرت منشی کریم الدین صاحب مرحوم نے 1930ء میں بھی اور اس سے قبل بھی کئی بار مجھے اور دیگر اشخاص کو اپنے احمدی ہونے کا باعث اپنا کشف بیان فرمایا۔ جو کہ میں قسمیہ طور پر درج ذیل کرتا ہوں۔ حضرت والد صاحب 1912ء کے پہلے جبکہ نہر لوئر باری دوآب ضلع منٹگمری کو سیراب نہیں کرتی تھے۔ اس وقت موضع کبیر والا ضلع منٹگمری سے دورہ فرما کر موضع ہڑپہ ضلع منٹگمری کی طرف تشریف لا رہے تھے۔ کہ اثنائے سفر میں حضور نے احمدیت کی سچائی کیلئے خدا سے نشان طلب کیا۔ چنانچہ اسی وقت عالم کشف میں دیکھا۔ کہ بادل امڈ آیا ہے اور بارش اور ہوا سخت ہو گئی ہے اور حضرت والد صاحب اوندھے منہ گر گئے ہیں اور آسمان کی طرف دیکھا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر بیٹھے ہیں۔

اس کشف کے بعد فوراً حضرت والد صاحب نے بذریعہ خط حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ نیز قبل ازیں شیخ جان محمد صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس کی تبلیغ بھی اثر کر چکی تھی اور اور اسی بناء پر حضرت والد صاحب نے دعا کی تھی''۔

کیا تو غیر احمدی ہی مرجائے گا؟

(از جناب بابو عبدالکریم خان یوسف زئی تار ماسٹر پونچھ کشمیر)

خاکسار عبدالکریم خان یوسف زئی ولد منشی نواب علی خان سکنہ پونچھ کے بیعت کرنے کے مندرجہ ذیل حالات ہیں۔ میرے تایا رستم علی خان صاحب ایک خدا رسیدہ انسان تھے اور درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ انہیں قرآن شریف کے درس تدریس کا بہت شوق تھا۔ اور اسی میں انہوں نے اپنی ساری عمر بسر کی۔ ایک دفعہ میری والدہ صاحبہ نے دوران تلاوت قرآن کریم میں جناب تایا صاحب سے دریافت کیا کہ بھائی صاحب یہ تو بتلائیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام زندہ آسمان پر اب تک موجود ہیں۔ آپ کو قرآن شریف سے کیا پتہ چلتا ہے۔ اس پر میرے روبرو انہوں نے فرمایا۔

''خدا کی باتیں خدا ہی جانے مجھے تو قرآن شریف سے حضرت عیسی علیہ السلام زندہ ثابت نہیں ہوتے''۔ یہ پہلی آواز تھی۔ جو میرے کان میں پڑی۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق ان دنوں خوب چرچا تھا۔ میرے والد صاحب منشی نواب علی خان ان دنوں گو سلسلہ کے مداح تھے مگر اعلانیہ بیعت نہیں کی تھے۔ آخر انہوں نے بعض دوستوں کے سمجھانے سے بیعت تو کر لی۔ مگر اطمینان قلب حاصل نہیں تھا۔ بعد میں ایک خواب کی بناء پر پورا اطمینان حاصل ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے پھر ایک پر جوش احمدی بن گئے۔ اور آج تک ہیں۔ مجھے بھی انہوں نے تبلیغ جاری رکھی۔ مگر میں ہمیشہ ان سے اس بارے میں جھگڑتا رہتا تھا۔ حتی کہ وہ تنگ آ کر ایک دن اپنا مکان چھوڑ کر دوسری جگہ جانے پر آمادہ بھی ہو گئے۔ لیکن میں احمدیت کا بدستور مخالف رہا۔ مگر اس جماعت کے اتفاق اور اتحاد کو دیکھ کر میں متاثر ضرور تھا۔

ایک دن شام کے وقت میں بحالت بخار لیٹا ہوا ہائے ہائے کر رہا تھا۔ اتنے میں قدرے میری آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مجھے جھنجھوڑ کر کہتا ہے۔ ''کیا تو غیر احمدی ہی مر جائے گا''۔ خواب میں میں بہت سخت ڈرا اور بیدار ہوتے ہی استغفر اللہ استغفر اللہ پڑھنا شروع کیا۔ اسی وقت میں نے اپنی بیعت کا خط لکھ کر جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب (جو ان دنوں انجمن اسلامیہ پونچھ کی دعوت پر پونچھ آئے ہوئے تھے) کے حوالے کیا۔ وہ دن غالباً 8 جون 1933ء کا

تھا۔ اس کے بعد کمترین نے اپنے آپ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی تبدیلی محسوس کی جس کا کہ اغیار کو بھی احساس ہے''۔ (از مرسلہ 6 جولائی 1939ء)

یہ نبی اللہ کا اشتہار ہے

(از جناب قمر الدین صاحب سب انسپکٹر پولیس جموں)

خاکسار نے 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل کی بناء پر تھی۔

(ا) 1977 بکرمی میں مجھے ایک خواب آئی کہ ایک میدان میں ایک چارپائی ہے۔ اس پر دو گدڑی پوش فقیر بیٹھے ہیں اور ان فقیروں کے آگے زمین پر ایک شخص حافظ محمد دین صاحب جو کہ ضلع گورداسپور کے تھے۔ چرخہ لئے ہوئے کات رہے ہیں۔ میں ان فقیروں کے پاس چارپائی پر بیٹھ گیا۔ تو اسی اثناء میں میرے والد صاحب مرحوم بھی وہاں آ گئے۔ تو وہ بھی چارپائی پر بیٹھ گئے۔ اور تھوڑی دیر بیٹھ کر روانہ ہونے لگے۔ تو میں نے ان کے ساتھ اٹھ کر باتیں کرنی شروع کر دیں۔ باتیں کرتے کرتے میں اور والد صاحب ایک کمرے میں جہاں کچھ کتابیں سلسلہ احمدیہ کی دو میخوں پر ٹنگی ہوئی ہیں۔ اور ایک الماری میں مختلف اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑے ہوئے ہیں پہنچے۔ ان میں سے سبز اشتہار میں نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور والد صاحب سے عرض کیا۔ کہ یہ ولی اللہ کا اشتہار ہے تو والد صاحب نے فرمایا۔ اس کا درجہ ولی اللہ سے بڑھ کر ہے۔ **''یہ نبی اللہ کا اشتہار ہے''**۔ اس کے بعد میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ میرے لئے تکالیف سے نجات کی دعا کریں۔ تو والد صاحب نے فرمایا کہ آپ کیلئے دعا کی جاوے۔ آپ کو تو خداوند کریم نے ایک لڑکا دیا ہے۔ یہ خواب میں نے تمام احمدی اور غیر احمدی رشتہ داروں اور بیوی کو سنائی۔ اس سے پہلے میرے ہاں تین لڑکیاں تھیں۔ چنانچہ یکم ساون 1981 بکرمی کو بروز پیر عید الضحیٰ کے دن وہ لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے جس کا نام بشیر احمد رکھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس لڑکے کی اقبالمندی اور ترقی کے متعلق بھی بہت سی خوابیں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں پورا کرے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قادیان میں

(۲) 1984 بکرمی میں خاکسار کو ایک خواب دکھلایا گیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے پاس کھڑے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ میں یہاں آیا ہوں دوسری دفعہ قادیان میں اس مکان میں جو کہ جانب گوشہ شمال مشرقی خام مکان ہے اور دیوا جل رہا ہے۔ آؤں گا''۔ (از چٹھی مرقومہ 21 جون 1939ء)

گئے تھے شکار کرنے خود شکار ہو گئے

(از جناب مولانا مولوی عبدالاحد صاحب ٹیچر مدرسہ احمدیہ قادیان دارالامان)

''میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر قسمیہ معروض ہوں۔ کہ جو مندرجہ ذیل خواب میں نے دیکھی ہے۔ بلاکم و کاست بیان کی ہے۔ واللہ علیٰ ما اقول شهید جس طرح بارش کے بعد مردہ زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اور ہر مقام پر اس کے مناسب حال سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی مامور من اللہ مبعوث کیا جاتا ہے۔ تو اس وقت مردہ دلوں میں روح حیات پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لوگوں کی طبائع میں روحانی میلان اور محبوب حقیقی کیلئے محبت کی آگ سلگنے لگتی ہے اور ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس روحانی وجود کی آمد سے فیضیاب ہوتا ہے۔ خاکسار پر بھی چونکہ بذریعہ خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت منکشف ہوئی۔ اس لئے وہ خواب ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

میرے بڑے بھائی مولوی عبدالجلیل صاحب مرحوم جو بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں بغیر اطلاع کے پشاور سے سیدھے قادیان تشریف لائے۔ اور مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد والدہ صاحبہ کو اس امر کی اطلاع ہو گئی جس کی وجہ سے انہیں بہت صدمہ ہوا۔ اور کئی ہمارے دشمنوں نے والدہ صاحبہ کو طعنے دیئے کہ تمہارا لڑکا مرزائی بن گیا ہے۔ اسی دوران میں میں پشاور سے گھر آیا۔ تو والدہ صاحبہ نے سارا ماجرا سنایا۔ اور مجھے کہا کہ قادیان جاؤ۔ اور جس طرح بھی ہو سکے۔ اپنے بھائی کو واپس لاؤ۔ میں سیدھا وہاں سے قادیان پہنچا۔ یہاں چند روز قیام کیا۔ اور ہر طرح سے انہیں سمجھایا۔

مگر وہ چٹان کی طرح اپنے ایمان پر قائم رہے۔ اسی دوران میں ایک رات میں نے دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے ہاں کی بڑی مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور حضورؑ نے مجھے بلوا بھیجا۔ میں جب مسجد میں پہنچا۔ تو حضورؑ نے ممبر پر کھڑے ہو کر اپنے دعویٰ کے دلائل ایسے برجستہ طور پر بیان فرمائے کہ میں نے خیال کیا۔ کہ اب یہ سارا شہر ہی احمدی ہو جائے گا۔ مگر جب حضورؑ نے لیکچر ختم کیا۔ تو لوگوں نے حضورؑ کی بہت مخالفت کی۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ رؤسا جو اس وقت مسجد میں بیٹھے تھے وہ ذلیل ہو گئے ہیں۔ کوئی ان میں سے لوہار بن گیا ہے اور کوئی ترکھان اور بہت خستہ حالت میں ہیں۔ تب حضورؑ نے ٹریکٹوں کا ایک پلندہ مجھے دیا اور فرمایا کہ جاؤ اسے لوگوں میں تقسیم کرو۔ اس پر میں نے وہ ٹریکٹ لئے اور لوگوں میں تقسیم کرنے شروع کر دیئے ٹریکٹ ایسے لطیف پیرایہ میں لکھے گئے تھے کہ عقل حیران ہوتی تھی۔ اور ان میں ایسے ایسے قرآنی حقائق و معارف درج تھے کہ جن سے اسلام کی صداقت اور لکھنے والے کی راستبازی اور پاکیزگی برستی تھی۔ صبح کو جب میں اٹھا تو یہ خواب میخ کی طرح میرے سینے میں دھنسی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ چنانچہ اسی روز عصر کے وقت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر مسجد مبارک میں مجھے احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

(از چٹھی مرقومہ 18 جون 1939ء)

مامور صادق کی کشش!!

(از جناب بھائی اللہ دتا صاحب سپاہی ماہل پور ضلع ہوشیار پور)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے خوابی بیان حسب ذیل عرض کرتا ہوں۔

(ا) 1898ء یا 1899ء کا واقعہ ہے کہ ایک احمدی شخص بندہ کو ازالہ اوہام سے عیسٰیؑ کی وفات کے متعلق مضمون سنا رہا تھا لیکن حیات مسیح کے پرانے عقیدے کی بناء پر کوئی تسلی نہیں ہوتی تھی۔ آخر کار ایک دن اللہ تعالیٰ نے خواب میں مجھے قادیان پہنچا دیا۔ وہاں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو

اندرونی سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے دیکھا۔حضورؑ کی صورت دیکھتے ہی سب اختلافات دور ہو گئے اور دل میں اس قدر شوق بڑھا کہ جی چاہتا تھا کہ ابھی اڑ کر حضورؑ کی بیعت کرلوں۔ بندہ نے فوراً بذریعہ خط بیعت کرلی۔اور 1905ء میں قادیان جا کر حضورؑ کے ہاتھ پر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

(از چٹھی مرقومہ 4 جولائی 1939ء)

حضرت مرزا صاحب کے ذریعے ہی آنحضرت ﷺ تک انسان پہنچ سکتا ہے

(از جناب خواجہ محمد صدیق صاحب لیگج انسپکٹر لاہور)

1914ء میں جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب نشان آسمانی صفحہ 38 پر یہ پڑھا کہ حق کے طالبوں کیلئے آسان راستہ یہ ہے۔ کہ وہ بالکل نیک نیت ہو کر میرے دعویٰ کے متعلق اللہ تعالیٰ سے فیصلہ چاہیں کہ وہ میرے صدق یا کذب کے متعلق بذریعہ رویاء یا کشف یا الہام ان پر حق کھول دے۔تو میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی سے دعا کرنی شروع کردی۔ چند روز کے بعد میں نے رویاء دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے۔اور اس میں گول دائرے میں بہت سے جھونپڑے بنے ہوئے ہیں۔اور درمیان میں ایک عالیشان محل ہے۔میں نے ایک شخص سے دریافت کیا۔کہ یہ کونسی جگہ ہے اس نے مجھے جواب دیا کیا تم مسلمان نہیں ہو۔میں نے کہا بے شک میں مسلمان ہوں۔وہ کہنے لگا۔ اگر تم مسلمان ہوتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ یہ کونسی جگہ ہے میں نے کہا کہ میں تو ضرور مسلمان ہوں لیکن اگر تم مجھے مسلمان نہیں بھی سمجھتے تو بھی بتلا دو۔کہ یہ کونسی جگہ ہے۔اس نے جواب دیا کہ سب جھونپڑے انبیاء کے ہیں۔اور درمیان میں آنحضرت ﷺ کا محل ہے۔میں نے سنتے ہی ارادہ کرلیا۔کہ اور کسی سے کیا کام مجھے سیدھا محل کی طرف جانا چاہئے۔چونکہ ہر دو جھونپڑوں کے درمیان کچھ جگہ خالی چھوڑی ہوئی تھی۔میں اس میں سے گزر کر محل کی طرف جانے لگا۔جوں جوں چلتا راستہ دشوار ہوتا گیا۔حتیٰ کہ محل تک پہنچنا ناممکن ہوگیا۔ناچار واپس لوٹ آیا۔اور دو چار جھونپڑے چھوڑ کر پھر محل کی طرف رخ کیا۔

تھوڑی دور جانے کے بعد پھر راستہ دشوار ہو گیا۔ اسی طرح تین چار دفعہ مختلف راستوں سے کوشش کی۔ مگر راستہ میں اس قدر نشیب و فراز تھا۔ کہ محل تک پہنچنا ممکن نہ تھا۔ چونکہ کسی جھونپڑے کے اندر کوئی آدمی بھی نہ تھا۔ اس لئے یہ بھی نہ دریافت کر سکا کہ محل کا راستہ کس طرف ہے۔ میں مایوس ہو گیا۔ اور خیال آیا کہ جو شخص مجھے کہتا تھا کہ میں مسلمان نہیں ہوں۔ وہ سچا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں محل تک نہیں پہنچ سکتا۔ آخر جب نہایت ہی مایوسی کی حالت میں جھونپڑوں کا دائرہ ختم ہونے لگا تو آخر میں ایک جگہ آہنی چادروں کی ایک چھت نظر آئی۔ جس کے نیچے لکڑی کا ایک تخت بچھا تھا اور اس پر تکیہ لگائے ایک بزرگ بیٹھے نظر آئے۔ ایک اور آدمی بھی قریب ہی نظر آیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ جھونپڑے تو سب انبیاء علیہم السلام کے ہیں۔ محل حضرت نبی کریم ﷺ کا ہے۔ یہ شخص کون ہے اس نے جواب دیا کہ یہ مرزا صاحب قادیان والے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ ان کو یہاں کیسے جگہ مل گئی۔ اس شخص نے جواب دیا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے نبی ہیں۔ میں آگے بڑھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ حضور نے مصافحہ کا شرف بخشا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور کے تخت والی جگہ سے ہی ایک نہایت ہی صاف ستھری سڑک سیدھی آنحضرت ﷺ کے محل کو جاتی ہے۔ میں اس سڑک کے راستہ سے فوراً محل تک پہنچ گیا۔ وہاں بیشمار لوگ بیٹھے تھے۔ میں بھی ان میں بیٹھ گیا۔ محل بہت بڑا اور نہایت خوبصورت تھا۔ نہایت خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

یہ رویاء دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کے متعلق تو میرے تمام شکوک رفع ہو گئے۔ مگر میں ایک اور الجھن میں پھنس گیا۔ اب یہ شبہ پیدا ہوا۔ کہ ایک قادیانی جماعت ہے دوسری لاہوری ہے اور دونوں ہی حق پر ہونے کی مدعی ہیں۔ گو مذکورہ بالا رویاء مکمل تھی۔ مگر میں نے اس وقت نہ سمجھنے کے باعث پھر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگنی شروع کی۔ کہ اے مولا جس طرح تو نے اپنے برگزیدہ مسیح علیہ السلام کی صداقت مجھ پر روشن کر دی ہے۔ اب یہ بھی روشن کر دے۔ کہ دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت حق پر ہے۔

خلافت حقہ ثانیہ کی صداقت میں ایک معنی خیز رویاء

(۲) چند ہی دنوں کے بعد میں نے پھر رویاء دیکھا۔ کہ بہشتی مقبرہ کے قریب آموں کے

درخت کے نیچے دو قطاروں میں کچھ لوگ کھڑے ہیں۔ اور میں بھی ایک قطار میں ہوں اور اس قطار میں اس وقت میں صرف پانچ بزرگوں کو ہی شناخت کر سکا۔ یعنی حافظ روشن علی صاحب، مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب، حضرت مولانا شیر علی صاحب، مولانا راجیکی صاحب اور سید میر محمد اسحاق صاحب ہماری قطار کے منہ بہشتی مقبرہ کی طرف تھے۔ دوسری قطار ہماری طرف منہ کئے ہمارے سامنے کھڑی تھی۔ اور بہشتی مقبرہ کی طرف ان کی پیٹھیں تھیں۔ اور اس قطار میں ایک سرے پر بائیں طرف مولوی محمد علی صاحب کھڑے تھے۔ ان کی نگاہ زمین کی طرف تھی۔ چہرہ متفکر اور گرد آلود تھا۔ ہماری قطار کے دائیں طرف دونوں قطاروں کے درمیان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکٹھے کھڑے تھے۔ اور بہشتی مقبرہ کی طرف دیکھ رہے تھے بہشتی مقبرہ کی طرف ایک نہایت ہی صاف سڑک دور تک نظر آرہی تھی۔ اس سڑک پر دور کچھ اونچائی پر ایک پل بھی نظر آتا تھا جو سڑک کی خوبصورتی میں اور بھی اضافہ کرنے والا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد پل پر کوئی چیز چمکتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔ سب کی نگاہیں ادھر جمی تھیں۔ وہ ہماری طرف آرہی تھی۔ جب نزدیک آگئی۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ایک نہایت خوبصورت فٹن ہے۔ اس کے گھوڑے بڑے مضبوط اور قد آور تھے۔ فٹن کا روغن اور گلٹ کا سامان وغیرہ خوب چمک رہے تھے۔ اس فٹن پر صرف آگے کی طرف ایک سیٹ تھی۔ جس پر آنحضرت ﷺ تشریف فرما تھے۔ اور حضور کے قدموں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے تھے۔ حضور کے دائیں ہاتھ میں گھوڑوں کی باگ تھی۔ اور بایاں دست مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بائیں کندھے پر تھا۔ حضرت مسیح موعود اپنا دایاں بازو حضور کے گھٹنوں پر رکھ کر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ آخر وہ فٹن وہاں آکر کھڑی ہوگئی۔ جہاں خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفے کھڑے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور آنحضرت ﷺ کا اس طرح بیٹھنا مجھے جب بھی یاد آتا ہے۔ ایک سرور سا ہو جاتا ہے اور بے اختیار زبان پر یہ شعر جاری ہو جاتا ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی — تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

سبحان اللہ ادب اور محبت اپنے انتہائی مقام میں نظر آتے تھے۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت نبی کریم ﷺ دونوں خلفاء کی طرف دیکھ کر مسکراتے رہے۔ صرف آنحضرت ﷺ نے مولوی محمد علی صاحب کی طرف دیکھا اور حضور کے

چہرہ مبارک پر نہایت غصہ کے آثار تھے۔ پھر حضور نے خلیفہ ثانی کی طرف دیکھا۔ مسکراتے ہوئے کچھ ارشاد فرمایا۔ جو حضرت خلیفہ اولؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوا کوئی نہ سن سکا۔ اس کے بعد حضور نے گھوڑوں کی باگ موڑی اور اسی سڑک پر واپس تشریف لے گئے۔

مولوی محمد علی صاحب نے نہ ہی آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تشریف لاتے دیکھا۔ نہ کھڑے ہوئے اور نہ جاتی دفعہ۔ آپ کی نگاہ نیچی ہی رہی۔ البتہ آپ کے ساتھیوں میں سے بعض لوگوں نے دیکھ لیا اور بہت بے تاب ہوئے۔ اس کے بعد میں نے پورے انشراح صدر کے ساتھ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک (از چٹھی مرقومہ 8 نومبر 1939ء)

کانچ کے ٹکڑوں کا بچھونا

(از جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب مہاجر دہلوی پسر مولا بخش صاحب قریشی پیشہ طبابت)

میں خداوند پاک کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ ذیل میں جو خواب درج کر رہا ہوں۔ وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

میں 1901ء کے ابتدائی مہینوں میں احمدیت میں داخل ہوا۔ احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق اس طرح سے ہوئی۔ کہ میں ریاست کپورتھلہ میں پڑھتا تھا۔ چونکہ وہاں احمدی بہت تھے اور ہر جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا رہتا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جب میں سنتا۔ تو اپنے پرانے خیالات کی بناء پر چنداں خیال نہ کرتا لیکن خداوند پاک کے فضل سے دو احمدی دوست مجھے ایسے ملے کہ میرے پیچھے ہی پڑ گئے۔ اور جب میں ان سے ملتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا ذکر کرتے رہتے۔ آخر میرا دل بھی کچھ اس طرف ہونے لگا۔ اور میں بہت دعائیں کرتا رہتا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنگل میں جا رہا ہوں۔ وہاں کوئی آبادی نظر نہ آئی۔ لیکن اسی جنگل میں مجھ کو ایک جھونپڑا نظر آیا۔ اس جگہ بہت سے مسلمان جمع ہیں۔ میں بھی وہاں چلا گیا۔ معلوم ہوا کہ یہاں حضرت محمد ﷺ تشریف لانے والے ہیں۔ اور آپؐ کی

آمد کی بہت خوشیاں ہو رہی ہیں۔ میں بھی ٹھہر گیا۔ وہاں اس جھونپڑے کے باہر ایک پلنگ بچھا ہوا ہے۔ اس پر بچھونا بچھایا گیا۔ اور اس بچھونے پر سرہانے سے پائینتی تک کانچ کے ٹکڑے پھیلا دیئے گئے۔ اور پھر اس پر سفید چادر بچھا دی۔ اور کہنے لگے کہ اس پر حضور بیٹھیں گے۔ اسی اثناء میں حضور تشریف لائے۔ چہرہ بہت بشاش ہے۔ نہایت ہی خوبصورت جوان ہیں۔ اور اچھے نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور سر پر ٹوپی ہے۔ لیکن حضور کھڑے ہیں۔ اور اس پلنگ پر نہیں بیٹھے۔ اسی وقت نظارہ بدل گیا۔ اب دیکھتا ہوں کہ میں قادیان کی طرف جا رہا ہوں۔ راستہ میں آموں وغیرہ کے باغات ہیں۔ اور میں خوشی سے قدم بڑھاتے ہوئے چلا جا رہا ہوں۔ اور دل میں کہتا ہوں۔ کہ ان باغات کے پیچھے قادیان ہے۔ بعد میں آنکھ کھل گئی۔

اس خواب کو دیکھ کر میں نے دل میں فیصلہ کیا۔ کہ موجودہ مسلمان ویسے تو حضرت رسول مقبول ﷺ کے بے حد شیدائی نظر آتے ہیں۔ لیکن دراصل یہ حضورؐ کے راستہ میں کانچ کے ٹکڑے پھیلا رہے ہیں۔ کیونکہ حضورؐ کی پیشگوئی کی بناء پر جو شخص آنے والا تھا۔ وہ یہی حضرت مرزا غلام احمد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ لہٰذا میں نے فوراً حضور کو بیعت کا ایک خط روانہ کر دیا۔ اور جب خود بعد میں قادیان پہنچا۔ تو خواب کے آخری حصہ والا نظارہ ہو بہو جا کر دیکھ لیا۔ (از چٹھی مرقومہ 24 ستمبر 1939ء)

مصدقین مسیح موعودؑ کی امتیازی شان

(از جناب حکیم ابوالخیر صاحب ولد مولوی نور مصطفیٰ صاحب قوم مغل سکنہ حصار)

یہ فقیر عرصہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت ذکر اذکار سنتا تھا۔ اور احمدی لوگوں سے کہیں کہیں گفتگو بھی کرتا تھا۔ مگر تمام زور مخالفت میں صرف کرتا تھا۔ عرصہ تقریباً دو ماہ کا ہوا کہ میں نے ایک روز بعد نماز عشاء درگاہ رب العزت میں درد دل سے دعا کی کہ یا رب العالمین تو ہی گمراہوں، اور بھولے بھٹکوں کو راہ ہدایت دکھانے والا اور ہر قسم کے فتنہ و شر سے بچانے والا ہے۔ اگر واقعی حضرت مرزا صاحب جنہوں نے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کیا ہے۔ سچے ہیں تو مجھ پر رحم فرما اور حق کھول دے اور اگر اپنے دعویٰ میں سچے نہیں تو تو مجھے محفوظ رکھ۔ اس دعا کے بعد میں اپنے بستر پر سو گیا۔

قریباً تین بجے کا وقت ہوگا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش سفید لباس زیب تن کئے تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر چارپائی پر سے اٹھالیا۔اور فرمایا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے نبی ہیں۔جولوگ ان پر ایمان لائے بغیر فوت ہوگئے اور مخالفت کرتے رہے ہیں۔میں تم کو ان کا حال دکھلاتا ہوں۔یہ کہتے ہی وہ آگے آگے روانہ ہوئے اور میں ان کے پیچھے پیچھے چلا۔راستہ میں ایک میدان آیا۔اور اس میدان کے گزرنے کے بعد جب ایک پختہ دیوار کا احاطہ بہت لمبا چوڑا کھینچا ہوا نظر آیا۔تو فرمانے لگے۔اس احاطہ کے اندر وہ لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرتے ہوئے فوت ہوئے ہیں۔اور مجھ کو حکم دیا۔کہ میں اس احاطہ کی دیوار پر چڑھ کر ان لوگوں کی حالت دیکھ لوں۔میں نے دیکھا کہ اس احاطہ میں جو لوگ موجود ہیں ان کی اشکال وصورتیں نہایت مکروہ اور ناپاک ہیں۔اور سخت عفونت اس احاطہ میں پھیلی ہوئی ہے۔کسی کو الٹا لٹکایا ہوا ہے۔اور کسی کی گردن اور پٹھوں پر بڑے بڑے بھاری بھاری پتھر رکھے ہوئے ہیں۔غرضیکہ تمام کے تمام نہایت بری حالت اور سخت تکلیف میں گرفتار ہیں۔میں ان کو قریباً آدھ گھنٹہ تک دیکھتا رہا۔پھر میں اس دیوار پر سے اتر آیا۔اور اس بزرگ سے جو میرے نزدیک زیر دیوار کھڑے تھے۔میں نے عرض کیا کہ میں آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لایا ہوں اور میری توبہ ہے۔اس کے بعد انہوں نے فرمایا۔چلو اب میں تم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کراؤں۔میں آپ کے ہمراہ ہولیا پھر واپس اسی میدان سے گزرے جس میں سے ہم پہلے ہو کر گزرے تھے۔میدان کو طے کرنے کے بعد ایک سفید سڑک نظر آئی۔ہم نے اس سڑک کو طے کیا۔تو ایک نہایت عالیشان باغ نظر آیا اور دروازہ باغ پر دو شخص نہایت نورانی شکل والے کھڑے تھے انہوں نے اس بزرگ سے جو میرے ساتھ تھے دریافت کیا۔کہ یہ شخص آپ کے ہمراہ کون ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آیا ہے۔اور زیارت کیلئے باغ میں جانا چاہتا ہے۔میں نے اس بزرگ سے جو میرے ہمراہ تھے۔دریافت کیا کہ کیا اس باغ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منکر بھی جاسکتا ہے۔اس پر انہوں نے جواب دیا کہ جولوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائیں گے اور سچے مسلمان ہیں۔ان کو اس باغ میں جانے اور زیارت کرنے کی اجازت ہوگی اور جو منکر ہیں ان کو نہیں۔

اس کے بعد ہم دونوں باغ کے اندر گئے۔تو دیکھا کہ باغ نہایت عالیشان اور سرسبز ہے اور ہر

قسم کے پھول کھلے ہوئے ہیں اور ایسی خوشبوئیں پھیلی ہوئی ہیں۔ کہ جن سے دماغ معطر ہوا جاتا ہے۔ اور کہیں ایسی خوشبوئیں سونگھنے میں نہیں آئیں اور ایسی عمدہ روشنی ہو رہی ہے جس کا مقابلہ گیس، بجلی، چاند کی روشنی بھی نہیں کر سکتی۔ جب ہم باغ کے درمیان پہنچے۔ تو دیکھا کہ بہت سے مومنین نورانی شکل وصورت والے ایسی ترتیب سے بیٹھے ہیں کہ جیسے کوئی لیکچر یا جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور ایک نہایت اعلیٰ تخت سنہری وسبزی مائل بہت خوشنما رنگ کا بچھا ہوا ہے اور تخت پر حضور پرنور مسیح موعودؑ جلوہ فرما ہیں۔ اور بہت سے مومنین حضور کے سامنے سبزہ زار فرش پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے حضورؑ کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کہ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ومہدی ہیں۔ اور باقی تمام آدمی وہ مومنین ہیں۔ جو آپ پر ایمان لائے ہیں۔ اب تم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو چکی ہے۔ بیدار ہو گیا۔ آنکھ کھلنے کے بعد خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ کہ جس نے مجھ پر حق کھول دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف فرمایا''۔

(منقول از الفضل جلد 11 نمبر 1 صفحہ 12)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں

(از جناب مقسوم محمد علی احمدی چک نمبر 565 گ ب ضلع لائلپور)

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ خواب بیان کرتا ہوں اگر اس میں کسی قسم کا جھوٹ ہو تو خدا تعالیٰ مجھے اور میری اولاد پر اپنا عذاب نازل کرے۔ خواب میں دیکھا۔ کہ

''خاکسار اور میرے دوست جن کے نام اور شکل مجھے یاد نہیں رہی سیر کو جا رہے ہیں۔ غالباً دو بجے کا وقت ہوگا۔ ایک چاردیواری کے نزدیک پہنچے تو مجھے یہ معلوم ہوا۔ کہ اندر کوئی جلسہ ہو رہا ہے۔ جس وقت ہم وہاں کھڑے ہوئے۔ تو میں نے اندر کی طرف جھانکا۔ پھر مجھے یقین ہو گیا۔ کہ واقعی جلسہ ہو رہا ہے۔ پھر ہم دروازہ کے سامنے ہو گئے۔ ہم ابھی کھڑے ہی تھے کہ سامعین جلسہ میں دو چار

آدمی ہماری طرف آئے۔ ان میں سے ایک آدمی نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر مجھے جلسہ کی طرف پہنچانا چاہا۔ میں اور میرے ساتھی چل پڑے۔ اس آدمی نے مجھے ہاتھ کی انگلی سے اشارہ کیا۔ کہ دیکھو وہ سٹیج پر حضرت رسول کریم ﷺ کی ذات بابرکات تشریف فرما ہیں۔ کیونکہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر مبارک کئی احمدی دوستوں کے ذریعے دیکھی تھی اور وہ شکل جو مجھے سٹیج پر نظر آرہی تھی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل تھی۔ مگر اشارہ کرنے والا اسے حضرت رسول کریم ﷺ بتلاتا تھا۔ اس لئے میں خواب میں حیران اور پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ یہ کیا ماجرہ ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد دو اور خوابیں احمدیت کی شان وشوکت کے متعلق دیکھنے کے بعد بیعت کر لی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک (از چٹھی مرقومہ 13 نومبر 1939ء)

عیسیٰؑ آگیا۔ عیسیٰؑ آگیا!!

(از جناب محمد عبداللہ صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر چونگی سیالکوٹ مہاجر دار البرکات قادیان)

اس وقت میری عمر 65 سال کے قریب ہے۔ میں نے محکمہ چونگی میں 34 سال ملازمت کی ہے اور اب عرصہ چار ماہ سے ہجرت کر کے قادیان دارالامان آگیا ہوں۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل بیان لکھتا ہوں۔ جس سے مجھے احمدیت جیسی نعمت نصیب ہوئی۔ میں جبکہ 13-14 سال کی عمر کا تھا اور اپنے گاؤں صالح پور ضلع سیالکوٹ میں دوسری یا تیسری جماعت میں پڑھا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں میں نے خواب میں دیکھا کہ شہد کی مکھیاں ہمارے گاؤں پر بادل کی طرح چھا گئی ہیں۔ اور لوگ جان بچانے کیلئے ایک بڑ کے درخت کے نیچے پناہ گزیں ہیں۔ لوگوں میں ایک خاص قسم کی افراتفری تھی۔ بالکل قیامت کا نمونہ تھا۔ اتنے میں شور اٹھا۔ ''عیسیٰ آگیا۔ عیسیٰ آگیا'' یہ الفاظ میرے دل پر نقش ہو گئے۔ اس کے چند سال بعد میں نے سیالکوٹ شہر میں اپنے ایک رشتہ دار کے مکان پر رہائش اختیار کی۔ مرحوم ومغفور مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی جوان دنوں گورنمنٹ سکول میں پڑھایا کرتے تھے۔ سے میں نے پڑھنا شروع کیا۔

چونکہ میری والدہ صاحبہ کچھ عجیب خیالات کی تھیں۔ وہ مجھے ایک سائیں صاحب جن کا نام

سائیں عبداللہ تھا۔ان کی بیعت کرانے کیلئے لے گئیں۔سائیں صاحب نے مجھے دیکھ کر کہا کہ ''اے مائی اس بچے کو میرے پاس کیوں لائی ہے۔یہ بڑا نیک بچہ ہے''۔اور مجھے مخاطب کر کے کہا کہ اھدنا الصراط المستقیم پڑھا کرو۔پھر تلاش روزگار میں مجھے جہلم جانا پڑا۔وہاں میں نے ایک شخص عبداللہ درزی سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر کے ذریعے سے جلالپور کیکناں کے پیر صاحب کی بیعت کی۔ان کی گدی اب تک مشہور ہے۔اس کے بعد چونکہ مجھے احمدیت سے ایک لگاؤ پیدا ہو گیا تھا۔جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیالکوٹ میں 1904ء میں دیکھا تو بیعت کرلی۔مگر بذریعہ خط بیعت 1902ء میں کی تھی۔ (از چٹھی مرقومہ 12/اگست 1939ء)

امام مہدی علیہ السلام کا شہر کدعہ (قادیان) ہے

(از جناب غلام رسول صاحب ساکن کاٹھ پورہ متعلقہ انجمن احمدیہ یاڑی پورہ کشمیر)

میری چھوٹی عمر میں میرے نانا صاحب یہ تذکرہ کیا کرتے تھے۔کہ میں نے بہت علماء سے سنا ہے کہ صدی چہاردہم کے سر پر امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائے گا۔نانا صاحب کی عمر تقریباً ایک سو پانچ برس تھی اور محض امی تھے۔اور زمیندار قوم سے تھے۔مگر اسلامی مسائل سے خوب واقف تھے۔اپنی فراغت کے وقتوں میں سری نگر کشمیر میں جا کر بڑے بڑے علماء سے وعظ سنتے تھے۔نانا صاحب حضرت اولیاء کرام کے مقولے بھی بیان کیا کرتے تھے۔اور کہتے تھے۔کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی حدیثوں کے علاوہ بزرگان دین کی پیشگوئیاں اس صدی کے باعث ظہور امام مہدی کے متعلق ہیں۔میں عمر میں بالکل چھوٹا تھا۔ان دنوں میں قرآن شریف پڑھتا تھا۔جب وہ فوت ہوئے تو کبھی کبھی ان کی یہ باتیں یاد آجاتی تھیں۔میں چھوٹی عمر میں ہی اہل اللہ کی مجلسوں میں جاتا تھا۔کچھ ورد اور وظائف بھی کرتا تھا۔وظیفہ ورد کے علاوہ حبس نفس بھی کرتا تھا۔جس پیر صاحب سے میں نے بیعت کی تھی۔وہ ایک مشہور سید خاندان سے تھے۔میرا مذہب حنفی تھا۔میں خود بھی زمینداری کا کام اوائل میں کرتا تھا۔کیونکہ میرا خاندان زمیندار و تجارت پیشہ ہے۔زمینداری کے علاوہ دکانداری بھی کرتا تھا۔سال 1914ء عیسوی میں در ماہ رمضان المبارک مجھ پر سلسلہ رویاء کھل گیا۔

(ا) ایک دن میں دیکھتا ہوں کہ ایک بیگانے علاقہ میں ایک شہر بڑا گنجان مجھے دکھلایا گیا۔ اور اس شہر کے مشرق ومغرب، جنوب وشمال ہر طرف مجھے سیر کروائی گئی اور میرے دریافت کرنے پر کہا گیا کہ یہی حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کا شہر ہے اور اس شہر کا نام کدعہ ہے۔ قادیان سے مشہور ہے شہر کے اندر جا کر مسجد اقصیٰ ومسجد مبارک دکھلائی گئیں۔ پھر مسجد مبارک کے اندر ایک چار پائی پر ایک بزرگ صاحب بیٹھے تھے۔ جب میں نے السلام علیکم عرض کیا۔ تو اس بزرگ صاحب نے چار پائی سے اٹھ کر مصافحہ کیا اور مجھے سینے سے لگایا۔ مسجد مبارک میں قدم رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔ مسجد شریف لوگوں سے پر تھی۔ حضرت صاحب نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یہ قوم بنی اسرائیل ہے۔ کشمیر میں اس کا وطن ہے۔ پھر باری باری کل مجلس نے خاکسار سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ میں نے حضرت صاحب کے چہرے پر اوراز سر تا پا نظر جمائی۔ میں نے پہلے سنا تھا کہ مہدی علیہ السلام کا شبیہہ کس قسم کا ہے۔ میرے دل پر کالنقش فی الحجر والی بات ہو چکی۔ حضرت صاحب سے میں نے حالات دریافت کئے۔ حضور آپ کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ بڑے پیر بزرگ ومہدی علیہ السلام نظر آتے ہیں جس خداوند کریم نے آپ کو یہ رتبہ عطاء فرمایا ہے اسی کیلئے آپ فرماویں حضور نے فرمایا میں مسیح موعود ہوں۔ اور مہدی معہود ہوں۔ میں خدا کی طرف سے خلیفہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ مجھے نبی کا خطاب دیا گیا ہے۔ میں ہر مذہب کے لئے مامور کر کے بھیجا گیا ہوں۔ میں جری الله فی حلل الانبیاء کے طور پر بھیجا گیا ہوں۔ تاکہ تمام اکناف عالم کے مذاہب کو اسلام میں لا کر داخل کروں۔ میں حکم وعدل ہوں۔ میرا نام غلام احمد ہے۔ صحیح طور سے میں غلام محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ اسی کے چشمہ سے میں سیراب ہوا ہوں۔ میں محمد ہوں مگر در لباس احمد یہ نبی کریم ﷺ کا دوسرا ظہور ہے۔ مبارک ہے وہ جو مجھے شناخت کرے۔ حضور کے اس خلاصہ تقریر کے بعد میں نے عرض کیا۔ کہ کوئی اپنی تصنیف کردہ کتاب دی جاوے۔ تاکہ میں بھی معرفت کے خزائن سے مالا مال ہو جاؤں۔ حضور نے چند کتابوں کا نام لیا۔ صرف مجھے ایک کتاب کا نام یاد رہا۔ براہین احمدیہ۔ سحری کا وقت تھا کہ میں خواب سے بیدار ہو کر حیران ہو گیا۔ اے میرے مولا میں نے کیا خواب دیکھا۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ سوچتے سوچتے یاد آیا۔ لاحول ولا قوة الا بالله شاید کہ یہی صاحب ہوگا۔ جس کا چرچا مدت سے ہوا ہے۔ اس پر ملاں لوگ وعلماء زمانہ فتویٰ کفر لگاتے ہیں۔ استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه اے

میرے مولا عفو کر اور رحم فرما۔ اگر یہ صاحب آپ کی طرف سے ہیں۔ ایسی سمجھ مجھے عطا کرتا کہ میں بھی اسی کے غلاموں میں سے شمار ہو جاؤں صبح کے وقت چک ایمر چھ سے جہاں کل آبادی جماعت احمدیہ کی ہے۔ ایک صاحب مسمی عبداللہ خان صاحب احمدی سودا لینے کیلئے خاکسار کی دکان پر آیا۔ جب اسے سودا دیا گیا۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ خان صاحب آپ لوگوں کا مذہب کیا ہے اس نے جواب دیا۔ ہم مسلمان ہیں۔ کلمہ گو ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ حج کرتے ہیں، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت ہیں۔ میں نے کہا کہ میرا مطلب یہ نہیں کہ آپ کا اور آپ کے گاؤں والے باشندوں کا کون پیر رہبر ہے۔ آپ لوگوں کی کس سے بیعت ہے۔ یہ خاموش ہو گیا۔ جب میں نے سخت مجبور کیا۔ تو اس نے دبی زبان سے کہا کہ ہم احمدی ہیں۔ میں نے اس کی حوصلہ افزائی کی کہ آپ کیوں دبی زبان سے بولتے ہیں۔ چست چالاک ہو کر بولو۔ اس نے جواب دیا اگر تم ناراض ہو گئے۔ یہ کیوں میری دکان پر آتا ہے۔ پھر میں نہیں آؤں گا۔ میں اس سے پوچھا کیونکہ اس وجہ سے کہ تم لوگوں کو علماء فتویٰ کفر دیتے ہیں اس نے کہا ہاں۔ اس کے علاوہ لوگ ہم کو سخت تکلیف دیتے ہیں۔ ہم لوگوں کو سخت ڈر ہے تا کہ کوئی شخص یہ سن کر حملہ نہ کر دے۔ میں نے اس سے کہہ دیا آپ کے گاؤں میں کسی کے پاس براہین احمدیہ ہے۔ یہاں لا کر مجھے دکھلاؤ۔ پھر اس نے براہین احمدیہ لا کر مجھے دے دیا۔ میں اردو سے ناواقف تھا۔ جب میں نے براہین احمدیہ دیکھنا شروع کر دیا۔ مجھے کچھ سمجھ نہ آیا۔ مجھے نہایت سخت فکر اور غم ہوا۔ میں نے خداوند کریم سے دعا کی اے مولا مجھے اس کتاب کا علم عطا کرتا کہ میں یہ کتاب پڑھوں۔ اور سوچوں کیا حقیقت ہے۔ خداوند کریم نے برکت امام الزمان و برکت ماہ صیام دعا قبول کی۔ اس کے بعد پھر تیسرے روز میں نے دوسرا رویا دیکھا۔

رسول کریم ﷺ کی دعا سے مسجد اقصیٰ کی توسیع

رویاء میں بعینہ اسی طرح جس طرح پہلے دیکھا گیا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس مسجد مبارک میں پہنچا۔ حضور سے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کیا۔ حضور نے فرمایا۔ براہین احمدیہ ملا۔ میں نے عرض کیا۔ حضور ہاں مگر پڑھنے اور سمجھنے کا اٹکل نہیں آتا ہے۔ حضور نے زور سے خاکسار کو اپنے سینہ مبارک سے لگا کر میرے منہ پر تین بوسہ دے دیئے پھر براہین احمدیہ لا کر میرے سامنے رکھ دی۔ جب

میں نے پڑھنا شروع کیا۔ خود بخود سمجھ آ گئی۔ جمعہ کا دن تھا۔ حضور نے خطبہ فرمایا۔ مسجد اقصیٰ کے اندر نماز ادا ہو چکی۔ اسی اثناء میں ایک بڑی سلطنت کے بڑے لوگ عربی لباس میں ملبوس ہو کر ایک جم غفیر مسجد اقصیٰ میں رونق افروز ہو گئے۔ ابھی نماز کا وقت نہیں تھا۔ مگر قریب نماز ظہر تھی۔ جب دریافت کیا گیا۔ یہ کون صاحب ہیں۔ یہ سردار سلطنت عرب شاید حضرت رسول مقبول ﷺ مع خلفاء وصحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ جواب ملا ہاں یہ سرور کائنات ﷺ معہ اصحاب ہیں۔ پھر نہایت آداب سے باہمی السلام علیکم وغیرہ ہوا۔ آذان شروع ہوگئی۔ حضرت سرور کائنات ﷺ نے حضرت صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ قرآن شریف سناؤ۔ حضور نے سورہ آل عمران کی تلاوت فرمائی۔ پھر مختلف اطراف کے لوگوں نے نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں پڑھنا شروع کر دیا۔ کثرت سے جگہ تنگ ہوگئی۔ خلقت زیادہ ہونے لگی۔ آنحضرت ﷺ نے دعا فرمایا۔ پھر مسجد اقصیٰ کا صحن اتنا وسیع ہوا۔ کہ لوگوں نے آرام سے نماز ادا کر لی۔ پھر سرور کائنات ﷺ نے خطبہ فرمایا۔ اور نماز پڑھائی۔ حضور ﷺ نے خطبہ کے اندر فرمایا۔ جس نے احمد سے پیوند کیا۔ اس نے مجھ سے پیوند کیا۔ پس میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ صبح جب براہین احمدیہ پڑھنا شروع کیا۔ گویا کہ میں نے درست پڑھی تھی۔ جب میں نے براہین پڑھنا شروع کیا۔ میرے والد و میرے ماموں صاحب بھی سننے کیلئے بیٹھ گئے۔

الغرض براہین احمدیہ ختم کر کے اور کتابیں دیکھیں۔ مگر خدا کے فضل وکرم سے میرے والد صاحب اور ماموں صاحب متفق ہو گئے۔ چالیس دن تک کتابیں حضرت صاحب کی دیکھتا رہا۔ اور ان کو سمجھاتا رہا۔ پھر خداوند کریم نے فضل کر دیا۔ میرا خاندان اور میرا ماموں صاحب اکٹھے سلسلہ میں داخل ہو کر احمدی ہو گئے۔ (از چٹھی مرقومہ 5 جون 1939ء)

سیدھی سڑک

(از جناب میر عالم صاحب ساکن کوٹلی پونچھ)

میں اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر حلفیہ گزارش کرتا ہوں۔ کہ میں نے صداقت سلسہ عالیہ احمدیہ پر مشتمل حسب ذیل خوابیں دیکھی ہیں۔ اور ان سے میں مقام بصیرت پر پہنچا ہوں۔ فالحمد للہ

(ا)1918ء میں راولپنڈی میں مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی اور پنڈت رامچند ردہلوی کا مناظرہ ہو۔جس سے میرے قلب پر احمدیوں کی قوت گویائی اور خدمت اسلام کا گہرا اثر پڑا۔بعدازاں ہمارے قصبہ کوٹلی میں آریہ لیکچرار متواتر آتے رہے۔اور اسلام پر شدید نقطہ چینیاں کرتے رہے۔میں نے احباب سے مشورہ کر کے لاہور کا رخ کیا۔مولوی محمد علی صاحب اور دیگر علماء سے ملا اور ان سے امداد طلب کی۔مولوی عبدالحق صاحب کوٹلی بھیجے گئے۔انہوں نے آریہ اعتراضات کی خوب تردید کی۔اور اسلام کی تائید میں پرزور لیکچر دیئے۔اس کے بعد میں نے دعائیں شروع کیں۔کہ بارخدایا جس شخص کے پیرو اس طرح اسلام کی خدمت کرتے ہیں۔وہ جھوٹا کیسے ہوسکتا ہے۔مجھے اس کی حقیقت سے آگاہ فرما۔1924ء کی بات ہے۔کہ ایک شب دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑی شاہراہ ہے۔جس پر یورپین اور دیسی پیدل اور سوار موٹروں پر اور دیگر سواریوں پر بکثرت چلتے ہیں۔اور ایک اور راستہ ہے بہت تنگ و تاریک جگہ جگہ پر گڑھے ہیں۔جنگل اور درندے ہیں۔اور بڑا بھیانک راستہ ہے۔اس خواب سے مجھے تفہیم ہوئی۔کہ حضرت مرزا صاحب اس شاہراہ پر گامزن ہیں۔اور یہ سڑک بآسانی بلاروک ٹوک منزل مقصود تک پہنچانے والی ہے۔اور دیگر راستے خطرات سے پر ہیں۔

اسم اعظم

(۲) دوسرا خواب یہ دیکھا کہ ایک بزرگ ہستی ہے۔جس نے میرے کندھوں پر ہاتھ مار کر فرمایا۔کہ کیا تو اسم اعظم جانتا ہے۔میں نے کہا حضور ایک تو مجھے یاد ہے اور وہ یہ ہے لاالٰہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین ۔انہوں نے تصدیق کی۔اس خواب سے مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ میں غلط راہ پر ہوں۔اور اس اسم اعظم کے ذریعہ سے راہ حق پر پہنچ جاؤں گا۔

ان دوخوابوں کے بعد میں نے بذریعہ خط مولوی محمد علی صاحب لاہوری کی بیعت کی۔بعد ازاں مستری اللہ دین صاحب جو قادیانی ہیں۔اور ہمارے علاقہ کوٹلی میں ٹھیکے کا کام کرتے ہیں۔سے تعارف ہوا۔وہ مجھے گاہے گاہے الفضل مطالعہ کیلئے دیا کرتے تھے۔اور تحریک کرتے رہے کہ آپ قادیان جائیں اور اصل منبع تک پہنچنے کی کوشش کریں۔اس پر میں نے پھر دعائیں شروع کیں۔اور 1925ء اور 1926ء کے دوسال میں بار بار اس قسم کی خوابیں دیکھتا رہا۔

ایک عجیب کشمکش اور اس کا حل

کبھی دیکھتا ہوں کہ مسجد میں نماز ہو رہی ہے۔ میں وضو میں مشغول ہوں اور وضو سے فارغ ہو کر نماز میں شامل ہونے لگتا ہوں کہ نماز ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ کبھی دیکھتا ہوں میں مسجد سے باہر ہی ہوں۔ اور اندر نماز باجماعت ہو جاتی ہے۔ مگر میں محروم رہتا ہوں کبھی دیکھتا ہوں کہ کوئی وعظ ہو رہا ہے۔ اور میں اس کے سننے اور اس میں شامل ہونے سے محروم رہ جاتا ہوں۔

میں یہ خوابیں اپنے لاہوری بھائیوں کو سناتا تھا وہ یہ تعبیر بتاتے تھے کہ تمہیں کوئی سفر پیش آئے گا۔ مگر ان سالوں میں مجھے کوئی سفر پیش نہ آیا۔ اسی دوران میں الفضل اور پیغام صلح زیر مطالعہ رکھے۔ حضرت صاحب کے خطبات اور درثمین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی اولاد کے حق میں دعائیں پڑھ کر اور ادھر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضامین جو حضرت صاحب کے خلاف ہوتے تھے۔ پڑھ کر شش و پنج میں مبتلاء رہتا۔ آخر کار میرے دل نے گواہی دی کہ میری دو سال کی خوابیں بتاتی ہیں۔ کہ میں حق پر نہیں۔ اور اصل جماعت میں شامل نہیں ہوا۔ اس لئے میں نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں درخواست بیعت کر دی۔ دو تین دن بعد جلسہ سالانہ کی تقریب پر لاہور اور قادیان کے ہر دو جلسوں میں شمولیت کی نیت سے روانہ ہوا۔ کوٹلی سے پیدل چل کر 39 میل کی مسافت کے بعد میر پور پہنچا۔ اور میر پور کی گکھڑوں والی مسجد میں رات بسر کی۔ اور ایک ایمان افزا خواب دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جمعہ کی نماز ہو رہی ہے اور امام کے پیچھے بے شمار لوگ ایستادہ ہیں میں وضو کر رہا ہوں۔ اتنے میں امام صاحب کو قرأت میں کسی نے لقمہ دیا۔ اور میں نے بھی وہی لفظ اونچی آواز سے کہا تا کہ امام اس امر سے بھی مطلع ہو جائے۔ کہ ایک شخص ابھی وضو کر رہا ہے۔ اور خواب میں ہی میں کہتا ہوں۔ آج تو انشاء اللہ جماعت مل ہی جائے گی۔ کیونکہ امام نے کافی لمبی سورت شروع کی تھی۔ میں نے پھرتی سے وضو مکمل کیا۔ اور جماعت میں شمولیت کی عزت حاصل کی۔ صبح بیدار ہونے پر میرا دل یقین سے بھر پور ہوا۔ کہ میں نے جو بیعت کا خط لکھا ہے وہ مقبول ہوا۔ اور میں سچی جماعت میں شامل ہو گیا ہوں"۔ (از چٹھی مرقومہ 15 نومبر 1939ء)

توحید کا بگل!

(از جناب مولانا مولوی عبدالواحد صاحب مبلغ کشمیر ساکن آسنور ڈاکخانہ شوپیاں ضلع کشمیر)

میں پیدائشی احمدی ہوں۔ غالباً 1908ء میں پیدا ہوا ہوں۔ والد صاحب مرحوم اور دادا صاحب مرحوم رضی اللہ عنہما ہر دو کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحابیت کا فخر حاصل تھا۔ متأسف ہوں کہ ایک ضروری فریضہ ادائے شہادت حقہ میں آج تک دورنگی کی۔ مگر اب و من یکتمہا فانہ اثم قلبہ کی وعید کا خیال کرتے ہوئے دین لازم سمجھتا ہوں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کے بارے میں جو کچھ دیکھا ہے۔ عرض کروں۔ فہوہذا

(ا) 1933ء کی بات ہے۔ جب میں مظفر آباد کے قید خانہ میں مقید تھا۔ کہ حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جیل خانہ کے باہر ڈیوڑھی پر دیکھا۔ ایک قرنا ہاتھ میں تھامے ہوئے اعلان توحید فرما رہے ہیں۔ اور دنیا کے مشرق ومغرب، شمال وجنوب تک اس آواز کو پہنچانے کی کوشش کر رہے۔ بگل کی آواز اس قدر بلند ہے کہ اس کے اطراف عالم تک پہنچنے میں شک نہیں رہتا۔ اس کے بعد یا قبل بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بگل بجاتے دیکھا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کیلئے احمدیت کا پاس ضروری ہے

(۲) ایک رویا میں دیکھا کہ کشمیر کے ایک مشہور چشمہ کوثر ناگ کو جانے والے راستہ پر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کا سنگین پہرہ ہے اصحاب شتر سوار ہیں۔ اس چشمہ پر سوائے اس کے کسی کو نہیں جانے دیتے۔ جو پاس دکھاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ احمدی احباب بکثرت پاس دکھاتے اور آگے بڑھنے کی اجازت پاتے ہیں۔ جعلنا الله منهم آمین

(از چٹھی مرقومہ 15 نومبر 1939ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص

(از جناب قریشی فضل حق صاحب سکنہ وساؤ کوٹ ضلع گورداسپور)

میں مسمی فضل حق احمدی ولد مہر الدین قوم قریشی سکنہ وساؤ کوٹ ضلع گورداسپور حال تاجر کتب کوئٹہ بلوچستان۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ لکھتا ہوں کہ جو کچھ لکھوں گا اپنی یادداشت کے مطابق سچ لکھوں گا۔

(۱) میں غالباً 1933ء میں کوئٹہ کباڑی مارکیٹ میں دکان کیا کرتا تھا۔ اور ہر مذہب کی کتب کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ مگر احمدیت کی کتاب کبھی نظر سے نہ گزری تھی۔ ایک دن ایک غیر احمدی درزی کے ہاتھ میں کتاب ''مسیح موعود کے کارنامے'' دیکھی۔ میں نے اس سے مطالعہ کیلئے لے لی۔ اس کتاب سے پہلے ساری عمر میں میں نے کبھی نہ کوئی کتاب دیکھی تھی۔ اور نہ ہی کوئی احمدی دیکھا تھا۔ اور نہ حضرت مسیح موعود کے متعلق کچھ علم تھا۔ کہ آپ کے کیا دعاوی ہیں۔ اس کتاب میں کچھ ایک ایسی کشش نظر آئی۔ کہ میں نے غالباً اس کو تین دفعہ شروع سے آخر تک پڑھا۔ چونکہ واپس بھی کرنی تھی چھوڑنے کو بھی دل نہ چاہتا تھا۔ آخر بہت حد تک اس کو میں نے لکھ لیا۔ جو تا حال میرے پاس لکھی ہوئی موجود ہے۔ اس کتاب نے مجھے اور کتب پڑھنے پر مجبور کر دیا۔ میں نے کوئٹہ میں کسی احمدی کو تلاش کرنے کی کوشش کی۔ آخر کریم بخش اقبال بوٹ ہاؤس والے کو تلاش کیا۔ لٹریچر پڑھنے کیلئے مانگا۔ مگر ان کے پاس نہ تھا۔ انہوں نے کل کل کا وعدہ کر کے ہفتہ گزار دیا۔ (اصل میں کم فرصتی تھی) آخر میں نے قادیان کتاب گھر سے گیارہ کتابیں پانچ روپے کی بذریعہ وی پی منگوائیں۔ ان کتابوں نے میری دنیا بدل دی۔ اور میرے بدن میں عشق الٰہی کی آگ لگا دی۔ میں نے ہر روز رو رو کر ہر نماز کے بعد دعائیں مانگنی شروع کر دیں۔ کہ اے مولا جو مذہب سچا ہے۔ مجھے اس میں داخل کر دے۔ جس مذہب میں تو راضی ہوگا۔ میں بلا خوف و خطر داخل ہو جاؤں گا۔ خواہ وہ اسلام کا کوئی فریق ہو۔ سکھ مت ہو یا ہندو مت یا عیسائیت۔ میں مستقل مزاجی سے دعائیں کرتا رہا۔ اور خوابوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ میں نے تھوڑے دنوں کے بعد دیکھا۔ کہ کباڑی مارکیٹ کوئٹہ کے دروازے کے اندر ایک شخص ایک قمیص ہاتھ

میں لئے کھڑا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قمیص حضور نبی کریم ﷺ کی ہے۔ میں نے اس کو غور سے دیکھا وہ لکیر دار تھی۔ میں دل میں سوچ رہا تھا۔ کہ قمیص کا بوسہ لے لوں یا پتہ نہیں شرعاً جائز ہوگا یا ناجائز (یا د نہیں رہا بوسہ لیا تھا کہ نہیں)۔ پھر میں نے سوچا کہ حضور ﷺ کی قمیص کا گھیرا ناپ لیں۔ تا کہ ہم بھی حضورؐ کی قمیص جتنا ہی گھیرا رکھا کریں۔ میں انچی ٹیپ لینے گیا۔ کہ میری آنکھ کھل گئی۔

نوٹ:۔ احمدی ہونے کے بعد کسی تعبیر الرویا کی کتاب میں آنحضرت ﷺ کی قمیص کو خواب میں دیکھنے کی یہ تعبیر لکھی ہوئی پائی تھی۔ کہ جو شخص خواب میں آنحضرت ﷺ کی قمیص دیکھے اس کو عنقریب ایک کامل مرشد مل جاوے گا۔

ایک اور خواب میں نے دیکھا کہ میں گویا قادیان جارہا ہوں۔ مگر پیدل جارہا ہوں۔ غالباً راستے میں دھاری وال اسٹیشن کی لائن سے گزر رہا ہوں۔ مگر دھاری وال میں ریلوے لائن کے بہت سے جال بچھے ہوئے دیکھے۔ جیسے بڑے بڑے جنکشنوں پر ہوتے ہیں۔ قادیان پہنچا تو قادیان کے شمال مغرب کی جانب بٹالہ سے لائن آتی ہوئی دیکھی۔ لائن سے پار ایک چھپڑ سا دکھائی دیا۔ جس میں صاف پانی تھا۔ اس نالے یا چھپڑ کو عبور کر کے میں ایک قبرستان میں پہنچا۔ جہاں اور بہت سی قبریں تھیں۔ وہاں ایک خاص قبر دکھائی گئی۔ جس کے چاروں طرف فصیل تھی۔ مجھے یاد نہیں رہا۔ کہ شاید خواب میں مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ نہیں کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبر ہے۔ اس خواب کے آنے پر میں نے کسی احمدی سے دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ قادیان میں بہشتی مقبرہ کو جاتے ہوئے واقعی راستہ میں ایک چھپڑ آتا ہے۔ اور بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے مزار شریف کے اردگرد فصیل ہے یہ نظارہ میرے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوا"۔ (از چٹھی مرقومہ 27 جولائی 1939ء)

آگ پتھر اور کنکروں کی تیز وتند بارش

(از جناب عنایت اللہ صاحب منیم منڈی بورے والہ ملتان
متوطن ٹھٹھہ شمسہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ)

بچپن ہی سے احمدی احباب میں میل جول کی وجہ سے میرے دل میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی محبت موجود تھی جس کے نتیجہ میں مجھے احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ 1928ء میں بذریعہ خط حضرت

خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور حسب استطاعت چندہ بھی دینا شروع کیا۔ مگر بدقسمتی سے بعدازاں احمدی احباب کی صحبت سے محروم ہوگیا اور غیر احمدیوں کی ہم نشینی نے آہستہ آہستہ احمدیت سے متنفر کرنا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے روحانیت جاتی رہی۔ اور ساتھ ہی چند ذاتی تکالیف کی بناء پر میں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ارتداد اختیار کیا۔ اور رفتہ رفتہ احمدیت سے بالکل دور ہوگیا۔ گو میری ضمیر مجھے اس فعل ارتداد پر ملامت کر رہی تھی اور ایک غائبانہ طاقت مجھے کہہ رہی تھی کہ تو اپنے آپ کو قعر ہلاکت میں گرا رہا ہے۔ توبہ کرو و قـو دالنار نہ بن۔ لیکن نفسانی جذبات اور بیرونی تاثرات کے کچھ ایسا زور پکڑا۔ کہ باوجود ضمیر کی آواز کے غفلت میں پڑا رہا۔ اور اس نے مجھے یہاں تک پہنچا دیا۔ کہ (نعوذ باللہ) میں نے احمدیت کے خلاف ایک پنجابی نظم لکھنی شروع کر دی۔ ان دنوں میں نے جبکہ موضع کلیر والا متصل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کے برانچ سکول کا عارضی طور پر انچارج تھا۔ چند ناشائستہ اشعار لکھ مارے۔ بارہ بجے رات کا وقت تھا۔ اور دسمبر یا جنوری کا مہینہ تھا۔ اچانک مجھے خیال آیا کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (فداہ ابی وامی) خدا کے سچے نبی ہیں۔ تو مجھے اس نازیبا حرکت کی۔ خدائے غیور وقدیر کی طرف سے آج ہی رات کو سزا دی جائے گی۔ ورنہ بصورت دیگر اگر حسب معمول سوتا رہا تو معلوم ہو جائے گا کہ (نعوذ باللہ) آپ برحق نبی نہیں ہیں۔ غرض لمپ بجھا کر اور لحاف اوڑھ کر لیٹ گیا۔ قریباً ایک گھنٹہ انہیں خیالات میں کروٹیں بدلتا رہا۔ آخر سو گیا۔ عالم رویا میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آسمان پر سے عذاب کے فرشتے جن کی نسبت قرآن حکیم میں شداد غلاظ کے پر ہیبت الفاظ آئے ہیں۔ آگ، پتھر اور کنکروں کی تیز وتند بارش برسا رہے ہیں۔ اس دہشت ناک طوفان کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہ کر سکتی تھی۔ میں برداشت کی طاقت نہ لا کر نہایت کرب واضطراب میں چیختا پھرتا ہوں۔ اور توبہ توبہ پکار رہا ہوں۔ خدائے ذوالجلال سے اپنے جرم کی معافی مانگ رہا ہوں کہ تو کر رحم اے خالق العالمین۔ تو سبوح وانی من الظالمین لیکن طوفان ہے کہ کم ہونے کا نام نہیں لیتا۔ اور ہر لحہ تیز ہوا جاتا ہے۔ اس زہرہ گداز عذاب سے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ میں لایموت فیھا ولا یحیٰ کا پورا مصداق بنا ہوتھا آخر درود، توبۃ النصوح اور استغفار نے اپنا اثر کیا۔ غفورٌ الرَّحیم خدا نے اس عاصی کی توبہ قبول کی اور مجھے عذاب مہین سے رہائی عطا کی۔ طوفان روح فرسا کا کم ہونا تھا۔ کہ میں چونک پڑا۔ باوجود سردی کے بدن پسینہ سے شرابور تھا۔ دل زور زور سے

دھک دھک کرر ہا تھا۔ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں تھا۔ حواس بجا نہ تھے معلوم نہ تھا۔ کہ کہاں ہوں۔ آخر چند منٹوں کے بعد ہوش ٹھکانے ہوئے۔ حواس درست ہوئے تو بارگاہ ایزدی میں سجدہ شکر بجالایا۔ میں نے سمجھ لیا کہ خدائے رحیم وکریم نے اپنے خاص فضل سے میری راہنمائی کی۔ اور مجھ کو کفر وضلالت کی تباہ کن رو سے بچالیا۔ اگر میں اسی حالت میں مرجاتا۔ تو نہ معلوم میرا کیا حشر ہوتا۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان اس گنہگار پر ظاہر فرمایا۔ جو میرے جیسے تمام آدمیوں کے لئے خضر راہ بن سکتا ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کار ما موقوف زاری دل است
بے تضرع کامیابی مشکل است

غیر احمدی احباب کو چاہئے۔ کہ ضد اور تعصب کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کیلئے توبہ اور تضرع سے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ضرور سچی راہ دکھادے گا۔

(از چٹھی مرقومہ 2 ستمبر 1939ء)

حضرت میرزا صاحب کے ذریعہ سے ہی آنحضرتؐ کی پیروی حاصل ہوسکتی ہے

(از جناب شیخ محمد افضل صاحب قریشی سابق سب انسپکٹر پولیس ریاست پٹیالہ متصل سبزی منڈی)

''میں خدا کو حاضر وناظر جان کر یہ اقرار کرتا ہوں۔ کہ کوئی واقعہ غلط نہیں ہے''۔ میری عمر ابھی بارہ سال کے قریب تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے بدن سے جان نکل گئی ہے۔ اور کوئی عضو زندہ نہیں ہے۔ مگر آنکھوں میں دیکھنے کی اور دماغ میں فہم کی طاقت موجود ہے۔ دیکھا کہ ایک بزرگ دوزانو جس طرح نماز میں بیٹھتے ہیں۔ بیٹھے میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ اور ان کے پیچھے زانو تک قدم مبارک نظر آتے ہیں۔ اس وقت میرے دل میں ڈالا گیا۔ کہ یہ بزرگ حضرت میرزا صاحب ہیں اور قدم مبارک حضرت رسول کریم ﷺ کے ہیں میری آنکھ کھل گئی اس وقت بھی میں سن سا ہورہا تھا۔ بدن

کوحرکت دینے پر وہ حالت درست ہوگئی۔ کئی اشخاص سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی۔ مگر سمجھ نہ آئی مولوی مرتضیٰ خان صاحب ولد مولوی عبداللہ صاحب (غیر مبائع) نے جوان دنوں مہندر کالج پٹیالہ میں تعلیم پاتے تھے۔ خواب سن کر کہا۔ کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کو حضرت میرزا صاحبؑ کے طفیل (یعنی واسطہ سے) حضور رسول کریم ﷺ کی پیروی حاصل ہوگی۔ جب میں 1905ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت ہوا۔ تو آپ بعینہ وہی تھے۔ جو خواب میں بیٹھے خاکسار کی طرف دیکھ رہے تھے۔ (از چٹھی مرقومہ 20/اکتوبر1939ء)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب مبلغ انگلستان وامریکہ کے بعض مبارک رویا

''مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر ایک نہایت مفید اور دلچسپ کتاب طیار کر رہے ہیں۔ جس میں اندراج کے واسطے انہوں نے مجھ سے بھی یہ خواہش کی کہ میں اپنے چند رویا ان کو لکھ دوں۔ جن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہو۔ لہٰذا ان کی فرمائش پر میں نے چند خوابیں اس قسم کی لکھ دی ہیں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو بارآور کرے۔ اور ان کو اور اس کتاب کے خریدنے اور پڑھنے اور تقسیم کرنے والوں کو ایمان کامل اور معرفت تامہ عطا کرے اور حسنات دارین سے متمتع کرے۔ آمین

(محمد صادق عفاء اللہ عنہ 16 نومبر 1939ء۔ 5 شوال 1358 ہجری)

چمکدار دائرے

(۱) 1889ء کا واقعہ ہے۔ میری عمر سترہ سال کے قریب تھی۔ اور میں اپنے پرانے وطن بھیرہ ضلع شاہ پور میں ہائی اسکول کی دسویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ مشرق سے ایک ستارہ نکلا ہے۔ میرے دیکھتے دیکھتے وہ اونچا ہونا شروع ہوا۔ جس قدر وہ اونچا ہوتا ہے اسی قدر اس کا قد زیادہ ہوتا جاتا ہے اور اس کی روشنی اور چمک زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اوپر کو چڑھتے

ہوئے وہ سمت الراس پر پہنچا۔ یعنی سیدھا میرے سر کے اوپر آسمان کے درمیان تک وہ پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے گول چکر لگانا شروع کیا۔ اس کے ہر ایک چکر کا دائرہ پہلے چکر سے بڑا ہوتا گیا۔ اور ساتھ ہی رفتار کی تیزی اور چمک بھی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ اس کے چکر افق کے قریب پہنچ گئے۔ جہاں زمین اور آسمان ملے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر اس کی رفتار ایسی تیز تھی اور چمک ایسی بڑھی ہوئی تھی۔ کہ نظر کام نہ کرتی تھی۔ اس نظارے کی ہیبت سے میں بیدار ہو گیا۔ بعض معبرین کے سامنے یہ خواب ان دنوں پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ایسے ستارے سے مراد کسی عظیم الشان مامور ولی اللہ اور نبی کا ظہور ہوتا ہے۔

خداوند ذوالجلال کا حضرت مرزا صاحب کے ساتھ جماعت احمدیہ کا معائنہ کرنا

(۲) غالباً 1896ء کا واقعہ ہے ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک قلعہ ایک پہاڑی پر بنا ہوا ہے اور وہ مسجد ہے۔ میں اس قلعہ میں داخل ہونے کے واسطے اس پہاڑی پر چڑھ رہا ہوں۔ جب میں نصف راستہ طے کر چکا تو قلعہ کے اندر سے آذان کی آواز آئی۔ میں نے سوچا کہ نماز کا وقت تو ہو گیا۔ اور چڑھتے چڑھتے شاید دیر ہو جائے۔ میں نماز یہاں ہی ادا کرلوں۔ پس میں تکبیر کہہ کر نماز میں کھڑا ہو گیا۔ تو اچانک دو آدمی جو اوپر سے نیچے کو آرہے تھے۔ ایک میرے دائیں کھڑا ہو گیا۔ اور ایک بائیں۔ ہر دو نماز میں میرے ساتھ شامل ہو گئے اور میں نے جماعت کرائی۔ نماز سے فراغت کے بعد وہ ہر دو نیچے اتر گئے۔ اور میں پھر اوپر چڑھنے لگا۔ جب میں قلعہ کے دامن پر پہنچا تو ایک موری (گول سوراخ) اندر داخل ہونے کے واسطے دیکھی۔ میں اس میں سے اندر داخل ہوا۔ اندر کی طرف کھڑے ہو کر میں اس موری کی طرف دیکھنے لگا۔ کہ یہ بہت تنگ ہے۔ میرے جیسا دبلا پتلا آدمی تو اس کے اندر سے نکل آئے گا۔ لیکن اگر کوئی موٹا آدمی آگیا تو وہ کیا کرے گا۔ اس خیال سے میں نے وہیں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔ کہ وہ سوراخ زیادہ کھلا ہو جائے۔ جس کے اندر سے جسیم آدمی بھی داخل ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو اسی وقت قبول کیا۔ اور وہ سوراخ بہت کھلا ہو گیا۔ پھر میں اندر چلا

گیا۔ میدان کے درمیان ایک پانی کا حوض تھا۔ جیسا کہ لاہور کی شاہی مسجد کے صحن میں ہے۔ وہاں میں نے وضو کیا اور نماز میں کھڑا ہو گیا۔ اور بھی کئی اصحاب اسی طرح الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز کے اندر ہی میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر دو نمازیوں کے اندر گشت کر رہے ہیں۔ جیسا کوئی افسر کسی محکمہ یا کارخانہ میں گشت کرتے ہیں۔ اور ہر ایک ملازم کا کام ملاحظہ کرتے ہیں۔ ہر ایک نمازی کے پاس دونوں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نمازی کے متعلق کچھ تعریفی کلمات اللہ تعالیٰ کے حضور کہتے ہیں۔ کہ یہ میرا مرید ہے مخلص ہے، نیک ہے یا اس کی کسی خدمت کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنی اسی صورت میں مجھے دکھائی دیئے جیسا کہ بیداری میں میں نے دیکھی ہوئی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کی شکل ایک صاحب مرزا نیاز بیگ کی صورت میں مجھے دکھائی گئی۔ اسی طرح نمازیوں کو دیکھتے ہوئے ہر دو میرے پاس بھی آ کر کھڑے ہوئے اور حضرت مرزا صاحب نے عاجز کی نسبت بھی کچھ کلمات تعریفی فرمائے۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔

اسی شب میری بیوی (امام بی بی مرحومہ) نے بھی بعینہ ایسا خواب دیکھا۔ اور حضرت مسیح موعود نے اس کو بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں تعریفی کلمات سے پیش کیا۔ کہ یہ میری مرید ہے اور مخلصہ ہے۔

ہدایت دینے کا ایک حیرت انگیز طریق

(۳) غالباً 1903ء کا واقعہ ہے میں اس وقت تعلیم الاسلام ہائی اسکول کا ہیڈ ماسٹر تھا۔ ایک شب پچھلی رات کو خواب میں مجھے ایک لفافہ دکھایا گیا۔ جس پر اس طرح ایڈریس لکھا ہوا تھا۔ (زیرک خان محمد نظام الدین مسجد قطب شاہی آصف آباد) یہ خواب دیکھ کر جب میں بیدار ہوا تو میں نے سمجھا کہ یہ رویا ضرور کسی مطلب کے واسطے ہے۔ میں نے اس کو ایک کاغذ پر لکھ لیا تا کہ میں بھول نہ جاؤں اور صبح مدرسہ میں جا کر مدرسہ کے اساتذہ اور طلبا سے اس کا ذکر کیا۔ تب بعض دوستوں نے مشورہ دیا۔ کہ اس نام پر ایک خط لکھا جائے۔ چنانچہ ایک کارڈ اس مضمون کا لکھا گیا کہ جب آپ کو یہ خط ملے آپ مہربانی کر کے جواب لکھیں۔ پھر آپ کو مفصل خط لکھا جائے گا۔ یہ کارڈ تو پوسٹ کر دیا گیا۔ لیکن اس وقت کی ڈاک خانہ کی کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ آصف آباد نام کا کوئی ڈاکخانہ نہیں ہے۔ اس

واسطے شبہ ہوا کہ یہ خط کہیں نہ پہنچے گا۔ دوسرے دن بعض دوستوں نے مشورہ دیا۔ کہ محمد نظام الدین صاحب کو خط کے اندر پورا خواب لکھ دینا چاہیئے تھا۔ تا کہ اسے معلوم ہو کہ آپ کیوں خط لکھ رہے ہیں۔ تب ایک مفصل خط لکھ کر لفافہ میں بند کر کے ڈاک میں ڈالا گیا۔ اس کے بعد آٹھ دس دن گزر گئے۔ نہ کارڈ کا جواب آیا۔ اور نہ لفافے کا۔ تب میں نے اپنا یہ خواب اخبار الحکم میں شائع کر دیا۔ اس خیال سے کہ ممکن ہے کہ اخبار کے ذریعہ سے اس امر کا پتہ چل جاوے۔ کہ اس نام اور پتہ کا آدمی کون ہے۔ اخبار میں اشاعت کے چندروز بعد مجھے ایک خط حیدر آباد دکن سے آیا۔ جس کے لکھنے والا ایک صاحب محمد نظام الدین مدرس تھا۔ اس کو میرا کارڈ بذریعہ ڈاکخانہ پہنچ گیا تھا۔ مگر نہ تو لفافہ اسے ملا۔ اور نہ اخبار اس نے پڑھا۔ صرف کارڈ پڑھا۔ اس نے اپنے خط میں میرا بہت شکریہ کیا۔ کہ آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ جو آپ نے مجھے کارڈ بھیجا۔ اور اس طرح مجھے معلوم ہوا کہ قادیان کہاں ہے۔ کیونکہ میں ان دنوں اس تلاش میں ہی تھا۔ کہ قادیان کہاں ہے اور اس تلاش کی وجہ یہ تھی کہ مجھے ایک خواب دکھائی دیا۔ جس کے سبب سے مجھے قادیان خط لکھنا ضروری ہو گیا۔ اور وہ خواب فلاں شب پچھلی رات کو مجھے دکھایا گیا۔ (یہ تاریخ خواب دیکھنے کی اور وقت وہی تھا۔ جس وقت کہ مجھے خواب میں وہ لفافہ دکھائی دیا) اور وہ خواب یہ تھا۔ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کا دربار ہے اور تمام انبیاء اور دیگر اصحاب موجود ہیں اور وہاں حضرت مرزا صاحب قادیانی بھی موجود ہیں۔ حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرزا صاحب کو بازو سے پکڑا اور سب حاضرین کے سامنے کرتے ہوئے فرمایا۔ آج سے تیرہ سو سال قبل جو میرا وجود تھا۔ اب یہی وہ وجود ہے۔ اب جو اس کو مانے گا۔ میں اس کی شفاعت کروں گا۔ اور جو اس کو نہ مانے گا۔ میں اس کی شفاعت نہ کروں گا۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ میں نے جناب مرزا صاحب کی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ صرف اس خواب کی بناء پر میں ان کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ مگر مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ کس پتہ پر خط لکھوں۔ اب آپ میری بیعت کی درخواست حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں۔ میں ایک غریب آدمی ہوں سفر خرچ کی طاقت نہیں رکھتا۔ ورنہ خود حاضر ہوتا۔ لیکن میں کوشش کروں گا۔ اور جب میرے پاس سفر خرچ کے واسطے کچھ رقم جمع ہو جائے گی تب حاضر ہو جاؤں گا۔ اس خط میں اس شخص نے غلیظ قسم کھا کر لکھا۔ کہ میں نے فی الحقیقت یہ خواب دیکھا ہے اور جس رات خواب دیکھا۔ اسی رات میں مسجد میں سویا ہوا تھا۔ اور

چونکہ آپ نے کارڈ میں شہر کا نام نہ لکھا تھا۔اس واسطے خط مجھے جلد نہ ملا۔ڈاکخانہ والے مختلف شہروں میں اس کو پھراتے رہے۔آصف آباد، حیدرآباد کے ایک محلّہ کا نام ہے اس کارڈ پر قریباً تیرہ مہریں لگی ہوئی ہیں۔اور بالآخر کسی نے لکھا کہ حیدرآباد میں ٹرائی کیا جائے۔تب یہ کارڈ یہاں آیا۔اور مجھے ملا۔اور میں ایک غریب مدرس ہوں صرف دس روپیہ میری تنخواہ ہے۔میرے پاس سفرخرچ نہیں۔ورنہ خود حاضر ہوتا۔ اس واسطے سردست بذریعہ تحریر بیعت کرتا ہوں۔جب میرے پاس کچھ رقم ہوگی۔خود حاضر ہوں گا۔''

اس خط لکھنے کے چھ ماہ بعد وہ شخص خود قادیان آیا۔اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر دستی بیعت بھی کی۔اللہ تعالیٰ اسے جنت میں بلند مقامات دے اور اپنے قرب خاص میں جگہ دے۔آمین

صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعودؑ

کے مقربین میں

(۴) ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے۔اور اس میں نماز باجماعت ہو رہی ہے۔اور لوگ آکر اس میں شامل ہو رہے ہیں۔اور صفیں دور دور تک دائیں اور بائیں چلی گئی ہیں۔میں جماعت میں شامل ہوا۔اور میرے بعد بھی لوگ کثرت سے سب طرف سے آتے ہیں۔اور شامل جماعت ہوتے جاتے ہیں۔جب میں شامل ہوا۔تو میں امام کے پیچھے قریباً دسویں بارہویں صف میں ہوں۔جب میں شامل ہوا سب لوگ کھڑے تھے۔اس کے بعد امام نے اللہ اکبر کہا اور سب رکوع میں شامل ہو گئے مگر اس کے ساتھ ہی ایک عجیب بات یہ ہوئی۔کہ اس تکبیر کے ساتھ کچھ لوگ اگلی صف سے ہٹ کر پچھلی میں آ گئے۔کچھ پچھلی صف سے بڑھ کر اگلی میں چلے گئے۔کچھ لوگ نماز چھوڑ کر نکل گئے اور کچھ نئے داخل ہو کر شامل جماعت ہو گئے۔مگر نماز بدستور ہوتی رہی۔ہر دفعہ جب امام تکبیر کہہ کر مثلاً سجدہ یا رکوع میں جاتا تو ایسی ہی ہلچل ہوتی۔یہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ میں ہر تکبیر پر آگے کو بڑھا۔اور کبھی پیچھے نہ ہٹا۔اور بڑھتے بڑھتے میں امام کے بہت قریب ہو گیا۔پھر اچانک نظارہ بدلا۔ ایسا دیکھا کہ جیسا نماز ختم ہو چکی ہے اور سب لوگ بیٹھے ہیں اور میں بھی امام کے مصلیٰ پر بیٹھا ہوں۔اور مصلیٰ پر دو شخص بیٹھے ہیں ایک حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے حضرت مرزا صاحب

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں امام ہیں اور میں نہیں کہہ سکتا کہ نماز کس نے پڑھائی۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہوئے اور انہوں نے وعظ کیا۔ اور وعظ کا مضمون یہ تھا کہ قرآن شریف ایک بڑی شاندار نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کو عطا کی اور قرآن شریف کو نہایت خوش الحانی سے پڑھنا چاہئے یہ وعظ کر کے حضرت مرزا صاحب بیٹھ گئے۔ تب حضرت سرورانبیاء محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی۔ ان صلوٰتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین یہ شیریں آواز میرے کان میں گونج رہی تھی کہ میں بیدار ہو گیا اور اب تک بھی مجھے وہ آواز یاد آ کر لذت روحانی حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اس رویا میں عاجز پر یہ ظاہر کیا گیا کہ

(۱) اب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باہمی کامل یگانگت کے سبب ایک ہی ہیں۔ ان میں فرق سمجھنا جائز نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سرورانبیاءؑ کے کامل بروز ہیں۔

(۲) تکبیر سے مراد کسی نشان سماوی کا ظہور ہے کہ ایسے وقت میں بعض لوگوں کا ایمان ترقی پکڑتا ہے۔ بعض اپنی کمزوریوں کے سبب نیچے گر جاتے ہیں۔ بعضوں کے واسطے وہی نشان حصول ایمان کا موجب ہوتا ہے اور بعضوں کے واسطے وہی ٹھوکر کا موجب ہو جاتا ہے۔

(۳) ایک دفعہ میں نے رویا میں حضرت رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا کہ یا تو وہی وجود حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا یا وہی وجود آنحضرت ﷺ کا ہو گیا۔ یہ یاد نہیں رہا۔ کہ پہلے حضرت مرزا صاحب کو دیکھا یا پہلے حضرت رسول اکرم ﷺ کو دیکھا مگر دونوں کا ایک ہی وجود دکھائی دیا۔ جس میں اشارہ ہے کہ اس زمانہ میں حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کا کامل بروز اور کامل ظہور حضرت مرزا صاحب کے وجود باجود میں ہوا ہے۔

مسیح موعود علیہ السلام کے مریدین کا رتبہ

(۵) ایک دفعہ مجھے خواب میں یہ بتلایا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مریدین کو یہ رتبہ عطا کیا ہے۔ کہ اگر وہ کسی دوزخ میں جانے والے کے واسطے سفارش کریں گے۔ کہ اسے بہشت میں بھیج دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں بھیج دے گا۔

قادیان آسمان میں ہے

(۶) ایک دفعہ جبکہ میں لاہور میں ملازم تھا۔ مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں ریل میں سوار ہو کر قادیان جا رہا ہوں اور وہ ریل سیدھی آسمان کی طرف جا رہی ہے گویا قادیان آسمان میں ہے''۔

حضرت امام بخاری کبھی فوت نہ ہوگا!

(۷) میں ابھی لاہور میں ملازم تھا کہ ایک دن میں یہ سوچنے لگا کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا تو بخاری کی حدیث سے ثابت ہے۔ پھر امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے خلاف کیوں فتویٰ دیا۔ ممکن ہے کہ امام ابوحنیفہ کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو اسی بات کو سوچتے ہوئے میں سو گیا۔ تو میں خواب میں دیکھا ہوں کہ ایک بزرگ بیٹھے ہیں جن کے گرد بہت سی کتابیں پڑی ہیں۔ اور وہ ایک کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ یہ صاحب بڑے عالم معلوم ہوتے ہیں۔ ان سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کرنا چاہئے۔ پھر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ان سے یوں دریافت کرنا چاہئے۔ کہ امام ابوحنیفہ کی کب وفات ہوئی اور امام بخاری کی کب وفات ہوئی۔ ممکن ہے کہ ابوحنیفہ پہلے ہی فوت ہو گئے ہوں اور ان کو یہ حدیث ملی ہی نہ ہو۔ یہ خیال دل میں رکھ کر میں نے اس سے سوال کیا۔ کہ جناب آپ مجھے بتلائیں کہ امام ابوحنیفہ صاحب کی وفات کب ہوئی۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ''چودھویں صدی میں''۔ میں حیران ہوا کہ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کو تو فوت ہوئے صدہا سال گزر گئے ہیں۔ شاید انہوں نے میرا سوال نہیں سمجھا۔ پس میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا۔ اور اس دفعہ اپنے سوال کو ذرا لمبا کیا۔ کہ وہ امام ابوحنیفہ جو چار مشہور اماموں میں سے ایک فقہ کے امام ہیں۔ اور جن کا مذہب حنفی مذہب کہلاتا ہے۔ ان کی وفات کب ہوئی۔ پھر بھی انہوں نے یہی جواب دیا کہ ''چودھویں صدی میں''۔ پہلی دفعہ بھی اور اس دفعہ بھی اس بزرگ نے سر اٹھا کر میری طرف نہیں دیکھا۔ بلکہ اپنی کتاب کی طرف ہی متوجہ رہا۔ اور جواب دیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ ایک دفعہ اور یہ سوال کرنا چاہئے۔ پس میں نے تیسری دفعہ پھر وہی سوال کیا۔ اور اس دفعہ اپنے سوال کو اور بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ تب انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور میری طرف ایک تیز نگاہ کی اور

جھڑک کے بولے ''میں جو کہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ چودھویں صدی میں فوت ہو گیا''۔ اس کے بعد میں نے سوچا کہ اب ان سے یہ بھی دریافت کر ہی لیا جائے کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کب فوت ہوئے۔ میرے اس سوال پر انہوں نے میری طرف دیکھا اور تبسم کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ''بخاری کبھی فوت نہ ہوگا''۔ اس پر میں بیدار ہو گیا۔

اس رویا میں مجھے یہ علم عطا کیا گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور سے قبل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اماموں کے مذاہب چلتے تھے۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہوا۔ تو اسلام کے اندر جو مختلف فقہی مذاہب تھے۔ ان سب کا خاتمہ ہو گیا۔ اب صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب دنیا میں چلے گا اور قائم رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ حکم اور عدل ہیں۔ لیکن بخاری میں چونکہ احادیث رسول کریم ﷺ ہیں۔ ان کو کوئی امام منسوخ نہیں کر سکتا۔ وہ قیامت تک جاری اور قابل عمل رہیں گی۔

(اللہ تعالیٰ اپنی بے شمار رحمتیں اور لاتعداد برکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر آئمہ دین پر نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین (مبشر عفی عنہ)

سزا سے بچانے والا پاک وجود

(از جناب چوہدری محمد بوٹا صاحب سیالکوٹی مہاجر قادیان)

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے مندرجہ ذیل خواب اسی طرح دیکھا تھا۔ 1920ء میں احمدیت کا سخت مخالف تھا۔ اور قادیان میں آیا ہوا تھا۔ بورڈنگ ہائی سکول کی جنوبی طرف سڑک پر میر مہدی حسین صاحب دو تین آدمیوں کو تبلیغ کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ کہ جو شخص سچے دل سے توبہ کر کے چالیس رات تک تہجد پڑھے اور دعا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کھول دے گا۔ میں نے یہ سن کر پختہ ارادہ کر لیا۔ کہ میں ضرور ایسا کروں گا۔ چنانچہ میں نے باقاعدہ تہجد اور دعا شروع کر دی۔ چند دنوں کے بعد میں نے رات کے چار بجے ایک خواب دیکھا کہ ''میں اور میرے تین رشتہ دار گندم کی کٹائی کر رہے ہیں۔ میرے ماموں نے کہا کہ

خانگاہ سے جا کر حقہ کیلئے آگ لے آؤ۔ میں وہاں گیا تو وہاں ایک پکے ہوئے بیروں کا درخت تھا۔ جونہی میں نے ہاتھ بیر توڑنے کیلئے اٹھایا۔ تو ایک باوردی سپاہی نمودار ہوا۔ جس نے فوراً ہی مجھے ہتھکڑی لگالی۔ پھر وہی سپاہی مجھے اسی خانگاہ کے ایک اور بیر کے درخت کے نیچے لے گیا۔ اور میں بلند آواز سے روتا ہوا دعا کر رہا تھا کہ اے میرے مولا مجھے بچا اور میری مشکل آسان کر۔ پھر وہ مجھے اسی بیر کے درخت کے نیچے لے گیا اور وہاں ایک معزز آدمی بہت سفید نورانی لباس پہنے ہاتھ میں چھڑی پکڑے ہوئے میرے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ میں ان کو دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ تو اس معزز شخص نے سپاہی کو کہا کہ اس بے گناہ کو چھوڑ دو۔ کیوں پکڑا ہوا ہے۔ پھر مجھے معلوم نہیں کہ وہ دونوں کہاں گئے اور اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ میری ہتھیلی اور سرہانہ آنسوؤں سے تر تھا۔ بستر سے اٹھ کر مکرمی چوہدری غلام محمد صاحب کے پاس آ کر خواب سنایا۔ انہوں نے مجھے دو تین فوٹو دکھائے۔ ان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فوٹو دیکھتے ہی میں نے پہچان لیا۔ کہ یہی بزرگ مجھے بچانے والے تھے۔ اس کے بعد میں نے بیعت کر لی۔

(از چٹھی مرقومہ بلا تاریخ 1939ء)

تین گواہ

(از جناب مولوی سید غلام احمد صاحب متوطن کشمیر تحصیل کولہ گام موضع مندوجن)

''میری عمر اس وقت تقریباً 23 سال کی ہوگی۔ میں نے 1935ء ماہ محرم ہجری میں بیعت کی۔ ابتداء میں میں فرقہ ءحنفیہ کے ساتھ تعلق رکھتا تھا۔ تعلیم صرف اردو پرائمری تک تھی۔ جب ٹریکٹ یا اخبار پڑھنے کی کم وبیش پہچان ہوئی۔ تو تین جماعتوں کی تبلیغ کو سنتا اور پڑھتا رہا۔ (دیوبندی، اہلحدیث، احمدی) احمدیہ لٹریچر کے کم وبیش مطالعہ سے مشرکانہ عقائد سے نجات حاصل ہوئی۔ پھر مختلف اخبارات رسالہ جات وغیرہ کی ورق گردانی شروع کی۔ جس سے بحر تذبذب نے سوار موج بلا کر دیا۔ روزوں کا مہینہ آیا۔ دعاؤں میں مشغول رہا۔ مسجد میں 20 رکعات تراویح چھوڑ کر گھر میں صرف مسنون آٹھ ہی بعجز وانکساری ادا کرنے لگا۔ والد صاحب جو کہ امام مسجد ہیں اعتکاف میں بیٹھے تھے۔

میں ایک غیر احمدی لڑکے کے ہمراہ جس کا نام عبدالرزاق ہے۔ گھر میں نمازیں پڑھنے لگا۔ اور اس کو بھی تاکید کی کہ میرے حق میں ہدایت حقیقی کے واسطے دعائیں کرو۔ وہ میرا شاگرد بھی تھا۔ اس لئے توجہ سے میرے ساتھ ساتھ پوشیدہ طور پر دعائیں کرنے لگا۔ انہی روزوں کے ایام میں ایک دن سحری کے وقت اس نے مجھے مندرجہ ذیل خواب سنایا۔ کہ

طلوع آفتاب رسالت

''اندھیری رات میں شدید تاریکی ہے اور وقت نصف شب کا تھا۔ کہ جنوب مشرق کی طرف سے سورج نکل آیا۔ لوگ حیران ہو کر گھروں سے باہر نکلے کہ نصف شب کی تاریکی میں کیسے سورج کا طلوع ہوا۔ تو وہاں ایک زیارت گاہ ہے۔ اس کے پاس ایک شخص ظاہر ہوا۔ اور اس نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''لوگو یہ میرزا صاحب ہیں''۔ یہ سننے پر کچھ لوگوں نے کہا ہاں واقعی سچ ہے اور کچھ لوگوں نے گالیاں دینی شروع کیں۔ اور کہنے لگے یہ تو قصہء شوپیاں کا میر واعظ ابورشید ہے۔ لیکن وہ صرف یہ ایک فقرہ بول کر پھر غائب ہوا پھر میں بیدار ہوا''۔

احمدی اور غیر احمدی کی مثال

اسی حالت میں میں نے خود ایک خواب دیکھا کہ ایک برتن ہے۔ جس میں دو کانے کی نلکیاں ہیں۔ ایک نامعلوم شخص آ کر مجھے کہتا ہے کیا آپ کو پتہ ہے؟ میں نے کہا کس بات کا۔ اس نے وہ دونوں کانے چیر ڈالے۔ ایک اندر سے میل دار سیاہ نکلا۔ کہنے لگا یہ ''وہ لوگ ہیں۔ جو غیر احمدی ہیں''۔ دوسرا اندر سے صاف نکلا تو کہا ''یہ احمدی ہیں''۔ یہ مثال سن کر مجھے کچھ سرور حاصل ہوا۔ اسی طرح میرے والد مولوی محمد خضر شاہ صاحب غیر احمدی نے ایک خواب سنائی ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک دریا کے کنارے پر ایک مکان ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر کلمہء تحلیل اس طرح کر رہے ہیں کہ باہر سے ایک گونجنے والی آواز معلوم ہوتی ہے۔ وہ خود اس کی غلط تاویلیں کرتے ہیں۔ لیکن میرے لئے یہ باتیں ازدیاد ایمان ثابت ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی میری راہنمائی ظاہری و باطنی ذرائع سے فرماتا رہے۔ آمین

(از چٹھی مرقومہ بلا تاریخ 1939ء)

نوٹ:۔ مذکورہ بالا خوابیں لکھنے کی تحریک بھی جناب شاہ صاحب کو خواب ہی کے ذریعہ سے ہوئی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام بڑا ہی مبارک ہے۔ چنانچہ وہ اپنی چٹھی میں جو انہوں نے حضرت میر محمد اسحاق صاحب۔ کے نام لکھی۔ تحریر فرماتے ہیں۔ ''کہ بندہ نے الفضل 8 جون 1939ء کے پرچہ میں بعنوان ''رویاء و کشوف کے متعلق ایک ضروری اعلان'' پڑھا تو مجھے اپنے متعلق چند ایک خواب یاد آ گئے۔ جن کی بنا پر مجھے قبول احمدیت کی توفیق ملی...... لیکن اور مصروفیتوں کے باعث بھول گیا تو پرسوں ہی میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب کی طرف سے مجھے ایک چٹھی موصول ہوئی ہے جس میں جناب نے مجھے اپنی خوابیں لکھنے کی تحریک کی ہے...... جناب میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو اردو کی شکل دے کر محترمی مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر محرک اول کے سپرد فرمائیں!

صداقت احمدیت کے متعلق
الٰہ دین خاندان میں
عظیم الشان نشانات

ضروری التماس محترمی جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کا یہ مضمون جو شامل کتاب ہٰذا ہے ایک نہایت ہی مفید مضمون ہے۔ اس مضمون میں جہاں آپ نے اپنی قبول احمدیت کی حقیقت بیان کی ہے وہاں آپ نے یہ بھی بالتفصیل ذکر کیا ہے کہ ان کے سلسلہ سے تعلق پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر کس قدر فیوض و برکات نازل فرمائے۔ اور کس طرح ان کو خدمات دین کی توفیق عطاء فرمائی۔ اور کس طرح انہوں نے مختلف اشخاص خصوصاً مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو ہزاروں روپیہ کے انعامات کا وعدہ دے کر احقاق حق کیلئے بعض قسموں کا مطالبہ کیا۔ مگر انہوں نے اپنی عاجزانہ خاموشی سے احمدیت کے منجانب اللہ ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی وہ تمام حلفیہ مطالبات جو آپ نے وقتاً فوقتاً مخالفین احمدیت کے سامنے پیش کئے۔ بعینہٖ متلاشیان حق کی رہنمائی کیلئے شامل ہٰذا کر دیئے گئے ہیں۔ جن کے پڑھنے سے ایک خوف خدا رکھنے والے غیر متعصب انسان کیلئے احمدیت کی صداقت میں شک و شبہ نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں حضرت اقدس سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبولیت دعا کے چند نمونے بھی صاحب موصوف نے اس مضمون میں شامل کئے ہیں۔ جو نہایت ہی مؤثر ہونے کے علاوہ حضرت اقدس کے تعلق باللہ اور عارف ربانی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس مضمون میں اور بھی بعض خوبیاں ہیں جن کی بناء پر میں نے اسے چند سو کی تعداد میں علیحدہ بھی چھپوایا ہے تا کہ جو لوگ بڑی کتابوں کے پڑھنے سے گھبراتے ہیں۔ وہ اس مختصر کو پڑھ کر فائدہ اٹھا سکیں۔ خصوصاً امراء ہندوستان کیلئے یہ ایک بے نظیر تبلیغی تحفہ ہے۔ جناب سیٹھ صاحب موصوف کو اللہ تعالیٰ اس جلیل القدر سعی کا اپنی جناب سے بہترین بدلہ عطاء فرمائے۔ اور ہم سب کو اپنے فضلوں کا وارث کرے۔ یہ مضمون دو آنہ فی نسخہ کے حساب سے دفتر ٹریکٹ ''آسمانی آواز'' و کشوف ورویاء ریلوے روڈ قادیان سے مل سکتا ہے!

(خاکسار:۔ عبدالرحمٰن مبشر عفی عنہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل ورحم کے ساتھ

اللہ دین خاندان میں خداتعالیٰ کی عظیم الشان قدرت کا ایک نشان

میں عبداللہ الہ دین کس طرح احمدی ہوا۔ اور خداتعالیٰ نے مجھ عاجز کو کیسی عظیم الشان نعمتوں سے سرفراز فرمایا'' اس کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور دوسرے بزرگان دین نے اور خاکسار نے جو خواب اور الہام پائے اور وہ کس طرح پورے ہوئے۔ اس کی صحیح حقیقت بیان کرتا ہوں۔ اور خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں نے خواب یا الہام میں کچھ اپنی طرف سے ملایا ہے۔ تو مجھ پر اس دنیا اور آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو۔ اس مضمون کا اکثر حصہ اخبار الحکم 28 جون 1934ء میں شائع ہو گیا ہے۔

قوم وولادت:۔ میں ہز ہائینس سر آغا خاں کو ماننے والی خوجہ شیعہ اسماعیلی قوم کا ایک فرد تھا۔ میری پیدائش بمبئی میں 12/ اکتوبر 1877ء میں ہوئی۔ اب میری عمر انگریزی حساب سے 62 اور اسلامی حساب سے 64 سال کی ہے۔

قادیان سے تعلق کس طرح ہوا؟:۔ 1913ء میں جب میری عمر 36 سال کی تھی۔ قادیان سے ہماری تجارتی فرم کے نام Review of Religions نامی انگریزی رسالہ اس کے مینیجر کی طرف سے برائے اشتہار وصول ہوا۔ اس کے پیشتر قادیان کا نام میں نے کبھی سنا نہ تھا۔ مجھے مذہب سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس لئے کئی روز تک وہ رسالہ میرے میز پر پڑا رہا۔ ایک دن اس کے آخری صفحہ پر The Teachings of Aslam کتاب کے متعلق جو اشتہار دیا گیا تھا۔ اس پر نظر پڑی۔ جس میں کتاب کی بہت تعریف تھی۔ اس لئے میں نے وہ منگوائی۔ اس کتاب سے مجھ پر ایسا معجزانہ اثر ہوا۔ کہ میرے دل میں ایک نئی روح پھونکی گئی۔

خدا تعالیٰ دعا سنتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے

اس کے متعلق میرا خواب

ٹیچنگز آف اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اردو کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ ہے۔ مختصر طور پر گویا قرآن شریف کی تفسیر ہے۔ اس میں یہ پڑھ کر مجھے بہت تعجب معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ دعا سنتا ہے۔ اور اس کا جواب بھی دیتا ہے۔ یہ تو دنیا کے تمام لوگ مانتے ہیں۔ کہ خدا دعا سنتا ہے۔ مگر خدا کلام کرتا ہے اور دعاؤں کا جواب دیتا ہے یہ تو نہ غیر مسلم مانتے ہیں نہ مسلمان۔ ان سب کا یہی عقیدہ ہے کہ آگے کے زمانوں میں تو خدا اپنے پیغمبروں سے کلام کرتا تھا۔ اور دعاؤں کا جواب دیتا تھا۔ مگر وہ سلسلہ اب موقوف ہو گیا ہے مگر اس زمانہ کے خدا کے مامور نے اسی پر بہت زور دیا ہے کہ جس طرح خدا آگے کلام کرتا تھا اور دعاؤں کا جواب دیتا تھا اسی طرح اب بھی وہ حق کے طلبگاروں سے کلام کرتا ہے اور ان کی دعاؤں کا جواب دیتا ہے۔

اس زمانہ میں میری یہ حالت تھی کہ میں کبھی نماز پڑھتا تھا اور کبھی نہیں پڑھتا تھا۔ مگر مجھے اس بات کی جستجو کرنی تھی۔ کہ خدا تعالیٰ دعاؤں کا جواب دیتا ہے یا نہیں۔ اس لئے ایک روز مغرب کی نماز میں یہ دعا مانگی کہ یا اللہ اگر تو دعا سنتا ہے اور اس کا جواب بھی دیتا ہے۔ تو میرے ایک سوال کا جواب دے تا مجھے یقین ہو جائے۔ تب میں نے خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ میرے والد صاحب جن کو فوت ہو کر دس سال کا عرصہ ہو گیا۔ ان کی حالت مجھے معلوم کرا۔ دعا کرنے کے ایک یا دو روز کے بعد والد صاحب مجھے نظر آئے اور کہنے لگے کہ میں اب تک خوش ہوں۔ اور مجھے ایک انگوٹھی بتلائی جس کے ایک دو نگینہ چمکتے تھے اور ایک دو سیاہ تھے۔ اس وقت میں اس کی تعبیر نہ سمجھ سکا۔ مگر احمدی ہونے کے بعد میں نے سمجھا کہ انگوٹھی کے نگینوں سے مراد والد صاحب کی اولاد اور ان کی حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نور سے چمکا دے۔

بہر حال یہ خواب دیکھنے سے مجھے یقین ہو گیا۔ کہ درحقیقت خدا تعالیٰ دعا سنتا ہے۔ اور جواب بھی دیتا ہے مگر میں نے خیال کیا۔ کہ اگر میں کسی سے یہ ذکر کروں گا۔ تو وہ کہے گا۔ کہ تمہارے دل میں

ایک خیال تھا۔ اسی کے مطابق خواب نظر آیا۔ مگر میرے سوال کا جواب کس طرح ملا؟ تاہم میں نے چاہا کہ اس سے زیادہ صاف ثبوت ملے۔ اس لئے میں نے خدا تعالیٰ سے دوسری بار یہ دعا کی کہ یا اللہ مجھے تو معلوم ہو گیا۔ کہ تو دعا سنتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے۔ مگر شاید دوسروں کو اس کا یقین نہ ہوگا۔ اس لئے اور ایک سوال کا جواب دے۔ تا مجھے کامل یقین ہو جائے۔ اور دوسروں کیلئے ایک کامل حجت ہو جائے۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے دوسری دعا کا جواب:۔ میری دوسری دعا یہ تھی کہ یا اللہ! میری والدہ کا کیا حال ہے؟ وہ مجھے معلوم کرا۔ میں جب تین سال کا بچہ تھا۔ اس وقت میری والدہ کا انتقال ہوا تھا۔ اس لئے مجھے ان کا چہرہ مطلق یاد نہیں۔ اس لئے میں نے دعا میں یہ بھی عرض کی۔ کہ یا اللہ! اگر پھر کوئی خواب نظر آئے۔ اور اس میں کوئی عورت بھی نظر آئے۔ مگر یہ مجھے کیسے یقین ہو۔ کہ یہی میری حقیقی والدہ ہے؟ میرے دوسرے سوال کا جواب جلد نہ ملا۔ اس لئے میں کئی روز تک یہی دعا مانگتا رہا۔ آخر ایک رات پھر خواب نظر آیا جس میں ایک عورت ایک تخت پر بیٹھی ہوئی نظر آئی۔ اس کے اطراف بہت سے لوگ جمع تھے۔ میں بھی ان میں شریک تھا کسی نے پوچھا کہ یہ عورت جو بڑے درجے والی معلوم ہوتی ہے۔ یہ کون ہے تو میں نے جواب دیا کہ میری والدہ ہے۔ میری جننی والدہ ہے اور جننی والدہ کے الفاظ بار بار کہتے ہوئے میں نیند سے ہوشیار ہو گیا اور جننی والدہ، جننی والدہ کہتا رہا۔ میں متعجب ہوا کہ میں یہ کیا کہہ رہا ہوں پھر مجھے یاد آیا کہ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اگر خواب میں کوئی عورت نظر بھی آجائے۔ پھر بھی مجھے یہ کیسے یقین ہو کہ یہی میری حقیقی والدہ ہے۔ تو اس قادر و حکیم خدا تعالیٰ نے اپنے ایک عاجز بندے کی خواہش پوری کرنے اور اپنے مامور کی اس تعلیم کو کہ خدا دعا سنتا ہے۔ اور جواب بھی دیتا ہے صاف طور سے صحیح ثابت کر دیا۔ الحمد للہ

خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے قائم کردہ خلیفہ کو ایک حکم

شاہ دکن کو تبلیغ:۔ گو مجھ کو خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کی صحیح تعلیم کے متعلق اس قدر زبردست ثبوت عطا فرمایا۔ پھر بھی آپ کے دعاوی ماننے میں مجھے بہت رکاوٹ ہوگئی۔ اس کا سبب یہ تھا۔ کہ ہمارے ایک تجارتی معاملہ میں ایک اہلحدیث سے شراکت کا تعلق تھا۔ اس نے مجھے بدظن کر دیا۔ اس

لئے خدا تعالیٰ نے مجھ عاجز پر رحم فرما کر قادیان سے ایک احمدی بزرگ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم کو معجزانہ طور سے 15 سو میل کے فاصلہ سے میرے مکان تک پہنچا دیا۔ تا کہ وہ مجھے حق سمجھائیں۔ مگر افسوس کہ میں ایسا متعصب اور کٹر اہلحدیث ہو گیا تھا۔ کہ میں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے مجھے بہت سا لٹریچر قادیان سے منگوا دیا۔ اور جب کبھی وہ میری ملاقات کیلئے تشریف لاتے۔ تو بہت کچھ سمجھاتے۔ کتابوں کا کچھ حصہ خود پڑھ کر سناتے۔ اور میں خود بھی پڑھتا مگر وہی حصہ پڑھتا۔ جس میں اسلام یا حضرت رسول کریم ﷺ کی خوبیوں کا ذکر ہوتا۔ مگر جہاں کہیں حضرت عیسیٰؑ کا یا دعاوی کا ذکر ہوتا۔ تو وہ چھوڑ ہی دیتا۔ اس طرح جب میں اصل ضروری حصہ ہی چھوڑ دوں تو مجھے احمدیت کی صداقت کس طرح معلوم ہو سکتی تھی؟ مگر میں نے تو ارادہ ہی کر لیا تھا۔ کہ احمدی نہ ہوں گا۔ اس لئے دعاوی کے متعلق کا ذکر چھوڑ دیتا تھا۔ آخر عرفانی صاحب کو واپس جانا پڑا۔ مگر خدا تعالیٰ کو مجھ عاجز کو احمدیت سے سرفراز کرنا منظور تھا۔ اس لئے اس نے ایک عظیم الشان سکیم تجویز فرمائی اور اپنے موجودہ خلیفہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خواب کے ذریعہ سے یہ تحریک پیدا ہوئی کہ وہ شاہ دکن کو تبلیغ فرمائیں۔ اس حکم کی تعمیل میں آپ نے ایک اعلیٰ کتاب "تحفۃ الملوک" مؤثر الفاظ میں اور خوبصورت طرز میں چھپوا کر حضور شاہ دکن کی خدمت میں ارسال فرمائی۔ اس کے بعد اس کتاب کی صدہا کاپی خاص وعام لوگوں میں مفت تقسیم کی گئی۔ اس کام کیلئے اولاً حضرت حکیم محمد حسین صاحب قریشیؓ اور بعد میں حضرت مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ قادیان سے تشریف لائے۔[1] اور وہ دو تین ماہ تک حیدر آباد میں تبلیغ کرتے رہے۔ مگر کسی کو ہدایت نصیب نہ ہوئی۔ اور واپس تشریف لے گئے۔ مگر خدا تعالیٰ نے یہ ساری سکیم اس عاجز کیلئے تجویز فرمائی تھی۔ اس لئے پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

حاشیہ:۔ شیخ یعقوب علی صاحب کا بیان ہے کہ "جب یہ قافلہ مبلغین کا حیدر آباد کو روانہ ہوا۔ تو میں نے مفتی محمد صادق صاحب کو خصوصیت سے کہا کہ سکندر آباد میں سیٹھ عبداللہ بھائی الٰہ دین ایک طالب حق ہے اور ان کے چہرہ پر آثار سعادت ہیں۔ ان کو ضرور ملنا۔ مگر وہ اپنے پہلے سفر میں بھول گئے۔ دوسری مرتبہ جب وہ پھر آئے۔ پھر ان کو خصوصیت سے تاکید کی۔ کہ اب ان کو نہ بھولنا۔ میرا اپنا ایمان یہی ہے۔ کہ ان کا یہ دوسرا سفر خدا تعالیٰ نے محض عبداللہ بھائی کے لئے کر دیا"۔ (عرفانی)

دل میں یہ بات ڈالی۔ کہ پھر ایک بار حیدر آباد اور سکندر آباد میں تبلیغ کی جائے۔ اس لئے پھر حضور نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور مولانا حافظ روشن علی صاحب کو روانہ فرمایا۔ ان کے ساتھ مکرم معظم جناب سید بشارت احمد صاحب جو اس وقت جماعت احمدیہ حیدر آباد کے جنرل سکرٹری تھے۔ اور اس وقت امیر جماعت ہیں۔ تبلیغ کیلئے مختلف مقامات پر پھرتے رہتے تھے۔ اب انہوں نے سکندر آباد کی طرف توجہ کی مجھے ان کا پتہ لگا۔ میں نے ہمارے الہ دین بلڈنگ میں ان کی ایک تقریر کروائی۔ اس کے بعد روزانہ قرآن شریف کا درس اور تبلیغ کا سلسلہ ہمارے یہاں جاری ہو گیا دوسری طرف سے سنی اور شیعہ علماء احمدیت کے خلاف سمجھانے حیدر آباد سے تشریف لاتے رہتے تھے۔ اس طرح مجھے دونوں فریق کے دلائل سننے کا موقعہ ملتا رہا۔ دو تین مہینے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھ پر احمدیت کی صداقت کھل گئی۔ مگر پھر بھی مجھ میں اتنی جرأت نہ تھی کہ میں اپنے قرابت داروں کو اور اہلحدیث دوست کو ناراض کر کے احمدی ہو جاؤں۔ بلکہ میں نے قرآن شریف کے درس اور تبلیغ کا سلسلہ جو روزانہ جاری تھا۔ وہ بھی موقوف کر دیا۔ جب خدا تعالیٰ نے میرا یہ حال دیکھا۔ تو اس نے میری عقل درست کرنے کیلئے ایک سخت علاج تجویز فرمایا۔

ایک منذر خواب:۔ وہ سخت علاج یہ تھا۔ کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا۔ کہ میں اپنے اہلحدیث دوست اور دوسرے ایک شخص کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اور کسی کی مذمت ہو رہی تھی۔ اتنے میں پولیس آئی۔ اور ہم تینوں کو گرفتار کر کے سکندر آباد کی پولیس کورٹ میں کھڑا کر دیا۔ اور ہم تینوں کو آٹھ آٹھ روز کی قید کی سزا ہوئی۔ میں جیل میں رو رہا ہوں اور کہتا کہ مذمت تو میرے اہلحدیث دوست نے کی اور میں ناحق گرفتار ہو گیا۔ تو کسی نے کہا تو نے اس کی صحبت کیوں ترک نہ کی؟ جب میں سمجھ گیا۔ کہ میرا اہلحدیث دوست تو احمدیت کا مخالف تھا۔ اس لئے وہ خلاف کہتا تھا۔ مگر مجھ پر تو احمدیت کی صداقت کھل گئی تھی۔ پھر بھی میں اسی کے ساتھ ملا جلا رہتا تھا۔ اس لئے اس جہاں میں مجھے بھی اس کے ساتھ جیل کی سزا ملی اور اگر میں اس پر ہی اڑا رہا، تو اس جہان میں جہنم کی سزا ہوگی۔ یہ خواب میں نے اپنے اہلحدیث دوست کو سنا دیا۔ اور اس کے بعد 9/اپریل 1915ء جمعہ کے دن بعد نماز حیدر آباد کی جماعت کے امیر مولانا مولوی حاجی میر محمد سعید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ الحمدللہ

چمکی ہے فرزند تیری ان دنوں تقدیر ہے تخت سلطانی پہ تیرے باپ کی تصویر ہے

احمدی ہونے کے پیشتر ایک دن جب میں میرے اپر کے منزلہ پر چڑھ رہا تھا۔ تو مذکورہ بالا شعر زور سے میری زبان سے نکل گیا۔ میں متعجب ہوا کہ یہ کیا بات ہے۔ تقدیر کا چمکنا تو اسی کو سمجھتے ہیں کہ کہیں سے بہت سا خزانہ مل جائے مگر وہ تو کچھ اس وقت ملا نہیں۔ اسلئے میں اس کو ایک معمولی بات سمجھ کر بھول گیا۔ مگر جب خدا تعالیٰ نے مجھے سرفراز فرمایا اور اس کے بعد بھی فضل پر فضل ہوتا رہا۔ تب مجھے یہ شعر یاد آیا اور میں سمجھ گیا کہ واقعی یہ شعر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک الہام تھا۔ اور اس میں یہ عظیم الشان بشارت تھی کہ میری تقدیر دینی اور دنیوی دونوں طریق سے چمکنے والی تھی۔

خدا تعالیٰ بہت غیور ہے وہ ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص یہ فخر کرے کہ میں نے فلاں کام اپنی لیاقت یا علم یا طاقت یا مال وغیرہ سے کیا ہے اس لئے جب وہ کسی کو اپنا نبی یا رسول بناتا ہے تو وہ ایک ایسے شخص کو منتخب کرتا ہے کہ لوگ اس کا دعویٰ سنتے ہی انکار کر دیں۔ مگر رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت اور اس کی صداقت ظاہر کرتا چلا جاتا ہے۔

اسی طرح اس قادر اور حکیم خدا نے محض اپنی رحمانیت سے مجھ جیسے ایک حقیر شخص کے ذریعہ اپنی قدرت کا ایک نمونہ دنیا میں آشکار کرنا چاہا۔ اس لئے اس نے اپنے دین اسلام کی خدمت کیلئے مجھے منتخب فرمایا۔ دینی خدمت ایک عظیم الشان کام ہے۔ اس کیلئے تو بڑے عالم فاضل شخص کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے عوض وہ ایک ایسے جاہل شخص کو منتخب کرتا ہے۔ جو دین سے بالکل ناواقف۔ مگر دیکھو وہ قادر خدا کس طرح اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلاتا ہے۔ اور کس طرح وہ مذکورہ بالا الہام پورا کر کے میری تقدیر کو چمکاتا ہے۔ اس کی تفصیل ظاہر کرنا ضروری ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے خدمت دین کیلئے دینی علوم کی عظیم الشان نوازش:۔ میں نے شروع ہی میں عرض کر دیا ہے۔ کہ میں سر آغا خاں کو ماننے والی شیعہ اسماعیلی قوم کا ایک فرد تھا۔ گو ان میں معزز اور تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ مگر ان کا اکثر حصہ شریعت اسلام سے ناواقف ہے۔ یہ صرف سال میں دو بار عید کی نماز پڑھتے ہیں۔ ان کی کوئی مسجد نہیں۔ کیونکہ ان کو اس کی ضرورت ہی نہیں۔ اس کے عوض ان کا ایک جماعت خانہ ہے۔ اس میں ان کے مرد یا عورت صبح یا شام ان کی بنائی ہوئی سندھی زبان کی دعا پڑھ لیا کرتے ہیں۔ ایسی قوم کا میں ایک فرد تھا۔ اس لئے میں بھی شریعت سے بالکل

ناواقف تھا۔ نماز کے عوض دعائے گنج العرش وغیرہ پڑھ لیا کرتا تھا۔ سکندر آباد سے چار میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے یہاں کے لوگ اس کو مولا علی کا پہاڑ کہتے ہیں۔ بڑے بڑے امراء وہاں جاتے ہیں۔ نذر نیاز کرتے ہیں۔ عرس کرتے ہیں۔ ہم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ بلکہ سجدے بھی کرتے تھے۔ یہ میری دینی لیاقت تھی۔ ایسے ایک جاہل شخص کو خدا تعالیٰ اسلام کی دینی خدمت کیلئے چن لیتا ہے اور اس کو دین اسلام کی صحیح تعلیم دلوانے قادیان سے ''اسلامی اصول کی فلاسفی نامی کتاب پہنچا تا ہے وہ کتاب پڑھتے ہی مجھ پر معجزانہ اثر ہوتا ہے۔ میرے دل میں دین کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ پھر میری مزید تعلیم کیلئے خدا تعالیٰ قادیان سے عالم فاضل علماء اور مبلغین کو ہمارے مکان تک پہنچا دیتا ہے۔ اور کئی ماہ تک ہمارے یہاں روزانہ قرآن شریف کا درس اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں مجھ پر صداقت احمدیت کھل جاتی ہے۔

مختصر یہ کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اسلام کی دینی خدمت وہی شخص کر سکتا ہے جو احمدیت سے واقف ہو۔ اس لئے اس نے میرے لئے ایسی عظیم الشان سکیم تجویز فرمائی۔ الحمدللہ

احمدیت کی تعلیم کے طفیل میرے میں یہ تبدیلی ہوئی کہ میں روزانہ پانچ وقت باجماعت نماز پڑھتا ہوں۔ بلکہ امام ہو کر جماعت کو نماز پڑھاتا ہوں۔ سنت کے علاوہ دن رات میں کئی بار نوافل بلکہ تہجد بھی باقاعدہ پڑھتا ہوں۔ صبح شام ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہوں رمضان شریف کے پورے روزوں کے علاوہ کئی نوافل بلکہ چند ماہ تک ایک دن وقفے سے ماہوار پندرہ روزے رکھتا تھا۔ سالانہ زکوٰۃ برابر ادا کی جاتی ہے۔ حج کا فریضہ اہل وعیال کے ساتھ ادا کر چکا ہوں۔ اس کے علاوہ احمدی ہونے سے انسان کو اپنی زندگی کی غرض وغایت یقینی طور سے معلوم ہو جاتی ہے اور وہ یہی ہے کہ ہم خدمت دین کیلئے اپنے جان و مال سے قربان ہو جائیں دنیا اس راز سے واقف نہیں۔ اس لئے اس کو خدا تعالیٰ کی اس عظیم الشان نعمت کی کچھ قدر نہیں۔ بلکہ مخالفت میں مصروف ہے۔ مگر جس پر یہ صداقت کھل جاتی ہے۔ اس کے دل میں ایک جوش وولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ دین کا خادم ہونے میں ہی اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ مگر میں تو یہ معلوم کر کے اپنے آپ کو بہت ہی خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خصوصیت کے ساتھ اسی کام کیلئے چن لیا ہے۔ اور مجھ پر اپنا فضل پر فضل کرتا جا رہا ہے۔ اس لئے اس کے حضور میں نے یہ دعا کرنے کی جرأت کی۔ کہ ''یا اللہ تو مجھ سے ایسے دینی

کام کرا۔ جو دنیا میں اور کسی نے نہ کئے ہوں اور وہ محض تیری رضامندی اور تیری مخلوق کی خیر خواہی کیلئے ہو۔ اور یہ تیرا فضل میری نسل میں بھی تا قیامت جاری رہے۔ اور وہ بھی ایسے کام کریں کہ ہر زمانہ کے لوگ ان کو دل سے دعائیں دیں''۔

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے مجھ حقیر کی یہ دعا قبول فرمائی۔ اور اس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے مجھ سے انگریزی۔ اردو وغیرہ زبانوں میں ایسی کتابیں شائع کرائیں۔ جو تمام جہان میں مقبول ہوگئیں۔ ہر ایک کتاب کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں۔ خصوصاً Extracts from Holy Quran نامی کتاب جس میں مختلف مسائل کے متعلق قرآن شریف کی اکثر آیات احادیث اور دوسرے مذاہب کی کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں سرور انبیاء ﷺ کے وہ کارنامے جن کی دنیا میں نظیر نہیں۔ وہ جمع کئے گئے ہیں۔ نیز مختلف اقوام کے معزز لوگوں کے آراء اسلام اور بانی اسلام کے متعلق درج کئے گئے ہیں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب ایسی مقبول ہوگئی ہے۔ کہ اب تک اس کے آٹھ ایڈیشن ختم ہوگئے ہیں۔ اور اب نویں بار چھپ کر پریس سے باہر آگئی ہے۔ دنیا کے تمام حصوں سے اس کی مانگ آرہی ہے۔ مختلف اقوام کے لوگ یہ کتاب پڑھ کر اپنے تاثرات دلی دعاؤں کے ساتھ لکھ بھیجتے ہیں۔ جو اسی کتاب کے آخر میں شائع کی گئی ہیں۔ حتیٰ کہ آسمان سے بھی اس کی مقبولیت کا پیغام وصول ہوگیا ہے۔ جس کے متعلق مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی جو 1927ء میں لندن میں مقیم تھے وہاں سے اپنے 17 فروری کے خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

''میں یہ خط آپ کو ایک بشارت کے طور پر لکھتا ہوں۔ 12 اور 13 فروری کی درمیانی رات کو میں نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ اور انہوں نے اکسٹراکٹ کی بہت تعریف کی ہے یعنی یہ کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو بہت ہی پسند فرمایا ہے۔ مگر ساتھ ہی کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابھی تک نہیں دیکھی اور انہوں نے آپ کے مخالف بھائیوں کے طرز عمل کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا کہ وہ اچھا نہیں کریں گے۔ اگر مخالفت نہ چھوڑیں گے۔ بہر حال میں مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ یہ کتاب ملاء اعلیٰ میں مقبول ہوگئی ہے۔ اس کی مقبولیت بڑھے گی۔ اور یہ انشاء اللہ بابرکت ہوگی''۔

خدا تعالیٰ نے اپنے قانون کو مطابق اس زمانہ میں دنیا کی راہنمائی کے لئے ایک عظیم الشان

مصلح کو مبعوث فرمایا جس کو سروچشم قبولنے کے عوض دنیا کی تمام اقوام مخالفت میں لگی ہوئی ہیں۔ خصوصاً اسلامی علماء کہلانے والے دھوکے فریب وناجائز طریق سے لوگوں کو گمراہ کررہے ہیں۔ اس لئے خداتعالیٰ نے اس عاجز کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ میں ہزار ہا روپیہ کے انعامات کے ساتھ ایسے چیلنج شائع کروں۔ تا دنیا کو ان کے دھوکے فریب صاف ظاہر ہوجائیں اور صداقت پسند لوگ حق کی طرف رجوع کریں ان چیلنجوں کی تفصیل مختصر الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

پہلا انعام دس ہزار روپیہ کا دنیا کی تمام اقوام کو:۔ دنیا کے تمام مذاہب کے نزدیک خداتعالیٰ کا یہ قانون مسلم ہے کہ جب لوگوں کے دلوں سے خداتعالیٰ کا خوف جاتا رہتا ہے۔ اور وہ ہر قسم کے فسق وفجور میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ تو ان کی اصلاح کیلئے ایک ربانی مصلح مبعوث کیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق گزشتہ زمانوں میں مختلف اقوام میں ایسے ربانی مصلح کا ظہور ہوتا رہا۔ مگر جب سے خداتعالیٰ نے اسلام کو دنیا کی تمام اقوام کیلئے ایک عالمگیر مذہب قائم کیا۔ تب سے یہ سلسلہ دوسرے مذاہب میں موقوف کیا گیا۔ اور صرف اسلام ہی میں جاری رکھا گیا۔ اگر یہ سلسلہ اب بھی کسی اور مذہب میں جاری ہے۔ تو اس مذہب کا مدعی اپنا دعویٰ پبلک میں پیش کرے اور ثابت کرے اور ہم سے دس ہزار روپیہ کا انعام حاصل کرے گو یہ چیلنج کئی سال ہوئے مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا۔ مگر کسی غیر مسلم نے حق کے مقابلے میں کھڑا ہونے کی جرأت نہ کی۔

اسی طرح اسلام میں بھی یہ عقیدہ مسلم ہے کہ خداتعالیٰ کی طرف سے ہر صدی کے شروع میں تجدید دین کے لئے ایک مجدد مبعوث کیا جاتا ہے اس قانون کے مطابق اس صدی میں حضرت میرزا غلام احمد صاحبؑ کا ظہور ہوا۔ مسلم علماء کا فرض تھا کہ وہ اس کو شناخت کرتے۔ اور قبول کرتے۔ اس کے خلاف وہ دن رات اس کی تکذیب میں لگے ہوئے ہوئے ہیں۔ اس لئے خاکسار نے ان کو بھی دس ہزار روپیہ کا چیلنج دیا۔ کہ اگر حضرت میرزا صاحب اس صدی کے ربانی مجدد نہیں ہیں۔ تو پھر اس منصب کا دوسرا کوئی صادق مدعی ہو۔ تو اس کو پبلک میں پیش کرو۔ اور ہم سے مذکورہ انعام لو۔ اگر کوئی دوسرا شخص اس منصب کا صادق مدعی ہوتا تو وہ خود پبلک میں پیش ہوتا۔ اور خود دنیا کو چیلنج دیتا۔ کہ اگر میں صادق مدعی نہیں ہوں۔ تو جو صادق ہے وہ پبلک میں میرے مقابلہ میں پیش ہو۔ مگر حضرت میرزا صاحب کے مقابلہ میں دوسرے کسی شخص نے بھی پیش ہونے کی جرأت نہ کی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو دس ہزار پانچ سو روپیہ کا انعام:۔ مولوی ثناء اللہ صاحب جو احمدیت کے سب سے بڑے مخالف کہلائے جاتے ہیں۔ وہ جنوری 1923ء میں سکندر آباد تشریف لائے۔ اور احمدیت کے خلاف بہت ہنسی مذاق کے لیکچر دیتے رہے۔ تب خاکسار نے ان کو 12 فروری 1923 کے اشتہار میں یہ چیلنج دیا۔ کہ وہ جو کچھ احمدیت کے خلاف عقیدے ظاہر کر رہے ہیں۔ وہی عقیدے ایک جلسہ میں حسب ذیل الفاظ میں بیان کریں۔ تو ہم ان کو اسی جلسہ میں نقد پانچ سو روپیہ دیں گے۔ اور اگر ایک سال تک ان پر موت نہ آئی۔ یا کوئی عبرتناک عذاب (جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو) نہ آیا۔ تو مزید دس ہزار روپیہ نقد دیا جائے گا۔ جس کا مطالبہ خود انہوں نے اپنے 6 فروری 1923ء کے اشتہار میں کیا ہے۔

حلف کے الفاظ یہ ہیں:۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب جلسہ عام میں تین مرتبہ دہرائیں گے۔ اور ہر دفعہ خود بھی اور حاضرین بھی آمین کہیں گے۔ ''میں ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس بات پر حلف کرتا ہوں۔ کہ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے تمام دعاوی دلائل کو بغور دیکھا اور سنا اور سمجھا۔ اور اکثر تصانیف ان کی میں نے مطالعہ کیں۔ اور عبد اللہ دین کا چیلنج انعامی دس ہزار کا بھی بغور پڑھا۔ مگر میں نہایت وثوق اور کامل ایمان اور یقین سے یہ کہتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کے تمام دعاوی والہامات جو چودھویں صدی کے مجدد امام وقت و مسیح موعود و مہدی موعود و امتی نبی ہونے کا متعلق ہیں۔ وہ سراسر جھوٹ و افتراء اور دھوکہ و فریب اور غلط تاویلات کی بناء پر ہیں۔ برخلاف اس کے عیسیٰ علیہ السلام وفات نہیں پائے۔ بلکہ وہ بجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور ہنوز اسی خاکی جسم کے ساتھ موجود ہیں۔ اور وہی آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔ اور وہی مسیح موعود ہیں۔ اور مہدی علیہ السلام کا ابھی تک ظہور نہیں ہوا۔ جب ہوگا۔ تو وہ اپنے منکروں کو تلوار سے قتل کر کے اسلام کو دنیا میں پھیلا دیں گے۔ مرزا صاحب نہ مجدد وقت ہیں۔ نہ مہدی ہیں۔ نہ مسیح موعود ہیں۔ نہ امتی نبی ہیں۔ بلکہ ان تمام دعاوی کے سبب میں ان کو مفتری اور کافر اور خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ اگر میرے یہ عقائد خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے اور قرآن شریف و صحیح احادیث کے خلاف ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی درحقیقت اپنے تمام دعاوی میں خدا تعالیٰ کے نزدیک سچے ہیں۔ تو میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اے قادر ذوالجلال خدا جو تمام زمین و آسمان کا واحد مالک ہے۔ اور ہر چیز کے ظاہر و باطن کا تجھے علم ہے۔

پس تمام قدرتیں تجھی کو حاصل ہیں تو ہی قہار اور غالب ومنتقم حقیقی ہے۔ اور تو ہی علیم وخبیر وسمیع وبصیر ہے۔ اگر تیرے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعاوی والہامات میں صادق ہیں۔ اور جھوٹے نہیں۔ اور میں ان کے جھٹلانے اور تکذیب کرنے میں حق پر نہیں ہوں۔ تو مجھ پر ان کی تکذیب اور ناحق مقابلہ کی وجہ سے ایک سال کے اندر موت وارد کر یا کسی ایسے غضبناک عبرتناک عذاب میں مبتلا کر کہ جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ تا لوگوں پر صاف ظاہر ہو جائے کہ میں ناحق پر تھا۔ اور حق وراستی کا مقابلہ کر رہا تھا۔ جس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا مجھے ملی ہے۔ آمین۔ آمین۔ آمین

نوٹ:۔ اس عبارت حلف میں اگر کوئی ایسا عقیدہ درج ہو۔ جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نہیں مانتے تو میرے نام ان کی دستخطی تحریر آنے پر اس عقیدہ کو اس حلف سے خارج کر دوں گا۔

خاکسار عبداللہ الہ دین بلڈنگز سکندر آباد 12 فروری 1923ء

دوسو روپیہ کا اور ایک انعام:۔ مذکورہ بالا حلف کے الفاظ کیسے صاف ہیں۔ اور یہ وہی الفاظ ہیں جن کے ذریعہ ہمارے خلاف پبلک میں مخالفت کرتے رہتے ہیں مگر پھر بھی حلفاً بیان کرنے کی جرأت نہ کی۔ مولوی صاحب اب جلد یہاں سے پنجاب واپس جانے والے تھے۔ اس لئے خاکسار نے پھر ایک بار ان پر اور ان کے ہم خیال لوگوں پر خدا کی حجت پوری کرنے کیلئے 8 مارچ 1923ء کو اور ایک اشتہار دیا۔ کہ اگر کوئی صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب کو خاکسار کا مذکورہ بالا حلف اٹھانے پر تیار کریں گے تو ان کو ان کی کوشش کے عوض دوسو روپیہ کا انعام دیا جائے گا۔ معلوم نہیں۔ کس قدر لوگوں نے کوشش کی۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب تیار نہ ہوئے۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تھے۔ کہ ان کے بعض عقائد مثلاً عیسیٰؑ زندہ ہیں۔ اور جسد عنصری سے آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور ہنوز خاکی جسم کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور وہی آسمان سے اتر آئیں گے۔ اور مہدی علیہ السلام جب ظاہر ہوں گے۔ تو وہ اپنے تمام منکروں کو تلوار سے قتل کرتے ہوئے اسلام پھیلائیں گے وغیرہ عقائد سراسر قرآن شریف وحدیث شریف کے خلاف ہیں۔ مگر پھر بھی وہ احمدیت کی مخالفت کیلئے عوام میں بیان کرتے رہتے ہیں۔ اور اس طرح خدا کی مخلوق کو دھوکہ وفریب سے گمراہ کر لیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کو کس طرح حلفاً کہیں۔ کہ اے علیم، خبیر، سمیع، بصیر خدا اگر میرے یہ عقائد تیرے نزدیک غلط ہیں۔ تو مجھے موت دے۔ یا عبرتناک عذاب میں مبتلا کر۔ اس لئے تو دس ہزار روپیہ دینے پر بھی ٹالتے رہے۔ یہ ہے

احمدیت کے سب سے بڑے مخالف کی حالت جو اپنے آپ کو شیر پنجاب اور فاتح قادیان کہتے ہیں۔ ان کے کارستان اسی پر بس نہیں۔ اور بھی دیکھئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کیلئے اور ایک 35 سو روپیہ کا انعام:۔ مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں حضور کی تکذیب اور سخت مخالفت کرتے تھے۔ اس لئے حضور نے سچے اور جھوٹے کے فیصلہ کیلئے ایک دعائے مباہلہ شائع فرمائی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ ہم میں جو جھوٹا ہو۔ وہ سچے کی زندگی میں فوت ہو جائے۔ اور آخر میں یہ تحریر فرمایا۔ کہ:" بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں۔ اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے"۔

حق اور باطل کے فیصلہ کیلئے مولوی صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ اس کے نیچے اپنی منظوری لکھ دیتے۔ مگر مولوی صاحب کو اپنی موت نظر آنے لگی۔ اس لئے اس کے جواب میں یہ لکھ دیا کہ "اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا"۔ پھر یہ لکھا کہ "خدا دروغگو مفسد اور کذابوں کو لمبی عمر دیتا ہے"۔ وغیرہ بہت سے اعتراض کرتے ہوئے لکھ دیا کہ "مختصر یہ ہے کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور سکتا ہے"۔ اس طرح یہ معاملہ منسوخ کر دیا گیا۔ اس کے ایک سال کے بعد حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ سے الہام پر کر مقررہ وقت پر وفات پا گئے۔

اب مولوی ثناء اللہ صاحب اٹھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھو میرزا صاحب نے سچے اور جھوٹے کے فیصلہ کیلئے جو فیصلہ کن دعا شائع کی تھی۔ وہ قبول ہو گئی۔ اور اس کے مطابق وہ جھوٹے ثابت ہو کر سچے کی زندگی میں فوت ہو گئے۔ (نعوذ باللہ)

دیکھو یہ کتنا بڑا دھوکہ اور فریب ہے۔ جو خدا کی مخلوق کو دیا جا رہا ہے۔ واقعی حضرت رسول کریم ﷺ نے اس زمانہ کے علماء کے متعلق یہ جو فرمایا۔ کہ وہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ وہ حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق خاکسار نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس مطلب کا چیلنج دیا۔ کہ وہ ایک جلسہ میں حلفاً یہ بیان کریں۔ کہ "میرزا صاحب نے سچے اور جھوٹے کے فیصلہ کیلئے جو دعا شائع کی تھی۔ وہ واقعی فیصلہ کن تھی۔ قرآن وحدیث کے مطابق تھی۔ اس لئے میں نے اسی وقت منظور کر لی تھی۔ اور میں نے کوئی اعتراض نہ کیا تھا۔ وہ جھوٹے تھے۔ اس لئے خدا کی گرفت میں آ کر فوت

ہو گئے۔ اور میں میرزا صاحب کی مخالفت میں حق پر تھا۔ اس لئے خدا نے مجھے زندہ رکھا۔ پس اے سمیع، علیم، خبیر خدا اگر میرا یہ حلفیہ بیان تیرے نزدیک غلط یا جھوٹ ہے۔ تو مجھ پر موت وارد کر۔ یا ایک سال کے اندر ایسا عبرتناک عذاب نازل کر۔ کہ جس کو دیکھ کر لوگ کہہ دیں کہ واقعی یہ صادق کی تکذیب کا نتیجہ ہے''۔

ایسا حلف اٹھاتے ہی اسی جلسہ میں ان کو پانچ سو روپیہ نقد دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد وہ اگر ایک سال تک زندہ رہے۔ اور کسی عبرتناک عذاب الٰہی سے جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ محفوظ رہے۔ تو مزید تین ہزار روپیہ کا انعام نقد دیا جائے گا۔ مگر انہوں نے اب تک جرأت نہ کی۔ گو لوگوں کو دھوکا دینا برابر جاری ہے۔ دیکھو آسمان کے نیچے یہ کتنا بڑا ظلم اسلام کے علماء کہلانے والے لوگ کرتے ہیں۔ دوسرے علماء بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس کارروائی میں شامل ہیں۔ وہ بھی حق چھپا کر لوگوں کو دھوکہ وفریب دیتے ہیں۔ تا لوگوں پر احمدیت کی صداقت کھل نہ جائے۔ کیا ان لوگوں کو مرنا نہیں ہے۔ خدا کو جواب دینا نہیں ہے؟۔

ایک ہزار روپیہ کا اور ایک انعام:۔ اس زمانہ کے علماء کس طرح خدا کی مخلوق کو راہ راست پر آنے سے روکنے کیلئے بلکہ ان کو گمراہی میں مبتلا کرنے کیلئے خدا تعالیٰ سے بے خوف ہو کر کیسے دھوکہ وفریب سے کام لیتے ہیں۔ اس کا اور ایک نمونہ بیان کرتا ہوں صحیح بخاری میں ایک حدیث یوں آئی ہے۔ کہ

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم یعنی تم کیسے ہو گے جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے۔ اور وہ تم میں سے تمہارے امام ہوں گے۔ دیکھو حضرت رسول کریم ﷺ صاف فرماتے ہیں۔ کہ مسیح موعود تم میں سے یعنی تم مسلمانوں میں سے ہوگا۔ اور وہ تمہارا امام ہوگا۔ مگر سکندر آباد کی انجمن اہلحدیث ہمارے خلاف ایک اشتہار شائع کرتی ہے۔ اس میں یہ حدیث یوں بیان کرتی ہے کہ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء (صحیح بخاری وبیہقی) امامکم منکم الفاظ کاٹ کر من السماء یعنی تم مسلمانوں میں کے الفاظ کاٹ کر آسمان سے کے الفاظ داخل کرتی ہے۔ اس لئے خاکسار نے ان کو چیلنج دیا۔ کہ صحیح بخاری میں منکم نہیں۔ بلکہ من السماء الفاظ ہیں۔ تو ہم کو بتلاؤ۔ اور ہم سے ایک ہزار روپیہ کا انعام لو۔ مگر کہاں سے بتلا سکتے ہو۔ ان کا کام تو صرف یہ ہے کہ جس طرح بھی ہو۔ احمدیت کی مخالفت کی جائے۔ مگر کب تک آفتاب پر خاک اڑاؤ گے؟۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے خدمت دین کے لئے عظیم الشان مالی نوازش:۔ میرے والد صاحب 1882ء میں بمبئی سے سکندر آباد تجارت کیلئے تشریف لائے۔ ان کے پاس روپیہ نہ تھا۔ 1904ء میں ہمارے والد صاحب فوت ہو گئے۔ اس وقت 22 سال کے عرصہ میں وہ کوئی سرمایہ جمع نہ کر سکے۔ بلکہ ہم ہمیشہ مقروض ہی رہتے تھے۔ میں یہ ہماری حالت دیکھ کر ہمیشہ فکر مند رہتا تھا۔ اور خیال کرتا تھا کہ میں تجارت کے عوض کہیں ملازم ہو جاؤں۔ مگر مجھے کیا معلوم تھا۔ کہ میرے مولیٰ نے میرے لئے دین کی ملازمت مقرر کر رکھی تھی۔ اور اس لئے میرا نام بھی عبداللہ رکھا گیا تھا۔ یوں تو لاکھوں مسلمان عبداللہ نام رکھتے ہیں۔ مگر میں اللہ کا عبد یا غلام مقرر کیا گیا ہوں۔ وہ ثابت کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے ایک معزز خاندان کے ہندو صاحب جو مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان کو خواب میں یہ بتلایا، کہ میں رام داس ہوں۔ رام داس کے معنی خدا کا غلام۔ اب مجھے یقین ہو گیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے روز اول سے یہ مقدر کر رکھا تھا۔ کہ وہ مجھے اپنے دین کا خادم بنائے۔ مگر خدمت دین کیلئے روپیہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ تو میرے پاس مطلق نہیں۔ صرف ہمارے والد صاحب کی تجارت تھی۔ مگر اس تجارت سے وہ خود کوئی دولت نہ جمع کر سکے۔ تو میری کیا بساط۔ میں تو ان کے مقابلہ میں کچھ نہ تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے دین کا خادم مقدر کر رکھا تھا۔ اس لئے اس نے مجھ پر الہاماً ظاہر بھی کر دیا۔ کہ وہ میری تقدیر چمکانے والا ہے۔ دینی معاملہ میں تو اس نے عظیم الشان طریق سے میری تقدیر چمکا دی۔

اسی طرح دنیوی معاملہ میں بھی میری تقدیر عظیم الشان طریق سے چمکا دی۔ وہ اس طرح کہ میرے والد صاحب فوت ہوئے۔ اسی سال سے اور اسی تجارت سے ہزار ہا روپیہ نفع ہونا شروع ہو گیا۔ جب میرے والد صاحب فوت ہوئے اس وقت میری عمر 27 سال کی تھی میرے دوسرے بھائی جو اب خان بہادر سیٹھ احمد الہ دین کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی عمر 19 سال کی تھی۔ وہ میرے ساتھ تجارت میں شامل تھے اور مجھے بہت ہی کار آمد ہوئے۔ تیسرے بھائی سیٹھ غلام حسین 13 سال کے تھے۔ اور سکول میں پڑھتے تھے۔ چوتھے بھائی سیٹھ قاسم علی چھٹے سال کے بچے تھے۔ یہ بھائی بعد میں اہلحدیث ہو گئے۔

دیکھو اس تجارت میں ہمارے والد صاحب 22 سال کے لمبے عرصہ میں کوئی دولت جمع نہ کر سکے۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے لاکھ روپیہ دیا۔ جو کچھ منافع ہوا۔ وہ میں نے چاروں بھائیوں کے

درمیان مساوی طور سے تقسیم کر دیا۔ میرے حصہ میں جو رقم آتی اس کا اکثر حصہ میں خدمت دین میں لگا دیتا۔ مجھے احمدی ہو کر 24 سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ اس عرصہ میں خاکسار نے ساڑھے تین لاکھ روپیہ سکہ عثمانیہ جس کے انگریزی تین لاکھ ہوتے ہیں۔ وہ تمام خداتعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ میرا ایمان ہے۔ کہ خداتعالیٰ نے خاکسار کو اس قدر روپیہ محض اپنے دین کی خدمت کے لئے عطا فرمایا۔ اس لئے میرا فرض تھا۔ کہ میں اس کی امانت اسی کی راہ میں خرچ کروں۔ وہ میں کرتا رہا۔ اور انشاءاللہ کرتا رہوں گا۔

اس طرح خداتعالیٰ نے اپنے الہام کے مطابق مجھے دینی اور دنیاوی دونوں نعمتوں سے سرفراز فرما کر میری تقدیر عجیب طور سے چمکا دی۔ یہ احمدیت کی صداقت کا آفتاب کی مانند روشن نشان ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

الہ دین خاندان کے تمام افراد کو ایک پیغام:۔ اے میرے عزیزو! آپ لوگوں میں سے اکثروں کو یہ معلوم نہ ہوگا۔ کہ ہمارے والد صاحب کا زمانہ کس طرح مالی تنگی میں گزرا۔ گو ہم آخری چند سال 65 روپیہ کے کرایہ کے بنگلے میں رہتے تھے۔ مگر ہم اس کا کرایہ پانچ پانچ چھ چھ ماہ تک نہ دے سکتے تھے۔ ہم ہمیشہ مقروض رہتے تھے۔ ہمارے خلاف ڈگریاں ہوتی تھیں۔ وارنٹ ہمارے مکان پر آتے تھے۔ ساہوکاروں سے ماہوار سینکڑہ دو روپیہ سود دے کر قرض لے کر تجارت کرتے تھے۔ مگر والد صاحب کی وفات کے بعد خداتعالیٰ نے معجزانہ طور سے ہماری حالت میں تبدیلی کر دی۔ رہائش کیلئے ہمارا ذاتی کوئی مکان نہ تھا۔ مگر صرف سات سال میں ہم جس 65 روپیہ کرایہ کے مکان میں رہتے تھے۔ اسی مکان کہ ہم خود مالک ہو گئے۔ اس میں رفتہ رفتہ اضافہ کر کے خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کو سوا لاکھ روپیہ کی شاندار بلڈنگ بنا دیا۔ احمدیہ لٹریچر میں میرے پتہ کی وجہ سے یہ الہٰ دین بلڈنگ تمام جہان میں مشہور ہو گئی۔ مختصر یہ کہ ہم نادار جیسے تھے۔ وہ خداتعالیٰ کے فضل سے لکھ پتی ہو گئے۔ یقیناً یہ فضل صرف اس لئے ہوا۔ کہ خداتعالیٰ مجھ سے اپنے دین کی مالی خدمت کروانا چاہتا تھا۔ مگر میرے پاس نہ روپیہ تھا۔ نہ کوئی اور خانگی معاملہ۔ صرف ہماری تجارت تھی۔ اور وہ ہماری فرم کے نام سے چلتی تھی۔ اس لئے خداتعالیٰ نے ہماری فرم کو مالدار بنا دیا۔ جس کے طفیل الہٰ دین خاندان کے تمام افراد کو اس کا فیض پہنچا۔

اس کا اور ایک ثبوت یہ ہے۔ کہ ہمارے معزز دوست حضرت شیخ یعقوب علی صاحب 1927ء

میں یعنی 12 سال پیشتر لندن میں مقیم تھے۔ وہاں سے مجھے انہوں نے یہ تحریر فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یہ بتلایا۔ کہ "ہم عبداللہ الٰہ دین کے بھائیوں کو جو کچھ دیتے ہیں۔ ان کے طفیل سے دیتے ہیں"۔ اس کا مجھے کوئی فخر نہیں۔ کیونکہ اس میں میرا کوئی دخل نہیں۔ یہ سارا معاملہ خدا تعالیٰ کا ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے خدمت دین کیلئے ایک عظیم الشان نوازش:۔ دینی خدمت کیلئے وقت یا فرصت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر اس وقت ہماری تجارت اس قسم کی تھی۔ کہ ہم کو صبح کے چار پانچ بجے سے رات کے نو دس بجے تک کام کرنا پڑتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ مجھ کو ان کاموں سے آزاد کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے میرے دل میں حج کی تحریک پیدا کی۔ اس لئے میں اس کی تیاری میں لگا۔ اور جو تجارتی کام میں دیکھتا تھا۔ وہ میں نے میرے عزیز بھائی سیٹھ احمد الٰہ دین صاحب کے حوالے کر دیا۔ اس طرح میں آزاد ہو گیا۔ اور دن رات 18 گھنٹے دینی کاموں میں مصروف رہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے میرے اس بھائی کا وجود میرے لئے ایک نعمت بنا دیا ہے۔ وہ باپ کی مانند میرا ادب کرتے ہیں اور اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ تجارت کا سارا کام کرتے ہیں اور تجارت میں جو کچھ منافع ہوتا ہے۔ اس میں سے میرا مقرر کردہ حصہ مجھے برابر ادا کرتے ہیں۔ میں کچھ کام کرتا ہوں تو وہ صرف دعا ہے۔ میرے بھائی صاحب کو احمدی بزرگوں کی دعا پر کامل یقین ہے۔ اس لئے اگر کوئی خاص کام ہو۔ تو وہ ان کے ذریعہ دعا کراتے ہیں۔ اور صدہا روپیہ ان کو دیتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین کے ذریعہ مشکل بلکہ ناممکن معاملات کے متعلق دعا کراتے ہیں۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے معجزانہ طور سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ جس کے طفیل ان کو ایک ایک معاملہ میں لاکھ لاکھ روپیہ منافع ہوا ہے۔ اور یہ دس دس ہزار روپیہ بطور نذرانہ حضور کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں۔ اور مجھے بھی دس دس بیس بیس ہزار روپیہ منافع میں سے دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کو اپنے تمام عزیزوں کے ساتھ دونوں جہان میں خوش رکھے۔ آمین

یہ سب خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کے تصرفات کے نمونے ہیں۔ اس نے مجھے اپنے دین کا خادم بنایا ہے۔ اس لئے اس کے متعلق تمام ضروری سامان کا انتظام بھی آگے سے مقدر کر دیا ہے۔ ورنہ اس عاجز سے کیا ہو سکتا تھا۔ درحقیقت سارا کام یہ خود ہی کر رہا ہے۔ میرا تو صرف نام ہے۔ بغیر ان سب انتظامات کے میں کیا کر سکتا تھا۔ کچھ نہیں۔ مطلق نہیں۔ سب اسی کے فضل و احسان کا طفیل ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

سیدنا حضرت امیر المومنین کا خاکسار کے متعلق ایک خواب :۔ سیدنا حضرت امیر المومنین یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ خلیفہ ہیں۔ جو قرآن شریف کی سورہ نور کی آیت استخلاف سے ثابت ہے۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ جس کسی کو اپنا نبی یا رسول یا خلیفہ یا اور کسی منصب پر مقرر فرماتا ہے۔ تو اس پر اسی طرح کا فضل بھی کرتا ہے۔ احمدی جماعت کے ہزار ہا لوگ حضرت امیر امومنین سے مختلف اقسام کی دعائیں کراتے ہیں۔ اور وہ معجزانہ طور سے پوری ہوتی رہتی ہیں۔

دیکھو خدا تعالیٰ اس عاجز پر ایسے عظیم الشان احسانات کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور گو خدا تعالیٰ نے مجھے الہاماً ظاہر بھی کر دیا۔ کہ وہ میری تقدیر کو چمکانے والا ہے۔ مگر میں نے تو وہ مطلق سمجھا ہی نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کو میرے احمدی ہونے کے پیشتر بتلا دیا۔ کہ خاکسار سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو جائے گا۔ اور اس کا فضل خاکسار پر بارش کی طرح نازل ہوگا۔ جس کے متعلق حضور خاکسار کو اپنے 24 مارچ 1925ء کے عنایت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

آپ کو معلوم نہیں یاد ہے کہ نہیں۔ کہ آپ کے احمدی ہونے سے پہلے جب حیدر آباد سے غالباً مفتی صاحب نے آپ کے متعلق لکھا تھا۔ کہ آپ احمدیت کی طرف مائل ہیں۔ اور شاید جلد بیعت میں داخل ہو جاویں۔ تو میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ ایک بڑی عمارت میں بیٹھے ہیں۔ جس کے بیچ میں ایک بڑا صحن ہے۔ ایک تخت اس میں بچھا ہے۔ اور آپ اس پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے خدا تعالیٰ کے فضل کی بارش بہ شکل نور ہو رہی ہے۔ اور آپ پر گر رہی ہے۔ تب میں نے یقین کیا۔ کہ آپ سلسلہ میں داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کے وجود کو مفید بنائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے یقین کرتا ہوں کہ وہ اس خواب کو اور بھی زیادہ وضاحت سے آپ کی ذات اور آپ کے خاندان کے ذریعہ سے پورا کرے گا''۔

پھر 1933ء کے سالانہ جلسہ پر تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''حیدر آباد کی پرانی جماعت ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی جماعت ہے۔ مگر بحثیت تبلیغ بہت پیچھے ہے۔ البتہ بحثیت فرد دوسری جماعتوں کو چیلنج دے سکتی ہے۔ سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب اس جماعت میں ایسے فرد ہیں۔ کہ جنہیں دیکھ کر مجھے دوہری خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ایک تو خوشی ان کی تبلیغی خدمات کو دیکھ کر حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسری خوشی اس لئے کہ ان کے بیعت

کرنے سے پہلے شیخ یعقوب علی صاحب نے مجھے لکھا کہ سکندر آباد میں ایک مخیّر سیٹھ ہیں۔ جو احمدیت کی طرف مائل ہیں۔ دعا کریں کہ وہ احمدیت میں داخل ہو جائیں۔ اس وقت میں نے دعا کی اور رویا دیکھا کہ تخت بچھا ہے۔ جس پر سیٹھ صاحب بیٹھے ہیں۔ رویا میں ان کی میں نے جو شکل دیکھی بعینہ وہی شکل تھی۔ جو میں نے اس وقت دیکھی۔ جب وہ مجھے ملے۔ اس وقت آسمان کی کھڑکی کھلی اور میں نے دیکھا کہ فرشتے سیٹھ صاحب پر نور پھینک رہے ہیں ان کے بیعت کرنے پر مجھے خوشی ہوئی۔ کہ میرا خواب پورا ہو گیا وہ اتنا وقت اور اتنا روپیہ تبلیغ احمدیت کیلئے صرف کرتے ہیں۔ کہ کوئی اور فرد نہیں کرتا۔ تبلیغ احمدیت کے متعلق ان کا جوش ایسا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ مولوی برہان الدین صاحب وغیرہ میں تھا۔ اور خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کا جوش اس طرح ہے۔ جیسے سیٹھ عبدالرحمٰن میں تھا۔

خدا تعالیٰ کا ایک اور بڑا فضل:۔ وہ میری رفیق زندگی کے متعلق ہے۔ میرا رشتہ 1903ء میں یعنی میرے احمدی ہونے کے 12 سال پیشتر خوجہ قوم میں ہوا۔ اور جس قوم کے مرد دین سے ناواقف ہوں ان کی مستورات کا کیا حال ہوگا۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے دین کا خادم بنانا مقدر کر رکھا تھا۔ تو اس معاملہ میں بھی میرے لئے میرے مولیٰ نے ایک اعلیٰ انتظام کر رکھا تھا۔ میرے سسرال کا مکان دو منزلہ تھا۔ اس کے نیچے کے حصہ میں ایک دیندار مسلم خاتون کرایہ پر رہتی تھی وہ نماز روزہ کی پابند تھی۔ میری اہلیہ اس کیلئے وضو کا پانی لا کر دینا وغیرہ خدمت کرتی تھی۔ اس لئے وہ بہت دعائیں دیتی تھی۔ اور ان کو شریعت کی باتیں سمجھاتی تھی۔ اس طرح میری اہلیہ اپنے والدین کے مکان میں ہی نماز کی پابند ہو گئی تھیں۔ ان کے مکان کے لوگ مذاق اڑاتے تھے۔ کہ تیرے باپ دادا تو نماز جانتے ہی نہیں۔ اور تو بڑی نماز پڑھنے لگی ہے۔ میری اہلیہ کو یہ فکر تھی۔ کہ میری شادی ہو گی اور خاوند بے نمازی ہوگا۔ وہ مجھے نماز پڑھنے نہ دے گا۔ مگر میں ہرگز نماز ترک نہ کروں گی۔ چھپ کر یا راتوں کو پڑھ لیا کروں گی۔

اس طرح خدا تعالیٰ نے میرے رشتہ کے معاملہ میں بھی اپنے فضل سے ایسا انتظام کیا کہ میرا تعلق ایک نیک اور دیندار بیوی سے ہو گیا۔ میرے احمدی ہونے کے بعد وہ بھی احمدی ہو گئیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کے دل میں بھی خدمت دین کا شوق اور اخلاص ڈال دیا ہے۔ اس لئے وہ مجھے دینی

معاملہ میں بھی بہت مددگار ہیں۔اس کے علاوہ خانہ داری، بچوں کی تربیت ہمارے سوتیلے خاندان میں سب رشتہ داراں سے عمدہ سلوک، وقت بے وقت مہمان آجائیں، تو اس کا انتظام، خود بیمار ہوں یا بچے بیمار ہوں، تو اس کا انتظام خود ہی کر لینا، غرض مجھے کسی قسم کی تکلیف یا فکر تک پہنچنے نہیں دیتیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کا نام سکینہ رکھوایا ہے نام کے مطابق ان کی طرف سے مجھے ہر طرح سے آرام و تسکین ہے۔ الحمدللہ ان کے متعلق سیدنا حضرت امیرالمومنین 11 ستمبر 1931ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

''ہماری جماعت کی عورتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص رکھنے والوں کی کمی نہیں۔ جیسا کہ مردوں میں مخلصین کا ایک بڑا حصہ موجود ہے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں۔ اس تحریک کے ساتھ ہی ایسی مثالیں سامنے آنی شروع ہو گئی ہیں۔ جو نہایت ہی اعلیٰ اثر پیدا کرنے والی اور روحانیت کو ابھارنے والی ہیں۔ مثلاً ہماری جماعت میں سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب ایک نہایت ہی مخلص اور نہایت ہی قربانی کرنے والے آدمی ہیں۔ وہ ذاتی طور پر اپنے اموال کا ایک بہت بڑا حصہ تبلیغ کیلئے ٹریکٹ اور رسالے شائع کرنے میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب ''ٹیچنگز آف اسلام'' یعنی اسلامی اصل کی فلاسفی ''ایکسٹراکٹس فرام ہولی قرآن'' اور ''احمد'' جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے ہی اسلامی مسائل پر گہری روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اسی طرح بعض اور رسائل اپنے ذاتی خرچ پر شائع کر چکے ہیں اور ایک ایک کتاب کے چھ چھ سات سات ایڈیشن نکل چکے اور ہزاروں کی تعداد میں یہ کتابیں دنیا میں پھیل چکی ہیں۔ ان کی اہلیہ کے متعلق جو اخلاص میں انہی کے رنگ میں رنگین ہیں۔ اطلاع ملی ہے کہ وہ کئی سالوں سے اپنے جیب خرچ کی رقم میں سے کچھ نہ کچھ پس انداز کرتی آرہی تھیں اور اس وقت تک ہزار روپیہ انہوں نے جمع کر لیا تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ میں نے بھی لکھا تھا۔ کہ یہ اس قسم کی عظیم الشان تحریک نہیں۔ جیسی مسجد لندن کی تعمیر کیلئے کی گئی تھی اور میں نے لکھا تھا کہ تمام جماعتوں کی خواتین تھوڑا تھوڑا کر کے یہ بوجھ اٹھائیں اور جس قدر آسانی سے چندہ دے سکتی ہیں، دیں۔ اور باوجود دوسروں نے بھی انہیں مشورہ دیا کہ اس جمع کردہ روپیہ میں سے ایک حصہ اپنے لئے بھی رکھ لیں۔ انہوں نے ساری کی ساری رقم جو کئی سالوں سے جمع کر رہی تھیں۔ مسجد لندن کی مرمت کیلئے خدا کے راستہ میں دے دی۔ بعض عزیزوں نے بھی انہیں کہا کہ آپ ایک لمبے عرصہ سے یہ رقم ایک کام کیلئے جمع کر رہی تھیں۔ اس لئے کچھ حصہ اس

میں سے اپنی ضروریات کیلئے رکھ لیں۔ مگر انہوں نے کہا۔ ''نیک کاموں کیلئے روز روز کہاں موقعے ملتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ یہ مال میں دنیا میں جمع کروں چاہتی ہوں۔ کہ خدا کے بنک میں جمع ہو جائے۔

واما بنعمت ربك فحدث:۔ یہ حلفیہ مضمون جو میں لکھ رہا ہوں۔ وہ قادیان سے مکرمی محترمی اخویم مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر مولوی فاضل کے اعلان کے جواب میں ہے مگر اس کے سات سال پیشتر میری مخلص رفیق زندگی نے ایک دن کہا۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ پر جو نعمتیں نوازش فرمائی ہیں۔ وہ آپ لکھ رکھیں تو اچھا ہے۔ مگر میں نے ضروری نہیں سمجھا۔ چند روز کے بعد پھر یاد دلایا۔ اس وقت بھی میں نے ٹال دیا۔ تو یکا یک خدا تعالیٰ نے میرے دل میں واما بنعمت ربك فحدث کی آیت کی تحریک فرمائی۔ جب میں سمجھا کہ میری اہلیہ کی یہ تحریک خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی اور یہ اس کا حکم ہے کہ میں اس کی نعمتوں کی کچھ تفصیل لکھ رکھوں پھر میں نے یہ کام شروع کیا۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ کس قدر نعمتوں کی نوازش خدا تعالیٰ نے میری پیدائش کے وقت سے عطا فرمائی ہے۔ میں سمجھا۔ چند صفحوں میں یہ کام ختم ہو جائے گا۔ مگر جب لکھنے لگا تو 140 صفحوں کی ایک موٹی کتاب تیار ہو گئی۔ یہ کتاب میں نے گجراتی زبان میں لکھی ہے تا ہمارے خاندان کے لوگ بھی پڑھ سکیں۔ اس کتاب میں سے خواب یا الہام والا مضمون میں نے یہاں بیان کیا ہے اور کچھ بیان کرنا باقی ہے۔ وہ بھی کر دیتا ہوں۔

بہت سے احمدی بزرگوں نے میرے متعلق خوابیں دیکھی تھیں۔ اور وہ مجھے لکھ بھی بھیجتے تھے۔ مگر افسوس کہ میں نے محفوظ نہ رکھا۔ کچھ محفوظ رہ گئے ہیں۔ وہ یہاں درج کر دیتا ہوں۔

مکرمی اخویم حضرت مفتی محمد صادق صاحب اپنے 20 راگست 1926ء کے انگریزی خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے۔ حضور نے ایک اہم معاملہ میں مشورہ کیلئے ایک جلسہ منعقد کرنے کا حکم فرمایا۔ جس میں صرف انہیں کو شامل کیا جائے۔ جو اولین سابقین اور مخلصین میں سے ہوں۔ جلسہ مسجد مبارک کی چھت پر ہوا۔ جس میں میں نے آپ کو دیکھا گو آپ دیر سے آئے۔ پھر بھی اچھے اعمال کی وجہ سے اولین میں شریک کئے گئے......''۔

(۲) مکرم اخویم مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے ایک خواب میں دیکھا کہ خاکسار

بار بار یہ کہتا ہے کہ ''میرے تعلق کیلئے خدا کے ساتھ تعلق ضروری ہے''۔

(۳) مکرم اخویم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اپنے 23 جولائی 1929ء کے خط میں تحریر فرماتے ہیں۔'' آج رات میں نے ایک خواب دیکھا جو آپ کے خاندان کے متعلق ہے۔ میں نے چاہا کہ آپ کو لکھ دوں تا کہ جب اللہ تعالیٰ اسے کسی رنگ میں پورا کرے۔تو ایمان کے بڑھانے کا ذریعہ ہو۔خواب یہ ہے۔ میں اتفاقاً سکندر آباد گیا ہوں اور یہ معلوم ہوا ہے کہ میں راج مندری سے سکندر آباد آیا ہوں۔آپ کا مکان بہت عالیشان اور بہت وسیع ہے۔اس کے احاطہ میں ایک نہر جاری ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کہاں سے آئی ہے۔ پانی اس کا نہایت شفاف ہے۔ جیسے چاندی یا پارے کا ہو۔اس کے کنارے پر سنگ مرمر کی سیڑھیاں ہیں۔ میں نے وہاں بیٹھ کر وضو کیا۔اس وقت آپ آ کر مجھے ملے ہیں۔اور بہت ہی خوش اور جوش سے آپ نے مصافحہ اور معانقہ کیا ہے اور ساتھ لے کر دفتر کو گئے ہیں۔ یہ کمرہ مربع ہے اور بہت بڑا ہے۔اس میں عزیز علی محمد انچارج ہیں۔

عزیز دوست محمد اور ان کا بھائی ان کو میں پہچانتا ہوں۔اور کچھ اور لوگ ہیں یہ سب بڑی محبت سے ملے ہیں۔آپ کے گھر کی مستورات بھی آئی ہیں۔لیکن والدہ علی محمد پردہ کر کے آئی ہیں۔سیٹھ احمد کے گھر سے چھوٹی لڑکیاں وہ پردہ کر کے نہیں آئیں سب نے خوشی کا اظہار کیا۔اور پھر اندر چلی گئی ہیں۔ میں وہاں عزیز محمد کے پاس بیٹھ گیا۔اورانہوں نے مجھے ایک کتاب دکھائی اور وہ قرآن مجید کی لغت معلوم ہوتی ہے۔آپ نے کہا کہ یہ میں نے تیار کی ہے اس کا نام عقد الجواہر بتایا۔نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو قرآن مجید کی خدمت کی بہت ہی بڑی توفیق ملی ہے یہ دفتر دیکھتے دیکھتے بہت بڑا ہو گیا۔سیٹھ علی محمد کا اپنا کام کرنے کا کمرہ بہت بڑا ہو گیا اور اس کا فرنیچر نہایت شاندار نظر آتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ علمی اور خدمت دین کا کام ایک مستقل دفتر ہو گیا ہے۔ اتنے میں دیکھتا ہوں کہ سید بشارت احمد صاحب آئے ہیں۔کوئی شخص کہتا ہے کہ ان کا نام آسمان پر بشارت میرزا ہے۔ان کا رنگ بہت روشن لباس صاف اور قیمتی اور سر کے بال نہایت سیاہ چمکدار اور بڑے ہیں۔ وہ بھی اپنی ایک لغت کی تصنیف مجھے دکھاتے ہیں۔اس میں لفظ بے غرض کے معنی وہ پڑھ رہے ہیں۔مگر میں کہتا ہوں کہ عقد الجواہر میں جو بیان کیا گیا ہے وہ بہترین معنی ہے۔غرض اس قسم کی ایک پر لطف صحبت ہے۔اس سلسلہ میں ٹیچنگز آف اسلام کا ذکر بھی آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اشاعت تیس

ہزار تک پہنچی ہے۔ اسی اثنا میں میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں نے نماز فجر میں اس کیلئے دعا کی۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے واقعات کے رنگ میں پورا کردے اللہ تعالیٰ چاہے۔ اور اس کا فضل شامل حال رہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا سلسلہ اشاعت وتبلیغ ایک نہر کی صورت میں دنیا کو سیراب کرے گا اور اس میں سیٹھ علی محمد صاحب بھی دلچسپی اور حصہ لینے لگیں گے۔ اور خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے کام میں برکت پر برکت دے گا اور اس کا فضل مجھے بھی موقع دے گا۔ کہ میں ان ترقیات کو دیکھوں۔ و اللہ اعلم بالصواب

(۴) پھر آپ 13 جنوری 1932ء کے خط میں خاکسار کو تحریر فرماتے ہیں۔ ''میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ آپ کا نام مرزا ظفر اللہ خاں ہے میں بیدار ہوا اور دعا کی۔ پھر سو گیا۔ تو خواب میں حضرت خلیفہ اولؓ کو دیکھا اور میں ان کو خواب میں کہتا ہوں کہ آپ کا نام مرزا ظفر اللہ خاں ہے اور عبد الباسط بھی ہے اور یہ بھی کہا کہ آپ کا لباس بہت صاف اور سفید ہے۔ میں نے دیکھا۔ دیر تک خواب ہی میں خواب سناتا رہا۔ پھر میں بیدار ہوا تو مجھے بہت خوشی اور مسرت ہوئی یہ خواب اپنی جگہ ایک حقیقت رکھتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص محبت اور تعلق کی وجہ سے آپ کو بھی آسمان پر مرزا ہی کہا گیا ہے۔ اور ظفر اللہ خاں کا نام بتاتا ہے کہ خدا کے حضور کامیابیاں خاص طور پر مقدر ہیں۔ پھر دوبارہ حضرت حکیم الامت کے رنگ میں رنگین دکھایا گیا۔ گویا آپ کا اور ان کا وجود ایک ہی ہو گیا۔ اور ان کا نام نور الدین تھا اللہ تعالیٰ نے نور دین آپ کو دیا ہے۔ اور وہ ایسی تکمیل اپنے رنگ سے فرمائے گا۔ کہ نور الدین کی شان پیدا ہو جائے اور عبد الباسط حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا نام الہامی تھا۔ جود وسخا اور ہمدردی مخلوق کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ان کا نام عبد الباسط رکھا تھا۔ مجھے خواب میں آپ کیلئے تین صورتیں یا تین نام دکھائے گئے۔ مرزا ظفر اللہ خان، نور الدین، عبد الباسط۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے یہ کیفیت آپ میں پیدا کردے اور کامل کردے اور مجھے بھی محروم نہ رکھے اور ہر مسلمان کے لئے یہ امتیاز بخشے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق ومحبت میں گم ہو کر مرزا ہی ہو جائے۔ اور ہر قسم کی کامیابیوں کو اپنے اندر جذب کرے اور صحیح معنوں میں نور الدین ہو۔ اور عبد الباسط ہو۔ آمین۔

(۵) پھر ایک اور خواب میں آپ نے دیکھا۔ کہ ''میرے ہاں مرحوم حافظ روشن علی صاحبؓ اور جناب مفتی فضل الرحمان صاحب تشریف لائے ہیں۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ یہاں کب تشریف

لائے ہو۔تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو یہاں ہی رہتے ہیں۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا فضل و رحم خاکسار کے شامل حال ہے۔اور یہاں سے دین کی روشنی جاری ہے۔

(۶) پھر ایک اور خواب میں ان کو میرا نام عبدالقیوم بتایا گیا۔

(۷) ایک خواب میں میں نے دیکھا تھا کہ عبداللہ بھائی کی میز پر بہت سے ٹیلیفون لگے ہوئے ہیں اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگ بات کرتے ہیں ہم نہیں سمجھتے مگر عبداللہ بھائی سمجھ رہے ہیں۔بعد میں میں نے تعبیر کی کہ دنیا کی مختلف زبانیں بولنے والے لوگ ان کو خط لکھتے ہیں اور یہ جواب دیتے ہیں۔

(۸) میرے ایک بہنوئی جناب سیٹھ عبداللہ میاں حاجی رحمت اللہ صاحب جو کئی سال سے سر فاضل بھائی کی عثمان شاہی میل کے ایجنٹ تھے۔اور ایک ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے تھے۔اب وہ شاہی محلات کے افسر ہوئے ہیں۔وہ مذہبؔ خوجہ شیعہ اثناعشری فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔اور جب یہ بمبئی میں تھے تب اس فرقہ کی جماعت کے سیکرٹری تھے۔یہ جب سکندر آباد تشریف لائے تو میں ان کو احمدیت کی تبلیغ کرتا رہتا تھا ایک دن مجھے کہنے لگے کہ ”میں نے رات کو ایک خواب دیکھا کہ میں ایک خراب بدبودار جگہ پر بیٹھا ہوا ہوں۔اتنے میں آپ آئے اور مجھے کہنے لگے کہ ”عبداللہ میاں آپ کیسی خراب بدبودار جگہ پر بیٹھے ہو چلو اٹھو“ یہ کہہ کر آپ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہال میں لے آئے۔وہاں میز پر فلاور پاٹ تھا۔اس پر ٹیچنگز آف اسلام کتاب تھی۔اس کے سنہری حروف برقی روشنی کی مانند چمکتے تھے۔وہ بتلا کر آپ نے مجھے کہا۔”دیکھو عبداللہ میاں حقیقی اسلام کس طرح چمکتا ہے“ یہ کہہ کر آپ اوپر کی منزل پر چلے گئے۔“

تعبیر بالکل صاف ہے خراب بدبودار جگہ سے مراد ان کا فرقہ ہے ٹیچنگز آف اسلام کے حروف برقی روشنی کی مانند چمکنا یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ہے ان کا آشکار کیا ہوا۔اسلام برقی روشنی کی مانند چمکتا ہے۔

(۹) مکرمی اخویم مولانا محمد بہاؤالدین صاحب مرحوم جو دارالعلوم کے عربی کے مدرس تھے اور جماعت حیدرآباد کے ایک زبردست عالم تھے۔پانچ سال پیشتر مؤرخہ 21دے 43ف کے پوسٹ کارڈ میں خاکسار کو تحریر فرماتے ہیں۔”رات کو ایک خواب دیکھتا ہوں کہ میں ایک نہایت خوشنما محل

کے ابتدائی ہال میں داخل ہوا ہوں۔ محل کی زمین شیشے کی ہے جیسا کہ محل سلیمان کا ذکر قرآن میں آتا ہے۔ صرح ممرد من قواریر اور جب کہ میں کھڑا ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ پیروں کے نیچے شیشہ اور شیشے کے نیچے شہد یا دودھ کی نہر چل رہی ہے۔ میرے قریب ابراہیم بھائی کھڑے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ عبداللہ بھائی محل کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ محل کی خوبی اور نفاست کا کیا ذکر کروں کہ صبح تک اس کا لطف مجھ کو آتا رہا۔ مطلب صاف ہے خدا نیکوں کے ساتھ رکھے اور نیکوں کے ساتھ مارے۔''

(۱۰) چند سال پیشتر خاکسار نے اردو میں ایک مضمون لکھا تھا جس کا عنوان یہ تھا کہ ''اہل اسلام کس طرح ترقی حاصل کر سکتے ہیں''۔ یہ مضمون لکھنے کے بعد ایک رات خواب میں خاکسار کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ خطاب کی نوازش ہوئی کہ تو ''ایم۔اے'' ہے ''ایم۔اے'' یونیورسٹی کی طرف سے فضیلت کا اعلیٰ خطاب ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کو کوئی خطاب عنایت فرماتا ہے تو اس کے مناسب اس پر کچھ نوازش بھی فرماتا ہے ایم۔اے کا خطاب علم کے متعلق ہے۔ خدا تعالیٰ نے مذکورہ بالا رسالہ اہل اسلام میں بہت ہی مقبول فرما دیا۔ اس کی تعریف میں کئی خط آئے اس کا ہر ایک ایڈیشن کئی کئی ہزار کا تھا۔ اس کے 12 ایڈیشن ختم ہو گئے۔ حال میں تیرھواں چھپا ہے۔ دیکھو میں کیسا جاہل اور دینی علم سے بالکل ناواقف شخص تھا۔ اس کے ذریعہ مختلف زبانوں میں وقتاً فوقتاً ایسا لٹریچر شائع کروانا جو تمام جہان میں مقبول ہو جائے۔ یہ کیا خدا تعالیٰ کی خاص نوازش کے بغیر ہو سکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔

(۱۱) گزشتہ ماہ رمضان المبارک میں خاکسار نے اور ایک اردو مضمون لکھا اس کا عنوان'' خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان پیغام'' تھا۔ یہ مضمون لکھنے کے بعد میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بڑی عمارت ہے۔ معلوم نہیں۔ وہ محل ہے یا جیل ہے اس کی چار دیواری میں ایک دروازہ تھا۔ کسی نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ اس کا چوکٹھا تو نے بنایا۔ میں نے جواب دیا۔ میں نے نہیں بنایا۔ یہ کام میں نہیں جانتا۔ تو مجھے جواب میں کہا گیا کہ یہ مضمون جو تو نے لکھا ہے وہ لوگ کہیں گے۔ کہ تو نے لکھا مگر یہ تو نے نہیں لکھا بلکہ خدا نے لکھایا خدا نے لکھوایا۔ کہا یہ یاد نہیں رہا۔ کہ اصل الفاظ خدا نے لکھایا ہے خدا نے لکھوایا ہے۔

خدا تعالیٰ نے اس رسالہ کو بھی بہت مقبول فرما دیا۔ ہمارے سلسلہ کے منکرین و مخالفین کیا مسلم کیا غیر مسلم اقرار کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے یہ رسالہ محض اس لئے دیکھا کہ یہ رسالہ ایک احمدی کا لکھا

ہوا ہے اس لئے اس کو دیکھیں اور اس پر اعتراضات کریں۔ مگر ہم کوئی اعتراض نہ کر سکے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے علمی نوازش کا اور ایک نشان ہے۔ حق کے طالب مذکورہ بالا دونوں رسالے یا ان کے علاوہ اور بھی اردو، انگریزی، گجراتی وغیرہ زبانوں کا لٹریچر دیکھنا چاہتے ہوں۔ تو صرف ایک کارڈ لکھنے سے ان کی خدمت میں مفت ارسال کر دیا جائے گا۔ اب میں حلفیہ مضمون ختم کرتا ہوں۔ یہ مضمون کیا ہے صرف خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرت واحمدیت کی صداقت کا زندہ نمونہ ہے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے منکرین ومخالفین ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ اگر یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو کیا وہ اپنے دین اسلام کی اشاعت کے لئے احمدی افراد پر اس قدر فضل واحسان نازل کرتا؟ ہرگز نہیں۔ یقیناً نہیں۔ ہمارا کام تو صرف حق ظاہر کرنا ہے۔ وہ ہم جس طرح ہوسکتا ہے ادا کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ جناب سیٹھ صاحب موصوف نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبولیت دعا کے بھی بعض واقعات لکھ کر ارسال کئے ہیں۔ چونکہ یہ واقعات بھی از حد مفید اور مؤثر ہیں۔ اس لئے ان کو بھی طالبان حق کیلئے اسی مضمون کی ساتھ شائع کر دیا گیا ہے۔ (خاکسار مرتب)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی قبولیت دعا کے واقعات

خاکسار کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو کر قریباً پچیس سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ اس درمیان کئی بار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اشد ضروری امور کیلئے دعائیں کروانی پڑیں۔ اور وہ سب معجزانہ طور پر قبولیت کا شرف پاتی رہیں۔ مگر افسوس کہ مجھے وہ تمام لکھ کر محفوظ رکھنے کا خیال تک نہ ہوا۔ خدا تعالیٰ میری یہ غفلت معاف فرمائے۔ اس وقت جو کچھ یاد ہے وہ درج کر دیتا ہوں۔

(۱) 1918ء میں میں نے اپنے لڑکے علی محمد صاحب کو اور سیٹھ الہ دین ابراہیم بھائی نے اپنے لڑکے فاضل بھائی کو قادیان تعلیم کیلئے روانہ کیا۔ علی محمد صاحب نے 1920ء میں میٹرک پاس کر لیا۔ ان کو لندن جانا تھا۔ دونوں لڑکے مکان میں واپس آنے کی تیاری کر رہے تھے کہ یکا یک فضل بھائی کو Typhiod بخار ہو گیا۔ نور ہاسپٹل کے معزز ڈاکٹر جناب حشمت اللہ صاحب اور حضرت خلیفہ رشید الدین صاحبؓ نے جو کچھ ان سے ہوسکا سب کچھ کیا۔ طبیعت درست بھی ہوگئی۔ مگر اس کے بعد بد پرہیزی کے

سبب طبیعت پھرایسی بگڑی۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ جب یہ خبر حضرت امیر المومنین کو پہنچی۔ تو حضور خود بورڈنگ میں تشریف لائے۔ اور بہت دیر تک دعا فرمائی۔ اس کے بعد طبیعت معجزانہ طور پر سدھرنے لگی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے فاضل بھائی کو نئی زندگی حاصل ہوگئی۔

یقیناً حضرت رسول کریم ﷺ نے یہ جو فرمایا۔ کہ موت نہیں ٹلتی مگر دعا سے یہ حقیقت ہم نے صاف طور سے اپنی نظر سے دیکھی۔ الحمدللہ۔

(۲) اسی طرح کا اور ایک واقعہ ہوا۔ میری تیسری لڑکی عزیزہ ہاجرہ بیگم کے پیٹ میں یکا یک درد ہوگیا۔ ہم نے اپنے قریب رہنے والے سرکاری خطاب یافتہ ڈاکٹر جو آنریری مجسٹریٹ بھی ہے۔ کو بلوایا۔ اس نے دیکھ کر کہا۔ لڑکی کے پیٹ میں پیپ ہوگیا ہے۔ فوراً آپریشن کر کے نکال دینا چاہئے ورنہ جان خطرہ میں ہے۔ وہ دسمبر کا مہینہ تھا۔ مجھے سالانہ جلسہ پر ایک دو روز میں قادیان جانا تھا۔ اور یہاں یہ حالت ہوگئی پھر ہم نے یہاں کے ہاسپٹل کے بڑے یورپین ڈاکٹر کو بلوایا۔ اس نے خوب معائنہ کیا۔ اور کہا کہ نہ پیپ ہے نہ آپریشن کی ضرورت۔ ہم سب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ مگر وہ ڈاکٹر اپنی ہی رائے پر اڑا رہا کہ پیپ یقیناً ہے۔ فوری آپریشن کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر اگر یہ لڑکی بچ جائے۔ تو میں اپنی ڈاکٹری چھوڑ دوں گا۔ مگر ہم نے اس کی کوئی پروانہ کی۔ میں دوسرے روز قادیان روانہ ہوگیا۔ وہاں سے واپس آنے تک لڑکی اچھی رہی۔ مگر اس کے بعد یکا یک لڑکی کی ناف میں سوراخ ہوگیا۔ اور اس قدر پیپ نکلی کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ ہم نے پھر اسی ڈاکٹر کو بلایا۔ جس نے کہا تھا کہ پیپ ہے۔ اب ہم آپریشن کیلئے بھی رضامند ہوگئے۔ مگر اس نے کہا کہ لڑکی کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ اب آپریشن کا وقت نہیں رہا۔ اب یہ کیس hopeless ہوگیا۔ ہم نے دیکھا کہ اب کوئی علاج نہیں سوائے دعا کے۔ میں نے فوراً ایک تار حضرت امیر المومنین کی خدمت میں اور دوسرا الفضل کو روانہ کیا اور پھر ایک بار حضور کی دعا کا معجزانہ نتیجہ دیکھا۔ کہ بغیر کسی ڈاکٹری علاج کے صرف ایک معمولی دائی کی دوائی سے میری پیاری لڑکی کامل صحت پاگئی۔ الحمد للہ ثم الحمدللہ۔

(۳) حضرت امیر المومنین کے ارشاد کے مطابق میں نے اپنے لڑکے علی محمد صاحب کو I.C.S. کیلئے لندن روانہ کیا۔ وہاں ان کو پہلے ایم۔اے کی ڈگری حاصل کرنی ضروری تھی۔ مگر

ایم۔ے میں اس قدر دیر ہوگئی۔ کہ I.C.S. کیلئے موقعہ نہ رہا۔ ایم۔اے کے سات مضامین میں سے چھ تو انہوں نے پاس کر لئے۔ مگر آخری مضمون Constitu tionl Law اور Constitutional History میں متواتر فیل ہوتے گئے۔ اس لئے ناامید ہو کر واپس چلے آنا چاہتے تھے۔ ان کو سات سال کا عرصہ ہوتا تھا۔ اس لئے میں نے حضرت امیر المومنین سے ان کو واپس بلانے کی اجازت چاہی۔ مگر حضور نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ان کا نام پاس ہونے والوں کی فہرست میں دیکھا ہے۔ اس لئے انشاءاللہ یہ یقیناً پاس ہو کر آئیں گے۔ اس لئے میں نے ان کو یہ کیفیت لکھی۔ اور پھر کوشش کرنے کو کہا انہوں نے پھر ایک بار کوشش کی۔ مگر پھر بھی فیل ہو گئے یہ پریشان حالی میں تھے کہ اب آئندہ کیا کیا جائے ان کے استاد کو جب معلوم ہوا کہ پھر فیل ہو گئے تو اس نے تحقیق کی معلوم نہیں۔ خداتعالیٰ کا وہاں کیا کرشمہ ہوا۔ کہ ایک دو روز میں ان کو یونیورسٹی کی طرف سے اطلاع ملی کہ آپ کے فیل ہونے کی خبر غلط تھی۔ آپ پاس ہو گئے ہو۔ یہ بہت خوش ہوئے اور سمجھ گئے کہ یہ محض خداتعالیٰ نے اپنے خلیفہ کا خواب پورا کرنے کیلئے ان پر یہ فضل کیا ہے۔ انہوں نے خداتعالیٰ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ اور ڈگری حاصل کر کے حج کا موقع تھا۔ اس لئے واپس ہوتے ہوئے حج کر کے الحاج علی محمد ایم۔اے بن کر ہم کو آملے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

(۴) سیٹھ جی ایم ابراہیم بھائی نامی ہمارے ایک ماموں تھے۔ وہ بمبئی کے ایک لکھ پتی سیٹھ تھے۔ ان کو تجارت میں بہت نقصان ہوا۔ وہ ہندوستان چھوڑ کر یورپ امریکہ چلے گئے۔ بیس سال کے بعد یورپین لیڈی سے شادی کر کے بیوہ ہوگئی سو بیٹی کو ملنے سکندرآباد آئے۔ بھوپال میں ان کو دوسو روپیہ کی سرکاری ملازمت ملی۔ تو وہاں چلے گئے۔ چند سال کے بعد پھر واپس سکندرآباد آئے۔ وہ پکے شیعہ تھے۔ میں نے ان کو احمدیت کی تبلیغ کی۔ آخر وہ احمدی ہو گئے۔ عیسائی ممالک میں رہنے سے بالکل بے دین ہو گئے تھے۔ مگر احمدی ہونے کے بعد ان میں بڑی تبدیلی ہوگئی پانچ وقت کی نماز کے علاوہ ہمیشہ تہجد پڑھا کرتے تھے۔ 75 سال کی عمر تھی۔ پھر بھی سخت گرمی میں بھی روزہ ترک نہ کرتے تھے۔ اپنی آمدنی کا کافی حصہ للہ خرچ کرتے تھے۔ جس رات وہ فوت ہوئے۔ اسی رات خانصاحب دوست محمد اللہ دین صاحب جو یہاں کے سپیشل مجسٹریٹ ہیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے ماموں صاحب کے بنگلے میں فوجی لوگ جمع ہوئے ہیں۔ انہوں نے ان کے افسر سے دریافت کیا۔ کہ آپ

لوگ یہاں کیوں جمع ہوئے ہو؟اس نے کہا آج ایک بڑے بزرگ کا انتقال ہو گیا ہے۔ان کے اعزاز کیلئے جمع ہوئے ہیں۔

اس مخلص بزرگ کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ایک بار ہم دونوں سالانہ جلسہ پر قادیان گئے۔ وہاں ہم کو ایک بھوپال کے دوست ملے۔وہ ہمارے ماموں صاحب کا جی۔ایم۔ابراہیم نام سن کر کہنے لگے۔آپ پر ایک فوجداری مقدمہ تیار ہو رہا ہے۔اس بارے میں کہ آپ نے وہاں کے ایک بڑے افسر کے خلاف کچھ لکھا تھا یہ کیفیت معلوم ہوتے ہی ہمارے ماموں صاحب بہت گھبرا گئے۔مکرم معظم آنریبل چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب سے ان کا بہت دوستانہ تھا۔ان سے ملے۔انہوں نے ان کو بہت تسلی دی۔مگر یہ مطمئن نہ ہوئے۔اور حضرت امیر المومنین کی خدمت میں اپنا یہ حال سنایا۔حضور نے ان کے متعلق دعا فرمائی تو خدا تعالیٰ نے جواب میں فرمایا۔ یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراهیم یہ قرآن شریف کی وہ آیت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی تھی جس کے یہ معنی ہیں کہ اے آگ تو ابراہیمؑ کیلئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔الحمد للہ عین اسی کے مطابق ہوا۔ بھوپال والے مقدمہ کی آگ بالکل ٹھنڈی ہو گئی اور یہ ابراہیم اس آگ سے بالکل سلامت نکل آئے۔

یہ کیسا عظیم الشان نشان ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا اپنے موعود خلیفہ کے ساتھ کیسا خاص تعلق ہے۔

(۵) ہمارے مکرم دوست جناب سید بشارت احمد صاحب جو جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے امیر ہیں۔ان کے ایک ماموں نواب غوث الدین صاحب جو حیدرآباد کے ایک امیر و جاگیردار تھے۔ ان کے لاولد فوت ہو جانے سے ہمارے سید صاحب اپنی والدہ صاحبہ کی جانب سے منجملہ اور ورثاء کے نواب صاحب کے اسٹیٹ کی تقسیم وغیرہ کے متعلق مختار و مجاز تھے۔ان کی ایک بلڈنگ نواب چال نام کی بمبئی میں تھی۔سید صاحب موصوف نے مع دیگر ورثاء ہم سے اس بلڈنگ کی فروخت کے متعلق معاملات شروع کئے۔تو ہم نے ایک بمبئی والے رشتہ دار کے ذریعہ اس کے متعلق دریافت کر کے سوا لاکھ روپیہ میں خرید کر لی۔اس خرید میں ہمارے بمبئی والے رشتہ دار اور ہمارے ایک ماموں سیٹھ اللہ دین ابراہیم احمدی بھی شریک تھے۔ہم نے یہ بلڈنگ صرف اس لئے خرید کی۔کہ اس کو فروخت کر کے کچھ نفع حاصل کریں ہم سب کو امید تھی کہ پندرہ بیس ہزار روپیہ منافع ہو جائے گا۔میں نے یہ شرط پیش

کی کہ ہم اس کے متعلق حضرت امیر المومنین سے دعا کرائیں اور ہم کو جو منافع ہو۔اس کا پانچواں حصہ ہم تبلیغ کیلئے قادیان روانہ کریں ۔ میرے بھائی خان بہادر سیٹھ احمد بھائی نے اور ہمارے ماموں صاحب نے یہ شرط مان لی۔ مگر ہمارے بمبئی والے رشتہ دار نے نہ مانی ۔ خیر اس کے بعد میں نے یہ حقیقت حضرت امیر المومنین کی خدمت میں لکھ بھیجی۔اس کے بعد غیر معمولی طور پر اس جائیداد کی قیمت تیز ہونے لگی۔ مجھے حج کیلئے جانا تھا۔اس لئے میں نے ہمارے بمبئی والے رشتہ دار کو لکھا کہ قیمت خوب تیز ہوگئی ہے اب اسے فرخت کردو۔مگر ان کا خیال تھا کہ قیمت اور تیز ہوگی۔اس لئے ہم اور ٹھہریں۔یا جس قیمت میں یہ جائیداد مانگی جاتی ہے۔اسی قیمت پر ہم ان کو فروخت کردیں ہم نے منظور کیا۔اور ہم کو اس میں اسی ہزار روپیہ منافع ہوا۔جس کا پانچواں حصہ سولہ ہزار روپیہ میں نے قادیان روانہ کردیا۔اس کے بعد میں حج کیلئے روانہ ہوگیا۔وہاں سے واپس آنے کے بعد میں نے بمبئی والے رشتہ دار سے جائیداد کے متعلق دریافت کیا۔تو معلوم ہوا کہ قیمت تو صرف ہمارے لئے تیز ہوئی تھی۔ ہمارے فروخت کر دینے کے بعد قیمت کم ہوتی چلی گئی۔حتیٰ کہ اصل قیمت بھی وصول نہ ہوسکی۔ ہمارے رشتہ دار نے اقرار کیا کہ واقعی آپ دعا کرواکے کامیاب ہوگئے۔اور میں بہت نقصان میں مبتلا ہوگیا ہوں۔اس واقعہ کو 18 سال کا عرصہ ہوا۔اب تک وہ جائیداد بغیر فروخت ہوئے ایسی ہی پڑی ہے۔دیکھو کہ خدا تعالیٰ کا کیسا کھلا کھلا نشان ہے۔ایک ہی معاملہ ہے۔جس کے تین حصہ دار ہیں دو حصہ دار خدا کے خلیفہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس سے دعا کرواتے ہیں۔تو خدا تعالیٰ ان کو اسی ہزار روپیہ منافع عطا فرماتا ہے۔ مگر تیسرا حصہ دار نہ خدا کے خلیفہ کو مانتا ہے اور نہ اس کی دعا کی پروا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو نہ صرف منافع سے محروم رکھتا ہے۔ بلکہ ان دونوں مومن حصہ داروں کو اسی ہزار روپیہ اسی کی جیب سے دلواتا ہے اس طرح اس کو نفع کے عوض اتنی بڑی رقم بطور جرمانہ ادا کرنی پڑتی ہے۔دیکھو یہ احمدیت کی صداقت کا کیسا عظیم الشان ثبوت ہے۔جس کی آنکھ ہو۔وہ دیکھے اور عبرت حاصل کرے اور حق قبولے۔ ورنہ آخرت میں سخت بھگتنا پڑے گا۔

(٦) میرے بھائی خان بہادر سیٹھ احمد الہ دین صاحب کو حضرت امیر المومنین کی دعاؤں کی تاثیر کا علم ہوگیا تھا۔اس لئے وہ بھی وقتاً فوقتاً حضور سے دعائیں کرواتے رہتے تھے۔ایک بار انہوں نے دو اہم معاملات کے متعلق دعا کروائی۔دونوں امور میں عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی۔جس کے

نتیجہ میں ان کو دو لاکھ روپے کا منافع ہوا۔ جس کی خوشی میں انہوں نے بیس ہزار روپیہ کا چیک حضور کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

(۷) ہماری تجارتی فرم میں ہم چار بھائی مختلف کام دیکھتے تھے۔ خان بہادر احمد بھائی سیمنٹ اور کول کا کام دیکھتے تھے۔ غلام حسین بھائی آئس اور سوڈا کا۔ قاسم علی بھائی دفتر کا۔ میں بونس کا۔

میں جب سے احمدی ہوا۔ تب سے مجھے حضرت امیر المومنین کی دعاؤں کی تاثیرات کا خوب علم تھا۔ اس لئے میں میرے ذمہ جو کام تھا۔ اس کی ترقی کیلئے حضور سے دعائیں کرواتا رہتا تھا۔ جس کے طفیل ہماری فرم کو سالانہ ایوریج دس ہزار روپیہ منافع ہوا کرتا تھا۔ میرے بھائی قاسم علی صاحب اہلحدیث ہو گئے۔ اور میری مخالفت شروع کی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو امرتسر سے بلوا کے خوب مخالفت کروائی۔ جس میں میرے غلام حسین بھائی بھی شریک ہو گئے۔ اب یہ دونوں بھائی میں جو کام دیکھتا تھا اس میں دخل دینے لگے اور میں جو ماہوار رقم قادیان روانہ کرتا تھا۔ اس کے متعلق اعتراض کرنے لگے۔ اس لئے میں نے روپیہ بھیجنا موقوف کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری فرم کو جو سالانہ دس ہزار روپیہ منافع ہوتا تھا۔ وہ جاتا رہا۔ بلکہ نقصان ہوتا رہا۔ آخر وہ وقت آیا۔ کہ ہماری فرم نے یہ تجارت ترک کر دی۔ تب میں نے اسے اپنے ذمہ لیا۔ میں نے حضور سے آگے کے مطابق دعا کروانی شروع کی اور ماہوار پہلے جو ایک سو روپیہ روانہ کرتا تھا۔ اس کے عوض دو سو روپیہ روانہ کرنے لگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم کو سالانہ ایوریج پندرہ ہزار روپیہ نفع ہونے لگا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

(۸) اسی تجارتی معاملہ میں میں نے ایک بار دو کنٹریکٹ کئے۔ سولہ سوٹن مال نوے روپیہ کے حساب سے دینے کا سودا کیا۔ یہ نرخ بہت اچھا تھا۔ اس لئے اتنا بڑا کنٹریکٹ کر دیا گیا۔ مگر چند روز میں نرخ ایک سو بیس روپیہ ہو گیا۔ اب سولہ سوٹن مال دینے میں فی ٹن تیس روپیہ کے حساب سے 48 ہزار روپیہ کا نقصان تھا۔ میں بہت گھبرا گیا۔ میں نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں سارا حال لکھا اور خاص دعا کی درخواست کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے معاملہ کی صورت ایسی بدل گئی کہ 48 ہزار نقصان کے عوض 20 ہزار روپیہ منافع ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

(۹) ہمارے دونوں بھائی جب بڑے اور سمجھدار ہو گئے۔ تب ہم چاروں نے باہمی رضامندی سے ایک شراکت نامہ تیار کیا۔ جس کی مدت دس سال کی تھی۔ ہماری فرم کا قدیم سے یہ دستور تھا کہ ہم تجارت

کا نفع نقصان کا حساب ہر ماہ نکالتے تھے۔ پھر ہر چھ ماہ کو کھاتوں میں درج کیا جاتا تھا پھر سالانہ حساب دیکھ کر ہم سب بھائی دستخط کر کے اس کی تصدیق کرتے تھے۔اس طرح دس سال ختم ہو گئے۔ جب نیا شراکت نامہ تیار کرنے کا وقت آیا تو دونوں بھائیوں نے انکار کر دیا۔اور مجھ پر اور خان بہادر احمد بھائی پر ایک ایک لاکھ سے زائد رقم کا مطالبہ کیا۔ جب یہ اختلاف آپس میں دور نہ ہوسکا۔تو اس کے فیصلہ کیلئے تین مشہور معروف قانون دان ثالثین کا ایک بورڈ قائم کیا۔ ہر ایک کو ایک ایک ہزار روپیہ فیس دی گئی۔

میں نے تمام حقیقت صحیح طور سے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں لکھ بھیجی۔اور خاص دعا کیلئے گزارش کی۔حضور نے جواب میں فرمایا آپ بالکل بے فکر رہیں۔آپ کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ بلکہ آپ کے حق میں فائدہ ہی ہوگا۔ اگر ثالثین بھی آپ کو نقصان پہنچانا چاہیں گے۔ پھر بھی ہرگز وہ آپ کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ یہ معلوم کر کے میں بہت متعجب ہوا۔ کیونکہ ثالثین جو چاہیں سو فیصلہ کر سکتے ہیں۔ان کے فیصلہ کے خلاف اپیل بھی نہیں ہوسکتی۔ پھر ان کو کون روک سکتا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور ہوا بھی وہی۔

ثالثین نے ہم چاروں بھائیوں کی سالانہ حسابات کی ہماری تصدیقی دستخطیں بھی دیکھیں۔پھر بھی انہوں نے اول سے آخر تک ہمارے بھائیوں کے دعووں کی کامل تحقیق کی۔ یہ مقدمہ ایک سال سے زائد مدت تک جاری رہا۔میرے خلاف 114783 روپیہ کے دعوے تھے۔مگر خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے تمام کے تمام ڈسمس کر دئے گئے۔صرف سفر خرچ کے متعلق 1309 کی ڈگری ہوئی۔جس کے نتیجہ میں 3414 روپیہ کا نفع ہوا۔

یہ ساری حقیقت لکھنے کی غرض صرف یہی ہے کہ حضرت امیر المومنین نے میرے متعلق جو دعا فرمائی۔اور حضور کو خدا تعالیٰ نے اس معاملہ میں جو کچھ بتلایا وہ حرف حرف صحیح ثابت ہوا۔صرف ایک بات باقی رہ گئی کہ ثالثین بھی اگر نقصان پہنچانا چاہیں گے۔ پھر بھی ہرگز وہ نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔اس کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے ہمارے مقدمہ کا فیصلہ ہو جانے کے بعد میں ہمارے تین ثالثین جن میں ایک پارسی صاحب تھے۔اور دو غیر احمدی صاحبان تھے۔تو میں ایک دن اس پارسی صاحب کے پاس گیا۔اور ان سے دریافت کیا۔کہ آپ لوگوں نے ہمارے مقدمہ کا فیصلہ کیا۔کیا وہ آپ تینوں کی اتفاق رائے سے ہوا۔یا آپ کی درمیان کچھ اختلاف بھی ہوا؟ انہوں نے فرمایا۔مقدمہ کے تمام اشوز کا فیصلہ ہم تینوں کے اتفاق رائے سے ہوا۔صرف آپ ہی کے متعلق اختلاف ہوا۔ بمبئی والی جائیداد کے متعلق

آپ نے خلیفہ قادیان سے دعا کرائی اور اسی ہزار روپیہ نفع ہوا۔ اس کا پانچواں حصہ 16 ہزار روپیہ آپ نے قادیان روانہ کر دیا۔ ان دونوں ثالثین کی یہ رائے تھی کہ وہ رقم آپ کے ذمہ لگائی جائے۔ میں نے ان سے اتفاق نہیں کیا۔ صرف اسی ایک اشو کیلئے ہم کو تین بار میٹنگ کرنی پڑی۔ آخر وہ میرے ساتھ متفق ہو گئے۔ دیکھو اس مقدمہ سے خدا تعالیٰ کی قدرت کا کیسا عظیم الشان نشان ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے عالم الغیب ہونے کی صفت کیسی صاف ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت امیر المومنین یقیناً خدا تعالیٰ کے موعود خلیفہ ہیں۔ تب ہی تو ایسی عظیم الشان راز کی بات قبل از وقت آپ پر کھول دی گئی۔

غلام حسین بھائی اور قاسم علی بھائی نے مجھ پر دنیوی اور دینی دونوں معاملوں میں حملے کئے۔ مگر میں حق پر تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے مجھے معجزانہ طور سے کامیابی عطا فرمائی۔ اسی طرح انشاء اللہ دینی معاملہ میں بھی ہوگا۔ مگر اس کا نتیجہ بعد وفات معلوم ہوگا۔ میری درد دل سے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میرے ان دونوں پیارے بھائیوں پر رحم فرمائے اور ان کو حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا آخرت میں وہ فلاح پائیں۔ آمین

اب میں اپنا مضمون ختم کرتا ہوں جس کے دل میں تعصب نہ ہوگا اس پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت صاف طور سے کھل جائے گی۔ جو اس سلسلہ میں شریک ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے ایسے محبوب خلیفہ سے اپنا تعلق جوڑتا ہے۔ جس کی تعلیم و دعا سے انسان یقیناً یقیناً دونوں جہان میں فلاح پاتا ہے۔

و آخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العالمین

خاکسار عبداللہ الٰہ دین 27 رمضان المبارک 1358ھ بمطابق 10 نومبر 1939ء

جزءدوئم

ازمجموعہ

بشارات رحمانیہ

درصدق

خلافت اولیٰ وثانیہ

خلافت اولیٰ

حضرت امیر المومنین سیدنا مولانا مولوی نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہء اول سلسلہ عالیہ احمدیہ

حضرت مولوی صاحب بھیرہ ضلع شاہ پور کے رہنے والے تھے۔ آپ 1258ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے مختلف شہروں میں بہت جدوجہد کر کے علم حاصل کیا۔ مکہ معظمہ میں بھی ایک عرصہ تک آپ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اور مدینہ منورہ میں بھی کچھ عرصہ آپ کا قیام رہا۔ علوم متداولہ میں ایک زبردست عالم ہونے کے علاوہ علم قرآن وحدیث میں آپ کی لیاقت مسلمہ تھی آپ ایک بہت بڑے ماہر طبیب بھی تھے۔ ریاست جموں میں مہاراجہ کشمیر کے آپ خاندانی طبیب مقرر تھے۔ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام سے آپ کو دعویٰء مسیحیت سے قبل والہانہ عقیدت تھی۔ جس وقت بانیء سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے لدھیانہ میں لوگوں سے بیعت لی۔ تو سب سے پہلے بیعت کرنے والے آپ ہی تھے۔ زہد وتقویٰ، صدق وصفاء اور اطاعت میں یکتا تھے۔ 1893ء میں ملازمت سے فراغت کے بعد آپ بھیرہ میں اپنے مکانات تعمیر کروار ہے تھے۔ اسی دوران میں اتفاقاً آپ کو قادیان آنا پڑا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی سے اتنا ذکر سنتے ہی کہ حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ السلام) کا منشاء مبارک ہے کہ اب آپ ملازمت سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اس لئے آپ یہیں قادیان میں رہیں۔ آپ پھر اپنے وطن نہیں گئے۔ اور اپنے اہل وعیال کو منگوا کر قادیان میں رہائش اختیار کر لی۔ قادیان میں مریضوں کے علاج ومعالجہ کے علاوہ دینی درس وتدریس خصوصاً قرآن وحدیث کے پڑھانے کا شغل یوم وصال تک آپ نے جاری رکھا۔ دینی خدمات میں پیش پیش رہتے۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے متعلق فرمایا۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے   ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

حضرت بانیء سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات کے بعد 27 مئی 1908ء کو جماعت کے مشورہ اور

اتفاق رائے سے آپ خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے۔ چھ سال تک امور خلافت باحسن سرانجام دینے کے بعد 13 مارچ 1914ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح مبارک پر ہزاروں ہزار برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

آپ کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ازالہ اوہام صفحہ 316 تا 318 پر فرماتے ہیں۔

''حبی فی اللہ مولوی حکیم نور دین صاحب بھیروی مولوی صاحب ممدوح کا حال کسی قدر رسالہ فتح اسلام میں لکھ آیا ہوں۔ لیکن ان کی تازہ ہمدردیوں نے پھر مجھے اس وقت ذکر کرنے کا موقعہ دیا۔ ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے۔ میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا۔ جو اس کے مقابل پر بیان کرسکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا۔ اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے اسلام اور مسلمانوں کے سچے خادم ہیں۔ مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اول درجہ کے نکلے۔ مولوی صاحب موصوف اگرچہ اپنی فیاضی کی وجہ سے اس مصرعہ کے مصداق ہیں۔ کہ ''قرار در کف آزادگان نگیرد مال'' لیکن پھر بھی انہوں نے بارہ سو روپیہ نقد متفرق حاجتوں کے وقت اس سلسلہ کی تائید میں دیا۔ اور اب بیس روپے ماہواری دینا اپنے نفس پر واجب کر دیا۔ اور ان کے سوا اور بھی ان کی مالی خدمات ہیں۔ جو طرح طرح کے رنگوں میں ان کا سلسلہ جاری ہے۔ میں یقیناً دیکھتا ہوں کہ جب تک وہ نسبت پیدا نہ ہو۔ جو محب کو اپنے محبوب سے ہوتی ہے۔ تب تک ایسا انشراح صدر کسی میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنے قوی ہاتھ سے اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اور طاقت بالا نے خارق عادت اثر ان پر کیا ہے۔ انہوں نے ایسے وقت میں بلا تردد مجھے قبول کیا۔ کہ جب ہر طرف سے تکفیر کی صدائیں بلند ہونے کو تھیں اور بہتیروں نے باوجود بیعت کے عہد بیعت فسخ کر دیا تھا۔ اور بہتیرے ست اور متذبذب ہو گئے تھے۔ تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اس عاجز کے اس دعویٰ کی تصدیق میں کہ میں ہی مسیح موعود ہوں قادیان میں میرے پاس پہنچا جس میں یہ فقرات درج تھے۔ امنا و صدقنا فاکتبنا مع الشاھدین...... دل میں از بس آرزو ہے کہ اور لوگ بھی مولوی صاحب کے نمونہ پر چلیں۔ مولوی صاحب پہلے راستبازوں کا ایک نمونہ ہیں۔ جزاھم اللہ خیر الجزا و احسن الیھم فی الدنیا و العقبیٰ''

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ پر انوار سماوی کا نزول

(از جناب خواجہ صاحب دین صاحب ڈھنگیرہ ہاؤس گوجرانوالہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانہ میں میں نے خواب میں دیکھا کہ قادیان گاؤں کے باہر جہاں اب دارالرحمت ہے۔ اس میدان میں ہم کثرت سے جمع ہیں۔ ایک انبوہ کثیر ہے اس کے درمیان حضرت خلیفہ اولؓ گھوڑے پر سوار ہیں۔ اور چکر لگا رہے ہیں۔ آپ کا چہرہ بشاش اور سرخ ہے۔ میں آسمان سے نور نازل ہوتا حضور پر دیکھ رہا ہوں۔ اور لوگوں سے کہتا ہوں۔ "دیکھو انوار سماوی نازل ہوتے کسی نے دیکھنے ہیں تو اب دیکھ لے کہ کس طرح انوار سماوی نازل ہوتے ہیں"۔ اتنے میں حضور خلیفہ اولؓ گھوڑے کی باگ موڑ کر اس مجمع کثیر سے باہر نکل کر گاؤں کی طرف رخ کرتے ہیں۔ تو آپ کی شکل گھوڑے پر خوبصورت گورے رنگ کے جوان شخص میں متشکل ہو جاتی ہے"۔

(از چٹھی مرقومہ یکم نومبر 1939ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں

(از جناب شیخ محمد خان صاحب احمدی سنگری (کوہاٹ) حال وارد قادیان)

1916ء میں خاکسار بیمار ہو گیا۔ اور شہر جہلم سے میرے بیوی بچے مجھے لے کر جائے سکونت میرانوالی میں آگئے۔ اور میں وہاں قریباً چار ماہ بیمار پڑا رہا۔ حکیموں اور ڈاکٹروں نے مجھے لاعلاج قرار دے کر چھوڑ دیا۔ ایک رات بے ہوشی کی حالت میں میں نے خواب دیکھا۔ اور میں اس بیان کو خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے لکھواتا ہوں۔ کہ یہ وہی خواب ہے جو میں نے 1916ء میں دیکھا تھا۔

میں نے دیکھا کہ روز قیامت ہے۔ اور تمام لوگ قبرستان سے اٹھ کر حساب کیلئے خدا تعالیٰ کے حضور جا رہے ہیں اور میں بھی رحیم بخش صاحب ولد علی محمد صاحب رتڑہ کے ہمراہ خدا تعالیٰ کے نزدیک

جا رہا ہوں اور بیس قدم پر میں نے خدا تعالیٰ اور رسول کریمؐ کو دیکھا اور دوزخ بھی دیکھا۔ اور مجھے دل میں خیال آیا کہ خدا جانے میں کہاں جاؤں گا۔ اور دیکھا کہ خدا تعالیٰ اور رسول کریمؐ ایک قالین پر بیٹھے ہیں۔ اور میں اور رحیم بخش ان کے پاس دوڑتے کانپتے جا بیٹھے ہیں۔ میری آنکھ کھل گئی اور چند دن کے بعد میرا بخار ٹوٹ گیا۔ دو سال کے بعد حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفہ اولؓ کو پہچانا اور مذکورہ خواب میں جو شکل خدا تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی نظر آئی تھی وہ تین سال کے بعد بذریعہ تصویر دکھائی گئی۔ جو شکل مسیح موعودؑ کی تھی وہ...... اللہ تعالیٰ کی تھی اور جو رسول کریمؐ کی تھی۔ وہی حضرت خلیفہ اول کی تھی۔ اور تصویر دیکھنے کے ڈیڑھ سال بعد مولوی محمد علی صاحب لاہوری امیر کی بیعت کی تھی اور اس کے بعد 1931ء میں حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر لی۔

(کتبہ حکیم احمد دین احمدی سیکرٹری تبلیغ محلہ دارالسعۃ قادیان) (از چٹھی مرقومہ یکم جولائی 1939ء)

حضرت رسول کریم ﷺ حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی شکل میں

(از جناب مستری حسن الدین صاحب سیالکوٹ)

ایک دالان کے اندر میں مع بہت سے دوستوں کے بیٹھا ہوا ہوں۔ درمیان دالان کے آنحضرت ﷺ تشریف رکھتے ہیں۔ نوکر کھانا لایا میں نے پوچھا کیا رسول کریم ﷺ نے کھانا تناول فرما لیا ہے۔ نوکر نے کہا ابھی نہیں۔ میں نے ادب کیلئے کھانا رکھ لیا۔ پھر دیکھتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ کی شکل حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی ہوگئی ہے۔ میں بڑا خوش ہوا۔ اور نیند کھل گئی۔

(منقول از اخبار البدر جلد نمبر 8 مؤرخہ 18 فروری 1909ء 26 محرم الحرام 1327ھ)

خلافت ثانیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

14 مارچ 1914ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے وصال کے بعد حضرت فضل عمر مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جماعت احمدیہ کی کثرت آراء سے خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ کی خلافت کا دور جماعت احمدیہ کے لئے برکات الٰہیہ کے نزول اور ترقیات کا دور ہے۔ کیونکہ آپ ایک موعود خلیفہ ہیں۔ حضرت بانیء سلسلہ عالیہ احمدیہ پر اللہ تعالیٰ نے جہاں اور انعام واکرام کئے وہاں آپ کو نیک اور پاک اولاد کی بھی بشارت دی۔ چنانچہ حضور پرنور فرماتے ہیں۔

(۱) میری اولاد سب تیری عطاء ہے ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

مگر اس اولاد میں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق خصوصیت سے آپ کی بعض بشارات ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے سپرد بعض عظیم الشان اولوالعزمانہ کام ہونے والے تھے۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں۔

(۲) بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس ماہ سے اندھیرا دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

(۳) نیز حضور علیہ السلام نے اشتہار 20 فروری 1886ء میں ایک اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے۔ کہ

''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کے نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے''۔

اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا......نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی

روح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔وہ جلد از جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔اوز مین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔و کان امراً مقضیاً"۔

مذکورہ بالا حوالہ میں دولڑکوں کی پیشگوئی ہے۔ایک جومہمان ہے یعنی جلد فوت ہونے والا ہے۔ دوسرا عمر پاکر عظیم الشان کام کرنے والا۔چنانچہ اس کی تشریح کرتے ہوئے حضورؑ سبز اشتہار کے صفحہ 21 حاشیہ پر فرماتے ہیں۔

(۴) بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں۔اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے۔وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ "اس کے ساتھ فضل رکھا گیا۔اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر حضورؑ نے سراج منیر کے صفحہ 31 پر فرمایا:۔

(۵) "پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود احمد کی پیدائش کی نسبت کی تھی۔کہ وہ اب پیدا ہوگا۔اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے۔جو اب تک موجود ہیں۔اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔اور اب نویں سال میں ہے"۔

مذکورہ بالا بشارات اور پیشگوئیاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود باجود میں پوری ہوئیں۔اور جماعت احمدیہ کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ نے 25 سال کی عمر میں آپ کے ہاتھ میں دی۔اور آپ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ ساڑھے پچیس سال سے نہایت اولوالعزمی اور کامیابی سے جماعت کو ترقی دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کے مبارک وجود کو ہمارے سروں پر زیادہ دیر تک کامیاب وکامران سلامت رکھے۔چنانچہ اس خوشی میں بطور شکرانہ اس 1939ء کے جلسہ پر آپ کی جوبلی منائی جارہی ہے۔

آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے مخالفانہ حالات کے بوجود جو وقتاً فوقتاً جماعت میں پیدا ہوتے رہے جماعت کو شاندار ترقی عطاء کی۔آپ کی خداداد ذہانت اور لیاقت علمی کا لوہا تمام دوست

ودشمن مانتے ہیں۔آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ مشن کو فروغ دیا۔اور دنیا کے کناروں تک تبلیغ حق پہنچا دی۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات کے قریب ہی منکرین خلافت کا ایک فتنہ اٹھا۔ان کے بانی مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور تھے۔انہوں نے اپنی تمام پہلی تحریرات اور طرز عمل کے برخلاف ایک نئی راہ تجویز کی۔اور خلافت ثانیہ کا انکار کرکے لاہور میں اپنا مرکز قائم کرلیا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام منصوبوں کو اکارت کیا۔اور اس خلافت کی بنیاد کو مضبوط کرتے ہوئے اصلها ثابت وفرعها فی السماء کا مصداق بنا دیا۔میں اس وقت ضرورت خلافت اور عدم ضرورت پر کوئی بحث کرنا نہیں چاہتا۔صرف اس افسوسناک امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔جس کی وجہ سے جماعت کے اعلیٰ نظام کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی۔یہ آپ کو ان آسمانی شہادات کے پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا۔کہ کون فریق حق پر ہے اور کون ناحق پر۔ واللہ المستعان علیٰ ما تصفون۔

مسیح موعودؑ شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی

(فرمودہ حضرت سرور انبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ فداہ روحی)

عن عبد اللّٰہ ابن عمرو قال قال الرسول ﷺ ینزل عیسی ابن مریم الیٰ الارض فیتزوج ویولد له ......الخ۔مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام صفحہ 80 حضرت عبداللہ ابن عمرو سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یعنی مسیح موعودؑ زمین پر نزول فرما ہوں گے پس وہ شادی کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی۔اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔’’اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی۔یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا۔اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں اس کی یہ خبر آچکی ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 312)

پسرش یادگار مے بینم

(از حضرت نعمت اللہ صاحب ولی)

حضرت نعمت اللہ صاحب ولی کی اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب نشان آسمانی کے صفحہ 13 پر فرماتے ہیں۔

دور او چوں شود تمام بکام　　پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا۔ تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی مقدر یوں ہے کہ خداتعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا۔ جو اس کے نمونہ پر ہوگا۔ اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا۔ اور وہ اس کے بعد اس کا یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے''۔

مسیح کا بیٹا اور پوتا اس کی بادشاہت کے وارث ہوں گے

(ماخوذ از خلاصہ طالمود مرتبہ جوزف بارکلے باب پنجم صفحہ 37 لندن 1878ء)

It is also said that he (the Messiah) shall die, and his kingdom descend to his son and grandson.

''یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسیح فوت ہوگا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا اور اس کا پوتا اس کی بادشاہت کے وارث ہوں گے''۔

نوٹ:۔ طالمود یہودیوں کے قانون اور روایات کا مجموعہ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت تک یہ روایات علماء یہود نسلاً بعد نسلٍ زبانی طور پر یاد رکھتے چلے آئے تھے۔ مگر بعد میں پھر اسے حیطہ ءتحریر میں لایا گیا۔ اس کے دو حصے ہیں ایک کا نام مشناہ ہے جو متن ہے اور دوسرے کا نام گمارا ہے، جو اس کی تشریح ہے۔ پرانے عہد نامے کے بعد اس کا درجہ ہے۔ مگر یہودیوں کا ایک فرقہ اسے تورات سے بھی زیادہ درجہ دیتے تھے۔　(خاکسار مرتب)

ومحمود سيظهر بعد هذا!

(حضرت الامام معلم السبطین یحییٰ ابن عقب رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی

(منقول از شمس المعارف الکبریٰ للشیخ احمد بن علی البونی التوفی 622 ہجری المقدس مطبوعہ مصر)

کتاب شمس المعارف الکبریٰ جلد سوم کے صفحہ 339 پر لکھا ہے وقد سئل الحبر الامام معلم السبطین یحیٰ بن عقب عما یکون فی سائر البلاد و سبب خرابها فاجاب نظماً۔ یعنی حضرت علامہ امام یحیٰ بن عقب معلم السبطین سے تمام ملکوں میں ہونے والے حوادث اور ان کی بربادی کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے نظم میں جواب دیا۔ یہ نظم 181 اشعار پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت امام مہدی اور دجال کے واقعات کو بعد میں بیان کیا گیا ہے۔ اور سیدنا حضرت محمود کی پیشگوئی پہلے مذکور ہے۔ مگر یہ کوئی ایسی بات نہیں جو قابل اعتراض یا موجب شک ہو۔ کیونکہ صدیوں کی بیان کردہ بات میں بیان کرنے والوں کی طرف سے بھی تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے اسی طرح بیان کیا ہو۔ مگر پیشگوئی کی اصل حقیقت اسی وقت کھلتی ہے جبکہ وہ وقوع میں آجائے۔ اور یہی بات صحیح و برحق ہے۔ میں ان تمام اشعار کو چھوڑتا ہوا جو ظہور دجال وغیرہ کے متعلق ہیں۔ یہاں صرف اس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتا ہوں۔ جو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی ذات گرامی پر فعلاً صادق آچکی ہے۔ آپ ہی کا نام اس پیشگوئی میں بالصراحت آیا ہے۔ امام صاحب موصوف فرماتے ہیں۔

رأیت من الاسرار عجیب حال   واسباباً سیظهرها مقال

میں نے پوشیدہ باتوں سے عجیب حالات دیکھے اور بہت اسباب دیکھے جن کو میرا کلام ظاہر کرے گا۔

بما قد انزل الرحمٰن حقاً   یکون بحکم ربی ذی الجلال

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے یقینی طور پر اتارا ہے۔ وہ خدائے ذوالجلال کے حکم سے ہو کر رہے گا۔

ویظهر فی السماء عظیم نجم   لہ ذنب کمثل ریح عال

اورآسمان میں ایک بڑا ستارہ ظاہر ہوگا۔اس کی ایک دم ہوگی، بڑی آندھی یعنی بگولے کی مانند۔

یہ دمدار ستارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے پہلے 1252ھ و1283ھ میں ظاہر ہوا۔اور حضورؑ کی بعثت جو 1290ھ میں ہوئی۔ کے بعد یہ ستارہ 1295ھ میں ظاہر ہوا۔ بحوالہ جنتری بنام سال جدید 1906ء بمبئی......

فتلك دلائل الافرنج حقا ستملك للسواحل والقلال

پس یہ فرنگیوں کی درست علامات ہیں۔وہ اونچی اور نیچی تمام جگہوں پر قبضہ کریں گے۔

آگے اہل یورپ کے عروج کا ذکر کرتے ہوئے شام پر فرانسیسیوں کے قبضہ کا ذکر کرتے ہیں۔

فویل ثم ویل ثم ویل لاهل الشام من ملك الضلال

پس اہل شام کیلئے خرابی پر خرابی ہے گمراہ بادشاہ کی طرف سے۔

پھر لکھتے ہیں کہ ایسے بادشاہوں کے زمانہ میں امانت اور وعدہ کا پاس نہیں رہے گا۔اور حرام اور حلال میں تمیز نہیں رہے گی۔تو ان حالات کے بعد

ومحمود سیظهر بعد هذا ویملك الشام بلا قتال

محمود اس کے بعد ظاہر ہوگا اور وہ بغیر لڑائی کے (روحانی طور پر) ملک شام کا مالک ہوجائے گا۔

وتطیع له حصون الشام جمعا وینفق ماله فی کل حال

شام کے تمام قلعے (یعنی بڑے بڑے مذہبی مراکز) اس کے مطیع ہوں گے اور یہ کام وہ مال خرچ کرنے سے کرے گا۔

اس کے بعد انہوں نے جنگ عظیم کے واقع ہونے کا ذکر کیا ہے۔فرماتے ہیں:۔

وعندنا منه یوم عظیم سیقتل فیه شبان الرجال

اور ہمارے نزدیک ایک بہت برا دن آنے والا ہے۔ جس میں چیدہ چیدہ نوجوان قتل کئے جائیں گے۔

ان تمام اشعار میں سے چند ایک اختصاراً میں نے یہاں درج کئے ہیں۔ان سے بالوضاحت ثابت ہوتا ہے۔ کہ انگریزی اور فرانسیسی سلطنتوں کے عروج کے زمانہ میں ایک محمود ظاہر ہونے والا ہے۔ جو شام پر بغیر لڑائی کے قابض ہوگا۔اور یہ کام وہ مال خرچ کر کے یعنی مبلغ بھیج کر اور کتابیں اور

رسالے جاری کر کے کرے گا۔

پس یہ پیشگوئی حضرت امام جماعت احمدیہ میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کسی پر صادق نہیں آتی۔ حضور لندن جاتے ہوئے بنفس نفیس شام تشریف لے گئے۔ اور یورپ سے واپسی پر شام کیلئے مولانا مولوی جلال الدین صاحب شمس کو بطور مبلغ وہاں مقرر فرمایا۔ جن کی واپسی پر پے در پے مبلغین سلسلہ وہاں جاتے رہے۔ اب وہاں پر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے متعدد جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ پھر مندرجہ بالا پیشگوئی میں اور دوسری بڑی نشانی یہ لکھی ہے کہ محمود کے روحانی بادشاہ بننے کے بعد جنگ عظیم واقع ہوگی۔ چنانچہ آپ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد 1914ء میں جنگ عظیم شروع ہوئی۔ جو کئی سال تک جاری رہی۔ اور جس میں تمام ملکوں کے چیدہ چیدہ نوجوان مارے گئے۔

اس پیشگوئی کی تفصیل کیلئے دیکھو نوید یحییٰ مرتبہ جناب آغا عبدالعزیز صاحب فاروقی احمدی مقام بھڈانہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

خلافت کے راستہ میں جو رکاوٹیں ہیں وہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ دور ہوں گی

(از حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ایک رویاء

کئی دفعہ بیان کی ہے جو یہ ہے۔ میں نے دیکھا کوئی بہت بڑا اور اہم کام میرے سپرد کیا گیا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ میرے راستہ میں بہت مشکلات حائل ہوں گی۔ یہ خلافت سے بہت پہلے کی رویاء ہے اور بعد میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس سے مراد خلافت تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا ہے اور وہ مجھے کہتا ہے کہ اس کام کی تکمیل کے راستہ میں بہت سی رکاوٹیں ہوں گی۔

بہت مخالفتیں ہوں گی۔ مگران سب کا ایک ہی علاج ہے۔ اور وہ یہ کہ جب تم کوئی غیر معمولی نظارہ دیکھو اس کی کوئی پرواہ نہ کرو۔ اور **"خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ"۔ "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ"**۔ کہتے ہوئے آگے بڑھتے جاؤ۔ چنانچہ میں چل پڑا ہوں۔ میرا راستہ دو پہاڑیوں کے درمیان سے گزرتا ہے اور میں جنگلوں میں سے جا رہا ہوں۔ راستہ میں اندھیرا ہو جاتا ہے۔ بالکل سنسان جنگل ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بہت خطرہ اور خوف کی جگہ ہے۔ میں جا رہا ہوں کہ دور سے شور سنائی دیتا ہے۔ اور مختلف قسم کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔ کوئی مجھے گالی دے دیتا ہے اور کوئی بیہودہ سوال کر دیتا ہے۔ لیکن میں خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ کہتا ہوا آگے بڑھتا جاتا ہوں۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں۔ تو وہ شور بند ہو جاتا ہے۔ مگر تھوڑی دور آگے جاتا ہوں تو بعض عجیب قسم کے وجود نظر آنے لگتے ہیں۔ عجیب عجیب شکلیں دکھائی دیتی ہیں۔ کئی کئی ہاتھوں والے انسان نظر آتے ہیں۔ کسی کا سر بہت بڑا ہے اور کسی کا بہت چھوٹا۔ مگر جب میں خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ کہتا ہوں۔ تو شکلیں غائب ہو جاتی ہیں۔ مگر تھوڑی دیر بعد اور بھی بھیانک نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ کوئی ہاتھ کٹا ہو علیحدہ نظر آتا ہے۔ کوئی سر بغیر دھڑ کے دکھائی دیتا ہے۔ اور کوئی دھڑ بغیر سر کے کوئی شکل ایسی نظر آتی ہے۔ کہ جس کی لمبی زبان باہر نکلی ہوئی ہے۔ کسی کے بال کھلے ہوئے ہیں۔ آنکھیں حلقوں سے باہر نکل رہی ہیں۔ اور وہ شکلیں طرح طرح سے مجھے ڈرانے کی کوشش کرتی ہیں۔ مگر میں **خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ، خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ**، کہتا ہوا آگے بڑھتا جاتا ہوں۔ اور جب میں یہ الفاظ کہتا ہوں۔ وہ غائب ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ میں منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہوں۔ اس رویاء میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ کہ انسان جب کوئی کام شروع کرتا ہے۔ تو کئی چھوٹی چھوٹی چیزیں اس کی توجہ کو اپنی طرف پھراتی ہیں۔ جب وہ کوئی نیکی کا کام کرنے لگتا ہے۔ تو شیطان اپنا یہ حربہ چلاتا ہے۔ کہ اس کی توجہ پھر جائے۔ لیکن جب انسان ان سے منہ پھیر کر اپنے کام میں لگا رہے۔ تو خدا تعالیٰ خود اس کی تکمیل کے سامان کر دیتا ہے۔ میری خلافت کے زمانہ میں ہی دیکھ لو۔ **جماعت میں کئی فتنے** پیدا ہوئے۔ جماعت نے ایک حد تک ان کا مقابلہ بھی کیا۔ میں نے بھی جواب دیئے مگر آخر معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ اتنا زور نہیں دیا۔ جتنا کہ دشمن چاہتا تھا۔ یا بعض کمزور احمدی چاہتے تھے۔ کئی لوگوں نے مجھے کہا کہ نتیجہ برا ہوگا۔ مگر میں نے کہا کہ جو بھی ہو۔ یہ خدا تعالیٰ کی جماعت ہے۔ وہ خود اسے سنبھالے گا۔ مجھے

اس کی طرف سے یہی حکم ہے کہ جماعت کی ترقی کی طرف توجہ رکھوں۔ بسا اوقات ان فتنوں نے نہایت بھیانک شکلیں اختیار کیں۔ مگر آخر کار وہ اپنی موت مر گئے۔ اور جس طرح ایک چوہا اپنے بل کے اندر ہی مر جاتا ہے۔ اور باہر کسی کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ کیا ہوا"۔

(منقول از اخبار الفضل مؤرخہ 5 دسمبر 1939ء)

محمود کا نورانی چہرہ ظلمات کو پاش پاش کرنے والا ہے

(از جناب قریشی حافظ محمد حسین صاحب مرحوم)

مرسلہ جناب قریشی محمد احسن صاحب محلہ دار الفتوح قادیان!

"میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں۔ کہ مندرجہ ذیل رویاء اور کشوف میرے والد صاحب نے اپنی زندگی میں مجھے سنائے تھے۔ اور اب میں ان کی اپنی قلم سے لکھے ہوئے رویاء کشوف ان کی ایک کاپی سے یہاں درج کرتا ہوں۔

میرے والد صاحب حافظ محمد حسین صاحب قریشی ولد محمد اشرف صاحب ٹرپئی ضلع امرتسر کے باشندہ تھے۔ انہوں نے 1900ء کے قریب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ اگست 1917ء میں ہجرت کر کے مع اہل وعیال قادیان آگئے۔ آپ کو رویاء، کشوف اور الہام بکثرت ہوتے تھے۔ آپ 19 ستمبر 1933ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے فوت ہوئے۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پڑھایا۔ آپ کے کتبہ پر بہشتی مقبرہ میں یہ الفاظ بھی لکھے گئے۔" آپ پرانے صحابی اور ملہم شخص تھے"۔ اس بات کا علم حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو بخوبی ہے کہ والد صاحب باخدا اور ملہم شخص تھے۔

رویاء (ا) "حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا جس روز انتقال ہوا ہے۔ اسی رات حالانکہ احقر کو قطعاً وفات کا علم نہیں تھا۔ اور نہ ہی لاہوری فتنہ کی کوئی کسی قسم کی اطلاع تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان پر درمیان آسمان کے یعنی عین سر پر چاند ہے۔ اور اس کے گرداگرد بادل ہیں۔ معاً مجھے معلوم ہوا کہ وہ چاند حضرت صاحبزادہ صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہیں۔ اور وہ نورانی حضور کا چہرہ

انور ہے۔آپ کے چہرہ سے ایک نور کا شعلہ نکلا ہے۔اور اس نے بادلوں کو پاش پاش کر دیا ہے۔اور وہ دور دور پھٹ کر جا پڑے ہیں۔اور آہستہ آہستہ جمع ہو کر پھر حضور کا نورانی مکھ جو چاند کی طرح نظر آتا ہے۔اس کے گرد جمع ہونے لگ گئے ہیں۔حتیٰ کہ کوئی چار دفعہ ایسا بار بار نظارہ دیکھا اور پھر بیدار ہو گیا۔اس کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کی خبر سنی اور ساتھ ہی لاہوری فتنہ اور حضور کی خلافت کی خبر ملی۔تو خواب کا (معاملہ) سمجھنے میں بالکل آسانی ہو گئی۔''

محمود کی حفاظت کیلئے پانچ فرشتے ہر وقت ان کے ہمراہ رہتے ہیں

(۲) جس روز چوہدری رستم علی صاحب کا جنازہ آیا تھا۔اور حضور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ دفنانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر دعا کیلئے تشریف فرما ہوئے۔اکثر دوست حضور کے ہمراہ تھے۔حضور دعا فرما رہے تھے۔کہ خاکسار کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک دکھائی دیا۔اور فرمانے لگے محمود کے آج کل بہت دشمن ہیں۔مگر خدا کے فرشتے ہر وقت ان کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ضرورت کے وقت تو بے شمار ہوتے ہیں۔مگر پانچ فرشتے ہر وقت ہمراہ ہوتے ہیں۔اتنے میں حضور دعا سے فارغ ہو گئے۔اور مجھ سے بھی وہ حالت جاتی رہی۔

(از چٹھی مرقومہ 29/اکتوبر 1939ء)

حضرت رسول کریم ﷺ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی مدد کیلئے تشریف لائے ہیں

(از جناب ایم غلام رسول صاحب ٹیلر ماسٹر قادیان)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مندرجہ ذیل خواب تحریر کرتا ہوں۔احرار کا 1934ء میں رجادہ کی زمین میں جب جلسہ ہوا۔تو خاکسار جلسہ سے پہلے کوئٹہ کے سفر کیلئے تیار تھا۔لیکن تا اختتام جلسہ سفر کو ملتوی کر دیا۔جلسہ ختم ہونے کے دوسرے روز خاکسار قادیان سے

ڈیرہ بابا نانک تک گیا۔ وہاں رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا میدان ہے۔ اور اس میں بیشمار خلقت ہے اس میں احمدی اور غیر احمدی دونوں موجود ہیں۔ اس میدان کے سامنے ایک مکان ہے اور اس کا اک دروازہ بھی ہے۔ جس میں ایک انسان کھڑا ہے۔ جس کے متعلق بتایا گیا۔ کہ وہ فرشتہ ہے۔ اور خلقت اس لئے اندر جانا چاہتی ہے۔ کہ اندر نبی کریم ﷺ موجود ہیں۔ اور لوگوں کی خواہش آپ کی زیارت کرنے کی ہے۔ اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو اس مکان کے اندر پایا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا۔ کہ جب تک آنحضرتؐ کے لنگر سے چند لقمے نہ کھائے جائیں۔ زیارت نہیں ہوسکتی۔ تمام لوگ دورویہ بیٹھ گئے۔ اور میں بھی بیٹھ گیا ہمارے آگے ایک پلیٹ رکھی گئی۔ جس میں چڑوے اور ریوڑیاں ہیں۔ جو ہم نے کھائیں۔ اس کے بعد معلوم ہوا۔ کہ نبی کریم ﷺ نماز کیلئے تشریف لے گئے۔ جب میں نے آپ کی تلاش کی۔ تو پھر اسی میدان میں باہر آ گیا۔ سامنے ایک بہت بڑا جنگل تھا۔ جس کی طرف آپ جارہے تھے۔ پیچھے کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ آپ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بھی جاتے ہوئے دیکھا۔ غیر احمدی جو اس میدان میں تھے۔ کہہ رہے تھے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اس لئے ہمارے پاس نہیں آئے۔ کہ ہم سے ناراض ہیں۔ اس کے بعد جب میں والد صاحب کے جگانے پر بیدار ہوا۔ تو نماز صبح کا وقت تھا۔ (از چٹھی مرقومہ 23 نومبر 1939ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی قوت قدسیہ

(از جناب غلام جیلانی خان ویٹرنری کمپونڈر۔ بلاچور ضلع ہوشیار پور!!)

مندرجہ ذیل تحریر خدا کی قسم کھا کر لکھتا ہوں۔ کہ اگر اس میں کوئی جھوٹ ہو تو خداوند کریم میرے پر لعنت کرے۔

خاکسار مسمی غلام جیلانی خان ولد صندل خان ساکن بیگم پور تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور 1903ء سے احمدی ہے۔ 1915!ء میں خاکسار کی شادی ہوئی۔ بیوی غیر احمدی تھی۔ ہر چند میں نے تبلیغ کی لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ ستمبر 1927ء میں جب میں ماہل پور سے تبدیل ہو کر گڑھ شنکر آیا۔ تو میری بیوی سخت بیمار تھی۔ سل کی بیماری تھی۔ سیروں خون خارج ہوتا تھا۔ ڈاکٹر اور حکیم جواب دے

چکے تھے۔اور زندگی کی امید منقطع ہوگئی تھی۔بہت دعائیں کیں۔اور علاج بھی بہت کیا۔مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ستمبر 1927ء کا ذکر ہے کہ ایک روز دوپہر کے وقت وٹرنری ہسپتال گڑھ شنکر میں جہاں کہ میں اس وقت وٹرنری کمپونڈر تھا۔تھکا ماندہ ناامیدی کی حالت میں لیٹ گیا۔اور آنکھ لگ گئی۔میں نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گڑھ شنکر میں تشریف لائے ہیں۔اور نیاز علی خان ایس،ڈی،او کے مکان میں عورتوں میں پردہ پر لیکچر ہے۔بیشمار عورتیں جمع ہیں۔میری بیوی بھی اس مایوس کن بیماری کی حالت میں ایک دروازے میں بیٹھی وعظ سن رہی ہے۔کچھ دیر کے بعد حضرت صاحب نے اپنی کلائی کی گھڑی کو دیکھا۔اور کہا کہ ٹرین کا وقت ہوگیا۔میں جا رہا ہوں۔لوگوں نے بہت کہا کہ حضرت کچھ دیر اور وعظ فرمائیں۔لیکن حضور نے قبول نہ فرمایا اور چل کھڑے ہوئے۔جس دروازے میں میری بیوی بیٹھی تھی۔اس میں سے ہو کر گزرے اور اس سے پوچھا کہ بی بی تیرا کیا حال ہے؟ وہ بولی۔حضرت اب زندگی کی کوئی امید نہیں۔بخار اور خون آنا بند ہی نہیں ہوتا۔آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو۔اللہ فضل کردے گا۔یہ کہہ کر چلے گئے۔میں نے دیکھا کہ حضور آگے آگے جا رہے ہیں۔اور ایک ننگے سر والا اور ننگے جسم والا۔لنگوٹ بند آدمی حضور کے پیچھے بھاگا جا رہا ہے۔میں نے دوڑ کر ملنے کی کوشش کی۔لیکن نہ مل سکا۔موٹروں کے اڈا پر جا کر مجھے ایک شخص ملا۔اور اس نے کہا کہ حضرت صاحب تو چلے گئے ہیں اور ریل جا چکی ہے۔آؤ واپس چلیں۔اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔اور مجھے اپنی بیوی کے بچنے کی امید ہوگئی میں چاہتا تھا۔کہ میں یہ خواب اپنی بیوی سے بیان کروں کہ میں نے دیکھا کہ اس کے چہرہ پر رونق ہے۔میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔وہ کہنے لگی کہ اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ میں بچ جاؤں گی۔میں نے پوچھا کس طرح؟ وہ کہنے لگی کہ اب جب کہ آپ سو رہے تھے۔مجھے کچھ اونگھ آگئی۔معلوم ہوتا ہے نہ میں سوتی ہوں نہ جاگتی میں نے دیکھا کہ ایک شخص اس دروازہ میں یکا یک آیا میں حیران تھی کہ یہ کون ہے؟ ہمارے رشتہ داروں میں سے تو کوئی نہیں اسی حیرانی میں وہ میرے پاس پہنچ گیا۔اس کی شکل عجیب نورانی تھی۔نہایت خوبصورت رنگ، خوبصورت سیاہ داڑھی، میانہ قد، میرے پاس آکر کہنے لگا۔بی بی تیرا کیا حال ہے؟ میں نے کہا اب تو بس ہوچکی۔کہنے لگا کچھ فکر نہ کر۔اللہ کا نام لیا کر۔یہ کہہ کر وہ غائب ہوگیا۔اب تک اس کی شکل میری آنکھوں میں پھر رہی ہے۔میں نے اپنا خواب تو بیان نہ کیا۔ایک کتاب جس میں حضرت صاحب کی

تصویر تھی۔ لاکر سامنے رکھ دی۔ اس نے فوراً کہا۔ ہاں یہی وہ شخص ہے۔ اب میں نے اپنا بھی خواب سنایا۔ اس نے سن کر کہا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ میری بیعت کا خط ابھی لکھ دو۔ اب مجھے یقین ہوگیا۔ کہ احمدیت سچی ہے۔ خون تو اسی وقت بند ہوگیا۔ دوسرے روز اس نے کہا کہ آج حضرت پھر آئے تھے۔ اور حال پوچھا میں نے کہا کہ یا حضرت خون تو بند ہوگیا۔ بخار نہیں گیا۔ حضور نے فرمایا کہ وہ بھی جاتا رہے گا۔ نماز پڑھا کر۔ خدا کی قدرت اسی دن بخار بھی جاتا رہا۔ اس وقت سے آج تک اس بیماری کا نام ونشان نہیں۔ وہ بیماری بالکل جاتی رہی۔ میں نے یہ خواب مولوی عزیز بخش صاحب احمدی عربی ٹیچر نکودر ضلع جالندھر اور چوہدری غلام جیلانی خان پٹواری ساکن بیرم پور متصل گڑھ شنکر کو سنایا۔ اور بہت لوگوں کو سنایا۔ مولوی صاحب موصوف نے مجھے تعبیر بتائی۔ کہ وہ جو ننگا آدمی حضرت صاحب کے پیچھے جارہا تھا وہ بیماری تھی۔ جس کو حضرت صاحب نکال کرلے گئے۔ نیز یہ خواب چوہدری غلام محمد خان صاحب سکنہ پھگلا ضلع ہوشیار پور کو سنایا گیا تھا۔

(از چٹھی مرقومہ 5 ستمبر 1939ء)

اگر مولوی محمد علی ٹریکٹ شائع نہ کرتا تو اچھا تھا

(از جناب بابو عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ انبالہ شہر)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی طبیعت شروع 1914ء سے علیل چلی آرہی تھی۔ روز کے روز بذریعہ اخبار بیماری کی خبر ملتی تھی۔ آخر 13 مارچ 1914ء کی رات کو مجھے خواب میں معلوم ہوا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا وصال ہوگیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب مرحوم اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مولوی محمد علی صاحب کے مکان میں جو مسجد نور کے عقب میں تھا۔ اکیلے اور اداس بیٹھے ہیں۔ 14 مارچ 1914ء کی صبح کو میں نے اس خواب کا ذکر حاجی میراں بخش صاحب سے کیا۔ اور میں دس بجے دن کے دفتر چلا گیا۔ دفتر میں مولوی محمد علی صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کا تار آیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا وصال ہو گیا۔ فوراً یہاں قادیان پہنچو۔ میں نے بڑے افسوس کے ساتھ حاجی میراں بخش صاحب سے ذکر کیا۔

ان کو بھی بڑا افسوس ہوا۔ آخر ہم دونوں اسی رات یعنی 14 مارچ 1914ء بذریعہ ریل گاڑی قادیان روانہ ہو گئے۔ جب ہم امرتسر کے سٹیشن پر پہنچے۔ ہمیں ریل گاڑی میں ایک ٹریکٹ مولوی محمد علی صاحب کا دستخطی ملا۔ جو خلافت کی عدم ضرورت پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی یوم وفات کو شائع کیا گیا۔ ہم پڑھ کر بہت حیران اور ششدر ہوئے۔ اور دعاؤں میں لگ گئے کہ الٰہی جماعت کو تفرقہ سے بچا۔ آخر ہم بٹالہ پہنچے اور بٹالہ سے بذریعہ بموکاٹ قادیان بوقت دس بجے بروز اتوار بتاریخ 15 مارچ 1914ء پہنچے۔ اور ہم سیدھے مولوی محمد علی صاحب کی کوٹھی پر گئے۔ اور بموجب خواب بعینہ اسی طرح مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو اسی حالت میں جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا پایا۔ اور ان کے سوائے اور کوئی احمدی وہاں پر نہ تھا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک کورا کاغذ ہمیں دیا۔ اور کہا کہ اس پر دستخط کر دیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ خلیفہ کا عام انتخاب ہر جماعت کے نمائندوں کے ذریعہ سے ہوگا۔ نہ کہ یہ جو چند آدمی یہاں پر آئے ہوئے ہیں۔ ہم نے دستخط کر دیئے۔ مگر جب وہاں سے قصبہ قادیان کی طرف آرہے تھے۔ تو مجھ کو بہت ہی قبض اور دل بہت پریشان ہوا۔ ایسا ہی حاجی میراں بخش صاحب کا۔ کہ کیوں ہم نے اس کاغذ پر دستخط کئے۔ آخر ہم حکیم قطب الدین صاحب کے طب میں پہنچے۔ اور ان سے کاغذ، قلم، دوات لی۔ اور ایک چٹھی بخدمت مولوی محمد علی صاحب اس مضمون کی تحریر کی کہ جب سے ہم نے دستخط کئے ہیں۔ بہت قبض اور پریشانی ہو رہی ہے براہ مہربانی ہمارے دستخط کاٹ دیئے جاویں۔ اس کے بعد ہمارے دل کو بالکل اطمینان اور تسکین ہوگئی۔ اور ہم حضرت میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کل ماجرا بیان کیا۔ اور درخواست بیعت کی۔ اور حضور نے بیعت لی۔ اور ہمارا دل بالکل مطمئن اور مسرور ہو گیا۔ اور وہاں سے گھر پر آ کر باقی سب رشتہ داروں کی بیعت کا خط تحریر کر دیا۔ الحمدللہ اور یہ بیان میرا حلفیہ ہے۔

(۲) چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ خلافت کے بارہ میں جس جس دوست کو رویا یا خواب کے ذریعہ حقانیت معلوم ہوئی ہو۔ وہ اطلاع دیوے۔ چنانچہ جہاں اور سب دوستوں نے اپنے اپنے خواب اور رویاء کی اطلاع دی۔ عاجز نے بھی مندرجہ ذیل خواب کی اطلاع دی۔ جس کو اب حلفیہ لکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہ جس کے سامنے جھوٹ بولنا

لعنتیوں کا کام ہے لکھتا ہوں۔ میں نے دیکھا۔ کہ میں قادیان میں ہوں ایک مکان ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے ہیں۔ اور احباب جماعت آپ کے گرد گول حلقہ لگائے بیٹھے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ ''اگر مولوی محمد علی ٹریکٹ شائع نہ کرتا تو اچھا تھا''۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سب احباب وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک سمت کو روانہ ہوئے۔ اور سب دوست حضور کے ساتھ ساتھ چلے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب مع دو چار آدمیوں کے دوسری سمت کو چلے گئے۔ اور حضرت اقدس اور دیگر احباب ایک مکان میں پہنچے۔ وہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک تختہ پر چڑھ کر کھڑے ہوئے۔ اور تقریر فرمانے لگے۔ تھوڑی دیر میں معلوم ہوا کہ یہ تقریر کرنے والے حضرت میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) ہیں۔ الحمدللہ۔ اس خواب سے اور بھی زیادہ اطمینان قلب حاصل ہوا۔ کہ میاں صاحب کی خلافت برحق ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام والی سمت پر چل رہے ہیں اور مولوی محمد علی صاحب دوسری سمت کو چل رہے ہیں''۔

(از چٹھی مرقومہ 30/ اکتوبر 1939ء)

پاکیزہ خاندان کا اولوالعزم معصوم بچہ

(از جناب سید عباس علی شاہ صاحب احمدی نواب شاہ سندھ)

خاکسار کے اکثر رشتہ دار شیعہ خیالات کے ہیں۔ والد بزرگوار پر بھی شیعیت کا اثر ہے۔ لیکن وہ زیادہ تر سر سید احمد خاں کی تصنیفات کے مداح اور قائل تھے۔ بچپن ہی سے میرا رجحان شیعہ مذہب سے ہٹ گیا۔ کیونکہ ان میں صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہرات کا ادب نہیں پایا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ متعہ اور تقیہ ہر دو اعتقادات سے مجھے طبعی نفرت تھی۔ اہل سنت کی کتب دیکھیں اور جوں جوں اختلافات دیکھے طبیعت میں پریشانی بڑھتی گئی۔ اس کا ذکر میں نے والد بزرگوار سے کیا۔ تو انہوں نے مجھے سر سید احمد خاں کی کتب اور تفاسیر پڑھنے کی طرف رغبت دلائی۔ احمدیت کے متعلق مجھے کچھ بھی علم نہ تھا۔ صرف اتنا معلوم تھا۔ کہ قادیان میں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے میں اس طرف توجہ

کرنا غیر ضروری خیال کرتا تھا۔ کیونکہ میرے نزدیک صرف یہی دعویٰ ہی سلسلہ کے بطلان کی کافی دلیل تھی۔ اور میں سمجھتا تھا۔ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی اور کسی شریعت کی ضرورت نہیں۔
1928-29ء میں جبکہ خاکسار کوئٹہ میں تعلیم حاصل کرتا تھا ایک دوست جن کا نام احتشام الدین تھا۔ جو خود تو احمدی نہ تھے۔ مگر انہوں نے اپنی تعلیم کیلئے ایک پیغامی ٹیوٹر رکھا ہوا تھا۔ ان کی معرفت چند ٹریکٹ اس مضمون کے مجھے ملے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں۔ اور یہ لوگوں کا بہتان ہے۔ یہ ٹریکٹ دیکھنے کے بعد میری توجہ سلسلہ کے لٹریچر دیکھنے کی طرف ہوئی۔ انہی دوست کی معرفت ایک اور کتاب مولوی محمد علی صاحب کی ملی۔ جس کا نام غالباً ''مسیح موعودؑ'' تھا۔ اور جس میں وفات مسیحؑ وغیرہ کے دلائل بھی لکھے ہوئے تھے۔ اس مطالعہ کے نتیجہ میں میرا بغض اور سلسلہ سے عدم توجہی تو دور ہوگئی۔ لیکن اطمینان قلب نصیب نہ ہوا۔ اور عین اس موقع پر جبکہ امیر امان اللہ یورپ کی سیاحت کو جاتے ہوئے کوئٹہ سے گزرے تو اس دن خاکسار بھی سٹیشن پر گیا۔ اور جلد ہی لوٹ آیا۔ اور دل شکستہ اور پریشان تھا۔ کیونکہ دنیا میں مسلمانوں کی حالت اور بے بسی اور اپنی حالت کہ صحیح راستہ کی تلاش کے باوجود ناکامی۔ اسی حالت میں جبکہ سارا ہوسٹل خالی تھا۔ اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔ خاکسار نے نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔ کہ اے رب تو نے ہم کو کیسے وقت میں پیدا کیا۔ کہ باوجود تڑپ اور خواہش کے صراط مستقیم کا پتہ نہیں چلتا۔ اگر تو نے ہمیں رسول کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا کیا ہوتا۔ تو کیا اچھا ہوتا اگر وہ وقت گزر گیا ہے۔ تو مہدی علیہ السلام کے وقت میں پیدا کرتا۔ انہی دنوں میں خواب میں دیکھا جیسے کوئی کہتا ہے۔ ''قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً'' اور میں سمجھا کہ اس میں شاید مسلمانوں کی ترقی کی طرف اشارہ ہے اور امان اللہ خاں یورپ کی سیاحت کے بعد آ کر مسلمانوں کی کایا پلٹ دیں گے۔ لیکن یہ بات غلط ثابت ہوئی۔ جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہوا۔ انہی دنوں میں خاکسار نے ایک خواب دیکھا۔ جو آج تک مجھے بالکل اچھی طرح یاد ہے۔ یہ خواب میں نے اپنے دوست احتشام الدین کو بھی بتایا۔ اور انہوں نے اپنے پیغامی ٹیوٹر کو بھی بتایا تھا۔ اور انہوں نے سن کر کہا تھا کہ یہ یعنی خاکسار احمدی ہو جائے گا۔ یہ خواب اللہ تعالیٰ کا ایک فضل تھا۔ جس نے ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت مجھ پر ظاہر کر دی اور دوسری طرف خلافت کی حقانیت بھی بتا دی۔ اور اس بچہ کی صفات حسنہ سے بھی آگاہ فرمایا۔ جو مولوی محمد علی صاحب

کی نگاہ میں بچہ تھا۔ اسی میں حضرت ام المؤمنین کے جنتی ہونے کا ذکر بھی وضاحت سے کر دیا گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام خاندان کی صداقت بھی بتا دی گئی۔ یہ خواب خاکسار حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفت حضرت ام المومنین کی خدمت بابرکت میں بھی لکھ چکا ہے اس خواب نے وضاحت سے تمام باتیں مجھ پر منکشف کر دیں۔ سلسلہ حقہ میں شمولیت اور ہر قسم کی ٹھوکر اور خطرے سے بچا لیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر وہ خواب صحیح ذیل میں درج کرتا ہوں۔
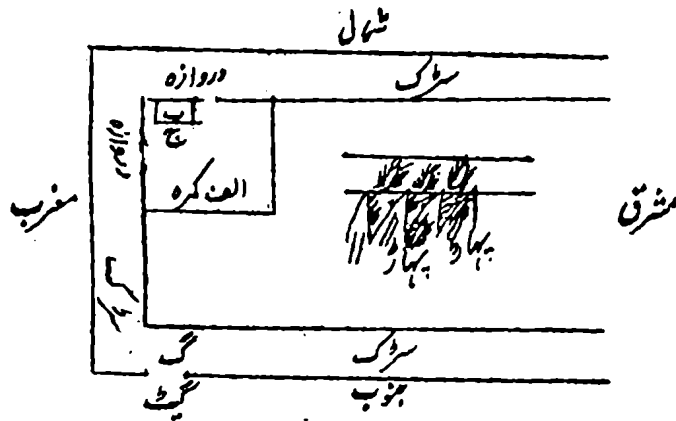
مندرجہ بالا نقشہ کے جنوبی طرف جو سڑک دکھائی گئی ہے اس کے مقام گ پر ایک گیٹ ہے۔ جیسا کہ بعض رستوں پر یا احاطوں کی دیواروں میں لگے ہوتے ہیں۔ خاکسار نے خواب میں اپنے آپ کو اس گیٹ کے قریب مشرق کی جانب منہ کئے ہوئے کھڑا پایا۔ اور سامنے سڑک پر دیکھا کہ ایک لڑکا چلا آ رہا ہے۔ اس کے آگے کچھ گائیں اور کچھ بکریاں ہیں۔ جن کو وہ اسی جنوبی سڑک پر لئے ہوئے خاکسار کی جانب آ رہا ہے۔ کبھی کوئی بکری کبھی کوئی گائے سڑک کو چھوڑ کر دائیں یا بائیں بھاگ جاتی ہے۔ تو وہ لڑکا دوڑ کر اسے سڑک پر واپس لاتا ہے اور ساتھ ہی کہتا جاتا ہے۔ میں تمہیں چھوڑنے تو نہیں لگا۔ جب چند دفعہ یہ نظارہ میں دیکھتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں اور ساتھ ہی کہتا ہوں کہ **"اتنا چھوٹا سا لڑکا ہے۔ مگر کتنا اولوالعزم ہے"**۔ اسی طرح چلتے چلتے وہ لڑکا میرے قریب آ جاتا ہے۔ لیکن اس وقت وہ گائیں اور بکریاں نظر نہیں آتیں۔ میں نے غور سے لڑکے کو دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ اس کے سر پر کچھ نہ تھا۔ صحت بہت عمدہ تھی۔ اور صحت کی حالت دیکھ کر پھر میرے منہ سے تعجب کے ساتھ نکلتا ہے۔ **"اس کی کتنی عمدہ صحت ہے"**۔ پھر خاکسار اس لڑکے سے پوچھتا ہے۔ کہ تم کس کے بیٹے ہو؟ تو وہ نہایت سنجیدگی اور وقار

سے جواب دیتا ہے ''**مرزا غلام احمد کا**'' اس وقت وہ مجھے وقار اور متانت کا مجسمہ دکھائی دیتا ہے اور میں پھر بے ساختہ کہتا ہوں۔ ''**اتنی چھوٹی سی عمر ہے اور کتنا باوقار ہے**''۔ اس کے بعد وہ لڑکا پہاڑ کی جانب چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ نقشہ میں دکھایا گیا ہے۔ پہاڑ سے چشمے نکل رہے ہیں۔ وہ لڑکا ایک چشمے کے کنارے سے چھلانگ لگا کر پار ہو جاتا ہے۔ جب اچھلنے لگتا ہے تو قرآن کریم کی ایک آیت پڑھتا ہے۔ اور اسی طرح آیتیں پڑھتا ہوا چشموں پر سے کودتا چلا جاتا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر بے اختیار میرے منہ سے نکلتا ہے۔ اس بچہ کی کیسی اعلیٰ تربیت کی گئی ہے کہ ہر ایک حرکت اور سکون پر قرآن کریم کی آیت پڑھتا ہے۔ اسی طرح وہ قرآن کریم کی آیات پڑھتا اور چشموں پر سے کودتا ہوا پہاڑ میں غائب ہو جاتا ہے۔ اس کی کشش مجھے چشموں کی طرف لے جاتی ہے۔ میں وہاں سے کودنا چاہتا ہوں مگر کود نہیں سکتا۔ تب تلاش میں پہاڑ کے مغرب کی طرف آتا ہوں۔ وہاں پہاڑ پر ایک پل شرقاً غرباً بنا ہوا ہے۔ اس پل پر میں چڑھ جاتا ہوں۔ جب آگے بڑھتا ہوں۔ تو پل پر ایک سپاہی باوردی ہٹا ہوا نظر آتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں ایک سوٹی ہے۔ جو قریباً گز بھر لمبی اور ایک دو انگلی کے قریب موٹی ہے۔ میں ڈرتے ڈرتے اس کی جانب بڑھتا ہوں۔ اور پوچھتا ہوں۔ یہاں ایک لڑکا آیا ہے وہ ہاتھ سے پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ وہ ہے اور ساتھ ہی کہتا ہے کہ ''اسی کیلئے تو میں کھڑا ہوں''۔ اس پر خاکسار لڑکے کی جانب بڑھتا ہے اور ہمدردانہ جذبہ دل میں معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑوں میں گڑھے وغیرہ ہوتے ہیں۔ کہیں وہ چھوٹا سے بچہ گر نہ جائے۔ آخر بچہ کے پاس جا کر خاکسار کہتا ہے کہ مجھے اپنے گھر لے چلو۔ تب وہ فوراً چل پڑتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم سڑک پر آ گئے ہیں۔ اس سڑک پر جو گیٹ کے موڑ سے شمال کی طرف جاتی ہے۔ یہ سڑک کافی لمبی ہے۔ اور ہم چلتے چلے جاتے ہیں۔ وہ لڑکا آگے آگے اور خاکسار پیچھے پیچھے۔ حتیٰ کہ چلتے چلتے ہم نقشہ میں دکھائے ہوئے کمرہ کے مغربی دروازہ سے کمرہ کے اندر داخل ہوتے ہیں۔ جونہی خاکسار اندر جاتا ہے۔ تو سامنے شرقی دیوار کے پاس مقام الف پر ایک عورت دکھائی دیتی ہے۔ جو اس لڑکے کی والدہ ہے۔ اس کی شکل نہایت خوبصورت ہے اور وہ گوشت پوست کی بنی ہوئی معلوم نہیں ہوتی۔ کوئی ایسی چیز ہے جو اس جہان میں نہیں ہوتی۔ جیسے چینی کی بعض پتلیاں (مجسمے) بنائی جاتی ہیں۔ اس کا جسم اس قسم کی صفائی اپنے اندر لئے ہوئے تھا۔ سفیدی اور سرخی ملی ہوئی۔ اسے دیکھ کر نہایت حیرت ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ''قرآن کریم میں جو آتا ہے۔ جنت میں حوریں ہوں گی اور مرجان کی بنی ہوں گی۔ یہ وہی ہے''۔ اور اس خیال کے آتے ہی دل میں

اطمینان سا محسوس ہوتا ہے کہ یہی بات ٹھیک ہے۔ اندر داخل ہوتے وقت السلام علیکم کہتا ہوں۔ اور ان کی طرف سے وعلیکم السلام کہا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی شمال مغربی کونہ میں پڑی ہوئے مقام (ب) والی چیز کے ساتھ (ج) کرسی پر بیٹھنے کیلئے مجھے اشارہ کرتے ہیں۔ اور ایک چائے کی پیالی پرچ کے ساتھ خاکسار کو پینے کیلئے دیتے ہیں۔ خاکسار چائے پی کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور جونہی اٹھتا ہے۔ تو دیکھتا ہے۔ کہ شمالی دروازے میں سے سڑک پر ایک انگریز عورت جا رہی ہے۔ اور ایک چھوٹا سا بچہ بھی اس کے ساتھ ہے۔ اسے دیکھ کر خاکسار زور سے السلام علیکم کہتا ہے۔ تاکہ وہ سڑک پر جانے والی انگریز لیڈی بھی غور سے سن لے۔ اور کہے کہ ان کا مذہب کیسا اچھا ہے۔ جب آتے ہیں۔ تب بھی السلام علیکم کہتے ہیں۔ اور جب جاتے ہیں۔ تب بھی السلام علیکم کہتے ہیں۔ جب خاکسار باہر نکلتا ہے مغربی دروازے سے تو دنیا میں ایک شور پڑا ہوا دکھائی دیتا ہے اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ "نیا بادشاہ آگیا ہے۔ نیا بادشاہ آگیا ہے"۔ پھر سامنے سے ایک شخص ہمارے ماسٹر صاحب جن کا نام عبدالقیوم تھا ان کی شکل پر آتے دکھائی دیتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہی حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ اور وہی پہلے بادشاہ ہیں جو جانے والے ہیں اور ان کی جگہ کوئی اور بادشاہ آنے والے ہیں۔ خاکسار ان کے چہرہ کی طرف بغور دیکھتا ہے کہ یہ کہیں جانے کی وجہ سے غمگین تو نہیں۔ لیکن پھر ان کے چہرہ پر غم کے آثار نظر نہیں آتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ اپنے گھر میں آ گئے ہیں۔ اور ان کے گھر میں اور بھی بہت سے گھر والے ہیں گھر کے دوسرے افراد ان کے جانے پر کچھ مغموم سے نظر آتے ہیں۔ خاکسار پھر غور سے ان کے چہرہ کی طرف دیکھتا ہے کہ کہیں ان کو تو جانے کا غم نہیں۔ لیکن ان کے چہرہ پر کوئی غم معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ خوش اور مسرور نظر آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ "نیا بادشاہ آ رہا ہے۔ تو کیا ہوا وہ بھی تو ہم ہی ہیں۔ وہ کوئی اور تو نہیں"۔

یہ وہ بابرکت خواب ہے۔ جس کے ذریعہ خاکسار پر احمدیت کی صداقت، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی حقانیت، حضرت ام المؤمنین اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی روز روشن کی طرح کھل گئی۔ اور میں پھر ایک بار اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے لکھتا ہوں کہ مندرجہ بالا خواب خاکسار نے جس طرح دیکھا۔ من وعن بیان کر دیا ہے۔ یہ خواب خاکسار نے 1928ء میں دیکھا۔ تاریخ اور مہینہ یاد نہیں۔ اور جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ام المؤمنین کی خدمت بابرکت میں دعا کی تحریک کیلئے لکھ بھیجا تھا۔ لیکن اس

کے لکھنے کی تاریخ بھی یاد نہیں۔تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا ہوگا۔اگر آپ اس خواب کو اسی طرح جیسا کہ خاکسار نے لکھا ہے نقشہ وغیرہ سمیت شائع کریں۔تو شائع کرنے کی اجازت ہے۔ورنہ اسے برائے نوازش واپس فرمائیں۔اختصار کے ساتھ خواب کو شائع کرنے کی خاکسار اجازت نہیں دیتا۔کیونکہ اس طرح خواب کے مفہوم میں فرق پڑ جاتا ہے۔1928ء میں جب کہ یہ خواب دیکھا تھا۔خاکسار کی عمر 19 سال کی تھی۔ اور اب تحریر کے وقت 30 برس ہے۔ (از چٹھی مرقومہ 27 جون 1939ء)

نورانی جلوہ

(از جناب غلام حیدر صاحب ولد محمد بخش صاحب ڈار ساکن قادیان محلّہ دارالرحمت)

میں غلام حیدر ولد محمد بخش ڈار خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنا خواب تحریر کرتا ہوں۔ جو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانہ میں دیکھا تھا۔اور حضور کی خدمت میں بذریعہ تحریر عرض کیا تھا۔جس کی تعبیر حضور نے لکھ کر میرے پاس بھیجی تھی جو مجھے یاد ہے۔اور قریباً وہی الفاظ ہیں۔حضور نے فرمایا۔ ’’اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحبزادہ صاحب بڑی روحانی ترقی کریں گے‘‘۔غالباً یہ تعبیر کارڈ پر تھی جو قادیان میں پڑا ہے۔میں تلاش کر کے وہ بھی پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔خواب حسب ذیل ہے:۔

میں نے اپنے آپ کو خواب میں قادیان مسجد مبارک کے اوپر دیکھا۔مسجد کے ساتھ بالا خانہ کے پاس کھڑا ہوں۔دیکھا کہ مشرق کی طرف سے ایک دمدار ستارہ نکلا ہے جس کی روشنی لاثانی تھی۔ اور اس کی کرنیں نہایت روشن تھیں۔اور نہایت خوبصورت نظر آتی تھی۔تمام لوگ مکانوں پر کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے۔میں نے بلند آواز سے کہا۔کہ لوگو امام مہدی کی نشانی ہے۔میرے دیکھتے دیکھتے وہ ستارہ مسجد مبارک پر آ گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی میرے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔وہ ستارہ ہمارے سروں پر آ گیا۔اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ مبارک نہایت خوبصورت نظر آتا تھا۔اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم نور میں لپٹے گئے ہیں اور ہر طرف نور ہی نور تھا۔اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

(از چٹھی مرقومہ 14 جون 1939ء)

اصحاب الجنة

(مولوی نذیر احمد صاحب مبشر سیالکوٹی مبلغ گولڈ کوسٹ)

ایک دفعہ بمقام سالٹ پانڈ رات کو کمرہ میں سویا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہوں آنحضرت ﷺ ایک جرنیل کی حیثیت سے کھڑے ہیں۔ اور آپؐ کے بائیں جانب میں کھڑا ہوں اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یوم القیامۃ ہے۔ آنحضرت ﷺ ایک وسیع میدان میں کھڑے ہیں اور حضور کے اردگرد چاروں طرف اصحاب الجنۃ گیلریوں میں بیٹھے ہیں اور خاکسار اور حضور ﷺ عین وسط میں کھڑے ہیں۔

چار مطہر وجود

ایک رات مذکورہ بالا کمرہ میں سویا ہوا تھا تو کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام و آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرے کمرے میں داخل ہوئے ایک چوتھا شخص بھی ان کے ہمراہ تھا۔ بوقت صبح مجھے یقینی طور پر یاد نہیں رہا۔ لیکن دل پر یہی اثر تھا کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تھے۔ (از چٹھی مرقومہ 20/ اگست 1939ء)

میرے مسیحؑ کا فضل عمر

(از جناب عبدالحفیظ خاں سلطان پورہ لاہور)

''میں نے دیکھا کہ شاید قادیان میں یا لاہور میں مولوی محمد علی صاحب تقریر کر رہے ہیں۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ نعوذ باللہ بڑی توہین کر رہے ہیں۔ تقریر سننے کیلئے بہت سے آدمی جمع ہیں۔ وہاں پر دو اشخاص مولوی محمد علی کے پاس دونوں جانب بیٹھے ہیں اور وہ توہین آمیز الفاظ سن کر بڑے خوش ہو رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ دونوں کون ہیں۔ تو انہوں نے بتلایا کہ اس طرف فخر الدین ملتانی ہے اور اُس طرف کا عبدالرحمٰن مصری۔ ابھی یہ میں سننے ہی پایا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے وہاں سے گزرے اور اپنا چہرہ مبارک

مجمع کی طرف کیا۔ حضور کا چہرہ نور کی طرح چمک رہا تھا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے کچھ پروانہ کی۔ اتنے میں خدا کی طرف سے ایک غیبی آواز آئی۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ ''یہی میرے مسیح کا فضل عمر ہے''۔ یہ آواز جب لوگوں نے سنی تو سب یکے بعد دیگرے حضور کی طرف دوڑے اور آپ کے پیچھے ہولئے۔ مولوی محمد علی صاحب، میاں فخر الدین صاحب اور شیخ مصری صاحب اکیلے رہ جاتے ہیں۔ یہ پیچھے دوڑنا چاہتے ہیں۔ لیکن دوڑنے کی جرأت نہیں کرتے''۔

(منقول از اخبار الفضل مؤرخہ 27 جولائی 1937ء)

خدا کی یاد میں ایک بیقرار روح کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرائی گئی

(از جناب عین علی شاہ صاحب ساکن موضع بٹہ بوٹے شاہ ضلع گجرات
حال کلورونیٹر واٹر سپلائی محکمہ سپروائزر۔ ریلوے سبی بلوچستان)

میں اپنا مختصر حال تحریر کرتا ہوں کہ بندہ کے دل میں غالباً 1909ء میں خیال پیدا ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ کا دوست بنوں۔ اسی خیال میں پھرتا ہوا میں کشمیر پہنچا۔ وہاں چھتہ بل کے قریب متصل گاؤں ''پرگنہ'' کے جناب پیر بابا رحمت اللہ صاحب رہتے تھے۔ جو قرآن مجید بہت ہی خوشخط لکھتے تھے۔ ایک روز انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تو کیوں اور کس مطلب کے لئے میرے پاس آیا ہے۔ میں نے رو کر عرض کی۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کا دوست بننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے مجھ کو فرمایا کہ پانچصد بار درود شریف، پھر یا اللہ، یا محمد، یا علی، یا خواجہ معین الدین، پڑھتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا دوست بنالے گا۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد پیر صاحب فوت ہوگئے۔ اور میں جنگلوں اور پہاڑوں میں چلا گیا۔ جب مجھ کو بھوک ستاتی۔ تو میں گھاس کے پتے وغیرہ کھاتا۔ بلکہ ایک دفعہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان میں نے انار کے چھلکے بھی کھالئے تھے۔ میری حالت دیوانوں کی سی تھی۔ ایک روز میں نے اپنے اللہ سے کہا۔ اگر تو مجھ کو اپنا دوست نہیں بناتا۔ تو میں کسی دریا کے پل پر سے عین دریا کے درمیان میں کود کر مرتا

ہوں۔اس سے پہلے ایک دفعہ میں اپنے اللہ کی آواز سن چکا تھا جو یہ تھی کہ ''میں ہوں تیرا اللہ'' تو اب میں نے کہا کہ اب یا تو جلدی مجھ کو بتا کہ تو مجھ کو دوست بناتا ہے یا میں کسی دریا میں ڈوب کر مرتا ہوں۔تو آواز آئی۔''کچھ پڑھ''''دیوان حافظ پڑھ''۔اس وقت میری حالت جنگلی آدمیوں کی سی تھی۔ میں اسی حالت میں ضلع ملتان میں مولوی غلام محی الدین صاحب کے پاس گیا۔ جو قصبہ کی اونچی مسجد میں جو گاؤں کے شمال کی طرف ہے۔طالب علموں کو درس دیتے تھے۔آپ نے مجھ کو اپنے فرزند غلام نبی کے ساتھ ''نام حق'' کتاب جو فارسی کی ہے۔اس کا سبق پڑھایا۔میں اس مسجد کا پانی بھرتا۔اور اللہ تعالیٰ کا دوست بننے کیلئے دعائیں کرتا رہتا وہاں میں ایک سال رہا۔اور اس عرصہ میں نام حق، کریما، شیخ عطار پندنامہ، مصدر فیوض گلستان، بوستاں، زلیخا اور سکندر نامہ دارا کی جنگ تک پڑھا۔ پھر میں چاچڑاں شریف جہاں خواجہ غلام فریدؒ گزرے ہیں گیا۔وہاں خواجہ صاحب کے لنگر میں جناب مولوی برخوردار علی صاحب منشی تھے۔اس سے دیوان حافظ پڑھتا۔اور کھانا لنگر سے کھاتا اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کا دوست بننے کیلئے دعائیں کرتا دیوان حافظ میں میں نے جب یہ پڑھا کہ

جناب عشق بلند است ہمتے حافظ — کہ عاشقاں بے ہمتا نرا رہ بخود ندہند

تو اس کے بعد کبھی تھک کر خودکشی کا خیال پیدا نہیں ہوا۔میں کبھی کبھی کوٹ مٹھن میں بھی جا کر دعائیں کیا کرتا۔جدھر خواجہ غلام فریدؒ کا روضہ ہے۔چاچڑاں شریف میں ایک روز مجھے خیال پیدا ہوا کہ ملک عرب میں جا کر مدینہ میں رسول مقبول ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر دعا کروں کہ مجھے اسی جہاں میں اپنا کوئی دوست محبوب ملا کر مجھ کو بھی اپنے دوستوں میں ملا دے۔یہ خیال دل میں رکھ کر چاچڑاں شریف سے مدینہ منورہ کیلئے روانہ ہوا۔کراچی پہنچ کر ولی محمد ناخدا (ملاح) کو مل کر کہا۔کہ مجھ کو بصرہ تک پہنچا دو۔ انہوں نے مجھ کو بصرہ تک پہنچایا۔بصرہ پہنچ کر زبیر شریف جا کر حضرت زبیر اور خواجہ حسن بصری کی قبروں پر فاتحہ دعا پڑھ کے پھر بصرہ میں ولی محمد کے پاس آ گیا۔وہ بہت نیک آدمی تھا۔اس نے بغداد شریف تک جہاز کا ٹکٹ لے کر مجھے روانہ کر دیا۔ پھر میں بغداد شریف سے کربلا اور نجف شریف حضرت علیؓ کے روضہ پر گیا۔ جو کوفہ سے تین میل ہے۔پھر میں حلب کی طرف روانہ ہو گیا۔بعض عرب مجھ کو دیکھ کر ہندی ولی اللہ کہتے۔پھر میں سمندر کے کنارے کنارے ہو کر جبلہ پہنچا۔وہاں سے طرابلس، طرابلس سے نکل کر سمندر کے کنارے کنارے جبل لبنان کے ساتھ ساتھ بیروت بندرگاہ میں جا پہنچا،

بیروت سے دمشق چلا گیا۔ جہاں حضرت یحییٰ کی مسجد اور ابن عربیؒ کی قبر پر دعا کی۔ اور جبل اربعین میں غار آدمؑ میں جہاں حضرت یحییٰؑ جا کر عبادت کرتے تھے۔ اس غار کو غار حضرت خضرؑ بھی کہتے ہیں۔ پھر دمشق سے چل کر حسر بنات یعقوب علیہ السلام پر سے گزر کر قدیم کنعان اور جیموں سے ہو کر جُبِّ حضرت یوسف علیہ السلام پر دعا کی۔ پھر بحر تبریہ کے کنارے پر حضرت ایوب صابر کی غار میں دعا کی۔ اور دونوں حوضوں میں غسل کیا۔ جہاں اردگرد کے بیمار غسل کرتے ہیں اور مشہور ہے کہ ان حوضوں میں غسل کرنے سے حضرت ایوب پر خدا کی خاص مہربانیاں ہوئی تھیں۔ خاکسار نے بھی اسی غرض سے اس میں غسل کیا بتریہ کے جنوب کی طرف ایک حمام سلیمان علیہ السلام مشہور ہے۔ جس کا پانی قدرتی طور پر زمین سے گرم نکلتا ہے۔ وہاں سے گزر کر بیت المقدس میں جا کر قدس شریف کے گنبد کے نیچے گیا۔ اور صحرہ کے نیچے دعا کی۔ پھر بیت اللحم سے ہو کر خلیل الرحمٰن میں چلا گیا۔ جو بیت المقدس سے جنوب کی طرف ایک دن کا پیدل راستہ ہے۔ وہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت مائی سائرہ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا مقبرہ ہے۔ حضرت ابرہیم علیہ السلام کی قبر کے پاس ایک غار ہے۔ اس میں دعا کر کے حضرت نوح علیہ السلام کے روضہ پر دعا کی۔ پھر سامریہ سے ہو کر عمان، عمان سے تبوک اور مدائن صالح سے ہو کر مدینہ منورہ میں جا کر حضرت نبی اقدس ﷺ کے روضہ کی جالی پکڑ لی۔ اور خوب دعا کی۔ مدینہ قدیم میں بھی دعا کی۔ جبل احد، مسجد قبلتین، باب جبریل میں دعا کی۔ جنگ بدر کے مقام پر صحابہ کرام کی قبور پر دعا کی۔ بیت اللہ پہنچ کر دعا کی۔ غار ثور کے اندر دعا کی۔ غرضیکہ جو کچھ مجھ سے ہو سکتا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں ملنے کیلئے کیا۔ کچھ مدت کے بعد خدا تعالیٰ کا رحم جوش میں آیا۔ تو اس نے اپنے فضل اور مہربانی سے مجھ خستہ حال پر مہربان ہو کر خواب میں اپنے دوست اور محبوب حضرت امام جماعت احمدیہ امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھا کر میرا باز و حضرت امام کے ہاتھ میں دے دیا۔ میں قربان جاؤں اپنے مالک کے۔ جس نے مجھ مسکین کو اپنے دوستوں سے ملا دیا۔ اب میں قسم کھاتا ہوں اپنے اللہ کی جو مالک ہے ہر چیز کا۔ میرے ہر دونوں جہانوں میں اس کا عذاب نازل ہو۔ اگر میں اپنی خوابوں میں جو ذیل میں میں لکھوں گا۔ ان میں کچھ بھی اپنی طرف سے ملاؤں۔

(۱) میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ مجھ کو کسی چیز کی سخت ضرورت ہے۔ مجھ کو ایک پر رونق آبادی

دکھائی گئی اور بتایا گیا کہ یہ قادیان ہے ادھر ہر چیز یا سب چیزیں ملتی ہیں۔ پھر مجھے ایک دومنزلی مسجد جس کا ایک دروازہ شمال کی دیوار میں کھلتا ہے۔ دکھائی گئی۔ جب میں مسجد میں گیا تو دیکھا کہ مسجد مست لوگوں سے پر ہے اور وہ سب قرآن مجید کے عاشق اور دیوانے ہیں اور قرآن مجید ہی سب پڑھتے ہیں۔ اور ان بڑے ہوشیاروں کا ایک امام ہے جو سب سے آگے ہے۔ ان مستوں میں سے ہو کر میں بھی حضرت امام کے نزدیک چلا گیا۔ حضرت امام نے مجھ کو بازو سے پکڑ کر فرمایا۔ ''کون فرشتہ یا کس فرشتہ نے تجھ کو ادھر لا کر کھڑا کر دیا'۔ اور اپنے ساتھ نماز کیلئے فرما رہے ہیں۔ تو میری آنکھ کھل گئی اس سے پہلے میں نے کبھی قادیان کو نہیں دیکھا تھا۔ جب میں قادیان میں گیا تو وہ مسجد مبارک دیکھی۔ اور قرآن مجید کے عاشقوں، مستوں، دیوانوں اور بے ہوشیاروں کا امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو دیکھا۔

(۲) پھر ایک خواب دیکھا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایسے مقام پر کھڑے ہیں۔ جس کی ایک طرف کتب خانہ ہے۔ اور دوسری طرف دواخانہ۔ جب حضور دواخانہ کی طرف تھے تو حضور پرنور نے ایک شیشہ کا گلاس صاف پانی سے دھو کر میرے سامنے الٹ کر رکھ دیا۔ اور نہایت خوبصورت گلاس جو اس قدر بھرا تھا کہ چھلک رہا تھا۔ جب حضور پرنور کتب خانہ گئے۔ تو ایک فرشتہ شکل نے مجھ کو کہا۔ کہ حضور ایدہ اللہ نے فاحیا بہ الارض بعد موتھا کی ایسی تفسیر کی ہے کہ کمال ہی کر دیا ہے۔ حضور پرنور نے کتابوں کے چھوٹے چھوٹے بنڈل مجھ کو دیئے اور فرمایا کہ کتاب کی پشت پر پتہ لکھا ہے ہم سے منگاتے رہنا۔

(۳) پھر ایک خواب دیکھا کہ کسی شخص نے مجھ کو کہا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام آئے ہیں۔ میں نے کہا الحمدللہ میں بھی چل کر حضرت امام علیہ السلام کی زیارت کروں۔ میں جب زیارت کیلئے گیا۔ تو حضرت امام مہدی علیہ السلام ایک بڑے عالیشان مکان میں اترے ہوئے ہیں۔ اور اس محل کے دروازے کے سامنے بڑی شان و شوکت کے لوگ حضور کی زیارت کے لئے کھڑے ہیں۔ میں اپنی مسکینی حالت کو دیکھ کر خیال کرتا ہوں کہ شاید حضرت امام علیہ السلام خیال کریں یا نہ میں نے رونا شروع کر دیا۔ اتنی دیر میں حضرت امام مہدی علیہ السلام اس محل سے باہر آ گئے اور زائرین نے لائن بنالی۔ وہ لائن مجھ تک پہنچ گئی۔ حضور علیہ السلام جب میرے سامنے آئے تو میرے کندھے پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ کر مجھ کو ساتھ لے لیا۔ تھوڑی دور جا کر حضرت نے مجھ سے پوچھا۔ ''آپ بیعت کیلئے آئے ہیں۔ بندہ نے کہا کہ میں نے تو حضرت میرزا محمود احمد صاحب کی بیعت کی ہے۔ تو حضور نے بہت

جلدی میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ یوں محمود کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا ہے میں نے کہا جی ہاں۔

پھر یہ نظارہ بدل گیا اور میں دیکھتا ہوں کہ حضرت علیہ السلام قصر خلافت کے سامنے کھڑے ہو گئے ہیں اور اندر سے خادم نے سب دروازے کھول دیئے ہیں۔ پھر حضور مہدی علیہ السلام مہمان خانہ میں چلے گئے ہیں۔ وہاں پر ایک نوجون انبالہ سے آئے ہوئے ہیں۔ حضرت نے ان کے کان میں کچھ باتیں کی ہیں اور مہمان خانہ کے کارکنوں کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اس کو یعنی عین علی شاہ کو کھانا کھلا دو۔ میں نے عرض کی حضور میں کھالوں گا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شکل مبارک بالکل حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کی سی تھی۔ یا یوں کہو کہ خود حضرت اقدس علیہ السلام ہی تھے۔ کیونکہ میں نے حضرت کی تصویر دیکھی ہوئی تھی۔

میں ان خوابوں سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے مخلص لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مست ہیں اور اس کی راہ میں دیوانوں کی طرح کام کرتے ہیں۔ اور یہ سب مست اور دیوانے قرآن مجید کے عاشق ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک امام عطا کیا ہے۔ جو ''شرارِ حسن کا جلتا ہوا پروانہ آتا ہے''۔ اور جو میرے محبوب خدا کا محبوب ہے جو اس وقت کے لوگوں سے سب سے زیادہ قرآن مجید کو سمجھتا ہے۔ جس کے ہاتھ مبارک سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے فاحیا بہ الارض بعد موتھا کا کمال نظارہ ظاہر کرے گا۔ اور جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کا حسن واحسان میں نظیر ہے۔

(از چٹھی مرقومہ 25 جمادی الاول 1358ھ)

خدا تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ذریعہ ہی دنیا میں اپنی رحمت نازل کرنا چاہتا ہے

(از جناب چوہدری الہ داد خانصاحب جے وی سیکنڈ ماسٹر آف محمود آباد ضلع جہلم)

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ جو خواب میں نے نیچے درج کی ہے یہ میری ہی ہے۔ جولائی 1929ء میں میں نے خواب دیکھا کہ ایک بڑا مجمع ہے جس میں ایک بڑا سٹیج ہے۔ سٹیج پر بڑے بڑے

علماء اور گدی نشین جمع ہیں۔ اتنے میں آسمان کی طرف سے ایک برتن اترا ہے۔ اس میں کوئی چیز لوگوں میں تقسیم کرنے کیلئے بھیجی گئی ہے۔ دو آدمی وہ برتن اٹھا کر اس مجمع میں پھر رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی خاص آدمی کی تلاش میں ہیں۔ جو لوگوں میں وہ چیز تقسیم کر سکے آخر انہوں نے حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چنا۔ اور آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ یہ دیکھ کر وہ تمام علماء اور گدی نشین جل گئے۔ اور وہاں سے بھاگ نکلے۔ پھر حضور نے وہ چیز وہاں کے عوام میں تقسیم کرنی شروع کر دی۔ اور میں بھی حصہ لینے کیلئے بڑھا۔ حضور نے مجھے تین مٹھیاں بھر کر دیں۔ اور میری پیٹھ پر تھپکیاں دیں۔ (از چٹھی مرقومہ 27 جولائی 1939ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب اول نمبر پر ہیں

(از جناب شیخ محمد افضل صاحب قریشی سابق سب انسپکٹر پولیس ریاست پٹیالہ متصل سبزی منڈی)

1914ء کا ذکر ہے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اولؓ بیمار ہو گئے اور آئندہ زندگی کی امید منقطع ہو گئی۔ تو جماعت احمدیہ پٹیالہ کے نام بذریعہ چٹھی یا تار قادیان سے اطلاع آئی کہ جماعت میں سے دو اصحاب کو جلد قادیان روانہ کر دیا جاوے۔ چنانچہ یہاں سے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب جو اس وقت حضور خلیفۃ المسیح الثانی کے معالج اور ہجرت کر کے قادیان تشریف لے گئے ہیں۔ اور مصطفیٰ خان صاحب بی اے جو اس وقت لاہوری جماعت میں ہیں۔ ہر دو صاحبان کو قادیان روانہ کیا گیا۔ اسی رات یا اگلی رات مگر خلیفۃ المسیح کا ہنوز انتقال نہ ہوا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک دو منزلہ پرانا چھوٹی اینٹوں کا بلا پلستر وغیرہ کے مکان ہے اور جگہ جگہ سے ٹوٹا ہوا ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ تم اس مکان پر چڑھ جاؤ۔ میں نے دیکھا تو مکان پر چڑھنے کیلئے کوئی زینہ وغیرہ نہیں ہے میں نے اس شخص سے کہا کہ میں کس طرح چڑھوں کہنے لگا اسی طرح چمٹ چمٹا کر چڑھ جاؤ۔ چنانچہ میں نے اس مکان کی ٹوٹی پھوٹی جگہ میں پیر پھنسا کر اور ہاتھ ڈال کر بندر کی طرح چڑھنا شروع کیا۔ جب میں اس طرح ایک منزل چڑھ گیا۔ اور دوسری منزل پر چڑھنا شروع کیا تو دیکھا کہ دیوار پر ایک مدور یعنی گول دائرہ سا بنا ہوا ہے۔ اور مٹی سے لپا ہوا ہے۔ اور وہاں مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کھڑے

ہیں۔ کہنے لگے کہ اس دائرہ پر پاؤں مت رکھنا۔ اس میں بجلی لگی ہوئی ہے۔ آپ کو پکڑ لے گی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ شخص دھوکہ دیتا ہے۔ اس میں بجلی وغیرہ کہاں سے آئی۔ چنانچہ اس دائرہ پر پاؤں اور ہاتھ رکھ کر اوپر چڑھ گیا۔ اور مولوی صاحب کو کہا کہ مجھ کو تو بجلی وغیرہ نے نہیں پکڑا آپ خواہ مخواہ لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں۔ مولوی صاحب شرمندہ سے ہو گئے۔ اور کوئی جواب نہیں دیا۔ چنانچہ پھر میں نے اسی طرح اور چڑھنا شروع کر دیا۔ بالآخر میں چھت کے قریب پہنچ گیا۔ اور شیخ قطب الدین صاحب احمدی جو مکان کی چھت پر پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے ہاتھ پکڑ کر مجھ کو بھی چھت پر چڑھا لیا۔ پھر میں اس مکان پر پھرتا رہا۔ دیکھا کہ ایک راستہ نیچے اترنے کا ہے۔ چنانچہ اس راستہ سے نیچے اتر گیا آگے جا کر دیکھا کہ ایک بہت بڑا وسیع اور عالیشان پختہ اور پلستر وغیرہ سے درست اور نیا مکان ہے اور اس میں پچاسوں بہت بڑے بڑے کمرے ہیں۔ ایک کمرہ میں فرش دری کا ہے۔ مگر دری اکٹھی ہوگئی ہے اور چند پتیاں پھولوں کی بکھری ہوئی پڑی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی میٹنگ یا جلسہ ہو کر برخاست ہو چکا ہے۔ میں نے وہاں ایک شخص سے دریافت کیا۔ یہ کیا بات ہے۔ وہ شخص کہنے لگا۔ آپ کو معلوم نہیں۔ قوم میں اختلاف ہو گیا تھا کہ جماعت میں سب سے زیادہ خوش نویس کون ہے۔ چنانچہ مدعیان خوشنویسی نے اپنے اپنے قطعات لکھ کر مولوی نور الدین صاحبؓ کو حکم قرار دیا۔ اور قطعات پیش کئے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے سب سے اول نمبر حضرت صاحبزادہ محمود احمد کو قرار دیا ہے۔ پھر وہ شخص مجھ کو ایک دیوار کے پاس لے گیا۔ دیکھا کہ دیوار پر بہت جلی قلم کے بہت سے قطعے لگے ہوئے ہیں۔ کسی میں بسم اللہ لکھی ہے۔ کسی میں نصر من اللہ لکھی ہے۔ کسی میں کچھ عبارت ہے۔ اور کسی میں کچھ عبارت ہے۔ سب سے اوپر ایک چھوٹا قطعہ سنہری چوکھٹے میں لگا ہوا ہے۔ اور خط طغریٰ میں لکھا ہوا ہے۔ اور اس میں پھولوں کا ہار پڑا ہوا ہے۔ مگر بوجہ خط طغریٰ ہونے اور دور ہونے کے پڑھا نہیں جاتا۔ وہ شخص کہنے لگا کہ یہ وہ قطعہ ہے جس پر مولوی نور الدین صاحبؓ نے حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب کو اول نمبر قرار دیا ہے۔ پھر وہ شخص مجھ کو ایک دوسرے کمرے میں لے گیا۔ وہاں ایک میز اور دو کرسیاں میز کے اردگرد لگی ہوئی تھیں۔ ایک پر مولوی نور الدین صاحبؓ تشریف فرما تھے اور دوسری پر حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب تشریف رکھتے تھے۔ ہر دو صاحبان کے گلے میں پھولوں کے ہار پڑے ہوئے تھے میری آنکھ کھل گئی۔ اور مندرجہ ذیل امور اس خواب سے خادم پر

روز روشن کی طرح عیاں اور نمایاں ہو گئے۔

(۱) مولوی محمد علی صاحب قوم میں کوئی جھگڑا ڈالیں گے۔ (۲) وہ اس میں حق بجانب نہ ہوں گے۔ (۳) صاحبزادہ محمود احمد صاحب جماعت احمدیہ میں خلیفہ ہونے کی درجہ اول صلاحیت رکھتے ہیں۔ (۴) خدا کی عین منشا ہے کہ مولوی نورالدین صاحب کے بعد حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب خلیفہ ہوں۔ (۵) اور حضور کے وقت میں جماعت احمدیہ بہت بڑی ترقی کرے گا۔

چنانچہ میں نے اسی وقت دل میں اقرار کیا۔ کہ اگر مولوی نورالدین صاحبؓ کا انتقال ہو گیا اور مولوی محمد علی صاحب نے کوئی قوم میں جھگڑا ڈالا۔ تو میں تو صاحبزادہ حضرت محمود احمد صاحب کو خلیفہ تسلیم کرلوں گا۔ اگلے روز خلیفہ اولؓ کا انتقال ہو گیا اور مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ بذریعہ ڈاک آ گئے۔ جو کورے فریب اور دجل پر مبنی تھے۔ خاکسار نے تو فوراً صاجزادہ حضرت محمود احمد صاحب کو خلیفہ برحق تسلیم کرلیا۔ اور حضور اقدس کی خدمت میں بیعت کا عریضہ روانہ کر دیا۔ اس طرح خدا نے خاکسار کو لاہوری فتنہ سے بچالیا۔ ورنہ ممکن تھا۔ کہ یہ خادم جماعت لاہور میں شامل ہو جاتا۔

(از چٹھی مرقومہ 20/اکتوبر1939ء)

میرزا بشیر الدین محمود احمد مانیٹر جماعت اول

(از جناب بابو محمد سعید صاحب ہیڈ کلرک ڈاک خانہ جہلم)

میں محمد سعید احمدی ولد میاں صالح محمد سابق کلرک ڈاکخانہ سرگودھا حال ہیڈ کلرک ڈاکخانہ جہلم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنے رویا وغیرہ تحریر کرتا ہوں۔ جو میں نے مختلف اوقات میں دیکھے۔

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات پر جب خلافت کا جھگڑا پیدا ہوا۔ تو میں نے بغیر کسی تردد کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرلی۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے رویاء دیکھا کہ ایک مکان کی اندر والی دائیں طرف کی دیوار بہت اونچی ہے۔ اور نہایت خوشخط جلی حروف میں یہ لکھا ہوا تھا۔ **"مرزا بشیر الدین محمود احمد مانیٹر جماعت اول"** اور دوسری بائیں طرف والی دیوار بالکل سیاہ ہے۔ مجھے بتلایا گیا کہ یہ مولوی محمد علی ہے۔ اور یہ دیوار اونچی بھی نہیں تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہی حضرت مسیح موعود ہیں

(۲) مؤرخہ 8فروری 1938ء اور 9فروری 1938ء کی درمیانی رات کو خواب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی تشریف فرما ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تشریف لانے پر خاکسار کے دل میں بڑی خواہش پیدا ہوئی ہے کہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے صحابہ میں داخل ہو جاؤں۔ یہ خیال پیدا ہونا ہی تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے یا کسی اور نے کہ ''حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔

(از چٹھی مرقومہ 30جون 1939ء)

ابن مسعود خلیفہ ہو گیا ہے

(از جناب چوہدری غلام رسول صاحب چک 99 شمالی ضلع سرگودھا)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے مندرجہ ذیل خواب اسی طرح دیکھا ہے۔ ہم ابھی گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں ہی تھے۔ اور ابھی حضرت خلیفۃ المسیح الاول زندہ تھے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں احمدیہ چوک قادیان میں کھڑا ہوں اور اردگرد کی دکانیں سناروں کی معلوم ہوتی ہیں۔ اور دکانوں میں چاندی کے بہت سے تیار شدہ زیورات پڑے ہیں۔ اور کچھ تیار کئے جا رہے ہیں۔ اور کچھ سونے کے زیور بھی ہیں۔ ان میں ایک سنار مسمی رمضان ہے جو کہ ہمارا واقف ہے کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایک جانب سے آنکلے ہیں۔ (اس وقت ہم حضرت صاحب کو میاں کہتے تھے) کہ کسی نے ہاتھ سے میاں صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ابن مسعود خلیفہ ہو گیا ہے) گویا خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابن مسعود بتایا گیا۔ (حضرت ابن مسعود جن کا نام عبداللہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں) (کتبہ چوہدری سلطان احمد صاحب ابن چوہدری غلام رسول صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ چک 99 شمالی سرگودھا)

(از چٹھی مرقومہ 5نومبر 1939ء)

دشمن کی فوجیں احمدیت پر غالب نہیں آسکتیں۔ احمدیت خدا کا لگایا ہوا پودا ہے

(از میاں محمد شریف صاحب ولد اللہ دین صاحب سکنہ محمود آباد ضلع جہلم)

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل خواب مجھے صداقت احمدیت کے متعلق دکھائی گئی۔ جن دنوں میاں عزیز احمد صاحب مرحوم کا عدالت میں مقدمہ چل رہا تھا تو ان دنوں ہمارے سلسلہ کے دشمنوں کی طرف سے یہ افواہ مشہور ہوئی کہ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وہ دفعہ لگائی گئی ہے کہ جس میں آپ کو فخر الدین ملتانی کو قتل کروانے کا مرتکب ٹھہرایا گیا ہے۔ جب میں نے یہ افواہ سنی۔ تو میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا اور میں ڈرتا ہوا مسجد میں گیا۔ تا کہ الفضل کے تازہ پرچہ کو دیکھوں کہ آیا اس میں کوئی خبر اس کے متعلق ہے یا نہیں۔ الفضل پڑھنے سے مجھے کوئی ایسی خبر نہ ملی۔ کہ جس سے میرے دل کو تسلی ہو۔ اب چونکہ میں نے سرکاری پروگرام کے مطابق باہر گاؤں میں جانا تھا۔ اس لئے میں اسی بے تابی کی حالت میں چلا گیا۔ دوسرے دن مجھے کوئی خبر نہ ملی۔ اس لئے میں بہت ہی غمگین ہوا۔ پس 17/18 فروری 1938ء کی درمیانی رات کو جب کہ میں نکودر نامی ایک گاؤں میں سویا ہوا تھا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اس ناچیز خادم کے سامنے تشریف لائے ہیں۔ اور مجھے تسلی دیتے ہوئے مخاطب کر کے فرمایا کہ

(۱) یہ خدا تعالیٰ کا بویا ہوا تخم ہے۔ پس کون ہے جو اسے اکھاڑ سکے۔

(۲) آج ہماری فوجیں دشمن پر غالب آرہی ہیں۔

(۳) آج حکومت میرے ہاتھ میں ہے پس کون ہے جو ہم سے لے سکے۔ اس موقع پر حضور نے چھاتی پر ہاتھ مارا۔ اس کے بعد مجھے فوراً بیداری ہوگئی۔ اور میری زبان پر یہ تینوں کلمات جاری تھے۔

نوٹ:۔ میں نے بذریعہ چٹھی حکومت کے متعلق حضور سے دریافت کیا تو فرمایا کہ حکومت سے مراد مذہبی حکومت ہے۔

(از چٹھی مرقومہ 4 جولائی 1939ء)

فضل عمر کا لیکچر ہے!

(از جناب سید عنایت حسین شاہ صاحب ضلع لائل پور)

میں سید عنایت حسین شاہ ہیڈ ماسٹر چک نمبر 283 ج ب ضلع لائکپور رہوں۔ غالباً 1924ء میں خاکسار نے دولت نگر ضلع گجرات سے ورنیکلر مڈل پاس کیا۔ اس وقت مذہب کی عام اہمیتوں سے غافل تھا۔ چونکہ سادات خاندان سے نسبت تھی۔ تحصیل علم کی تلاش میں ضلع شاہ پور میں ایک درس میں جو موضع بندیال میں جاری تھا گیا۔ فقہ اور فارسی نظم کی کتابیں پڑھیں اس سے پہلے صرف دولت نگر ضلع گجرات میں میں نے بعض لوگوں سے احمدیوں کا نام نفرت سے لیتے ہوئے سنا ہوا تھا۔ اس گاؤں میں صرف ایک یا دو احمدی تھے۔ موضع بندیال میں ایک پولیس مین جمعہ پڑھنے کیلئے آتا اور بعد جمعہ ایک نظم حضرت اقدس کی ہجو میں پڑھتا۔ وہاں کے درویش نہایت زور سے ہنستے اور لطف لیتے۔ خیر وہ زمانہ بھی گزر گیا۔ پھر سون سکیسر ضلع شاہ پور کے پہاڑوں میں طالب علمی کے زمانہ میں گھومتا رہا۔ مگر اس عرصہ میں آپ کا نام بھی نہ سنا۔ ہاں میرے خیالات لوگوں کی باتیں سن سن کر نہایت گندے ہو گئے تھے۔ اور پیر پرستی کی طرف طبیعت زیادہ راغب تھی مگر باوجود اس کے کہ ہم پیر پرست اور پیر تھے۔ ساری زندگی گناہوں کا مرقع تھی۔ مگر یہ مرقع اس وقت نظر آیا۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کے سچے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے نیکی بدی کا علم ہوا۔ ورنہ تعویذوں کے ذریعہ عورتوں کو اغوا کرانا ہمارا کام تھا۔ اور سب سے بڑا پیر وہی تھا۔ جو عورت کو اغوا کرنے میں تعویذوں سے مدد دے۔ غرض یہ ایک بھیانک تصویر تھی۔ جس سے میں بعض دفعہ ڈر جاتا تھا۔ آخر کار اتفاق حسنہ سے مجھے ضلع لائکپور میں مدرس کی آسامی پر متعین کیا گیا۔ چک نمبر 361 جھنگ برانچ پرائمری سکول میں بطور نائب مدرس متعین ہوا۔ اس گاؤں میں سکھوں اور مسلمانوں کی کمین لوگوں کی آبادی ہے۔

میرے دل میں قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اس چک سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک چک 282 ج ب تھا۔ جہاں ایک شاہ صاحب بنام سید حسن علی شاہ رہتے تھے۔ آپ اچھے آدمی تھے۔ کم و بیش درس و تدریس کا کام رہتا تھا۔ صلح کن تھے۔ ان کا لڑکا میرے پاس جماعت

سوم میں پڑھتا تھا۔ ایک دن میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کیلئے عرض کیا۔ انہوں نے فراخدلی سے منظور فرمایا جب وہ اٹھ کر تشریف لے گئے۔ تو اسی جگہ پر بھائی نورالدین صاحب احمدی بھی بیٹھے تھے۔ اور ہماری تازہ استادی وشاگردی کا راگ سن رہے تھے۔ (آپ اس گاؤں میں درزی کا کام کرتے ہیں۔ نہایت مخلص دیانتدار دردمند اور بہترین مبلغ آدمی ہیں۔ کئی خاندان آپ کے ذریعے احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں) مجھے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ کہ شاہ صاحب آپ اپنے بھائیوں سے ہی قرآن پڑھنے بیٹھ گئے۔ میں آپ کو قرآن پڑھاؤں گا۔ میں نے حیرت سے سفید ریش بزرگ کو دیکھا۔ جس کے الفاظ تو ٹوٹے پھوٹے تھے۔ مگر درد میں ڈوبے ہوئے تھے۔ میں نے کہا کیا آپ بریلی یا دیوبند کے فارغ التحصیل طالب علم ہیں۔ فرمانے لگے نہیں۔ میں نے کہا پھر کس طرح آپ قرآن پڑھائیں گے۔ فرمایا آج دنیا میں ایک نئی آسمانی بارش آئی ہے۔ ایک قطرہ ہمیں بھی ملا ہوا ہے۔ خدا نے فضل کیا۔ تو آپ کو سارا قرآن ایک دن میں آجائے گا۔ میں حیران تھا کہ یہ کیا راز ہے چونکہ میں نے ابھی تک ایسی باتیں سنی نہیں تھیں۔ خاموش ہو رہا۔ مگر قدرت نے ایک سنسنی ضرور پیدا کر دی۔ ایک دن میں بھائی نورالدین صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ میں نے کہا۔ تفسیر اور ترجمہ کب شروع ہوگا۔ انہوں نے براہین احمدیہ مجھے دے دی۔ چونکہ کوئی خاص اہمیت نہ تھی۔ اس لئے کئی دن کے بعد پڑھی۔ پھر ایسا شوق پیدا ہوا کہ ہر وقت پڑھتا رہتا۔ جب میں نے کافی مطالعہ کر لیا۔ اور بھائی نورالدین صاحب بھی زبانی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ ایک دن دعا مانگتا ہوا سو گیا۔ کہ اے خدا مجھے تو دعا کے الفاظ بھی نہیں آتے۔ کہ کس طرح دعا مانگوں نہ مجھے کوئی سلیقہ ہی آتا ہے صرف تیرے حضور گرنا جانتا ہوں۔ تو مجھے اپنے فضل سے اٹھا لے۔ اور مجھ پر اس حقیقت کو جو لوگوں سے مخفی ہے۔ کھول دے۔ اگر یہ سلسلہ تیرا ہی ہے تو مجھے بھی اس میں داخل کر۔ عین سحری کے وقت یہ رویاء دکھایا گیا۔ جو عرض کرتا ہوں۔

میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر حلف اٹھاتا ہوں۔ کہ اگر میں نے مندرجہ ذیل خوابوں کی جو حقیقت بیان کی ہے۔ میری دماغی اختراع ہے یا میں نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے گھڑی ہیں تو اے خدا جو علیم وخبیر ہے۔ مجھ پر اپنا غضب نازل کر اور میرے بال بچوں کو تباہ کر دے۔ تا دنیا کو معلوم ہو جائے کہ مفتری کا کیا انجام ہوتا ہے اور اگر تیری نگاہوں میں یہ دعاؤں کا نتیجہ ہے اور صداقت مسیح موعود کا سچا

واقعہ ہے۔تو لوگوں کو ہدایت دے۔ جو موعود امام کی بیعت میں ابھی شامل نہیں ہوئے اور جنہوں نے اپنا ہاتھ خدا کے سچے موعود کے ہاتھ میں نہیں دیا۔آمین

کوئی گاؤں ہے۔جس کے درمیان میں ایک بازار گزرتا ہے۔اس بازار کے دائیں طرف ایک بیٹھک بنی ہوئی ہے۔جس کے دروازے کا منہ بازار کی طرف ہے میں اس میں بیٹھا کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہوں۔اتنے میں لوگوں کے دوڑنے کی آواز آئی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا۔تو لوگ بے تحاشا دوڑے جا رہے ہیں۔کوئی پگڑی سنبھالے جا رہا ہے۔کسی کی جوتی پاؤں سے اتر گئی ہے۔ ہر ایک دوسرے سے آگے جانے کی کوشش کرتا ہے۔سانس پھولے ہوئے ہیں۔ میرے گلے میں کرتا نہیں۔اور نہ سر پر پگڑی اور نہ پاؤں میں جوتی ہے۔دوڑ کر بازار میں آتا اور پوچھتا ہوں۔کہ کہاں جا رہے ہو۔تو کوئی جواب نہیں دیتا۔ پھر پوچھتا ہوں کہاں جا رہے ہو۔خدا کیلئے کچھ تو بتاؤ۔لوگ بتاتے تو ہیں۔مگر سانس کی تیزی اور پاؤں کی آہٹ کی وجہ سے کچھ سمجھ نہیں آتا۔ میں نے چند قدم آگے ہو کر پوچھا۔خدا کیلئے بتاؤ۔کیوں بھاگے جا رہے ہو۔اور کیا کام ہے۔مگر لوگ پسینہ میں شرابور ہو رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قیامت آگئی ہے۔ایک شخص نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ خلیفہ ثانی کا لیکچر ہو رہا ہے۔ وہ سننے۔ یہ کہہ کر پھر بھاگ پڑا۔ میں نے کہا حضرت عمر کا۔ کہنے لگا۔نہیں فضل عمرؓ کا۔ میں نے سب کچھ وہیں چھوڑا اور ساتھ ہی دوڑ پڑا۔لوگ ایک کمرے میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔باوجود اس کے کہ کمرے کا رقبہ اتنا نہ تھا۔جو اس قدر کثیر لوگوں کیلئے کافی ہوتا۔مگر پھر بھی لوگ اس میں سما گئے۔اور لیکچر شروع ہو گیا۔ میں نے سارا لیکچر سنا۔مگر یاد نہیں رہا۔اس کے بعد جب نکلنے لگے۔تو میری ٹانگ دروازے کے عرض میں پھنس گئی (مجھے خوب معلوم ہے کہ جب میں قادیان میں حضرت مولوی سرور شاہ صاحب سے ملا۔تو اس وقت جس شخص نے میری ٹانگ یہ کہتے ہوئے دروازے سے نکالی کہ لوگو گزرنا بند کرو۔ کیا تم اس وقت بند کرو گے۔ جب ٹانگ ٹوٹ جائے گی۔ وہ آپ ہی تھے۔لیکن آج تک ٹانگ نکالنے کی تعبیر کوئی سمجھ نہ آئی تھی۔بعض جگہ جب خیال کرتا اور سوچتا ہوں کہ قبلہ شاہ صاحب نے میری ٹانگ کیوں نکالی۔لیکن قدرت نے مجھے اس کی تعبیر یوں سمجھائی۔ کہ محرم میں میرا ایک مضمون ''یاد حسین میں چند آنسو'' کے عنوان سے شائع ہو جس میں میں نے بعض جگہ شیعوں کی طرفداری کی۔ اور حضرت امیر معاویہ کے متعلق سخت الفاظ لکھے اور شیعہ پہلو کو زیادہ مضبوط بنایا گیا۔ گویا میں نے

احمدی ہوتے ہوئے بھی احمدیت کے دروازے میں شیعوں کی طرفداری کی ٹانگ اڑادی۔ چونکہ یہ عقیدہ احمدیت کے خلاف تھا۔ اس لئے شاہ صاحب نے میرے مضمون کے متعلق فاروق میں اپنا مایہ ناز فتویٰ شائع فرما کر شیعیت کی مصنوعی ٹانگ احمدیت کے دروازے سے نکال دی۔ اور دروازہ صاف کر دیا۔ حضرت شاہ صاحب کی شان میرے اس رویاء سے ظاہر ہوتی ہے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ساتھ جو تعلق روحانی ہے۔ وہ خود ظاہر ہوتا ہے۔) جب میری ٹانگ دروازے سے نکل گئی۔ تو ایک شخص نے اعلان کیا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ بیٹھ کر روٹی کھالیں۔ پھر تشریف لے جائیں۔ لوگ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ میرے سامنے بھائی نورالدین بیٹھے ہیں۔ مجھے سخت پیاس لگی۔ میں نے بھائی نورالدین صاحب سے دریافت کیا۔ کہ تمہارے پاس پانی کا نل لگا ہوا ہے۔ جب میں نے دیکھا تو ہر شخص کے پاس ایک نلکا لگا ہوا ہے۔ میں نے نلکے پر ہاتھ رکھا۔ تو پانی بند تھا۔ پھر میں نے بھائی نورالدین صاحب کو کہا کہ پانی۔ تو انہوں نے نلکا دبا دیا۔ تو زور سے پانی آنے لگا جب میں دباتا تو پانی بند ہو جاتا۔ جب وہ دباتے تو پانی بہنے لگتا۔ اسی کشمکش میں میری آنکھ کھل گئی جب میں اٹھا تو مجھے سخت پیاس تھی! اور میں نے پانی پیا۔

فضل عمر کی بیعت کرو!

جب مجھے علم ہوا کہ احمدیت کے دو گروہ ہیں۔ تو میں نے دعا مانگی کہ الٰہی اب تو ہی بتا کہ کون سچا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص کاغذ کی رنگ برنگ کی کتریں لے کر میری پائینتی کی طرف کھڑا ہے اوران کو ہلا رہا ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں۔ اتنے میں دیکھا کہ کاتروں کا لکھا ہو نہایت عمدہ ''فضل عمر'' بن گیا ہے۔ پھر میں نے بیعت کر لی۔ (از چٹھی مرقومہ 27/اگست 1939ء)

قدرت ثانی

حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

(از جناب مولوی محمد پریل صاحب کمال ڈیرہ سندھ)

1908ء:۔ میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ اپنا بیان پیش کرتا ہوں۔ 1908ء میں جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا۔ تو یہ عاجز پھر دارالامان آیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب الوصیت پڑھی۔ تو دل میں خیال آیا کہ قدرت ثانی کون شخص ہے۔ رات کو بڑی محبت سے دعا کی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک کاغذ ہے جس پر لکھا ہے کہ ''میرزا بشیر الدین محمود احمد'' اور ایک شخص کے پاس سرمہ ہے۔ اس نے سلائی سے میری آنکھوں میں سرمہ ڈالا۔ میں پھر بیدار ہو گیا۔

1914ء:۔ میں جب حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات ہوئی۔ تو اس وقت مولوی محمد علی صاحب اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشتہارات پہنچے۔ مولوی محمد علی صاحب کا ٹریکٹ پڑھ کر بڑا صدمہ ہوا۔ اور انہیں تفکرات میں تھوڑی غنودگی ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے اسکول میں ہیڈ ماسٹر ہو کر آگئے ہیں۔ تو اب مجھ کو کسی کا کوئی ڈر نہیں۔ میں پھر بیدار ہوا تو مجھے حضرت اقدس کے خلیفہ برحق ہونے کا کامل یقین ہو گیا۔

1930ء:۔ تخمیناً 1930ء میں ایک خواب دیکھا کہ حضرت امیر المومنین کو سیاسی حکومت مل گئی ہے۔ آپ ایک مکان میں جو شاید دار الخلافت معلوم ہوتا ہے۔ بیٹھے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اب حکومت تو مل گئی ہے کہیں دوسرے کاموں میں پڑ کر حضرت صاحب کا تعلق خدا تعالیٰ سے کم نہ ہو جائے۔ مجھے فوراً ہی حضور کی ایسی حالت دکھائی گئی کہ آپ پہلے سے بھی زیادہ خدا تعالیٰ کی محبت میں مستغرق ہیں۔ اور سیاسی امور بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ (از چٹھی مرقومہ)

چار فرشتے

(از جناب خدا بخش صاحب عرف مومن پٹیالوی مہاجر قادیان)

اس وقت جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے۔ میں نے ایک رویاء دیکھا۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں اس میں ذرہ بھی جھوٹ نہیں۔ اگر جھوٹ ہو۔ تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک میدان بنجر ہے۔ اس میں لوگوں کا مجمع ہو رہا ہے۔ وہاں حضور والا تشریف لائے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک بہت موٹی گینڈی ہے۔ آپ نے اس گینڈی کو اوپر اٹھایا۔ جس طرح لڑکے کھیلتے وقت دوسری گینڈی پر مارتے ہیں۔ کوئی گز ڈیڑھ گز کے فاصلہ پر دو لکیریں کھینچی ہوئی ہیں۔ جونہی آپ نے گینڈی کو اٹھایا۔ بہت سے لوگوں نے مولوی محمد علی صاحب کو ان لکیروں کے درمیان پکڑ کر چت ڈال دیا۔ آپ نے فوراً گینڈی کو ان کے سر پر مار۔ اور وہ لکیر کے پاس سرک گئے۔ اس کے بعد دو تین آدمیوں نے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو پکڑ کر ان لکیروں کے درمیان چت ڈال دیا۔ پھر آپ نے اسی گینڈی کو اوپر اٹھایا اور ان کے سر میں لگائی۔ وہ بھی پار نکل گئے۔ یہ عمل کوئی دو تین بار ہوا ہوگا۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ کہ جب مولوی محمد علی صاحب کو پکڑ کر لکیروں کے درمیان ڈالتے ہیں۔ تو اس وقت بہت سے آدمی ہوتے ہیں۔ مگر جس وقت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو لکیروں کے درمیان ڈالتے ہیں تو محض دو تین آدمی ہوتے ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ مولوی محمد علی صاحب بڑے آدمی ہیں اور عبدالرحمٰن مصری چھوٹے آدمی ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

اس کے چند یوم بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فوت ہو گئے اور ان کے فوت ہونے پر جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب قادیان تشریف لے آئے اور حضور کی بیعت میں داخل ہو کر واپس پٹیالہ آ گئے۔ جب شام کے وقت تمام جماعت کے دوست اکٹھے ہوئے تو ڈاکٹر صاحب نے بیعت کا ایک فارم نکالا اور لوگوں سے دستخط لینے شروع کئے میں نے بھی اس فارم پر دستخط کر دیئے۔ مگر میرے ایک دوست جو کہ عرصہ سے میرے مکان میں میرے پاس ہی رہتے تھے۔ کہنے لگے کہ کچھ سوچ کر دستخط

کریں گے۔ میں بار بار ان کو بتلاتا کہ خلیفہ خدا مقرر کیا کرتا ہے۔ مگر وہ نہ مانے۔ آخر تنگ آ کر میں نے خدا تعالیٰ سے دعائیں شروع کر دیں۔ تب ایک رات میں نے دیکھا۔ کہ ایک عالیشان مسجد ہے۔ جس کے اوپر لوگ جا رہے ہیں۔ اور نیچے کچھ لوگ نماز ادا کر رہے ہیں۔ میں اوپر جانے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر جس زینہ پر میں پاؤں رکھتا ہوں۔ اس کی اینٹیں نیچے گر پڑتی ہیں۔ میں ہر چند کوشش کرتا ہوں مگر اینٹوں کے گرنے سے میں بھی نیچے گر جاتا ہوں۔ اتنے میں مستری وزیر محمد صاحب جو کہ مدت سے ہمارے پاس رہتے تھے۔ آئے اوپر چلے گئے۔ اس وقت خواب میں مجھے سخت درد پیدا ہوا۔ اور درد و کرب میں میں نے خدا کے حضور دعا کی۔ کہ یا الٰہی مجھ سے چھوٹا اور بعد میں احمدی ہونے والا تو اوپر چڑھ گیا۔ اور میں نیچے گرا جاتا ہوں اے خدا رحم فرما۔ اور طاقت بخش تا کہ میں بھی اوپر کا نظارہ دیکھ سکوں۔ اس دعا کے بعد میں نے جب اوپر جانا چاہا۔ تو میں تمام زینہ چڑھ گیا۔ اوپر جا کر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک کمرہ نہایت سجا ہوا ہے جہاں سے بہت سی خوشبو آ رہی ہے۔ جس سے دل و دماغ معطر ہوا جاتا ہے۔ اور دروازہ کے آگے ایک خوبصوت چک پڑی ہوئی ہے۔ جب میں نے چک کا تھوڑا سا سرا اٹھا کر دیکھا تو عجیب سرور حاصل ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ چار فرشتے انسانی صورت میں کھڑے ہیں اور ان کے پروں پر قرآن مجید لکھا ہوا ہے۔ ان چاروں کے درمیان حضرت نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ فرشتے تو کھڑے ہیں مگر نبی کریم ﷺ دوزانو بیٹھے ہیں اور حضور والا کے زانو پر آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) بچوں کی طرح بیٹھے ہیں۔ وہ فرشتے نہایت خوش الحانی سے یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ

یہ نظارہ دیکھ کر میرا دل محبت سے پر ہو گیا۔ اور دل کو نہایت سرور حاصل ہوا کچھ دیر کے بعد میں نیچے اتر آیا۔ اور تمام وہ لوگ جنہوں نے حضور کی بیعت نہیں کی تھی۔ کسی سے نہ ملا اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے ہر دو خواب چند دوستوں کے کہنے پر لکھے ہیں۔

(خاکسار خدا بخش پٹیالوی عرف مومن از قادیان منقول از اخبار الفضل 26/اگست 1939ء)

بعض روح پرور الہامات

(از جناب لیفٹیننٹ تاج محمد خان ولد خوئیداد خان کمانڈر ساکن اسمٰعیلیہ علاقہ تھانہ کالوخان ضلع مردان)

میں لیفٹیننٹ تاج محمد خان ساکن اسمٰعیلیہ تحصیل صوابی ضلع مردان صوبہ سرحد خداوند کریم کو وحدہ لاشریک اور محمد ﷺ کو رسول برحق مانتا ہوں اور محمد ﷺ کی شریعت کو تا قیامت مانتا ہوں۔ میں محمد ﷺ کی تابعداری میں مسیح موعود کو خدا کو رسول اور نبی مانتا ہوں۔ میں محمد ﷺ اور مسیح موعود علیہ السلام پر درود شریف بھیجتا رہتا ہوں یہ میرا ایمان اور میرا عقیدہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تحریک مجھے اس طرح ہوئی کہ میں اپنے حجرہ میں بوقت عصر اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ یک دم میرا خیال دنیاوی عہدوں کی طرف گیا۔ میں دنیا میں ایک گمنام شخص نکلا۔ (دوم) جب آخرت پر نظر کی تو بوجہ بدعملی کے سوائے دوزخ کے اور کوئی ٹھکانا نظر نہ آیا۔ میں نے التجا کی کہ اے خداوند کریم مجھے دوزخ سے بچانے کا راستہ بتا۔ اس وقت میری حالت ایک کشمکش اور خوفزدہ انسان کی تھی۔ یک دم میرے دل میں خیال آیا کہ سوائے بیعت مسیح موعود میرا چھٹکارا نہیں۔ اس خیال کے آتے ہی میں بیٹھے بیٹھے چونک پڑا۔ اور میں نے الفضل اپنے ہاتھ میں دیکھا۔ حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ خواب ہے یا بیداری۔ مگر نہیں بیداری میں بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے یہ نظارہ دیکھا۔ اسی وقت میں نے بوقت عصر بیعت کا خط لکھ کر قادیان روانہ کیا۔ الحمد للہ صبح کو اپنے چچازاد بھائی رئیس اعظم علاقہ ہذا کے حجرہ میں گیا۔ جہاں سب گاؤں کے نمبردار، معززین، بڑے بڑے سید، ملا قاضی وغیرہ بموجب رواج وہاں جمع تھے۔ چائے نوشی کے بعد میں نے ایک بڑے ملا صاحب سے جو بڑے عالم تھے۔ ان سب معززین کے روبرو دریافت کیا کہ مسیح موعود کے متعلق کتابوں میں کیا حکم ہے۔ جس وقت وہ آئیں اور دعویٰ کریں۔ تو اس وقت لوگ کیا کریں۔ فوراً اس کے منہ سے نکلا کہ اس قادیانی کا ذکر چھوڑو۔ میں نے جلد ان کو بیدار کیا کہ سوال ایک جواب دوسرا۔ امام مہدی کے بارہ میں اس نے دو تین مرتبہ قادیان کا نام لیا۔ مگر میرے مجبور کرنے پر اس نے کہا کہ کتابوں میں آیا ہے کہ اس کی اطاعت کی جاوے۔ اس کے سننے کے بعد اس ملا صاحب کو میں نے مخاطب کر کے کہا کہ میں نے کتاب کے

مطابق مسیح موعود علیہ السلام کی کل عصر کے وقت سے بیعت کر لی ہے۔ ملا صاحب نے کہا کہ تم بہت اچھے آدمی مشہور ہو۔ خدا تم کو گمراہی سے بچاوے۔ سارا مجمع حیران ہو کر ہماری گفتگو سنتا رہا۔ میں عام لوگوں میں بہت نیک مشہور تھا۔ قرآن کریم روزمرہ پڑھتا تھا۔ نماز ہر وقت ادا کرتا تھا۔ مہمان نوازی کیا کرتا تھا۔ لیکن میری عمر کا اکثر حصہ دیگر بداعمالیوں میں بے باکانہ گزرتا رہا۔ بیعت کے دن تک داڑھی منڈواتا تھا۔ لیکن بیعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے کچھ اپنی خاص رحمت کا دروازہ کھول دیا۔ اب بھی لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تاج محمد خان اچھا آدمی ہے مگر یہی احمدیت اس میں ایک عیب ہے۔

میں نے مسیح موعود کو خدا کا نبی اور رسول مان کر آپ کی بیعت بذریعہ جناب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ اس بیعت کے بعد مجھ پر خداوند کریم کا خاص کر فضل ہے کہ الہامات صادقہ وکشوف دس ہزار تک بندہ نے سال 1924ء سے اب تک دیکھے ہیں۔ جو تاریخ وار اور نمبر وار درج رجسٹر ہیں۔

میں نے خداوند کریم اور محمد ﷺ اور مسیح موعود علیہ السلام کو سینکڑوں دفعہ رویاء میں دیکھا ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے گھر میں تبلیغ کی ہے اور مجھے حدیث سناتے رہتے ہیں۔ اور ہر معاملہ میں دونوں یعنی آنحضرت ﷺ اور مسیح موعود علیہ السلام نے بفضل خداوند کریم مجھے امداد دی ہے اور ان کے طفیل خداوند کریم میری مدد کرتا ہے۔

ان الہامات اور کشوف کے باعث میرا ایمان اور عقیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور رسالت وبلندی درجہ کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔ مسیح موعود کے رسول و نبی ہونے و درجات کی بلندی کو اتنا بلند دیکھتا ہوں۔ جس کا بیان مجھ ناچیز بندہ کے امکان سے باہر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مسیح موعود خداوند کریم کے برگزیدہ رسول ہیں۔ اور میں مسیح موعود کے لاکھوں مریدوں بیعت کنندگان میں سے ایک فرد ہوں۔ جب مجھ پر الہامات وکشوف اتنے زیادہ بفضل خداوند کریم ظاہر ہوتے ہیں۔ تو رسول کا شیشۂ دل تو ہم سے کہیں زیادہ صاف ہوتا ہے۔ اس لئے خدا اور رسول کا تعلق سوائے خدا کے اور کوئی نہیں معلوم کر سکتا۔ میں خداوند کریم کو وحدہ لاشریک مان کر قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ ان الہامات وکشوف ورویاء میں کسی قسم کا جھوٹ میں نے ملایا ہے تو خداوند کریم مجھ پر اور میرے اہل وعیال پر اس جہاں پر لعنت کرے۔ اور آخرت میں بھی لعنت کرے۔ آمین ثم آمین

میرے ان الہامات وکشوف سے مندرجہ اصحاب واقف ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً میں ان اصحاب کو بتاتا رہا ہوں۔(۱) حضرت امامنا وسیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت صوبہ سرحد (۳) اکثر احمدی و غیر احمدی ضلع پشاور و مردان (۴) سابق گورنر صاحب گرفت صاحب بہادر (۵) موجودہ گورنر سرحد کننگھم صاحب بہادر (۶) بہت سے فوجی وسول برٹش افسران۔ (۷) بہت سے فوجی وسول دیسی افسران (۸) پنجاب وقادیان کے بہت سے دوست

(جناب خان صاحب کے بہت سے الہامات میں سے چند الہامات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔)

(اول) محمد ﷺ اور مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ دیکھا انہوں نے فرمایا۔

''تقویٰ اور نیکی سے آدمی بنتا ہے''۔

(دوم) راجپال کی کتاب اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق مجھے الہام ہوا۔

''خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت صاحب کی امداد پر اس محشر گاہ میں مقابلہ ہندواں کیا''۔

(سوم) ایک دفعہ مجھے الہام ہوا۔

''استخارہ کے ذریعہ خداوند کریم سے صداقت مسیح الموعود دریافت کرو''۔

(چہارم) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق الہام ہوا کہ آپ

''خداوند کریم اور ہمارے درمیان وسیلہ ہیں''۔

(پنجم) پھر حضور کے متعلق ایک دفعہ یہ الہام ہوا۔

''خلیفۃ المسیح الثانی زمین وآسمان کے بادشاہ کے جرنیل ہیں۔

(از چٹھی مرقومہ 27 جون 1939ء)

زمین وآسمان کے درمیان

(از جناب محکم الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کالا گجراں ضلع جہلم)

(۱) ''میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل رویا صحیح ہے۔ اس وقت میری عمر 80 سال میں گزر رہی ہے۔ عرصہ دو سال یا کم وبیش کا ہوا ہے۔ کہ خاکسار مہندی لگا کر قریباً نو دس بجے بالا خانہ کے آگے چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ کہ حالت کشف طاری ہوگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنفس نفیس نہایت سفید لباس میں زمین وآسمان کے درمیان ہر دو آستین چڑھائے اور ہر دو قدم کشادہ

کئے قبلہ رو فضاء میں اس طرح کھڑے ہوئے ہیں جس طرح ایک چست و چالاک ملاح کشتی چلانے کیلئے ہمہ تن مستعد کھڑا ہوتا ہے۔ اور حضور انور نے ہر دو ہاتھوں کی مٹھیاں سینہ مبارک کے سامنے جوڑی ہوئی ہیں۔ اور ان مٹھیوں سے نور کے فوارے نہایت کثرت کے ساتھ شمال سے جنوب تک زمین پر اس طرح پڑ رہے ہیں۔ جیسے بیٹری سے روشنی نکل نکل کر پھیلتی ہے۔ یا جیسے موسم بہار میں موسلہ دھار بارش آسمان سے مروارید کی طرح زمین پر گرتی ہے۔ اس نور کی بارش سے تمام روئے زمین بقعہ نور بن رہا ہے۔ تمام باغ کوہ ودشت نور و نور ہو رہے ہیں۔ گویا زمین پر ایک نور کا بڑا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ کوئی جگہ زمین کی اس نور سے خالی نظر نہیں آتی۔ زمین و آسمان کی درمیانی فضاء اس نور سے بھری ہوئی ہے۔ جو حضور کے ہاتھوں سے نکل رہا ہے۔''

پانی کا آبخورہ

(۲) ایک دفعہ بحالت خواب ایک بڑا دیوار کا احاطہ دیکھا جس کے جنوب مشرقی کونے میں والا شان حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ایک کرسی پر رونق افروز ہیں ان کے دائیں طرف ایک تخت پوش پر ایک بڑا مٹکا بھرا ہوا رکھا ہے۔ اور پاس ہی چند آبخورے رکھے ہوئے ہیں۔ اور حضور کے سامنے ایک معزز نوجوان بہ لباس سفید کھڑے ہیں۔ خاکسار نے جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو السلام علیکم عرض کیا۔ حضور نے سلام کا جواب دے کر اس معزز نوجوان کو فرمایا کہ ان کو (یعنی خاکسار کو) بھی ایک آبخورہ بھر دو۔ تو اس نوجوان نے ایک آبخورہ میں کچھ مٹکا سے بھرا۔ اور پھر وہاں سے تین گھڑوں کی طرف جو اسی صحن میں کچھ فاصلہ پر بائیں جانب دیواروں کے ساتھ رکھے ہوئے تھے۔ چل پڑے۔ خاکسار بھی ان کے پیچھے چل پڑا۔ ایک گھڑے سے اس آبخورہ میں کچھ پانی ڈالا اور پھر میری طرف لوٹ کر خندہ پیشانی سے محبت بھرے الفاظ سے کہا کہ لو پی لو۔ چنانچہ خاکسار نے نہایت ادب کے ساتھ لے کر سب کا سب شربت پی لیا۔ جو نہایت خوشگوار و سرد تھا۔ جس کے پینے سے دل میں سرور اور ایک لذت وفرحت حاصل ہوئی۔ دیکھا تو وہ معزز نوجوان حضرت فضل عمر بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس رویاء کے تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا وصال ہو گیا۔ اور خاکسار بفضل خداوند تعالیٰ خلیفہ ثانی کی بیعت میں منسلک ہو گیا۔ الحمد للہ رب العالمین

(از چٹھی مرقومہ 15/اگست 1939ء)

تاج خلافت

(از جناب منشی محمد الدین صاحب مختار عام صدر انجمن احمدیہ قادیان)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ میں نے واقعی اور یقینی طور پر یہ خواب دیکھی تھی اور اگر میں نے اس میں کچھ ملایا ہو۔ تو مجھ پر اس دنیا میں اور آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو۔ میں نے صداقت خلافت ثانیہ کے متعلق مارچ 1914ء میں رویاء دیکھا۔ اور جو انہیں دنوں میں نے حضرت کے حضور لکھ کر بھیج دی تھی۔ اس کو الفضل نے کچھ ترمیم کے ساتھ شائع کیا تھا۔ وہ یہ ہے۔

میں ہنگل والہ ضلع ملتان میں نہر کا پٹواری تھا۔ ان دنوں میرے پاس کوئی اخبار سلسلہ کا نہیں آتا تھا۔ میں ہنگل والہ کے سکول میں بیٹھا تھا کہ میں نے غالباً لاہور کے کسی اخبار میں نوٹ پڑھا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ اب احمدیوں کی بھی دو پارٹیاں بن گئیں۔ ایک لاہوری اور ایک قادیانی۔ لاہوری پارٹی کے لیڈر مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ اور قادیانی پارٹی کے لیڈر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہیں۔ اور اب دونوں پارٹیوں میں بھی مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کی مانند آپس میں کشمکش رہے گی۔ یہ نوٹ پڑھ کر مجھے بہت صدمہ ہوا۔ دل میں ایک درد اٹھا۔ اور بے قرار ہو گیا۔ میں وہاں سے اٹھ کر سکول کے پیچھے چلا گیا۔ جہاں مجھے کوئی نہ دیکھے وہاں سکول کی دیوار کے ساتھ لگ کر دیر تک روتا رہا۔ اور خدا تعالیٰ سے عرض کرتا رہا۔ یا اللہ وہاں محمد علی صاحب قرآن کریم کو انگریزی میں ترجمہ کرنے والے اور اسلام کی بہترین اور مفید خدمات سرانجام دینے والے تجربہ کار ہیں۔ اور اسی طرح خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ ووکنگ مشن اسلام کے بہترین تبلیغ کرنے والے تجربہ کار ہیں۔ واقعی خلافت کے اہل ان دونوں بزرگوں میں سے کوئی ہونا تھا۔ مگر یہاں حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ابھی بچے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لخت جگر ہیں۔ یا اللہ یہ تینوں مبارک وجود ہیں۔ میرے لئے اب مشکل ہو گیا۔ ہے کہ میں کس کو مانوں اور کس کو نہ مانوں۔ میں کیا کروں۔ چنانچہ سارا دن و رات گھبراہٹ اور تکلیف میں گزرا۔ اور رات کو میں روتے روتے سو گیا۔ اور پچھلی رات میں ایک رویاء دیکھا۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب آسمان سے سر پر شاہی تاج رکھے ہوئے زمین کی

طرف آرہے تھے۔اس وقت میری زبان سے یہ الفاظ جاری ہوئے یا حضرت یہ تو آپ کے سر پر خلافت کا تاج ہے۔ جو آسمان سے رکھا گیا۔اس پر میری نیند کھل گئی۔اور صبح کو میں نے بیعت کا خط حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور لکھ دیا۔جبکہ میں شجاع آباد ضلع ملتان میں محکمہ نہر میں ملازم تھا۔انہی دنوں 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی میں نے بیعت کی تھی اور قبولیت بیعت کا جواب بھی انہی دنوں موصول ہو گیا تھا۔ (از چٹھی مرقومہ 15/اگست 1939ء)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قادیان میں!

(از جناب علی گوہر خان صاحب)

منکہ علی گوہر خان ولد غلام غوث خان صاحب قوم راجپوت ساکن موضع سڑوعہ ضلع ہوشیار پور حال وارد اول مدرس ڈی پی پرائمری سکول معظم ضلع فیروز پور خدائے وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر اپنی خواب ذیل میں درج کرتا ہوں جس کے قبضہء قدرت میں اس حقیر کی جان وایمان ہے۔کہ میں اپنے خوابوں کے بیان میں کسی قسم کی زیادتی ہرگز نہیں کروں گا۔

یہ خواب موضع معظم میں غالباً 1920 میں دیکھا۔اس وقت خاکسار کی عمر تیس سال کی تھی۔ اب تقریباً 49 سال کی ہے۔اس وقت میں گو احمدی کہلاتا تھا۔کیونکہ میرے بچپنے ہی میں میرے دادا صاحب (خدا انہیں غریق رحمت کرے) اور دیگر قریبی رشتہ دار حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے۔مگر چونکہ ان بزرگوں سے چھوٹی عمر میں ہی میں علیحدہ ہو گیا تھا ان کی نیک صحبت سے محروم رہا۔نہ ہی اس علاقہ میں کبھی کسی احمدی سے شرف صحبت حاصل ہوا۔اس لئے میں برائے نام احمدی تھا۔اور احمدیت کا کوئی وصف مجھ میں نہ تھا۔بلکہ خلافت ثانیہ کے ابتداء میں ادھر ادھر کی باتیں سن سن کر خیالات اور بھی پراگندہ ہو گئے تھے۔کہ ایک رات خواب میں میں شہر فاضلکا کے چوک میں جہاں کہ اب گھنٹہ گھر ہے۔کیا دیکھتا ہوں کہ ایک طرف بہت سے آدمیوں کا ہجوم ہے اور کھڑے کچھ باتیں کر رہے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی عجیب واقع کے متعلق حیرانگی میں ایک دوسرے کو کچھ کہہ رہے ہیں۔ان کی یہ حالت دیکھ کر میں ان کے قریب گیا۔اور ان سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے۔ان میں سے ایک نے نہایت مسرت کے

لہجے میں کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ میں نے جوش عقیدت میں پوچھا کہ کہاں تشریف فرما ہیں۔اس نے جواب دیا کہ قادیان میں۔ یہ سن کر خواب ہی میں میرے دل کو قادیان کی فضیلت اور احمدیت کے متعلق ایک تقویت ہوئی اور اس خوشی میں میری آنکھ کھل گئی تو میں نے اپنی اہلیہ کو جگا کر یہ خواب سنایا۔اس نے جو اس وقت اس گنہگار کی نسبت احمدیت اور خلافت ثانیہ کے متعلق زیادہ واقفیت رکھتی تھی۔ کہا کہ خواب مبشر ہے۔کیا آپ نہیں جانتے کہ موجودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فضل عمرؓ کا اللہ تعالیٰ نے خطاب بخشا ہے۔ یہ سن کر مجھے بھی خیال ہوا اور یقین ہوا۔ کہ واقعی میرے اس خواب کی تعبیر یہی ہے۔کیونکہ عمرؓ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دوسرے خلیفہ تھے اور یہ ان کے بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ ہیں۔اس خواب کے بعد مجھے احمدیت اور خلافت حقہ ثانیہ کے متعلق کسی قسم کا بھی شک نہ رہا۔ (از چٹھی مرقومہ 7 جولائی 1939ء)

میرے قائم مقام میاں صاحب ہیں ان کی تابعداری کرو

(از جناب چوہدری مبارک علی صاحب)

(۱) منکہ چوہدری مبارک علی مہاجر محلہ دارالرحمت قادیان خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں۔ کہ یہ خواب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت پر مبنی ہے۔ سچ ہے۔ میں نے بیعت خلافت اولیٰ کے پہلے سال کی ہے اور مندرجہ ذیل خواب حضور کے سن وصال میں دیکھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول میرے چاہ پر تشریف لائے ہیں۔اور میں نے ایک پلنگ بچھا دیا ہے۔جس پر حضور رونق افروز ہیں۔ میں لوگوں کو حضور کی طرف بلا رہا ہوں۔لوگ جوق در جوق آرہے ہیں۔اور حضور کے پاؤں مبارک پر سجدہ کر رہے ہیں۔حضور نے فرمایا۔میاں ان کو منع کرو۔اور کہو کہ سجدہ خدا کیلئے ہوا کرتا ہے آدمی کیلئے نہیں۔ یہ شرک ہے اور ساتھ ہی فرمایا آپ کو تو اس کا علم ہے۔ بریں بنا میں نے بلند آواز سے منع کیا۔اور میں ایسا محسوس کرتا ہوں۔ کہ گویا شرک کے متعلق تقریر کر رہا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تشریف لے آئے ہیں۔حضور حضرت امیر المومنین کے ادب کیلئے کھڑے ہو گئے ہیں۔اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو سرہانے کی طرف بٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سیاہ

گھوڑی ایک نقاب پوش لے کر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پیچھے کھڑا ہے۔اور اس نے کہا کہ حضور تشریف لے آئیں۔ چنانچہ حضور اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے ہاتھ بلند کر کے عرض کی۔حضور میں آپ کی کوئی خدمت نہ کر سکا۔حضور نے سوار ہوتے ہوئے فرمایا۔کہ میں تو اب جاتا ہوں۔میری جگہ پر میاں صاحب قائم مقام بیٹھے ہیں۔ان کی تابعداری کرو۔ بعدہ حضور ایک جنگل میں داخل ہو گئے ہیں۔اور وہ نقاب پوش گھوڑی کو پکڑے ہوئے ہے۔جنگل میں پانی ہے اور اوپر اندھیرا ہے کچھ دور جا کر وہ غائب ہو گئے۔ میں اس وقت حیران تھا مڑ کر دیکھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی پلنگ پر تشریف رکھتے ہیں۔اس نظارے کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور کچھ دنوں بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فوت ہو گئے۔ (انا للّٰہ وانّا الیہِ راجِعُوْن)

جس نے مجھے نہیں دیکھا میاں صاحب کو دیکھے

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ دیکھا تھا اس لئے ہر وقت تمنا تھی کہ حضور کو دیکھنا ہے۔ چنانچہ خواب میں دیکھا کہ ایک باغیچہ ہے اس میں نماز کیلئے ایک چبوترا بنا ہوا ہے۔اور حضرت مسیح موعودؑ اس پر مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے اور بائیں ہاتھ میں چھڑی لئے ہوئے جس پر آپ نے ٹیک لگائی ہوئی ہے کھڑے ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر تقریر فرما رہے ہیں۔اور دایاں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا ہوا ہے اور سامنے کچھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ان میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بھی تشریف رکھتے ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔"جس نے مجھے نہیں دیکھا میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کو دیکھے" اور یہ الفاظ تین بار آپؑ نے فرمائے اور ساتھ ہی اشارہ فرمایا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ایک پختہ مکان کی کھڑکی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف رخ کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔بعدہ آنکھ کھل گئی۔

(از چٹھی مرقومہ 20 جون 1939ء)

محمود کی بیعت کرو میری جماعت کے ناخدا اب یہی بنیں گے

(از جناب مہرالدین صاحب خادم مسجد دارالفتوح قادیان دارالامان)

1913یا1914ء میں ہمارے ایک رشتہ دار مستری فضل دین صاحب ہمارے گاؤں علیو وال جٹاں ضلع گورداسپور آئے اور ہمیں تبلیغ کرتے رہے۔ مگر ہم نے مخالفت کی۔ مستری صاحب نے آپ کی صداقت بذریعہ دعا معلوم کرنے کا گر بتایا۔ چنانچہ میں نے چند دن تک دعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مندرجہ ذیل رویاء دکھایا کیا دیکھتا ہوں کہ سخت آندھی چل رہی ہے اور کہیں مضبوط جائے پناہ دکھائی نہیں دیتی۔ آخر جگہ تلاش کرتے کرتے میرا گزر ریتی چھلہ والے بوہڑ کے پاس سے ہوا۔ اس بوہڑ کے نیچے ایک چارپائی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے ہیں۔ اردگرد عام خلقت زمین پر بیٹھی ہے۔ اور وہاں طوفان آندھی کا کوئی اثر نہیں۔ میں نے اپنے ساتھ والے آدمی سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے......اصل بات یہ ہے کہ یہ فوت ہو چکے ہیں۔ آج صرف اپنی جماعت کو جمع کر کے سمجھانے آئے ہیں۔ کہ ''محمود کی بیعت کرو۔ میری جماعت کے ناخدا اب محمود ہی بنیں گے'' اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ وہ کہاں ملیں گے۔ تو مجھے مسجد اقصیٰ والا راستہ بتایا گیا۔ چنانچہ میں سیدھا بڑے بازار سے ہوتا ہوا مسجد میں داخل ہو گیا۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چھوٹے سے درخت کے نیچے جو مسجد میں ہے۔ کھڑے قرآن شریف کا درس فرما رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ بیٹھے سن رہے ہیں۔ مجھے کئی دوست کہتے ہیں۔ بیٹھ جاؤ۔ میں نے اس سے ان کا نام پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ اب خلیفہء وقت یہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فوت ہو گئے۔ اب حضور انور کے یہ دوسرے جانشین برحق ہیں۔ اگر تم نے ابھی بیعت نہیں کی۔ تو فوراً کر لو۔ اس کے بعد میں جاگ پڑا۔ اور قادیان جا کر وہی نقشہ دیکھا جو خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے بیعت کر لی۔ (از چٹھی مرقومہ 20 نومبر 1939ء)

خلافت کی قمیص!

(از جناب عبدالرشید خاں ریٹائرڈ ہوسٹ ماسٹر موضع بھنڈورہ ڈاکخانہ بشارت گنج ضلع بریلی یوپی)

خاکسار نے 1912ء میں قادیان دارالامان جا کر حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین صاحبؓ خلیفہ اول سے تجدید بیعت کی تھی۔ اور 1915ء میں جا کر ایک رویاء کے ماتحت حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی رویاء یہ ہے۔ ''کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دھوبی جو صاف ستھرا ہے کپڑوں کی گٹھڑی لایا ہے اس میں سے سفید قمیص حضرت صاحبزادہ صاحب (موجودہ خلیفہ ثانی) کو پہنائی۔ یا پہنے ہوئے تھے۔ اور ایک واسکٹ نما لباس جس پر سچا مثل زردوزی کے کام کیا ہوا تھا۔ اور جو چمکتا تھا وہ آپ کو دی یا زیب تن آپ کے کی۔ اس کے بعد کا نظارہ مجھ کو یاد نہیں۔ یہ رویاء خاکسار نے اپنے محب و بھائی سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کو اسی وقت سنا دی کیونکہ اس وقت یہ خاکسار بسلسلہ ملازمت شاہجہانپور تعینات تھا۔ اور غالب خیال۔ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب مرحوم کی طرف ان کے اثر و خدمات اور اعلان اول کے باعث تھا۔ اور یوں خدا تعالیٰ نے دستگیری فرمائی تھی۔

(از چٹھی مرقومہ 7 جولائی 1939ء)

مقدس حسین

(از جناب خان بہادر سمبڑیالوی)

قریباً اک برس ہوا۔ کہ اس عاجز نے بحالت نیم خوابی دیکھا۔ کہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ میرے سامنے تشریف فرما ہیں۔ میں حضور کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ میرے کان میں آواز آئی ''مقدس حسین'' پھر میں بیدار ہو گیا۔

(منقول از اخبار الفضل 19 ستمبر 1939ء)

اگر کامیاب ہونا چاہتے ہو
تو جس طرح محمود کہتا ہے کرو

(از جناب عطاء الرحمٰن صاحب ایم ایس سی، بی ٹی بھیرہ)

کافی عرصہ ہوا خاکسار نے خواب دیکھا کہ چاند کو گرہن لگا ہوا ہے۔ ہم سب لوگ بہت غمگین ہیں۔ اچانک ہمیں کہا گیا۔ کہ درود شریف پڑھو۔ ہم نے درود شریف پڑھنا شروع کیا تو آہستہ آہستہ چاند کی سیاہی دور ہونی شروع ہوگئی۔ صبح اٹھتے ہی سب سے پہلا خیال جو دماغ میں آیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر تھا کہ ۔

کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا   دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

اور تشریح دماغ میں گڑ گئی کہ یہ مخالفت کی طرف اشارہ ہے جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اندرونی دشمن کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی کہ حضور کی کامیابی و کامرانی یقینی ہے۔ پھر ایک اور مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ "اگر کامیاب ہونا چاہتے ہو تو جس طرح محمود کہتا ہے کرو۔" (از منقول از اخبار الفضل 6/اکتوبر 1939ء)

منکرین خلافت کیلئے ایک سبق آموز رویاء

(از جناب مولوی محمد تقی صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنور ریاست پٹیالہ)

خاکسار کی بیعت کے متعلق مندرجہ ذیل عرض ہے:۔

آقائے نامدار نبی اللہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بھائی صاحب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم کی درخواست پر سنور تشریف لائے اس وقت عاجز جو اس وقت بہت چھوٹی عمر کا تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اس زمانے میں حضرت اقدس بیعت نہ لیتے تھے حضور کا سنور تشریف لانا اور خلقت کا ہجوم جو اس وقت حضور کی زیارت کیلئے ہوا۔

خاکسار کے اب تک نظر کے سامنے ہے۔ میں تو اپنے مولا کریم کا شکریہ ادا کرتا ہوا نہیں تھکتا کہ مولا کریم نے اپنے محض فضل سے اس چھوٹی سی عمر میں حضرت اقدس کی محبت میرے دل میں مرکوز فرمادی۔

ایک معجزہ

اس وقت کا ایک معجزہ بھی میری یاد میں اب تک تازہ ہے۔ وہ یہ کہ کھانے کا انصرام والد صاحب مرحوم ومغفور نے فرمایا تھا۔ چونکہ کھانا تھوڑا تھا۔ جس کو چند آدمی ہی کھا سکتے تھے۔ اور لوگ زیادہ جمع ہو گئے۔ اس لئے والد صاحب کو تشویش ہوئی۔ والد صاحب کا تشویشناک چہرہ اب تک خاکسار کے سامنے ہے۔ سرکاری مکان المعروف بہ...... سنور میں کھانے کا انتظام تھا۔ چونکہ کھانا کئی اقسام کا تھا۔ اور جب تک کھانا رکابیوں میں اتارا جارہا تھا۔ حضرت اقدس ٹہلتے رہے۔ اور جب کھانا چنا گیا۔ حضرت اقدسؑ نے ایک ایک لقمہ سب کھانوں میں سے اٹھایا۔ پھر نو وارد بھائیوں میں سے جس جس نے چاہا کھانا کھایا اور متعدد لوگوں نے کھایا۔ قربان جاؤں اپنے مولا کریم کے فضل پر کہ اس نے اس تھوڑے سے کھانے میں اس قدر برکت ڈالی کہ باوجود ایک کثیر تعداد لوگوں کے کھانا بہت مقدار میں واپس آیا۔ اور ہمارے سارے کنبے میں بطور تبرک تقسیم ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک

یہ پہلی زیارت تھی کہ جس نے حضرت اقدس کی محبت دل میں پیدا کی بعد ازاں بیعت کا اشتہار شائع ہوا۔ والد صاحب مرحوم ومغفور لدھیانہ تشریف لے گئے۔ تایا صاحب مرحوم ومغفور محمد ابراہیم صاحب بھی ہماری خوش قسمتی سے مجھے اور تایا زاد بھائی صاحب محمد مصطفیٰ مرحوم کو بھی ساتھ لے گئے۔ یہ پہلی بیعت کا نظارہ تھا۔ اس وقت ایک ایک صاحب اندر تشریف لے جاتے تھے۔ اور بیعت کر کے واپس آتے تھے۔ آخر میں میں اور بھائی صاحب اندر گئے آقائے نامدار نبی اللہ نے دعا فرمائی۔

یہ دوسرا موقع زیارت کا مولا کریم نے محض اپنے فضل وکرم سے پیدا کیا محبت کی چنگاری پنہاں تھی۔ آخر وہ وقت آیا۔ جب یہ ظاہر ہو۔ جب انٹرنس میں پڑھتا تھا۔ اس وقت دار الامان پہنچا اور دستی بیعت سے مشرف ہوا۔ یہ شاید 96-1895ء کا واقعہ ہے۔ پندرہ روز سے زائد دار الامان میں رہا۔ ملازم ہو گیا اور سنور سکول میں مقرر ہوا۔ مگر تقریباً 7 ماہ بعد سرہند سکول میں تبادلہ ہو گیا۔ اب دار الامان

کی کشش نے زور پکڑا۔ ہر سال دارالامان حاضر ہوتا رہا۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر مجھے راجپور سکول کی فیلڈ میں حضرت مولوی عبدالصمد صاحب سنوری کی زبانی جنہوں نے زمیندر میں پڑھی تھی ملی۔ ان دنوں پٹیالہ گورنمنٹ کے سکولوں کا ٹورنامنٹ ہورہا تھا۔ اور میں بحیثیت منتظم ان کے ساتھ تھا۔ حسن اتفاق سے اس دن ہیڈ ماٹر صاحب سرہند سکول بھی راجپورہ تشریف لے آئے تھے۔ میں یہ خبر روح فرسا سن کر ہیڈ ماسٹر صاحب کی طرف بھاگا۔ جب ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔ تو ہیڈ ماسٹر صاحب نے میری طرف دیکھ کر پوچھا۔ کہ مولوی صاحب تمہیں کیا ہوگیا۔ میں نے حقیقت بیان کی انہوں نے اسی وقت فرمایا۔ کہ مولوی صاحب اب آپ سے کام نہ ہو سکے گا۔ جاؤ خواہ یہاں ٹھہرو۔ خواہ سرہند چلے جاؤ۔ فیلڈ کا کام میں خود سنبھال لوں گا۔ اسی وقت میں اور مولوی صاحب موصوف اور میاں بدرالدین صاحب سرہندی سرہند جانے کے ارادہ سے سٹیشن پر آئے۔ وہاں شیخ بہادر علی صاحب نے روک لیا اور فرمایا کہ صبح کو جانا۔ غرض ہم تینوں ان کے مکان پر چلے گئے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے۔ رات کو خواب دیکھا جس کا کوئی بھی حصہ یاد نہیں رہا۔ مگر صبح کو طبیعت پر جو اثر تھا۔ وہ یہ تھا کہ جماعت رہٹ کی ٹنڈوں کی طرح اوپر نیچے ہو رہی ہے نماز فجر کے بعد میں نے مولوی صاحب سے عرض کی۔ کہ میں نے خواب دیکھا ہے گو وہ یاد نہیں رہا۔ مگر اس کا اثر طبیعت پر ایسا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مجھے بھی کچھ ایسا ہی اشارہ ہوا ہے۔ خدا خیر کرے۔ جماعت میں کوئی گڑبڑ نہ پڑ جائے۔ شیخ صاحب کے مکان سے نکل کر سٹیشن پر آئے۔ چونکہ گاڑی کے آنے میں کچھ دیر تھی۔ میں سٹیشن سے نکل کر راجپورہ ڈاکخانہ میں آ گیا۔ اور بابو مہر الٰہی صاحب احمدی سے پوچھا کہ دارالامان سے کوئی اخبار آیا ہے۔ جس کا جواب نفی میں ملا۔ پھر کہا کہ پیغام صلح آیا ہے۔ مگر اس میں عجیب مضمون ہے۔ میں نے اخبار کھولا سرسری نظر سے سارے مضمون پر نظر ماری۔ جس سے رات کے خواب کی تصدیق ہوگئی۔ اور گھبراہٹ زیادہ۔ چونکہ گاڑی آنے کو تھی۔ اس لئے بابو صاحب عرض کر کے کہ اخبار کو پرادر نہ بھیجنا (کیونکہ وہ اخبار پرادر کے بھائی کے نام تھا۔ اور بابو صاحب بھی پرادر کے ہیں۔ اس لئے اسے روک کر پڑھ لیتے تھے۔) سٹیشن پر آیا۔ اور میاں بدرالدین صاحب (یہ صاحب سرہند میں سب سے پہلے احمدیت کو قبول کرنے والے ہیں) سرہند آ گئے جب میں گھر پہنچا تو اہلیہ روٹی پکا رہی تھی۔ ان کو یہ خبر روح فرسا سنائی۔ جس کے سننے

کے بعد انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر مجھ سے سوال کیا۔ کہ خلیفہ کون ہوا۔ جس کا جواب میں نے دیا۔ کہ اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں آئی۔ اہلیہ نے بے ساختہ کہا کہ میاں ہوں گے۔ میں نے انہیں کہا کہ بندی خدا کی۔ تو میاں کو کیا جانے۔ جب تو دارالامان حاضر ہوئی تھی۔ اس وقت تو میاں حج کے واسطے گئے ہوئے تھے۔ جس پر اہلیہ ام نے جواب دیا۔ کہ دیکھ لینا خلیفہ میاں ہوں گے میں نے جواب دیا کہ خدا تمہاری زبان کو مبارک کرے مگر میں تو اس وقت تک جب تک دارالامان سے کوئی اطلاع نہیں آتی۔ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پھر میں نے برخوردار عبدالرحمٰن یحییٰ کو کہا۔ کہ بیٹا مجھے گھر سے گئے 7 یا 8 روز ہو گئے ہیں۔ ڈاک جو میری آئی ہے لاؤ۔ برخوردار شاید ان دنوں پانچویں چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا۔ اس نے بدر، الحکم، ریویو، اور خطوط دیئے۔ اور ایک وہ ٹریکٹ جو مولوی محمد علی نے حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات پر شائع کیا تھا دیا۔ اور یہ کہا کہ ابا جی یہ کیا ہے اور یہ کیا کہتا ہے۔ جس کا جواب میں نے دیا کہ بیٹا جب میں نے اس کو پڑھا ہی نہیں۔ میں اس کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں۔ کھانا کھاتے ہوئے میں نے اسے سرسری نظر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہی مضمون ہے جو میں صبح پیغام صلح میں پڑھ کر آیا ہوں۔ اور اصل حقیقت کا انکشاف اب تک کچھ نہیں ہوا۔ اس ٹریکٹ کو لے کر سکول پہنچا۔ رسس کے پیریڈ میں غور سے پڑھا۔ اب معلوم ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب جماعت میں سے خلافت اڑانا چاہتے ہیں۔ اب یہ فکر پڑا کہ جماعتوں کو اس فتنہ سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ چنانچہ دس بارہ کارڈ منگوا کر لکھے۔ جن کے جواب آئے۔ مگر صرف ایک جماعت سامانہ کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ کیونکہ وہاں کا سیکرٹری اس ٹریکٹ کے باعث ٹھوکر کھا چکا تھا۔ ہاں غوث گڑھ کی جماعت کی طرف سے مولوی عبداللہ صاحب مرحوم کا جواب آیا کہ کافر کنند دعویٰ حب مسیح من۔

دن پھر سرہند اور خانپور کی جماعت کے احباب آتے تھے۔ ان کو نماز جنازہ کی تاکید کر دی اور دعا کیلئے کہا۔ اور اس فتنہ کا ان کے پاس ذکر تک نہ کرتا تھا کہ مبادا کوئی ٹھوکر کھا جائے۔ نماز عشا پڑھ کر سو گیا۔ رات کو خواب ہاں فیصلہ کن خواب دیکھا اور وہ یہ ہے کہ

میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے بیرون باغ کے پاس سڑک پر کھڑا ہوں اور پاس کہیں رہٹ چل رہا ہے۔ صبح صادق ہونے کا وقت ہے دل میں خیال آیا۔ کہ نماز کا وقت ہونے کو ہے۔ وضو کر لو۔ چنانچہ کوئیں کے چوبچہ کے منڈیر پر بیٹھ کر وضو کیا۔ اور منڈیر سے نیچے اتر آیا۔ جب

وہاں سے چلنے کو تھا۔ معاً خیال آیا اور دل نے ملامت کی اور کہا کہ فجر کی نماز کا وقت ہونے کو ہے اور تو دارالامان سے جارہا ہے۔ نماز ادا کر کے جانا۔ چنانچہ وہ نظارہ بدل گیا اور میں اپنے آپ کو دارالامان میں اس جگہ پاتا ہوں جہاں پرانے زمانے میں یکہ خانہ تھا۔ میں وہاں سے مسجد مبارک کی طرف کو بھاگا۔ جب احمدیہ چوک میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں اس قدر لوگ کھڑے ہیں۔ کہ جہاں تک میری نظر جاتی ہے۔ لوگ ہی لوگ نظر آتے ہیں۔ میں ان کو دیکھ کر سوچتا ہوں کہ بار خدایا نماز کا وقت ہے مگر یہ لوگ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ مسجد میں کیوں نہیں جاتے۔ معاً خیال آیا۔ کہ محمد تقی جلدی کر۔ اگر یہ سب لوگ اوپر مسجد میں چلے گئے۔ تو مجھے مسجد میں جگہ کس طرح ملے گی۔ فوراً وہاں سے بھاگا۔ مسجد مبارک کے اندرونی زینہ سے اوپر مسجد میں پہنچا۔ اوپر دیکھتا ہوں کہ مسجد مبارک میں آقائے نامدار نبی اللہ حضرت مسیح موعودؑ مع ایک بچے کے تشریف فرما ہیں اور کچھ لوگ حلقہ باندھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ میں بھی ان میں جا بیٹھا۔ اب لوگ اوپر آنے شروع ہوئے اور مسجد پر ہوگئی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ دیکھوں مولوی محمد علی صاحب ہیں یا نہیں۔ چاروں طرف نظر دوڑائی کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد کی مغربی دیوار کے جنوبی کونے میں دبکے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اتنے میں حضرت نبی اللہ نے فرمایا۔ تکبیر پڑھو۔ خود مصلیٰ پر تشریف لے گئے۔ مصلیٰ پر بیشمار بل تھے جن کو خدا کے محبوب نے پیر مار مار کر نکال دیا۔ میں چونکہ صف اول میں تھا۔ میں نے مصلیٰ کا ایک کونہ پکڑ کر کھینچا۔ جس سے کچھ بل نکل گئے۔ اس طرح کرنے سے گو سب بل نکل گئے مگر پھر بھی چھوٹے چھوٹے بل باقی رہ گئے۔ حضرت اقدس نے نماز شروع فرمادی۔ اب میں نے پھر دیکھا کہ نماز کی کسی صف میں مولوی محمد علی صاحب ہیں یا نہیں ہر چند دیکھا مگر انہیں نماز کی صفوں میں نہ پایا۔ یہ دیکھ کر میں نے نیت باندھ لی۔ حضرت اقدس نے بعد فاتحہ سورہ ماعون پڑھی۔ یعنی ارأیت الذی یکذب بالدین......الخ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ اس رویاء کے بعد میں نے مولوی محمد علی صاحب کو جماعت احمدیہ میں شامل نہیں سمجھا۔ مولا کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے دستگیری فرمائی۔ اور ایسا کھلا رویاء دکھلایا۔

(از چٹھی مؤرخہ 4 جمادی الاول 1358ھ)

ان لوگوں سے مت ڈرو ان کا خوب مقابلہ کرو

(از جناب ڈپٹی میاں محمد شریف صاحب ریٹائرڈ ای اے سی لاہور)

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں عجیب نظارہ دکھایا۔ جس کو میں اپنے احمدی احباب کے غور کیلئے شائع کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ دیکھا کہ نہایت عظیم الشان عمارت کے قریب ایک عالی شان مسجد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول برحق مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور بابو غلام محمد صاحب فورمین ریلوے پریس لاہور حضرت ممدوحؓ کے قریب جا کر بیٹھ گئے۔ اور خاکسار بھی حضرت ممدوحؓ کے قریب جا کر بیٹھ گیا ہے۔ اس وقت حضرت ممدوحؓ نے فرمایا کہ آپ نے مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر سن لی ہے۔ اور ان کے دوسرے ہم خیال بزرگوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ ان لوگوں سے مت ڈرو۔ اور ان کا خوب مقابلہ کرو۔ یہ میرے ساتھ مقابلہ کرتے تھے۔ لیکن میں نے ان کو کہا تھا۔ کہ ایسا اختلاف مت کرو۔ اور حضرت ممدوح نے فرمایا۔ کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں۔ اور اپنے مال و دولت کے گھمنڈ میں ہیں۔ اور میں تو ٹاٹ پر علم پڑھانے والا آدمی ہوں۔ میرا ان کا کیا مقابلہ۔ پھر فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت سے الہامات میاں محمود کے متعلق ہوئے تھے۔ اور آپ نے اس عظیم الشان عمارت کی ایک طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس جگہ ان کو الہام ہوا تھا کہ میں صاحب بشیر ہیں۔ اور پھر اس عمارت کی دوسری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ فضل اور عمر ہیں (ان کو حضرت عمرؓ سے تشبیہ ہے) اور ایک طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ میاں صاحب کا نام محمود اور اللہ دین ہے۔ اس کے بعد میری نیند کھل گئی۔ صبح کے پانچ بجے کا وقت تھا۔ میری اس کے شائع کرنے سے صرف یہ غرض ہے کہ ہماری جماعت اس کو پڑھ لیوے۔ اور اس پر غور کرے۔ کسی کی مذمت یا مذلت کرنا میری نیت نہیں۔ میں سب بزرگوں کو واجب التکریم سمجھتا ہوں۔ والسلام

(منقول از اخبار الفضل نمبر 42 جلد 1 سال 1914ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت ایک ہی ہے

(از حضرت صاحبزادہ محمد طیب ابن حضرت سید عبداللطیف صاحب شہیدؓ)

بتاریخ لیل چہارشنبہ 31 مارچ 1926ء بہ شہر پشاور خواب بودم۔ کہ جناب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام را بخواب دیدم۔ جناب موصوف رو بطرف جنوب نشستہ بود گرداگرد مبارک تمام مردم افغاناں کے استادہ کے نشستہ بودند۔ ورو برو مبارک مایاں سہ نفر برادران عبدالسلام و احمد ابوالحسن و محمد طیب نشستہ بودیم۔ مگر نزدیک جناب اقدس علیہ السلام جناب ابوالحسن کہ حال باشندہ قادیان شریف است بود۔ دریں اثنا ما برادران از حضور مبارک درخواست بیعت رانمودیم۔ مگر آنحضرتؑ فرمودند کہ من برائے دیگر شخص اجازت مے دہم۔ کہ بیعت شمارا بکند مایاں فوراً دوبارہ برائے ہماں افغاناں گفتیم کہ شما بزبان اردو عرض مارا بحضور آنحضرت بکنید کہ ما بیعت خود حضرت را تقدس میدانیم بہ مجرد گفتن ما آنحضرتؑ جواب مارا بزبان اردو فرمودند کہ دربین بیعت من و ہماں شخص فرق نیست۔ دریں وقت فوراً من گفتم۔ کہ مراد آنحضرتؑ حضرت عالی خلیفۃ المسیح الثانی میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب ہستند۔ باز ما خاموش شدیم۔ دریں اثنا از ہماں افغانہا کہ بحضور آنحضرتؑ حاضر بودند۔ یکے از انہا نام مبارک آنحضرت را بدیں الفاظ گرفت کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فقط دیگر چیزے نگفت۔ ازیں گفتہ او یقین شد کہ آنحضرتؑ بہ ہمیں راضی ہست۔ حالانکہ آنحضرتؑ بطرف ہماں شخص بہ غور نظرے نمود۔ در عالم خواب بدل خود گفتم کہ ازیں سکوت آنحضرتؑ کہ درود بالائے او گفتہ مے شود۔ آنجناب منع نمے کند۔ حالانکہ درود گفتن بالائے رسولاں و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سنت ہست معلوم شد۔ کہ مولوی محمد علی و صاحبزادہ سیف الرحمٰن پشاوری در انکار نبوت آنحضرتؑ و خلافت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر غلط ہستند۔ دریں اثناء نظارہ بدل شدہ آنحضرتؑ از طرف خانہ آمد و رو برو بقبلہ بہ نماز خواندن مشغول شد۔ مگر تنہا بود کسے دیگر را ندیدم۔ فقط

تحریر یوم چہارشنبہ 31 مارچ 1926ء مطابق 16 رمضان المبارک 1344ھ محمد طیب احمدی بقلم خود

ترجمہ:۔ 31 مارچ 1926ء کی رات کو میں شہر پشاور میں سویا ہوا تھا۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ حضور جنوب کی طرف منہ کئے بیٹھے ہیں اور حضورؑ کے ارد گرد تمام افغان لوگ بیٹھے ہیں جن میں سے بعض بیٹھے ہیں اور بعض کھڑے ہیں۔ اور حضورؑ کے سامنے ہم تینوں بھائی عبدالسلام و احمد ابوالحسن و محمد طیب بیٹھے ہوئے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ حضورؑ کے قریب جناب ابوالحسن صاحب جو کہ اس وقت قادیان میں سکونت پذیر ہیں۔ بیٹھے ہیں اسی اثناء میں ہم تینوں نے حضورؑ سے بیعت کی درخواست کی۔ مگر حضور نے فرمایا کہ میں نے ایک اور شخص کو تمہاری بیعت لینے کی اجازت دی ہے۔ اس پر ہم نے فوراً ان افغانوں سے کہا کہ تم اردو میں حضور کی خدمت میں ہماری طرف سے عرض کرو۔ کہ ہم حضور کی بیعت کو مقدس سمجھتے ہیں۔ یہ کہنے پر حضور نے ہمیں اردو میں یہ جواب دیا کہ میری اور اس شخص کی بیعت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس وقت فوراً میری زبان سے یہ نکلا۔ کہ اس شخص سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہیں۔ پھر ہم خاموش ہو گئے۔ اسی اثناء میں ان افغانوں میں سے جو حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک نے آنحضور کا نام مبارک صرف ان الفاظ میں لیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے سوا کچھ نہ کہا۔ اس پر یہ کہنے سے مجھے پختہ یقین ہو گیا۔ کہ آنحضرتؐ اس پر راضی ہیں۔ حالانکہ آپ نے اس شخص کی طرف غور سے بھی دیکھا۔ میں خواب میں ہی اپنے دل میں کہتا ہوں کہ حضور پر درود پڑھنے پر حضور کے خاموش رہنے اور منع نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب پشاوری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے انکار کی وجہ سے غلطی پر ہیں۔ کیونکہ درود رسولوں اور انبیاء پر کہنے کی سنت ہے۔ اسی اثناء میں نظارہ بدل گیا۔ حضور گھر کی طرف سے تشریف لائے۔ اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے مگر تنہا تھے۔ کسی کو آپ کے ساتھ نماز پڑھتے میں نے نہ دیکھا۔ (الفضل نمبر 110 جلد 13 مؤرخہ 14 مئی 1929ء صفحہ 9)

خلیفۃ اللہ الصمد بشیر الدین محمود احمد

(از جناب ملک عزیز احمد صاحب قادیانی ہیڈ ڈرافس مین کوئٹہ)

میری پیدائش 18 جون 1896ء ہے۔ اس وقت میں اپنی عمر کے 43 سال گزار چکا ہوں چونکہ حضرت والد صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی ایام دعویٰ میں بیعت کر کے آغوش احمدیت میں آچکے تھے۔ اس لئے مجھے پیدائشی احمدی ہونے کے علاوہ اس بات کا بھی فخر حاصل ہے کہ میں صحابی ہوں کیونکہ جب حضورؑ کی وفات ہوئی اس وقت میری عمر 12 سال کے قریب تھی۔ میں نے حضورؑ کو اچھی طرح دیکھا۔ اور حضور کے کلام کو بھی سنا چنانچہ حضور کی زندگی کے واقعات جو مجھے اس عمر کے لحاظ سے یاد تھے۔ مختصراً اخبار الحکم کے پرچہ نمبر 33 جلد 41 مؤرخہ 28 ستمبر 1938ء بعنوان "حسن واحسان میں یکتا محبوب کی سیرت کے ٹکڑے" شائع ہو چکے ہیں۔

میں جب قادیان میں حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ تعلیم کیلئے آیا۔ وہ خلافت اولیٰ کا آخری سال تھا۔ بوجہ اس تعلق کے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ میرے نانا حافظ غلام محی الدین صاحب مرحوم اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے کے رضاعی بھائی تھے۔ میرے ساتھ بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتے۔ اور اکثر جب کبھی مجھے رخصتوں کے بعد واپس قادیان آنا ہوتا اور مسجد میں حضور درس دے رہے ہوتے اور میں ملاقات کیلئے حاضر ہوتا۔ تو حضور حاضرین سے میرا تعارف اپنا پوتا اور نواسہ کے الفاظ فرما کر کراتے کیونکہ حضرت والد صاحب مرحوم کی طرف سے بھی حضرت خلیفہ اولؓ سے تعلق تھا۔ میں عموماً بلا روک وٹوک آپ کے گھر آیا کرتا اس تعلق کی بناء پر اس وقت کے اکابرین سلسلہ بھی مجھ سے محبت کرتے۔ خصوصاً مولوی محمد علی صاحب اور مولوی صدر دین صاحب۔ جن دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ اور حضور کے وصال کا آخری دن تھا۔ اتفاق سے اس دن میں قادیان میں تھا۔ حالانکہ طلباء کو فائنل امتحان کا نتیجہ نکلنے پر رخصتیں ہوگئی تھی اور تمام طلباء روانہ ہو چکے تھے۔ حضور کے وصال کے دوسرے دن جب خلافت ثانیہ قائم کرنے کیلئے مسجد نور میں جلسہ منعقد ہوا۔ میں بھی اس میں شریک تھا۔ مختلف احباب کی تقاریر ہوئیں۔ مگر جب مولوی محمد علی صاحب تقریر کے لئے اٹھے۔ تو

شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے ان کو یہ کہہ کر کہ اب بیعت ہوتی ہے۔ تقریر کیلئے بند کر دیا۔ اس بات نے کہ مولوی محمد علی صاحب کو تقریر کا موقع نہیں دیا گیا۔ میرے دل پر بڑا اثر کیا۔ جس کی وجہ سے میں خلافت ثانیہ سے اس وقت محروم رہا۔ بلکہ پانچ سال اس کے بعد بھی میرے تعلقات غیر مبائعین سے رہے میرا اختلاف اس وقت کوئی عقائد کی بناء پر نہ تھا۔ بلکہ اکابرین کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے اور یوں بھی دیکھا جاوے۔ تو ہمارے غیر مبائعین حضرات نے جو علیحدگی اختیار کی۔ تو وہ کوئی عقائد پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ حضرت محمود خلیفۃ المسیح الثانی سے ذاتی بغض اور عناد رکھنے کی وجہ سے۔

ورنہ ان کے عقائد وہی تھے۔، جن سے اب وہ منحرف ہیں۔ خیر میں جب تیسرے روز گھر کو روانہ ہوا۔ تو چونکہ حضور کی وفات اور خلافت ثانیہ کے قیام کے متعلق اطلاعات تو بیرونی جماعتوں کو پہنچ چکی تھیں۔ (ان دنوں حضرت والد صاحب مرحوم کی ملازمت کا سلسلہ لائل پور تھا) وہاں کے کثیر حصہ جماعت نے خلافت ثانیہ کی بیعت کر لی۔ سوائے چند ایک اشخاص کے جن میں بدقسمتی سے میں بھی ایک تھا۔ پانچ سال کے بعد جب میری موجودہ شادی امرتسر میں ایک مخلص گھرانے میں ہوئی۔ اور میری بیوی جو مبائع تھی۔ اکثر اوقات میرے اور اس کے درمیان بحث تمحیص جاری رہتی۔

آخر کار میری بیوی نے استخارہ کرنے کو کہا۔ جس کو آخری حربہ کہنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے استخارہ کیا اور متواتر کچھ روز استخارہ کرنے کے بعد ایک روز جب تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر ذکر الٰہی میں مشغول تھا۔ اور میں اپنی شہادت اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ دیتا ہوں کہ مجھے کشفی رنگ میں دیوار پر نہایت پاکیزہ اور صاف سنگ مرمر کی قسم کے چوکھٹا میں اس طرح لکھا ہوا **بشیر الدین محمود احمد** دکھلایا گیا۔ اس وقت کی کیفیت کو میں اپنے الفاظ میں پورے طور پر بیان نہیں کر سکتا۔ اس کشف کا جب میں نے اپنی بیوی سے ذکر کیا۔ تو چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انشراحِ صدر اور اس کی تحریک پر فوراً میں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ یہ کشف مجھے راولپنڈی کے ایک مکان واقعہ محلہ قطب الدین کے نیچے کے مغربی حصہ میں دکھلایا گیا۔ اس مکان کا نچلا حصہ تمام کا تمام جماعت کیلئے وقف تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مکان اپنے اندر بہت برکات رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ مجھے خلافت ثانیہ سے وابستگی کی اللہ تعالیٰ نے اسی مکان میں توفیق عطا فرمائی اور اس لحاظ سے بھی کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی 1922ء کو ایک دفعہ سفر کشمیر کے

دوران میں جاتے ہوئے دو دن اور واپسی پر اک دن قیام فرمایا۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ حضور فروکش بھی اس جگہ ہوئے۔ جہاں مجھے کشفی رنگ میں حضور کا نام ایک چوکھٹا میں دکھلایا گیا تھا۔ اور پھر یہ کہ مجھے ہی حضور کو پنکھا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی کیونکہ گرمی کے ایام تھے کہاں یہ کہ میں پانچ سال خلافت سے برطرف رہا۔ اور کہاں میرے یہ دلی تاثرات کہ اس خدمت پر یہ خواہش کہ کاش میرے لئے ہمیشہ مخصوص ہو جاوے۔ میں اکثر اس مکان کو رویاء میں دیکھا کرتا ہوں یہ میں نہیں سمجھتا کہ کیوں۔ مگر میری یہ دلی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اگر توفیق عطا فرمائے۔ تو میں اس کو خرید کر ایک جماعتی یادگار قائم کر دوں۔ (از چٹھی مرقومہ 25 جون 19393ء)

بہشتی میوے تقسیم کرنے والا امام

(از جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب اخوند سندھی)

(تعارف) میں خاکسار عبدالعزیز ابن محمد صالح اخوند ساکن مٹاری ضلع حیدر آباد سندھ ہوں۔ میرے والد اخوند محمد صالح صاحب مرحوم اور میرے دادا اخوند مہر علی صاحب مرحوم دونوں حکیم اور زمیندار تھے۔ میرے پڑدادا حاجی حافظ عزیز اللہ صاحب اور ان کے بھائی خان بہادر اخوند حبیب اللہ صاحب مرحوم دونوں سندھ کے حاکم میروں کے وزراء تھے۔ اور اخوند حبیب اللہ صاحب مرحوم تو سات سال لندن میں بطور سفیر سندھ رہے۔ جب انگریزوں نے سندھ فتح کی۔ تو پھر یہ صاحب لندن سے واپس تشریف لائے۔ اور یہاں آ کر حکومت انگریزی میں ڈپٹی کلکٹر کے عہدے پر فائز رہے۔ ہمارے خاندان کے قبضہ میں بہت سی زمینیں ہیں اور وہ حکومت اور عوام کی نظروں میں بہت معزز سمجھا جاتا ہے۔

میں اس وقت سرکاری ملازم ہوں اور سولہ سال سروس پوری کر چکا ہوں۔ 1925ء میں بسلسلہ ملازمت میں عدن جا رہا تھا۔ اسی جہاز پر جناب ڈاکٹر حاجی خاں صاحب احمدی بھی میرے ہمسفر تھے۔ ان سے مجھ کو سلسلہ احمدیہ کی چند کتابیں پڑھنے کیلئے ملیں۔ جن کو میں نے پڑھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لایا۔

لیکن اس وقت مجھے یہ علم نہ تھا۔ کہ احمدیوں کی دو جماعتیں ہیں لیکن بعد میں جب مجھے اس کا علم

ہوا۔ تو میں تحقیق اور تفتیش کی طرف متوجہ ہوا کہ ان دونوں جماعتوں میں سے کون حق پر ہے۔ ایک سال تک میں ہر دو جماعتوں کی اخباریں اور دیگر کتب پڑھتا رہا۔ اور سوچتا رہا۔ لیکن کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ تب میں دعاؤں میں لگ گیا۔ کہ اے خدا تو نے ہی مجھے ہدایت دی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت بخشی ہے اب تو ہی مجھ پر رحم فرما اور جو جماعت حق پر ہو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ عقائد کی سچی پیروکار ہو۔ اور ان کے نمونہ پر قائم ہو اس کا مجھے علم بخش۔ اور اس کے ساتھ مجھے شامل کر کے مجھ پر احسان فرما۔ یہ دعا سارا رمضان شریف مانگتا رہا۔ آخر 27 رمضان کی رات کو مجھے ایک رویاء دکھایا گیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم ہے جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے میں نے واقعی یہ رویاء دیکھا تھا۔ اگر میں نے یہ رویاء بیان کرنے میں جھوٹ بولا ہو۔ تو خدا کا عذاب مجھ پر نازل ہو۔

''میں نے دیکھا کہ شہر مٹاری جو کہ میرا گاؤں ہے۔ اس میں اپنے مکان کے دروازہ پر جو کہ برلب سڑک ہے۔ میں بیٹھا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اونٹ آرہا ہے۔ اس کے اوپر دونوں طرف گٹھڑیاں لٹک رہی ہیں اور اوپر ایک شخص بیٹھا ہے۔ اونٹ میری طرف آرہا تھا۔ جب عین ہمارے مکان کے سامنے آیا۔ تو جس جگہ میں بیٹھا ہوا تھا میرے ذرا سامنے وہ بیٹھ گیا۔ تب میں نے دیکھا کہ یہ سوار سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ میں کھڑا ہو گیا۔ اور آگے بڑھ کر مصافحہ کیا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ گٹھڑیاں اتارو۔ میں نے وہ گٹھڑیاں اتاریں تو دیکھا کہ ان میں ہر ایک قسم کا پھل ہے۔ کسی میں انار ہیں، کسی میں سیب، کسی میں انگور، کسی میں آم۔ غرضیکہ ہر قسم کے میوے غیر معمولی انداز میں موجود ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ یہ اپنے گاؤں والوں کو بانٹ دو۔ تب میں نے پلیٹیں بھر بھر کر سارے شہر میں وہ پھل بانٹ دیا۔ پھر میں حضرت صاحب کو لے کر اپنے مکان میں چلا گیا۔ میں حضور کے سامنے بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضرت صاحب نے اپنی جیب سے گھڑی نکالی۔ تو دیکھا کہ اس کا ایک ہینڈل ٹوٹا ہوا ہے۔ میں نے جھٹ سے اپنی جیب سے گھڑی نکال کر حضور کے سامنے رکھ دی۔ اور عرض کی۔ کہ حضور یہ گھڑی آپ رکھ لیں۔ چنانچہ حضور نے گھڑی مجھ سے لے کر اپنے پاس رکھ لی۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔''

تعبیر:۔ یہ رویاء میں نے حضرت صاحب کو لکھ بھیجا تھا۔ حضور نے اس کی یہ تعبیر بیان فرمائی کہ

اونٹ تعلیم اسلام کا نشان ہے۔ چونکہ تعلیم پہلے عربستان والوں کو ملی اور پھر اونٹوں پر وہ تعلیم وہاں سے چل کر دنیا میں پھیلی۔ پھل جنت کے میوے ہیں۔ اور گھڑی کے ایک ہاتھ ٹوٹنے کا یہ مطلب ہے کہ وقت ضائع ہوا ہے۔ اور یہ صحیح بات ہے کہ غیر مبائعین کے فتنہ کی وجہ سے جماعت کا وقت بھی ضائع ہوا اور میرا بھی ایک سال تفتیش اور تحقیق پر صرف ہوا۔ غرضیکہ مجھے اس رویاء کے دیکھنے کے بعد خلافت ثانیہ کی حقانیت پر پورا یقین حاصل ہوا۔ اور پھر کبھی شک نہیں ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

(از چٹھی مرقومہ 13 جولائی 1939ء)

حضرت مسیح موعودؑ کا کام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کرتے ہیں

(از جناب مستری مہر دین صاحب محلہ دارالفضل قادیان)

اللہ کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ یہ جو کچھ لکھا ہے بالکل صحیح ہے۔ 1936ء میں میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں اپنے کارخانہ آرا مشین میں ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملنے کیلئے حضورؑ کے مکان پر مرزا سلطان احمد صاحب والی گلی سے جو دروازہ ہے۔ داخل ہوا ہوں اور وہاں سے سیڑھیوں پر چڑھ کر اوپر حضور سے ملنے کیلئے گیا ہوں۔ اوپر چڑھ کر میں نے حضورؑ کو ایک جگہ مشرق سے مغرب کی طرف لکھتے ہوئے اور ٹہلتے ہوئے دیکھا دوسری طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود ہیں۔ مگر درمیان میں ایک لکڑی کا پردہ ہے۔ جو قریباً چھ فٹ اونچا ہے۔ اور بیس فٹ قریباً لمبا ہے۔ پردہ کے دائیں طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں میرے دل میں یہ خیال ہے کہ حضرت اقدسؑ فوت نہیں ہوئے تھے۔ حج کرنے کیلئے حضور تشریف لے گئے تھے۔ اور اب حضور واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اور حضور اپنے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اپنی جگہ کام کرنے کیلئے مقرر کر گئے ہیں۔ اور اب جو آ کر دیکھا ہے کہ کام اچھا ہو رہا ہے۔ حضور نے یہی پسند فرمایا ہے کہ حضور کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہی کام کریں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور گوشہ نشین ہو گئے ہیں۔ اور ترقی اسلام کا جو کام کرنا ہوتا ہے۔ وہ حضرت خلیفہ ثانی کو حکم دیتے ہیں۔ وہ وہی اسے سرانجام دیتے ہیں۔

(از چٹھی مرقومہ 24 جولائی 1939ء)

تخت پوش

(از جناب ظہور الدین صاحب بٹ وکیل اجنالہ)

منکہ ظہور الدین بٹ بی ایس سی ایل ایل بی وکیل اجنالہ ولد خواجہ رحیم بخش صاحب مرحوم ساکن اجنالہ ڈاکخانہ خاص ضلع امرتسر کا ہوں۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنے خواب تحریر کرتا ہوں۔ جو میں نے مختلف اوقات پر دیکھے۔ اور جن کی بناء پر مجھے سلسلہ عالیہ احمدیہ اور خلافت حقہ ثانیہ کے متعلق انشراح صدر پیدا ہوا۔

(۱) کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دیوار خام ہے جو کہ بوسیدہ ہو چکی ہے۔ اس دیوار کے ساتھ لگا ہوا ایک لکڑی کا اونچا تخت پوش ہے۔ اس تخت پوش پر کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔ ایک کونہ پر حضرت مسیح موعود تشریف فرما ہیں۔ میں حضور کی خدمت میں پیش ہوا۔ السلام علیکم عرض کی۔ حضور نے وعلیکم السلام فرمایا۔ اور مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ ہم آپ سے بہت خوش ہیں۔...... عنقریب جمعہ میں شامل ہوں گے یہی کیفیت تھی کہ جاگ اٹھا۔ اس خواب کی تعبیر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالی کہ دیوار خام جو بوسیدہ نظر آتی ہے۔ دین اسلام ہے۔ جو مسلمانوں کے عقائد اور اعمال کی وجہ سے بوسیدہ معلوم ہوتا ہے۔ لکڑی کا اونچا تخت پوش سلسلہ عالیہ احمدیہ ہے۔ جو دیوار اسلام کو سہارا دینے کیلئے قائم کیا گیا ہے۔ تخت پوش پر جو کتابیں ہیں۔ وہ تصنیفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ جن کے ذریعہ سے اسلام کو تقویت دی گئی ہے۔ چنانچہ میں نے اس خواب کو دیکھنے سے چند روز بعد بیعت کا خط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں ارسال کیا:۔

کاغذی گولیاں

(۲) نیز خواب میں دیکھا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ ہال بازار امرتسر میں ایک موٹر کار پر کھڑے تقریر فرما رہے ہیں۔ لوگ ارد گرد کھڑے ہیں۔ فوراً ہی ایک اور موٹر کار جس میں ایک سکھ مجسٹریٹ تھے آ پہنچی۔ مجسٹریٹ صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ جلسہ منتشر ہو جائے۔ ورنہ گولی

چلادی جائے گی۔۔اس فقرہ کے ختم کرنے کے معا بعد گولی چلادی گئی۔ میں بھی مجمع میں ایک طرف کھڑا تھا۔ گولیوں کے چلنے سے ایسی آواز پیدا ہوئی جیسے کہ کاغذوں کے پرزوں کے ہلنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور بطور امر واقعہ کاغذ کے پرزے ادھر ادھر بکھرتے دکھائی دیئے کسی کو تکلیف گولی چلنے سے نہ ہوئی۔ اس کے بعد دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بدستور اپنی کار میں کھڑے ہیں۔ یہی کیفیت تھی کہ جاگ اٹھا۔ (از چٹھی مرقومہ 21 جون 1939ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتداء میں

(از جناب مولوی صدرالدین صاحب مولوی فاضل مجاہد تحریک جدید)

(۱) منکہ صدرالدین مولوی فاضل جامعہ ولد مستری خیر دین صاحب ساکن قادر آباد متصل قادیان ضلع گورداسپور کا ہوں۔

خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل کشوف اور خوابیں واقعی اور یقینی طور پر دیکھی ہیں۔ اگر خاکسار نے اس میں کچھ ملایا ہے۔ تو خاکسار پر اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو۔

تقریباً عرصہ چار سال کا ہوا ہوگا کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کسی جلسہ کیلئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور آپ کے ذرا پیچھے ساتھ ساتھ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی بھی جا رہے ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سے لوگ ہیں۔ میرے بھائی فخر الدین صاحب بھی ساتھ ہیں اور میں بھی پیچھے پیچھے جا رہا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے اونچے معلوم ہوتے ہیں۔

احترام خلافت

(۲) جن دنوں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری وغیرہ کا اخراج ہوا تھا۔ انہی دنوں ایک دن بوقت ظہر خاکسار نے رویاء دیکھی کہ حضرت امیر المومنین نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی کام

کرنے کیلئے کہا ہے تو حضور جھک کر اس کام کو کرتے ہیں۔ تب خاکسار نے تعجب سے دل میں کہا۔ کہ اوہ! حضرت مسیح موعود علیہ السلام باوجود بڑے ہونے کے حضرت امیر المومنین کا حکم مانتے ہیں۔ تب خاکسار بیدار ہوگیا۔ (از چٹھی مرقومہ 24 جولائی 1939ء)

کیا دیکھتے ہو محمود کا ہاتھ ہے بیعت کرو

(از جناب بابو عبدالکریم صاحب مغلپورہ لاہور)

(تاریخ ٹھیک طور پر یاد نہیں۔ غالباً خلافت اولیٰ کے آخری ایام تھے۔) دیکھا ایک بہت بڑا وسیع میدان ہے۔ جس میں ایک ہلکا سا پردہ لگا ہوا ہے۔ جس جگہ پردہ ہے وہ بہت بلند جگہ ہے۔ اور دوسری بہت نیچی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسا کہ نچلی جگہ سے دریا زمین چھوڑ گیا ہے۔ میں نچلی جگہ میں کھڑا ہوں۔ یک لخت پردہ کے درمیان سے ایک ہاتھ نچلی جگہ کی طرف نمودار ہوا۔ جو اس قدر روشن ہے۔ کہ اس کی مثال دنیا میں میرے دیکھنے میں نہیں آئی۔ سمجھنے کیلئے بجلی کے کئی وارڈ کا انڈا تصور ہوسکتا ہے۔ مگر وہ روشنی ٹھنڈی فرحت افزا تھی۔ میں اس روشنی کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ آواز آئی۔ کیا دیکھتے ہو۔ محمود کا ہاتھ ہے بیعت کرو۔ میرے دل میں محسوس ہوا۔ کہ یہ حضرت ام المومنین کی آواز ہے۔ (از چٹھی مرقومہ 28 جون 1939ء)

امیر المومنین خلیفۃ اللہ

(از جناب ملک محمد عبداللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

یہ خواب میں نے 15/ اکتوبر 1936ء کو دیکھی تھی۔ اس وقت میں ریاست چمبہ میں تبلیغ کے سلسلہ میں متعین تھا۔ جس وقت میں نے یہ خواب دیکھی۔ رات کے پچھلے پہر ساڑھے تین بجے کا وقت تھا۔ اس خواب کے دیکھتے ہی میں بیدار ہوگیا۔ اور میرے دل کی اس وقت عجیب سی کیفیت تھی۔ میں خوابیں لکھنے کا عادی نہیں ہوں۔ ساری عمر میں غالباً یہی خواب میں نے لکھی تھی۔ جس کی وجہ محض یہ تھی کہ اس خواب کا مجھ پر خاص اثر تھا جس کی کیفیت کچھ اس وقت طبیعت ہی محسوس کرتی تھی۔ اب اسے تحریر میں لانا میرے بس کی بات نہیں ہے۔

دیکھا حضرت امیر المومنین مشرقی افریقہ تشریف لے جارہے ہیں۔ پہلے تو میں اپنے آپ کو قادیان میں ہی حضور کے پاس سمجھتا ہوں۔ مگر پھر کیفیت یہ ہوتی ہے کہ آپ افریقہ کی بندرگاہ پر اترتے ہیں۔ تو میں وہاں پر پہلے ہی سے استقبال کیلئے موجود ہوں۔ اس کے بعد حضور اور اس کے ساتھ یہ خادم وہاں سے چلتے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ کمپالہ شہر ہے۔ گلیاں بڑی فراخ اور صاف ہیں۔ اور مختلف مشینوں کے چلنے کی آواز آتی ہے۔ پیدل حضور تشریف لے جارہے ہیں۔ اور میں ایک قدم پیچھے چل رہا ہوں۔ تھوڑی دیر میں ایک گلی میں شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ افریقہ حضور کو آکر ملتے ہیں۔ اور وہاں حضور کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ایک شخص وہاں آتے ہیں۔ جو بالکل سابق شاہ حبش معلوم ہوتے ہیں۔ شیخ مبارک احمد صاحب ان کو مخاطب ہوکر عربی میں کہتے ہیں هذا خليفة المسيح اس پر میں صرف اتنا کہتا ہوں۔ امیر المومنین خليفة المسيح معاً بعد وہ شاہ افریقہ کہتے ہیں۔ بل خليفة الله اور آگے بڑھ کر حضور کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے ہیں۔ میں اس وقت اپنے دل کی خوشی کا اندازہ نہیں کرسکتا اور دعا مانگتا ہوں۔ الٰہی تو ان کو احمدی بنادے۔ اور توفیق دے کہ حضور کی بیعت کرلیں۔ اس کے بعد وہ وہاں سے روانہ ہوتے ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور واپس تشریف لے گئے ہیں۔

(از چٹھی مرقومہ 9/اکتوبر 1939ء)

حضرت امیر المومنین فضل عمر مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ کی شبیہہ مبارک خدا تعالیٰ نے چار سال پہلے بحالت کشف دکھائی

(از جناب لالہ کلیان داس صاحب رئیس ملتان)

"مختصراً عرض یہ ہے کہ مجھے خان پور سٹیشن پر اطلاع ملی کہ حضرت صاحب میل ٹرین میں سفر فرمارہے ہیں۔ مجھے ان کے ایک مرید کے خلاف کچھ شکایت کرنے کی سوجھی اور میں اس جذبہ کے زیر اثر ان کے سیکنڈ کلاس کے ڈبہ کے سامنے آموجود ہوا۔ وہاں مجھے ایک صاحب بنام مسٹر عمر علی صاحب

کھوکھر جو شاید مجھے جانتے تھے ملے اور مجھے حضور کے پیش کیا۔ وہاں ان کی طرف نظر کرتے ہی معاملہ اور ہو گیا۔ مجھے شکایت وغیرہ کرنی بھول گئی۔ اور میری آنکھوں کے سامنے ایک حقیقت آشکارا ہو گئی۔ اور میں اسی طرح واپس اپنے ڈبہ میں چلا گیا۔ وہاں جا کر میں دیدہ ودانستہ کئی قسم کے شکوک اٹھاتا رہا۔ اور پھر ڈیرہ نواب ریلوے سٹیشن پر ان کے ڈبہ کے سامنے آموجود ہوا۔ اس وقت میرے شکوک دور ہو گئے۔ اور میں پھر واپس اپنے ڈبہ میں چلا گیا۔ وہاں جا کر بہت سوچتا رہا۔ لیکن دل اور دماغ نے ہرگز ہرگز نہ مانا۔ کہ میں غلطی پر ہوں آخر پھر سمہ سٹہ ریلوے سٹیشن پر مزید تصدیق کرنے کیلئے ان کے ڈبہ کے سامنے آیا۔ اور پھر بہاول پور سٹیشن پر مسٹر عمر علی صاحب کھوکھر سے عرض کیا کہ یہ شکل میرے لئے نئی نہیں ہے۔ میں نے یہی شکل اپنے اندر پہلے دیکھی ہوئی ہے۔ اور ہر سٹیشن پر دل کے شکوک دور کرنے کیلئے میں آموجود ہوتا تھا۔ لیکن انہوں نے توجہ نہ دی۔ اور میں پھر واپس اپنے ڈبہ میں چلا گیا۔ لیکن مجھے حد درجہ بے چینی اور بیقراری تھی۔ کیونکہ میں اس معاملہ کو حضرت صاحب کے پیش کر کے کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔ آخر لودھراں سٹیشن پر آپ نے میری استدعا پر مہربانی فرمائی اور حضرت صاحب سے اجازت لے کر مجھے اس ڈبہ میں بیٹھنے دیا۔ جو نقشہ آپ نے میرا وہاں دیکھا۔ وہ آپ پر بخوبی عیاں ہے۔ میرے آنسو جاری تھے۔ اور ہچکی بندھ گئی تھی منہ سے بات بھی نہیں نکلتی تھی۔ حضرت صاحب نے محبت سے اپنے پاس بٹھا کر مجھے تسکین دی۔ اور پوچھنے کو فرمایا۔ یہ بھی ایک معجزہ تھا۔ بھلا میرے جیسا نڈر آدمی اور ایک خدا پرست کے سامنے جھجکے۔ لیکن میری اندرونی حالت کا مجھے ہی علم تھا۔ اس وقت آپ لوگوں کو اس کا احساس نہیں تھا۔ میں جانتا تھا کہ میں کسی مقدمہ میں بطور ملزم سیشن سپرد نہیں تھا۔ بلکہ میں سمجھتا تھا کہ میں ایک سچی سرکار کے سامنے ہوں۔ یہ ان کا جلال تھا۔ اور روحانی طاقت تھی۔ جس کا مجھ پر اس قدر گہرا اثر تھا۔ کیونکہ پچھلا گزرا ہوا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے تھا۔

وہ نقشہ کیا تھا جو کہ میں حضرت صاحب کے سامنے عرض کیا تھا۔ عرصہ چار سال کا ہوا ہے کہ میں کربلا معلیٰ، نجف اشرف، کوفہ، کاظمین، بغداد شریف وغیرہ زیارتوں پر گیا تھا۔ میں ہر ایک درگاہ میں گھنٹوں بیٹھ کر استدعا کیا کرتا تھا۔ کہ مجھے اندرونی تسکین ملنی چاہئے۔ اور کاظمین میں ضرور میں نے اپنے اندر نور ہی نور دیکھا۔ اس قدر شانتی مجھے زندگی بھر میں آج تک کسی جگہ محسوس نہیں ہوئی۔ اور مجھے ڈیڑھ گھنٹہ اس قدر رونا آیا۔ کہ میں خود حیران تھا۔ کہ رونے کی بات تو کوئی نہیں۔ خواہ مخواہ کیوں رونا

بے ساختہ آ رہا ہے۔ یہ بھی ان کا ایک معجزہ تھا۔ خیر۔

میں تخت قیصرہ دیکھنے کیلئے بغداد شریف سے گیا۔ اور جب وہاں میں سلیمان[1] فارسی صاحب کی درگاہ میں گیا۔ تو مجھے بہت شانتی نصیب ہوئی۔ میں نے وہاں کھڑے ہو کر اور آنکھیں بند کر کے استدعا کی۔ تو مجھے صاف زیارت نصیب ہوئی۔ یہ وہی شکل تھی جو چار سال کے بعد خانپور سٹیشن پر نظر پڑی۔ جس وجہ سے مجھے سخت حیرانی ہوئی۔ اور یہی وجہ تھی کہ میں ہر ایک سٹیشن پر آپ کے ڈبہ کے سامنے آ کھڑا ہوتا تھا۔ او پھر جا کر سوچتا تھا۔ میں سلیمان فارسی کی درگاہ میں بھی ہوش وحواس میں تھا۔ اور خانپور سٹیشن پر بھی ہوش وحواس میں تھا۔ سلیمان فارسی کی درگاہ پر بھی گو مجھے شک کی گنجائش نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی انسانی فطرت ہے۔ میں وہاں سے بغداد آ کر سوچتا رہا۔ کہ یہ کیا ماجرا ہے پھر دل یہی جواب دیتا تھا۔ کہ یہ کسی کا تصور نہیں ہے۔ کیونکہ کسی شکل کا کوئی انسان تمام عراق میں نہیں دیکھا۔ پھر تصور کیسے ہو سکتا ہے۔

غرضیکہ بغداد میں شام کو دریا کے پل پر سے گزرتے وقت جب میں ہوٹل میں واپس جا رہا تھا۔ تو میرے ایک دوست نے جو بصرہ سے میرے ساتھ وہاں گئے ہوئے تھے۔ پوچھا کہ آج میں چپ کیوں ہوں۔ میں اپنے سرور میں غرق تھا۔ مگر ان کی رائے لینے کی خاطر میں نے ان سے ذکر کیا۔ اس وقت میں سر نیچا کئے چلا جا رہا تھا۔ چند قدم چلنے کے بعد جب میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے وہی شکل تشریف لا رہی ہے۔ اور پیچھے چار[2] آدمی بھی ہیں۔ میں نے اپنے دوست کو اشارہ کر کے کہا۔ یہی صاحب ہیں۔ اس وقت بھی تو میں نے اچھی طرح دیکھ لیا۔ لیکن وہ ہوا میں غائب ہو گئے اور میرے دوست کو زیارت نہ ہوئی میں نے پھر سمجھا کہ میں غلطی پر نہیں ہوں۔

اس شکل اور حضرت صاحب کی شکل وصورت میں ایک بال تک کا بھی فرق نہیں ان کے سامنے جانے سے سلیمان فارسی والا نقشہ سامنے آ جانا بھی ایک معجزہ تھا۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کل کا معاملہ ہے۔ ایسی یاد تازہ ہو گئی تھی۔ میں نے بہت خلاف سوچا۔ لیکن دل ودماغ اور ضمیر نے صاف طور

---

[1] اصل نام سلمان فارسی ہے۔ یہ صاحب چونکہ صحیح تلفظ نہیں جانتے اس لئے انہوں نے اپنے خطوط میں بار بار سلیمان لکھا ہے

[2] عجیب بات ہے کہ جب انہوں نے حضرت امیر المومنین کو اپنا کشف ریل گاڑی میں سنایا اس وقت بھی حضور کے ہمراہ چار آدمی ہی تھے۔ یعنی صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، ملک عمر علی صاحب کھوکھر ملتان، غلام محمد صاحب اختر سٹاف وارڈن اور خاکسار راقم (حشمت اللہ)

پر کہا کہ یہ وہی شکل ہے۔ اصل میں شکل تھی بھی وہی۔

وہاں سے میں ایران گیا اور بہت شہر دیکھے۔ بلوچستان وغیرہ، ہندوستان کا چپہ چپہ دیکھا۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد لاکھوں انسانوں کو دیکھا۔ لیکن کبھی محسوس نہیں کیا کہ وہ شکل یا اس سے ملتی جلتی کوئی شکل نظر آئی ہو۔ صرف یہی ایک شکل تھی جو بالکل وہی تھی۔ جو سلیمان فارسی کی درگاہ میں میں نے دیکھی تھی"۔

(منقول از ٹریکٹ صداقت احمدیت کے متعلق ملتان کے ایک ہندو رئیس کا بیان، مرتبہ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج نور ہسپتال قادیان)

نورعلیٰ نور

(از جناب عبدالمغنی خاں امیر جماعت احمدیہ محمود آباد ضلع جہلم)

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل خوابیں سچی ہیں:۔

(۱) 6فروری 1933ء کی شب کو جبکہ میری عمر قریباً تئیس سال کی تھی۔ میں نے اپنے آپ کو قادیان دارالامان کی اس گلی میں دیکھا۔ جو جامعہ احمدیہ سکول سے سیدھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھروں کو جاتی ہے۔ اور میں جامعہ احمدیہ سکول کے نزدیک ہی تھا۔ وہاں سے جب میں نے اپنا رخ سیدھا حضرت صاحب کے مکانوں کی طرف کیا۔ اس وقت میں محبت بھرے الفاظ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تعریف کر رہا تھا۔ تو میں نے فوراً دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایک نور علی نور صورت میں (دور) میرے سامنے آئے ہیں۔ حضور کے ہر دو رخسار مبارک سے نور کے چشمے پھوٹ رہے تھے۔ جن کی بکثرت شعاعیں میری آنکھوں تک پہنچ کر سرور پہنچا رہی تھیں۔ وہ نور کی بکثرت شعاعیں جو حضرت اقدس کے ہر دو رخسار مبارک سے نکل رہی تھیں۔ وہ اپنی چمک وغیرہ کے لحاظ سے انجن کے سامنے والی بجلی کی بیٹری کے مشابہ تھیں۔ لیکن ویسے انہیں ان کے ساتھ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت حضور مفتی فضل الرحمٰن کے مکانوں کے نزدیک کھڑے ہوئے تھے۔ بعدہ میں نے دیکھا کہ میرے سامنے ایک لسٹ لکھی ہوئی ہے۔ اس پر کچھ دوستوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوا کہ یہ تمام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی حفاظت کیلئے مامور کئے گئے ہیں۔ ناموں کے ساتھ ان کے عہدے بھی

درج ہیں۔ وہ عہدے ایسے ہیں جیسے G I اور ایگزیکٹو کونسل کے ممبروں کے ہیں۔ اور ان میں سے ایک کا نام شاید مظفر الدین ہے۔ اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ پھر میں نے جب اپنا رخ مغرب کی طرف کیا۔ تو ایک برتن میں سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے بعد وہاں سے دو آدمی چلے گئے۔ اور پیچھے ہٹ کر انہوں نے کہا کہ یہاں سے نور نکلتا ہے۔ میں اس وقت ایک عجیب حالت میں تھا۔ بعد میں ایک طرف کو گیا۔ تو مجھے شاید مولوی محمد شفیع صاحب اسلم ملے۔ انہوں نے کہا۔ دیکھو وہ شخص (جس کا نام اوپر درج ہے) وہ تمہاری رہبری کرے گا۔ کیونکہ اس نے جو کچھ دین و دنیا میں حاصل کیا ہے۔ وہ حضرت صاحب کی متابعت سے کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوا۔ کہ وہ میری رہبری کر رہے ہیں۔ پھر میں حضور کے ساتھ حضور کے اس کنواں کی طرف جو مسجد نور کے پاس ہے گیا۔ وہاں کچھ دوست پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں ایک تخت بچھا ہوا دیکھا۔ جس پر لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تمام ادب کی خاطر اٹھ کھڑے ہوئے تب میں نے کچھ سوال لکھے ہوئے حضور کے پیش کئے۔ اس وقت میرے دل میں حضرت کی محبت انتہا درجہ تک تھی۔ ساتھ ہی ڈر بھی تھا۔ شاید میرے آنسو بھی بہہ رہے تھے۔ میرا سوال یہ بھی تھا کہ جو میں چاہتا ہوں حضور وہ بھی مجھے سمجھائیں۔ جو میں نے حضور کو بتلایا نہیں تھا۔ حضور اسی تخت پر بیٹھ گئے اور میں بھی اس پر بیٹھ گیا۔ حضور نے جو کچھ میں سمجھنا چاہتا تھا۔ سمجھایا۔ اور حضور کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ جس پر میں نے کچھ لکھا ہوا تھا۔ بعد میں شمال کی طرف گیا۔ وہاں پہاڑ اور پہاڑیاں تھی۔ میں نے اپنے آپ کو ایک راستہ پر جاتے ہوئے دیکھا۔ جس کے دائیں جانب ایک مصفا چمکتے ہوئے پانی کی نہر تھی۔ جو قادیان کی جانب سے آتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ دوسری طرف پہاڑیاں تھیں اور ان کے ورے بلند پہاڑ تھا۔ اس وقت خیال آیا۔ کہ میں کوہ طور پر ہوں۔ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی ہوئے تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہاں دو لڑکیاں ہیں۔ ان سے پوچھا کہ کوہ طور کہاں ہے انہوں نے کہا کہ طور یہی ہے۔ پھر مجھے وہ آیت یاد آئی۔ فلما اتٰها نو دی من شاطیء الواد الایمن فی البقعة المبٰركة من الشجرة ان يٰموسیٰ انی انا الله رب العالمين (سورہ قصص آیت 31)

نوٹ:۔ یہ یاد نہیں رہا کہ آیا میں نے یہ آیت پڑھی تھی یا کہ صرف مجھے یہ آیت یاد ہی آئی۔ اور اس کی طرف خیال گیا۔ اور دل میں کہا کہ وہ درخت کہاں ہے۔ میں نے اس کی تلاش کی۔ اور یوں معلوم ہوا کہ پاس کا درخت وہی ہے۔ (از چٹھی مرقومہ 19 جولائی 1939ء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری میں

(از جناب میاں محمد حسین صاحب ولد میاں محمد بخش قوم راجپوت سیالکوٹ)

میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اور اس کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں اپنے رویاء اور الہام اور کشوف میں کسی قسم کی اپنی طرف سے ذرہ بھر جھوٹ کی ملاوٹ نہیں کروں گا۔ کیونکہ ایسا کام لعنتیوں کا ہوتا ہے۔ سچ سچ تحریر میں وہی لاؤں گا جو میں نے دیکھا ہوا ہے۔ ہاں اگر کوئی کچھ کسی الہام یا رویاء میں سہواً غلطی ہو جائے۔ تو میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے اس کو صحیح کر دیوے میری عمر اس وقت پچاس سال سے متجاوز ہے۔ غالباً دو سال یا کچھ کم وبیش اوپر ہوگی۔ اور غالبا 23 یا 24 سال بیعت میں داخل ہوئے ہو چکے ہیں۔ احمدیت میں داخل ہونے کے بعد میری روحانیت میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ اور پھر مجھ پر اللہ تعالیٰ کی یہ بھی مہربانی ہے کہ میرا تمام کنبہ سوائے ایک بھائی کے احمدیت میں داخل ہے میرے والد صاحب اور والدہ صاحبہ بھی احمدی تھے۔ میرا تمام احمدی کنبہ متقی اور پرہیز گار ہے۔

ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور میرا ایک دوست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری میں گئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرسی پر متمکن تھے۔ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاید کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں تو خاموش رہا۔ لیکن میرے دوست نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ جناب اس وقت فرقہ بندی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے۔ ہاں فرقے تو ہیں۔ آگے جو کچھ آپؐ نے فرمایا۔ وہ مجھے یاد نہیں۔ ہم دونوں دوست کچھ مدت کچہری میں کھڑے رہے اور پھر میں بیدار ہو گیا تو مجھے محسوس ہوا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ہم سے ناراض تھے۔ کیونکہ جب ہم کچہری میں حاضر تھے اس وقت چہرہ مبارک پر کچھ ناراضگی کے آثار نمودار تھے۔ اس وقت میں اور میرا دوست غیر احمدی تھے۔

(۲) میں رات کو سویا ہوا تھا کہ دو آدمی چوکیدار یا سپاہی نیلے لباس والے میرے پاس آئے۔ ایک نے دایاں بازو اور دوسرے نے بایاں بازو پکڑ کر مجھے ہوا میں اڑاتے ہوئے دکن کی جانب لے چلے۔ جب میں فضا میں اڑتا ہوا ان کے ساتھ جاتا تھا بازو پکڑے ہوئے۔ تو مجھے درختوں کی ٹہنیاں

میرے پاؤں کو لگتی تھیں اور پھر میں اپنی چارپائی پر بیدار ہوا۔ تو تعجب کرتا تھا۔ لیکن پھر اونگھ آئے تو پھر ہم اڑتے ہوئے ایک شہر میں مغربی جانب بازار میں داخل ہوئے۔ ایک مکان کے پاس جا کر جس کا دروازہ باہر کی جانب جنوب میں تھا۔ مجھے ان سپاہیوں نے زمین پر اتار کر اشارہ کیا۔ کہ اندر چلے جاؤ۔ اور وہ نیلے لباس والے چوکیدار دروازے کے پاس کھڑے ہوگئے۔ جب میں اندر گیا۔ تو سامنے ایک عمدہ کچہری دکھائی دی۔ اور کچہری میں ایک بادشاہ تاج پہنے ہوئے تخت شاہی پر بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ قسم ہے اللہ کی تاج بہت مرصع تھا۔ نہایت ہی عمدہ بنا ہوا تھا۔ اور موتیوں وغیرہ سے جڑا ہوا تھا۔ تو مجھے بادشاہ کہنے لگے۔ کہ آئے ہو۔ میں نے کہا ہاں جناب آیا ہوں تو بادشاہ نے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کیا۔ جس میں ایک نہایت ہی حسین نوجوان بیٹھا تھا۔ اس نے مجھے وہیں بٹھا کر میری پیٹھ پر پانچ مہریں لگائیں اور مجھے اس سے دھواں سا نکلتا محسوس ہوا۔ جب وہ مہریں لگا چکا تو کہنے لگا کہ چلے جاؤ۔ میں السلام علیکم کہہ کر دروازہ سے باہر آیا۔ تو وہی چوکیدار میرے اردگرد آگئے اور کہنے لگے کہ کچھ انعام دو میں نے کہا کہ میرے پاس اس وقت کچھ نہیں کیا دوں۔ وہ کہنے لگے کہ جو جی چاہتا ہے دو۔ پھر میں دوبارہ سوچ کر کچہری میں بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ جا کر عرض کی کہ جناب آپ کے سپاہی مجھ سے کچھ مانگتے ہیں۔ کیا دوں تو بادشاہ کہنے لگا کہ دو تین سیر گھی جا کر دے دو۔ تب میں باہر آیا۔ تو ان سپاہیوں نے مجھے بدستور بازوؤں سے پکڑ کر اسی سابقہ بازار سے ہوتے ہوئے واپس اڑتے ہوئے گھر چھوڑ گئے۔ واپسی پر بھی درختوں کی ٹہنیاں میرے پاؤں کو لگتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں۔ اس تمام واقعہ میں بعض دفعہ بیداری کی حالت میں آتا مگر فوراً بے ہوشی مجھے ڈھانک لیتی تھی۔

جب میں بیدار ہوا تو میری پیٹھ میں کچھ درد سا محسوس ہوتا تھا۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو دیکھا اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا حلیہ سنا تو یقین ہوا کہ بادشاہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور وہ نوجون مہریں لگانے والا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ ہیں۔

(از چٹھی مرقومہ 3/ اگست 1939ء)

پل صراط

(از جناب مولا بخش صاحب)

منکہ مولا بخش ولد قطب الدین قوم آرائیں سکنہ موضع گوکھووال چک نمبر 276 تحصیل وضلع لائل پور حال سکنہ چک نمبر 120 تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان ریاست بہاولپور۔ میں اللہ کی قسم کھا کر اپنا صحیح خواب لکھتا ہوں۔ اگر اس میں میں نے اپنی طرف سے کچھ ملایا ہو۔ تو مجھ پر عذاب الٰہی اس دنیا اور آخرت میں نازل ہو۔

1907ء یا 1908ء میں میں نے یہ خواب دیکھا کہ سیڑھی کی طرح ڈنڈوں کا پل بنا ہوا ہے ان ڈنڈوں کا رنگ آسمانی ہے لوگ اسے پل صراط کہتے ہیں اور اس پر سے لوگ گزرتے جا رہے ہیں اور کئی اس سے گر بھی رہے ہیں۔ میں بھی اس پل پر سے گزر کر دوسری طرف چلا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا وسیع میدان ہے۔ اور اس میں مخلوقات کا بڑا ہجوم ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ مغرب کی طرف لوگ بڑے زور سے یہ کہتے ہوئے دوڑے جا رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ آ گئے۔ نبی کریم ﷺ آ گئے۔ میں بھی ان کے ہمراہ دوڑ پڑا۔ وہاں جا کر دیکھتا ہوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور حضور کی ریش مبارک پر سرخ مہندی لگی ہوئی ہے۔ میں کرسی کو پکڑ کر کھڑا ہی تھا۔ کہ پھر دیکھتا ہوں۔ کہ لوگ مشرق کو دوڑ پڑے ہیں یہ کہتے ہوئے رسول اللہ آ گئے۔ رسول اللہ آ گئے۔ میں بھی وہاں سے دوڑ پڑا اور سب سے پہلے میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں دیکھ کر کہنے لگا یہ تو ہمارے میاں صاحب ہیں۔ لوگ کہنے لگے یہی تو رسول اللہ ہیں۔ تو اور کیا چاہتا ہے پھر میں بیدار ہو گیا۔ (از چٹھی مرقومہ 30 جولائی 1939ء)

ایہو تہاڈا گھر ہے اتھے تساں رہنا

(از جناب غلام قادر صاحب کچہری بازار لائل پور)

یہ خواب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے وصال کے بعد کی ہے۔ یعنی میں لائل پور کے نزدیک

کمال پور میں رہتا تھا۔ وہاں کا ایک غیر احمدی سید لائل پور آیا اور واپس جا کر اس نے مجھے بتایا کہ آپ کے خلیفہ فوت ہو گیا ہے۔ میں یہ بات سن کر لائل پور کی جماعت میں آیا۔ مجھے شیخ خدا بخش صاحب احمدی نے کہا کہ تم نے حضرت میاں صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے یا نہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ بعض لوگوں نے حضور کی بیعت کی ہے اور بعض مولوی محمد علی صاحب کے بس میں پڑ گئے ہیں۔ یہ سن کر مجھے بہت تشویش ہوئی اسی حالت میں میں اپنے بھائی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گاؤں کو چل دیا۔ مگر مجھے بہت ضعف ہو گیا کیونکہ کچھ تو رمضان کے روزوں کی وجہ سے کمزوری تھی۔ اور اس واقعہ نے میرے دل پر بہت اثر کیا۔ میں گھوڑے پر بیٹھ نہ سکا اور راستہ میں اتر گیا۔ وہاں ضعف کی وجہ سے مجھے نیند آ گئی۔ شام کے وقت میں پیدل گھر پہنچا۔ گھر والوں نے مجھے کھانا کھانے کیلئے کہا۔ مگر مجھے اس قدر شدید غم تھا۔ کہ میں نے کھانا نہ کھایا نماز پڑھ کر سو گیا۔ میں نے بہت کثرت سے گریہ وزاری کے ساتھ سونے سے پہلے دعائیں مانگیں۔ اور اسی حالت میں سو گیا۔

میں خواب میں اڑا اور اڑ کر نارووال جو کہ میرا سابقہ وطن ہے چلا گیا۔ وہاں ایک مسجد ہے جو کہ خراسیاں کی مسجد مشہور ہے۔ وہاں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی مولوی احمد دین صاحب کو دیکھا جو کہ پہلے غیر احمدیوں کے امام اور خطیب ہوا کرتے تھے۔ وہ وضو کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ نے میاں صاحب یعنی موجودہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا یہاں جمعہ پڑھو۔ میں نے کہا کہ میں آگے چلتا ہوں۔ وہاں سے میں پھر اڑا اور مولوی احمد دین کے گھر کی طرف گیا۔ وہاں نزدیک ہی کمیٹی گھر ہے وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تقریر فرما رہے تھے۔ میں نے دل میں کہا کہ اس جھگڑے سے بچنے کیلئے وہاں سے چل کر آیا تھا۔ یہاں بھی وہی باتیں ہو رہی ہیں۔ پھر میں احمد دین کے گھر گیا۔ وہاں ایک مسجد ہے جس میں کوئی بندہ مجھے نظر نہیں آیا۔ پھر میں خواب میں ہی قادیان پہنچا اور میں مسجد مبارک میں گیا۔ اور میں رو رہا تھا۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ آپؑ نے مجھے روتے ہوئے دیکھ کر جلدی سے دو تین مرتبہ فرمایا۔ ''ایہو تہاڈا گھر ہے اور ایتھے ہی تساں رہنا اے''۔ یعنی یہی تمہارا گھر ہے اور یہاں ہی تم نے رہنا ہے۔ (وہاں پانی کے چند گھڑے پڑے تھے) آپؑ نے فرمایا کہ ٹھنڈا پانی پیو۔ میں نے پانی پیا اور خوب پیٹ بھر کر پیا۔ جب میں پانی پی چکا تو مجھے جاگ آ گئی۔ جب میں اٹھا تو میرا پیٹ پانی سے بھر

ہوا تھا۔ اور میرا کلیجہ خوب سرد تھا۔ اور خواب میں رونے کی وجہ سے آنسو کی وجہ ساری داڑھی بھری ہوئی تھی اس کے بعد میرا غم جاتا رہا۔ اور تسکین قلب حاصل ہوگئی اور میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کرو۔ میں نے اسی دن شہر لائلپور آ کر بیعت کا خط لکھ دیا۔

(از چٹھی مرقومہ 26 جون 1939ء)

کشتی کے ملاح حضرت میاں صاحب ہیں

(از جناب لال الدین صاحب سیالکوٹی مقیم دارالفضل)

1914ء کا واقعہ ہے۔ جب میاں صاحب سریر خلافت پر متمکن ہوئے۔ تو اس وقت آپس میں نزاع پیدا ہوا۔ جس میں ہم لوگ بہت پریشان ہوئے ہمارے پاس ان معاملات کو سمجھنے کیلئے فراست نہ تھی۔ مگر اس سے متفکر ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے عرض کی اور بہت دعائیں کیں۔ تو خواب میں دیکھا کہ ایک دریا ہے اور اس میں ایک کشتی ہے اور کشتی بھری ہوئی ہے۔ اور میں بھی اس میں سوار ہوں۔ اس کشتی کے ملاح حضرت میاں صاحب (خلیفۃ المسیح ثانی) ہیں۔ اور میرے کان میں آواز پڑی۔ کشتی کا ملاح دراصل ایک ہی ہوتا ہے اور اس کے ملاح میاں صاحب ہیں۔ اس پر مجھے علم ہوا کہ دراصل خلیفہ میاں صاحب ہی ہوں گے۔ اس کے بعد احقر نے حضرت میاں صاحب کی بیعت کر لی۔

(از چٹھی مرقومہ 6/ اگست 1939ء)

اللہ تعالیٰ نے امیر سے لاکر امام کے حلقہ بگوش کر دیا

(از جناب بابو غلام رسول صاحب ساکن قصبہ میانی ضلع شاہ پور)

خدائے ذوالجلال کو حاضر ناظر سمجھ کر کہتا ہوں۔ کہ جس کی قسم اٹھانا لعینوں کو کام ہے کہ تمام حالات جہاں تک میرے علم میں ہیں۔ صحیح صحیح تحریر کروں گا۔ میری کوئی خواہش نمود کی نہیں۔ بلکہ محض سلسلہ کے ارشاد کی تعمیل میں فاما بنعمت ربك فحدث کے ماتحت یہ لکھ رہا ہوں۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔ میری عمر اس وقت اکتیس سال ہے اور آٹھ سال ہوئے یعنی ستمبر 1931ء میں میں نے

بیعت خلافت کی تھی۔ان پہلی دوخوابوں کولکھ کر میں نے حضرت امیر المومنین کی خدمت اقدس میں بھیجا تھا۔ جو اخبار نمبر 31 صفحہ 19 مورخہ 10 ستمبر 1931ء میں شائع ہوگئی۔اسی طرح میری اہلیہ کی خواب متعلق فتنہ احرار بھی حضور کی خدمت میں روانہ کی تھی۔ جو اخبار میں شائع کرادی گئی۔اس کا اقتباس اخبار احسان نے بھی الفضل سے نقل کیا تھا۔ میں اپنے خاندان (تھہیم) میں اکیلا احمدی ہوں۔باقی سب مخالف غیر احمدی ہیں۔ ہمارا گھر قصبہ میانی ضلع شاہ پور مفتی غلام مرتضٰی صاحب کے محلہ میں ہے۔جس نے مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس سے بمقام ہریا مباحثہ بھی کیا تھا۔مفتی خاندان کا محلہ بلکہ شہراور گردونواح میں کافی اثر تھا۔مگر ان تمام مخالف حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ہمیں صراط مستقیم کی توفیق بخش دی۔ ذالك فضل الله يو تيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم

میرا اوائل میں احمدیت کا محرک بابا جھنڈے والا ہوا۔جو مرزائیوں کی ٹکڑوں کوں کہتا پھرتا تھا۔ غالباً 1922ء کا ذکر ہے۔ وہ ہمارے شہر میں آیا۔اور احمدیت کے خلاف بہت کچھ کہہ گیا۔ایک مسجد میں بیٹھ کر حیات مسیح کے کچھ حوالے اس نے شاہ رفیع الدینؒ کے ترجمہ والے قرآن کریم سے لوگوں کو دکھائے اور حاشیہ پڑھ کر اس بات پر زور دیا کہ قرآن میں دیکھو یہ لکھا ہے۔اس وقت میرا علم اسی قدر تھا۔ کہ حاشیہ کو بھی میں قرآن کریم کا ایک حصہ قرار دیتا تھا۔انہیں دنوں میری تعلیم کا انتظام بھیرہ ہوا۔ جہاں میرا بہنوئی جو پیغامی ہے رہتا ہے۔اس کے سامنے میں نے ان دلائل کو پیش کیا۔انہوں نے مجھے مولوی محمد رمضان صاحب پیغامی کے سامنے پیش کیا۔جنہوں نے مجھے جوابات دیئے۔ دوسرے ہفتہ میں اپنے گھر آیا۔اور ایک حافظ صاحب سے جو مذہبی گفتگو میں دلچسپی رکھتے تھے۔ جوابات کا ذکر کیا۔ انہوں نے مزید حوالے مجھے بتائے۔جن کے جوابات کا بھیرہ جا کر میں نے اپنے پیغامی بھائی سے پھر مطالبہ کیا۔ اب کے انہوں نے مجھے تحفۃ الملوک جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بہت لطیف تصنیف ہے۔ مطالعہ کیلئے دی۔ دوسرے ہفتہ پھر حافظ صاحب سے ان کے جواب مانگے مگر حافظ صاحب نے یہ کہہ کے مجھے مایوس کر دیا۔ کہ اس سلسلہ کو بند کردو۔ اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ مرزائی بن جاؤ گے۔ 1924ء اکتوبر میں مفتی صاحب اور شمس صاحب کا مباحثہ ہوا۔اس کا مجھ پر خدا کے فضل سے اچھا اثر ہوا۔تمام احمدی دوست رات کو اٹھ کر تہجد میں مشغول ہوجاتے۔اور خوب رو رو کر دعائیں کرتے۔غیر احمدی دوست نماز کی بھی چنداں پابندی نہ کرتے تھے۔ پھر شمس صاحب کے دلائل بہت عام فہم اور

قرآن کریم کے مطابق تھے۔ غیر احمدی مناظر کی شکست مجھے نمایاں نظر آ رہی تھی مگر مجھے تعجب ہوا۔ کہ واپسی پر میانی میں ان کے استقبال کیلئے ڈھول اور باجے آئے ہوئے تھے۔ اور برات کی شکل میں مفتی صاحب شہر میں داخل ہوئے۔ اس وقت میں نے اپنے استاد (جن سے میں ان دنوں تار سیکھتا تھا) بابو محمد اسحاق صاحب سگنیلر ریلوے سے اور سید امیر حسین شاہ سب پوسٹ ماسٹر جو شیعہ ہیں۔ اس کا ذکر کر دیا۔ 1926ء میں تار سیکھنے کیلئے لاہور گیا۔ احمدیہ بلڈنگ کے قریب ہی انتظام رہائش ہوا۔ مگر مکرم بابو محمد شریف صاحب احمدی قادیانی مسجد احمدیہ جماعت بیرون دہلی دروازہ ہی لے جاتے۔ یا جمعہ یونیورسٹی کے دفتر کے پاس پڑھ لیتے۔ اور اس طرح احمدیت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اچھا موقع پیدا کر دیا۔ مگر مخالف حالات یعنی تمام برادری کا غیر احمدی ہونا۔ محلہ میں مفتی صاحب کا اثر وغیرہ میرے لئے قبول احمدیت میں روک بنا رہا۔ ازاں بعد سرگودھا تعیناتی ہوئی۔ اور مکرم بابو محمد سعید صاحب کلرک ڈاکخانہ نے تبلیغ شروع کی۔ اور مجھے محسوس ہونے لگا۔ کہ اب احمدیت میں شامل نہ ہونا۔ ایک بڑا گناہ ہے۔ معلوم نہیں کب موت آ جائے۔ خیال ہوا کہ لاہوری جماعت میں شمولیت کے باعث شاید اتنی مخالفت نہ ہوگی۔ اس لئے اس میں داخل ہو گیا۔ مکرم بابو محمد سعید صاحب نے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ نہایت ہمدردی سے مجھے ان اختلافی مسائل کی تحقیق میں بہت امداد دی۔ یہ محض مولا کریم کا فضل ہے۔ کہ اس نے خلافت کی صداقت خوابوں کے ذریعہ بھی ظاہر فرمائی۔ جو خاکسار کیلئے مزید یقین کا موجب ہوئیں۔

گو خاکسار غیر مبائع تھا۔ مگر برادرم محمد سعید صاحب کی تحریک پر دسمبر 1930ء کے سالانہ جلسہ پر قادیان جانے کا بہت شوق تھا۔ لیکن چند ایک اسباب مانع ہو گئے۔ سخت پریشانی ہوئی۔ ان دنوں رات خواب میں دیکھا کہ بابو محمد سعید صاحب جلسہ سے واپس تشریف لائے ہیں۔ ان سے میں نے پوچھا۔ آپ میرے لئے کونسی چیز لائے ہیں۔ انہوں نے مجھے پہلا پارہ نہایت معریٰ عبارت والا دیا۔ جس کا ترجمہ بھی ساتھ تھا۔ اس کے بعد ایک اور رسالہ ''الامام'' دیا اور کہا کہ یہ آپ کے لئے تحفہ ہے۔ میں نے ان سے لے لیا۔ اور زبان حال سے شکریہ ادا کیا۔ جس کی تعبیر لفظ بلفظ صحیح نکلی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ''امیر'' سے لا کر ''امام'' کی اطاعت میں حلقہ بگوش کر دیا۔ فالحمد للہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے وجود مبارک میں

(۲) 12/اکتوبر 1934ء خواب میں دیکھا کہ گویا لائلپور کا جلسہ گاہ ہے۔ جس میں حضرت امیر المومنین بھی تشریف لے گئے تھے۔ بالکل وہی نظارہ ہے۔ (باغ میں کیمپ، چاندنیاں، مخلوق کا جم غفیر) ایسا محسوس ہونے لگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار ہے اور وہ آنے والے ہیں۔ لوگ سڑک پر دو رویہ کھڑے ہیں۔ مولوی عبد العفور صاحب سٹیج پر کھڑے درود شریف کی مہارنی دے رہے ہیں۔ اور تمام لوگ اس کو دہرا رہے ہیں۔ میں بھی درود شریف پڑھ رہا ہوں۔ اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ ال محمد وعلیٰ المسیح الموعود وبارك وسلم۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موٹر آئی۔ اونچی سڑک پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل کر سٹیج پر تشریف لائے۔ میں نے دیکھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہیں۔ خواب میں اس تبدیلی کا مطلق احساس نہ ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ درود شریف جاری ہے۔ میرا دل خوشی سے اچھلنے لگا۔ اور اس دھڑکن دل کو برداشت نہ کر سکا۔ جو دل پر رعب اور خوشی میں طاری ہو رہی تھی۔ جاگ کھل گئی۔ منہ پر اللھم صل علیٰ محمد جاری تھا۔

(۳) میری اہلیہ اپنے والدین سے خائف رہتی تھی کہ احمدیت قبول کرنے کی صورت میں وہ اس پر خفا نہ ہو جائیں۔ تبلیغ اسے بھی کرتا رہا۔ جلسہ سالانہ 1931ء پر اسے قادیان لے جانے کا ارادہ تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ قادیان گئے ہیں۔ ایک سمندر ہے اور اس پر سے ایک بہت تنگ راستہ جاتا ہے۔ ہم اس راستہ پر جا رہے ہیں۔ اور بہت سنبھل سنبھل کر جا رہے ہیں۔ کیونکہ خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ اگر ذرا بھی پاؤں پھسلا تو سمندر میں غرق ہو جائیں گے۔ آخر ہم بخیریت دارالامان پہنچے ہیں۔ وہاں اس نے حضرت صاحب کے مکان دیکھے اور ازواج مطہرات کی زیارت کی۔ بچے دیکھے اور ایک گود میں بھی لیا۔ اور بہت اطمینان محسوس کر رہی ہے۔ جلسہ سالانہ پر اس نے جا کر اس جگہ کو پہچان لیا۔ بچوں اور بیویوں کو جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا ویسا ہی پایا۔

سنگ مرمر کی مسجد ہوا میں

(۴) احرار کے فتنہ کے دنوں میں 12/11 مئی 1936ء جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک کے ماتحت آخری روزہ ختم ہوا۔ تو میری اہلیہ نے خواب دیکھا کہ نہایت خوشگوار موسم ہے نیلگون آسمان بہت دل کو لبھانے والا ہے۔ نیلی نیلی روشنی بہت خوبصورت اور دلفریب معلوم ہو رہی ہے۔ آسمان پر کرہ ہوائی میں حضرت مسیح موعود کے اشعار اور کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ قطعات کی شکل میں لکھے ہوئے لٹک رہے ہیں۔ آمنہ بی بی کہتی ہے کہ نمایاں طور پر تو آج ہی لکھا گیا۔ اس نظارہ کو دیکھتے دیکھتے ایک مسجد بن گئی۔ جو آسمان سے لٹک رہی ہے۔ اور بہت اونچی ہے۔ نہایت خوبصورت، سنگ مرمر کی بنی ہوئی صاف شفاف اور چمکدار ہے۔ (جماعت احمدیہ کی شان دکھائی گئی) اس وقت مجھے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ یہ نظارہ ہمارے غیر احمدی رشتہ دار بھی دیکھ رہے ہوں گے۔ یہ تو انسانی اختیار کی باتیں نہیں۔ وہ بھی صداقت احمدیت کو دیکھ رہے ہوں گے۔ ان سب میں تو صاف خدا کا ہاتھ معلوم ہو رہا ہے۔ پھر ایسا محسوس ہوا۔ کہ گویا ہم سب احمدیوں نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہے۔ اور لنگر جاری ہے۔ جہاں ہم نے افطاری کرنی ہے میں امینہ سے گفتگو کر رہی ہوں۔ کہ آپ کب روٹی کھانے جاویں گے۔ جلدی جانا چاہئے اتنے میں مسجد نیچے آنی شروع ہوئی۔ وہ ایک کشتی کی طرح ہوا میں تیر رہی تھی۔ اور تمام روزہ دار احمدی مرد اور عورتیں اس میں بیٹھ گئے ہیں۔ اب یہ کشتی سنگ مرمر کی اور نیچے آنی شروع ہوئی۔ اور میں یقین سے محسوس کر رہی ہوں کہ نیچے کافر ہیں۔ ان کو یہ پیس ڈالے گی۔ جو کسی کوئیں میں پڑے معلوم ہوتے ہیں جب یہ نیچے جا چکی۔ تو ایک چکر لگایا اور مجھے محسوس ہوا۔ کہ مخالف سب پس گئے ہیں۔ پھر کشتی اٹھنی شروع ہوئی اور زمین کے کنارے کے ساتھ جا لگی۔ جہاں ہم احمدی اتر پڑے ہیں۔ جس طرح کشتی کنارے لگنے پر ہوتا ہے اور ہم ایک سڑک پر جو ٹھنڈی سڑک کی طرح بہت خوبصورت ہے۔ مگر بلندی کی طرف جاتی ہے۔ کھڑے اور منزل مقصود کو جا رہے ہیں۔ خواب انہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں روانہ کی تھی۔ حضور نے فرمایا بہت مبارک خواب ہے۔ اور اخبار الفضل میں شائع ہوئی۔ (از چٹھی مرقومہ 22 جولائی 1939ء)

خلیفۃ المسیح الثانیؓ

(از جناب جمعدار فیروزالدین صاحب موضع کالرادیوان سنگھ ضلع گجرات پنجاب
حال ملازم ہیڈکلرک 2/16 پنجاب رجمنٹ دہلی چھاؤنی)

جن دنوں احراری فتنہ زور پر تھا۔ مجھے خدا کے فضل سے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت خواب میں مختلف رنگوں میں ہوئی۔ انہی دنوں میں نے یہ خواب دیکھی کہ ''میں گھر سے تیار ہو کر کہیں سفر پر جا رہا ہوں۔ ریلوے سٹیشن پر پہنچا ہوں جس پر بہت ہی پلیٹ فارم اور ریلوے لائنیں ہیں۔ چلتے چلتے مجھے خود ہی خیال ہوا۔ وہ جو سامنے مکان ہے وہ ٹکٹ گھر ہوگا جب میں اس کے پاس پہنچا۔ تو اوپر نظر اٹھا کر بورڈوں کو پڑھنا شروع کیا۔ کہ میرا ٹکٹ مجھے کونسی کھڑکی سے مل سکے گا۔ ایک بورڈ جو کھڑکی کے اوپر آویزاں تھا۔ اس پر یہ الفاظ پڑھے۔ ''خلیفۃ المسیح الثانی'' اور ایک کنارے پر ایک ہاتھ کی تصویر تھی۔ اور اس ہاتھ کی ایک انگلی کا اشارہ نیچے کی طرف بنا ہوا تھا۔ جب میں نے یہ الفاظ پڑھے اور اشارہ کو دیکھ کر نیچے دیکھا۔ تو حضور کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ بالکل کھڑکی کے سامنے جہاں سے ٹکٹ ملتا تھا۔ حضور کا منہ باہر کی طرف تھا۔ یعنی جدھر سے لوگ ٹکٹ کو آتے تھے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اور میرے دل میں حضور کے متعلق پہلے بھی کوئی شک و شبہ نہ تھا۔ مگر اس خواب سے دل کو اور تقویت ہوئی۔ الحمدللہ۔ بورڈ کی شکل یہ تھی۔
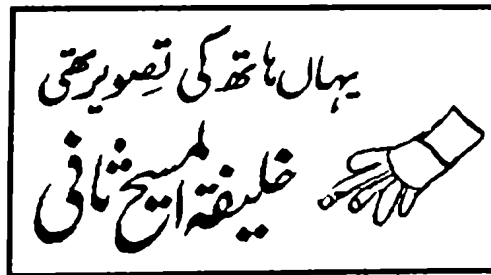
اس خواب کی تعبیر خود ہی میرے دل میں ڈالی گئی کہ میری منزل مقصود تک پہنچانے کے واسطے ٹکٹ دینے والے حضور ہی ہیں۔ یا منزل مقصود تک پہنچنے کا ٹکٹ حضور کی ذات مبارک ہی ہے۔

(از چٹھی مرقومہ 14 جمادی الاول 1358ھ مطابق 7 جولائی 1939ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے مصافحہ کیا

(از جناب محمد اسماعیل صاحب ننگل متصل پھلور ضلع جالندھر)

گزشتہ جمعہ 31 جنوری 1936 کو رات صبح صادق سے پیشتر بعد نماز نوافل مسجد میں سو گیا۔ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دربار شاہانہ لگا ہوا ہے۔ میں نے خواہش کی۔ کہ میں اندر جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف حاصل کرلوں۔ مگر دربان نے مجھے جانے سے روک دیا۔ جب میں نے التجا کی۔ تو اس نے کہا کہ ایک صورت سے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہ ایک لباس ہے اسے پہن لو۔ مجھ کو ایک کوٹ اور عمامہ پہنا کر اندر جانے دیا۔ جب میں اندر گیا۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے کھڑے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرزا غلام احمد صاحب ایک سفید فاخرہ لباس پہنے ہوئے آرہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مرزا صاحب کے شانہ پر رکھا اور فرمایا کہ اشاعت کا بہت سا کام ابھی باقی ہے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی آ گئے۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ میرے بقایا کام یہ سرانجام دیں گے۔ حضرت میاں صاحب یعنی (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصافحہ کیا۔ میں یہ نظارہ دیکھ چکا تھا۔ کہ آنکھ کھل گئی۔ یہ خواب اخبار احمدیہ میں شائع کرایا جاوے۔ حکیم عبدالرحمٰن کو اجازت ہے۔

نوٹ:۔ مذکورہ بالا خواب ایک پرانے کاغذ پر لکھی ہوئی مجھے جناب حکیم شیخ عبدالرحمٰن صاحب نے دی۔ براہ راست خواب بین صاحب کی طرف سے نہیں ملی۔

(مرقومہ چٹھی 3 فروری 1936ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بلند مینار پر!

(از جناب ڈاکٹر محمد رمضان صاحب سری گوبند پوری ضلع گورداسپور)

یہ رویاء غالباً میں نے اپنی بیعت کے ابتدائی ایام میں دیکھی تھی۔ میں نے دیکھا کہ روز قیامت ہے۔ ایک کہرام مچا ہوا ہے۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق جزاء دیئے جا رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بعض دوسرے احباب کی معیت میں ایک بلند مینار پر کھڑے عام نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ آپ نہایت پاکیزہ لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں۔ (از چٹھی مرقومہ 30/اکتوبر 1939ء)

نورانی شعاعیں

(از جناب شیخ عبداللہ صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ صریح وگوڑہ ڈاکخانہ جنڈیالہ تحصیل نکودر ضلع جالندھر)

میں خدا واحد لاشریک جبار قہار کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں۔ اگر اس رویاء میں اپنی طرف سے کچھ ملاوٹ کروں تو اے خدا مجھ پر ابدی لعنت ہو۔ 1914ء کا واقعہ ہے کہ میرے دل میں خدشہ پیدا ہوگیا۔ کہ میں نے تو بیعت اس لئے کی تھی کہ یہی ایک جماعت ہے جو امام وقت یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔ اب دو جماعتیں ہوگئی ہیں۔ میں نے کہا کہ خدایا حق پر کون ہے۔ کیونکہ میں علمی دلائل سے بالکل اجنبی تھا۔ خیر حاجی امیر الدین صاحب رضی اللہ عنہ ساکن صریح نے فرمایا کہ حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی حق پر ہیں۔ اور کہا کہ تم دعا بھی مانگو۔ چنانچہ رات کو بیقراری کے ساتھ بندہ نے دعا مانگی کہ یاالٰہی تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے برحق امام کو سچا سمجھ کر تسلیم کیا ہے۔ اور حضرت نبی کریم کی پیشگوئی کے مطابق امام وقت کو قبول کیا۔ یا خدا تو جانتا ہے کہ اب میں سچ اور جھوٹ کو نکھار نہیں سکتا۔ اب تو ہی اپنے فضل سے میری دستگیری فرما۔ اور حق بات دکھلا۔ یہ دعا کر کے میں سو گیا۔ صبح کے قریب خداوند کریم نے مجھے ایک خواب دکھایا کہ خاکسار اور حاجی حکیم امیر الدین صاحب قادیان گئے ہیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح کے کمرے کے نزدیک آئے مگر ابھی باہر ہی تھے۔ تو حاجی صاحب

اپنے ایک واقف آدمی سے بات چیت کرنے کیلئے چند منٹ ٹھہر گئے۔اور مجھے فرمایا کہ تم اس کمرے میں چلو۔ میں ابھی آتا ہوں بندہ کمرے میں آ گیا۔تو کیا دیکھتا ہوں کہ جماعت کے بڑے بڑے لوگ اسی کمرہ میں بیٹھے کچھ پڑھ رہے ہیں اور حضور خلیفۃ المسیح الثانی کمرے کے ایک طرف اونچی جگہ پر دری پر بالکل خاموش بیٹھے ہیں۔ اسی وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضوران کے استاد ہیں۔ رویاء میں مجھے بتلایا گیا۔ کہ یہی خلیفۃ المسیح ہیں۔ (کیونکہ میں نے حضور کو پہلے نہیں دیکھا تھا) تو خاکسار نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر السلام علیکم کہا۔ حضور خاموش رہے پھر میں نے السلام علیکم کہا۔ پھر بھی خاموش رہے۔ تیسری دفعہ پھر میں نے السلام علیکم کہا۔تو حضور نے صرف ہاتھ کے اشارہ سے بیٹھ جانے کو کہا۔ اس وقت حضور کی حالت مراقبے کی تھی۔ بالکل خاموش اور آنکھیں بند تھیں مجھے رویاء میں بتلایا گیا کہ ابھی حضور بول نہیں سکتے۔ ان کے ساتھ خدا تعالیٰ ہمکلام ہو رہا ہے۔حضور کی توجہ تمام خدا کی طرف لگی ہوئی ہے۔تو میں حضور کو خاموش کھڑا دیکھتا رہا۔اور حضور کے چہرہ مبارک سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔اتنے میں حاجی صاحب بھی تشریف لائے۔ اور انہوں نے بھی آتے ہی السلام علیکم کہا۔تو حضور بدستور بالکل خاموش رہے اور حاجی صاحب کو میں نے کہا کہ ابھی حضور سے خداوند تعالیٰ ہمکلام ہے۔ اور حضور کی توجہ اس دنیا کی طرف نہیں ہے۔ ذرا ٹھہر جائیں۔ ساتھ ہی حضور نے جماعت کو لوگوں کو جو پڑھ رہے تھے فرمایا تم اپنا کام دکھاؤ (میں نے اور حاجی صاحب نے خواب ہی میں صلاح مشورہ کیا۔ کہ ہم کو جماعت کی خدمت کرنی چاہئے۔ جماعت کی تختیاں اور سلیٹیں میں اٹھاتا ہوں اور آپ حضور کو دکھاتے جائیں) ساری جماعت کے لوگوں کی تختیاں اور سلیٹیں بندہ نے ہاتھ پر رکھ لیں اور حاجی صاحب نے حضور کی خدمت میں ایک ایک کر کے ساری تختیاں اور سلیٹیں پیش کیں۔حضور نے ملاحظہ فرما کر جو قابل اصلاح تھی۔ اصلاح فرمائی۔ جماعت پھر اپنے اپنے سبق یاد کرنے لگ گئی۔ جناب حاجی صاحب نے حضور سے میرا تعارف کرایا۔اور دریافت کیا کہ حضور ہم نے السلام علیکم کہا تو حضور نے جواب نہیں دیا۔اس کی کیا وجہ تھی حضور نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے اس وقت ہمکلامی کا شرف حاصل تھا۔اس لئے دوسری طرف توجہ نہیں دے سکتا تھا۔اس کے بعد حاجی صاحب نے عرض کی۔کہ یہ شخص پہلے تحریری بیعت کر چکا ہو۔ اب دستی بیعت کرنا چاہتا ہے۔اس کے بعد حضور نے میری بیعت لی۔ میں جلسہ سالانہ پر آیا۔تو حضور کو ویسا ہی پایا۔ جیسا خواب میں دیکھا۔ بعض جگہ بعض غیر مبائعین نے مجھے اپنی طرف آنے کی دعوت دی۔ تو میرا خواب سن کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ (از چٹھی مرقومہ 6/اگست 1939ء)

طلوع بدر کامل

(از حضرت علامہ مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی)

1:۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ کے آخری ایام میں جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان خانہ میں آنجناب سے علاج کرایا کرتا تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میری عیادت یعنی بیمار پرسی کے طور پر تشریف لائے ہیں۔ اور میرے پاس آبیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں۔ اب کیا حال ہے۔ صبح کے وقت سیدنا محمود تشریف لائے۔ اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ اور فرمایا اب کیا حال ہے۔ اور جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور حضور کو فرماتے سنا۔ بالکل اسی طرح سیدنا حضرت محمود سے وہ بات پوری ہوئی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ بتایئے آج کل کوئی خواب تو نہیں دیکھا۔ ان دنوں میں جماعت انصار اللہ کا بھی ممبر تھا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے انتظام سے تعلق رکھتی تھی۔ میں نے عرض کیا۔ انہی دنوں میں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک نیا چاند چڑھا ہے۔ اور وہ کامل بھی ہے اور اس کی روشنی میں بھی کوئی نقص اور کسی طرح کی کمی نہیں۔ لیکن اس کے مقابل زمین سے اس قدر گردوغبار اٹھا ہے کہ اس کی روشنی کو زمین پر پڑنے سے روکتا ہے۔ اور اس وقت ہم جو انصار ہیں۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ کہ اس گردوغبار کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے معوذتین یعنی سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور سورۃ قل اعوذ برب الناس کو بہت پڑھنا چاہیئے۔

کشتی سے جہاز پر

2:۔ یہ بھی دیکھا کہ ہم ایک دریا سے نوح علیہ السلام کی کشتی کے ذریعہ پار اترے ہیں اور جب کنارے پر پہنچتے ہیں۔ تو ہمیں حکم ملا ہے کہ اب اس کشتی سے اترنے کے بعد تم نے ایک جہاز پر سوار ہونا ہے۔ چنانچہ ابھی وہ جہاز ایک جگہ کھڑا ہوا تھا۔ کہ ہم اس پر جا سوار ہوئے۔ اور اس کی کئی منزلیں ہیں۔ ہم سب سے اوپر کی منزل میں سوار ہوئے۔ جہاز بالکل نیا معلوم ہوا۔ گویا کاریگر ابھی بنا کر گئے ہیں۔ ابھی اس کی تراش خراش کے آثار بھی اس پر نظر آرہے تھے۔ کہ ہم اس پر جا سوار ہوئے۔ ہمیں بتایا گیا کہ اس

جہاز کے چلنے میں ابھی کچھ دیر ہے۔ لیکن باوجود دیری کے ہم پہلے ہی اس پر سوار ہوئے۔ اس کے متعلق مجھے یہ تعبیر بتائی گئی۔ کہ کشتی نوح علیہ السلام کی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تھے اور یہ بالکل نیا تیار شدہ جہاز جواب کچھ دیر بعد چلنے والا ہے۔ یہ سیدنا محمود ہیں۔ جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ثانی ہوں گے۔ اور جماعت انصار اللہ کی حیثیت میں آپ سے تعلق گویا اس جہاز میں پہلے ہی جا سوار ہونے کی طرف اشارہ تھا۔ جس کی بعد میں تصدیق ہوگئی۔

اصحاب الشمال

(۳) اسی سلسلہ میں پھر مجھے دکھایا گیا۔ کہ لاہور میں احمدیہ بلڈنگ جہاں اب غیر مبائعین کا مرکزی اڈا ہے۔ وہاں مسجد میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے ہم خیال جو بعد میں ان کی معیت میں خلافت ثانیہ کے مخالف ہوگئے۔ یہ سب آنحضرت کے دائیں طرف بیٹھے ہیں۔ کہ یکدم یہ لوگ اٹھ کر آنحضرت ﷺ کے بائیں جانب آبیٹھے ہیں۔ اور اصحاب الیمین سے اصحاب الشمال بن گئے۔ بعد میں اس کی تعبیر کھلی کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی مخالفت سے اس تنزل میں پڑے۔ میرے اس خواب کا ذکر شیخ نور احمد جالندھری جو خواجہ صاحب کے وکالت کے کام کے منشی تھے۔ ایک دفعہ پیام صلح میں شائع کرایا۔ لیکن دائیں طرف سے اٹھ کر بائیں طرف آنے کا ذکر شائع نہیں کیا۔

غیر مبائعین نے مصطفیٰ کو بے کفن چھوڑ دیا

4:۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے آغاز دور میں حضرت نے مجھے لاہور میں جماعت کی تربیت اور درس تدریس کیلئے بھیجا۔ وہاں میں ایک دن لیٹا ہوا تھا کہ مجھے خواجہ کمال الدین اور ان کے رفقاء جو مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیت کا مرتبہ لوگوں کو جتا جتا کر خلافت ثانیہ سے منحرف کرتے تھے۔ اس پر الہام ہوا۔ جو فارسی شعر تھا۔ یعنی

چوں صحابہ حب دنیا داشتند　　　مصطفیٰ را بے کفن گذاشتند

یعنی غیر مبائعین بے شک صحابہ ہی تھے۔ لیکن یہ صحابہ دنیا کی وجہ سے مصطفیٰ کی نعش مبارک کو بے کفن

چھوڑنے والے بن گئے۔ کفن سے مراد آنحضرت ﷺ کی خلافت ہے۔ جس کے بغیر گویا نبی کی لاش بے کفن رہ جاتی ہے۔ یعنی خلافت حقہ کا منکر ہونا اور مخالفت کرنا ایسا ہے۔ جیسے آنحضرت ﷺ کی نعش کو بے کفن چھوڑنا۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ ثانی کی مخالفت درحقیقت آنحضرت ﷺ کی نعش مبارک کا بے کفن چھوڑنا ہے۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانی ہیں۔ اور آپ کی قائمقامی میں آپ ہی کا ظہور ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خلافت حقہ راشدہ بھی آپ کی ہی خلافت ہے۔ اگر یہ کسی پہلے کا شعر ہے تو اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ جن لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت کے منکر ہوئے اور انہی کے بداثرات کے نیچے روافض کا گروہ اب تک پایا جاتا ہے۔ اور جن کی نسبت خود حدیث نبوی میں لا یزالون مرتدین علیٰ اعقابھم منذ فارقتھم کے الفاظ میں بتا دیا گیا کہ وہ آنحضرت ﷺ پر آپ کی زندگی میں ایمان رکھتے تھے۔ لیکن بعد از وفات وہ بگڑ گے۔ جیسے قرآن کریم میں ومن ینقلب علیٰ عقبیہ کا فقرہ بھی اسی حالت پر بطور پیشگوئی ذکر کیا گیا۔ تو اس صورت میں یہ کلام منظم پہلے منکران خلافت پر بھی صادق آتا ہے اور مجھے تو بطور الہام خدا کی طرف سے بتایا گیا ہے۔

مقدس محمود

5:۔ حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدین صاحبؓ کے دور خلافت میں ہی یہ لوگ جو غیر مبائعین کے بعد میں سرغنہ تھے۔ اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے تھے۔ مجھے پانچ سال تک ان کے اندر رہنے کا موقع ملا۔ کیونکہ خواجہ کمال الدین، ڈاکٹر یعقوب بیگ، ڈاکٹر محمد حسین یہ لوگ مجھ سے قرآن کریم اور حدیث اور بعض دیگر کتب پڑھتے رہے۔ اور میرے شاگرد تھے۔ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ان لوگوں نے ایک مجلس منعقد کی ہے۔ جس میں حضرت خلیفہ ثانی کی ذات کے خلاف نکتہ چینیاں کرتے ہیں۔ مجھے سخت ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ اس پر انہوں نے یہ محسوس کر کے کہ مجھے سیدنا محمود کے خلاف نکتہ چینیاں ناگوار محسوس ہو رہی ہیں۔ مجھے مخاطب کر کے کہا۔ کہ کیا آپ میاں محمود کو گناہوں سے پاک سمجھتے ہیں۔ اس وقت الہاماً میری زبان پر جواب میں یہ فقرہ جاری ہوا۔ ما علمت علیه من سوء یعنی میرے علم میں آپ کی ذات محمودۃ الصفات میں کسی قسم کی بھی برائی نہیں۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔

مسئلہ شفاعت اور صحیح بخاری کی شان پر عظمت

6:۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب میں لاہور میں جماعت میں درس تدریس اور تربیت کا کام کرتا تھا۔ ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے لیکچروں کے سلسلہ کا اہتمام کیا۔ جس میں انہوں نے مختلف مضامین پر لیکچروں کا پروگرام شائع کیا۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے مسئلہ شفاعت پر لیکچر دیا۔ اور اسی پر ڈاکٹر یعقوب بیگ اور ڈاکٹر محمد حسین نے۔ لیکچر کا ماحصل یہ تھا۔ کہ یہ جو آنحضرت ﷺ نے قرآن اور اسلام کی تعلیم دنیا میں پیش کی ہے۔ درحقیقت یہی شفاعت تھی۔ جو آپ نے کر دی۔ اس کے سوا اور کسی قسم کی شفاعت سمجھنا غلطی ہے۔ اس پر حاضرین نے جن میں احمدی اور غیر احمدی تھے۔ سب نے مخالفت کی اور شور پڑ گیا کہ اس طرح کا شفاعت کا مسئلہ ہم نے آج ہی سنا ہے۔ یہ بالکل غلط بیانی کی گئی ہے۔ جسے کوئی بھی مسلمان ماننے کو تیار نہیں۔ اس کے بعد حاضرین نے مجھے تاکید سے کہا۔ کہ آپ مسئلہ شفاعت پر اسلامی تعلیم کی رو سے روشنی ڈالئے۔ چنانچہ میں نے اس پر ایک مبسوط تقریر قلمبند کی۔ جو قرآن کریم اور کتب احادیث اور معقول اور منقول طریق پر لکھی گئی تھیں جب میں لکھ کر فارغ ہوا اور رات کو سویا تو مجھے الہاماً بتایا گیا۔ کہ تیری یہ تقریر محمود اور بشیر ہے۔ یعنی اس کی تعریف بھی کی جائے گی۔ اور اس میں یہ لوگوں کیلئے بشارت بھی ہوگی۔ چنانچہ دوسرے دن جب ایک عام مجمع میں تقریر بیان کی گئی۔ تو ہر طرف سے جزاک اللہ کے نعرے بلند ہوئے۔ اور تعریف و تحسین کی آوازوں سے مجمع گونج اٹھا میں نے مضمون میں صحیح بخاری کے سوا دوسری بعض کتب احادیث سے بھی روایتیں نقل کی تھیں۔ (از مرسلہ 7 دسمبر 1939ء)

تتمہ بشارات رحمانیہ مسیح موعود

(از جناب حافظ نور الٰہی صاحب ساکن کوٹ مومن ضلع شاہ پور)

خاکسار مسمی حافظ نور الٰہی ولد حافظ محمد عارف کوٹ مومن ضلع شاہ پور کا باشندہ ہے۔ خاکسار کا خاندان ایک علمی خاندان ہے۔ جس میں پشت ہا پشت سے عالم اور حفاظ ہوتے چلے آئے ہیں۔ راقم

الحروف 05-1904ء میں پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نو دس سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ پھر انگریزی تعلیم میں ایف اے تک کامیاب ہوا۔ 1932ء کا واقعہ ہے کہ ملازمت کے دوران میں میں رحیم یار خان (ریاست بہاولپور) میں تبدیل ہوا۔ وہاں ایک احمدی بزرگ چوہدری اللہ دتہ صاحب سیالکوٹی (حمزہ غوث) نے تبلیغ شروع کی۔ چونکہ طبیعت میں اعتراضات کی نسبت غور وخوض کا مادہ زیادہ تھا۔ علمی طور پر تحقیقات کے بعد میں نے معلوم کر لیا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک نہایت پاکیزہ انسان ہیں۔ اور ان تمام اعتراضات سے بالا ہیں۔ جو مخالفین ان کی ذات پر یا ان کی اعلیٰ تصنیفات پر کرتے ہیں۔ چونکہ خاکسار صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا۔ اپنی عبادت میں ہمیشہ خدا کی طرف اس معاملہ کو لے جا کر دعا کرتا کہ یا الٰہی یہ کیا معاملہ ہے۔ مجھے اپنی عنایات سے انشراح صدر عطا فرما۔ اس تحقیق کے دوران میں وہ لوگ جو مجھے پہلے ایک نیک انسان سمجھتے تھے۔ اور ضرورت کے وقت اپنا پیش امام بنا لیتے تھے مجھے گمراہ اور مرتد خیال کرنے لگے۔ اور کئی ان میں سے سخت درشت کلامی سے پیش آنے لگے۔ حالانکہ میں نے ابھی کوئی بیعت وغیرہ نہ کی تھی۔ کیونکہ ابھی انشراح صدر نہیں ہوا تھا۔ انہی دنوں مجھے عشاء کی نماز کے بعد ذرا غنودگی کی حالت میں آواز آئی۔ ''صبر! لام اور بے'' لام اور بے سے میں نے تعبیر کی۔ کہ لب سے مراد ہے۔ یعنی درشت کلامی کو جواب میں درشت کلامی نہ کروں بلکہ صبر اور خاموشی سے کام لوں (واللہ اعلم) تاہم میں دعا میں مصروف رہا۔ اور استخارہ وغیرہ بھی کیا۔ مگر چھ ماہ تک کوئی حقیقت واضح نہ ہوئی۔ گو استعاروں میں بہت کچھ دیکھا مگر شرح صدر نہ ہوا۔ ایک رات جبکہ احمدیت کی صداقت معلوم کرنے کی خواہش میرے دل میں اتفاقاً مفقود تھی اور عشاء کی نماز بغیر کسی ایسی خواہش کے میں نے پڑھی اور سو گیا۔ میں نے حسب ذیل رویاء دیکھا اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ میں نے واقعی اور یقینی طور پر یہ خواب دیکھا ہے۔ اور اگر میں نے کچھ اس میں اپنے نفس کی خواہش سے ملایا ہے۔ تو مجھ پر اس دنیا میں اور آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو۔ تا کسی کی گمراہی کا موجب نہ بنوں۔ وہ خواب یہ ہے:۔

میں ایک شہر میں ہوں جہاں یہ خبر سنائی گئی ہے کہ فلاں نیک بزرگ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور یہ کہ ان کا جنازہ ایک بڑے میدان میں جو اس شہر سے تقریباً نصف میل کے فاصلے پر ہے پڑھا جائے گا۔ وہاں جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ میں اپنی سفید پگڑی جو اس وقت تازہ دھوئی ہوئی معلوم

ہوتی ہے۔ اور خفیف سی مایہ جسے لگی ہوئی ہے۔ ایک نہایت ہی عالیشان مسجد کے سامنے ہوا اور قابل برداشت دھوپ میں سکھا رہا ہوں۔ مسجد کے صحن میں میرے بزرگ استاد جنہوں نے مجھے قرآن پاک حفظ کرایا تھا۔ پھر رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس میدان مذکور میں جانے کو تیار ہیں۔ مسجد کے صحن کے قریب ایک طرف ایک بزرگ بیٹھے ہیں۔ جو بیس پچیس بچوں کی جماعت کو قرآن پاک کی تعلیم دے رہے ہیں۔ اسی اثنا میں چند آدمی آتے ہیں اور پگڑی جو ابھی تقریباً گیلی ہی ہے۔ پکڑ کر اپنی اپنی ننگی بغلوں میں دبا لیتے ہیں۔ چار پانچ منٹ کے بعد پگڑی کو اپنی بغلوں سے نکال دیتے ہیں۔ جہاں جہاں سے پگڑی ان کی بغلوں میں آئی تھی۔ وہاں مٹی سی لگ گئی ہے اور گندی معلوم ہوتی ہے۔ مجھے اس بات سے بہت ہی تشویش ہوئی ہے۔ اور میں دل میں کہتا ہوں۔ کہ میں نے ابھی محنت سے اس پگڑی کو دھویا تھا۔ مگر افسوس کہ ان لوگوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے میری پگڑی کو پھر گندا کر دیا۔ مگر خیر! سوکھ جائے تو ممکن ہے کہ یہ میل ہلکا پڑ جائے۔ چونکہ میدان مذکور میں جلدی جانا تھا پگڑی سوکھ جانے پر میں نے اسے جھاڑ کر سر پر باندھ لیا۔ اور میدان مذکور میں جا پہنچا ایک وسیع میدان ہے۔ لوگ بہت جمع ہیں۔ اور ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ اس مجمع میں میں ایک شخص کو جو جنازہ پڑھنے کی خاطر تشریف لائے ہوئے ہیں۔ دیکھتا ہوں یہ شخص ساٹھ برس کی عمر کے قریب معلوم ہوتا ہے۔ اس کا قد کافی لمبا اور بدن ذرا بھاری ہے۔ جسم سڈول اور مضبوط۔ چوڑی اور لمبی داڑھی جس کے تقریباً تمام بال سیاہ ہیں۔ چہرے کا رنگ گندم گوں ہے۔ یعنی نہ بہت گورا اور نہ سیاہ۔ بدن پر کپڑے خاکی رنگ سبزی مائل ہیں۔ سر پر سرخ رنگ کی ترکی سی ٹوپی ہے۔ جو ایک ہاتھ کے قریب اونچی معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کے ارد گرد نصف کے قریب ایک نہایت ہی سفید رنگ کا بل دیا ہوا کپڑا لپٹا ہوا ہے۔ زمین پر اس طرح پھر رہا ہے۔ کہ گویا مطمئن قلب کے ساتھ دنیا و ما فیہا کے تفکرات سے بالکل آزاد معلوم ہوتا ہے۔ اور کسی اپنے ہی خیال میں مستغرق ہے۔ ان کے اس قدر بارعب جسم اور طرز کو دیکھ کر میں لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ مجھے جواب ملتا ہے کہ یہ مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس شخص کی چوٹی سے لے کر ارد گرد خطہ زمین پر اور فضائے آسمان میں ایک نہایت ہی لطیف چیز کی سی قسم کی شعاعیں جہاں تک نگاہ اور پھر خیال کام کرتا ہے۔ چلی جاتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ زمین اور فضائے آسمانی اس شخص کے ارفع اور بلند ذکر سے گونج رہے ہیں۔ اس نظارہ کو دیکھ کر میں دل میں نہایت تعجب کے ساتھ خیال

کرتا ہوں۔ بلکہ دبی زبان میں کہہ رہا ہوں کہ اس شخص کا ذکر کس قدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلند کیا گیا ہے۔ پھر مجھے اسی وقت خیال آتا ہے کہ لوگ تو کہتے ہیں۔ کہ یہ شخص بیس پچیس سال ہوئے فوت ہو چکا ہے۔ مگر یہ تو ابھی زندہ ہے پھر یہ خیال کر کے کہ ان سے ان کے دعویٰ کے متعلق کچھ پوچھنا چاہئے۔ میں آگے بڑھتا ہوں اور ان پر سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ مسیح موعود ہیں اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں ہم نے تو اس دعویٰ کے دلائل میں کئی رسالے شائع کئے تھے۔ اس مجمع کے لوگوں میں سے کچھ آدمی جو یہ بات سن رہے تھے۔ آپ کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ جی ہاں! آپ نے فلاں فلاں رسالہ شائع کیا ہے پھر آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ ان میں سے ایک الفاروق ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ ایک الفضل بھی ہے۔ میں تعجب کے لہجہ میں آپ پر سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ کو الہام ہوا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مجسم طور پر ایک شخص میرے سامنے آیا۔ جس نے مجھے کہا کہ میں تمہیں عمدہ اور کثرت اولاد کی خوشخبری دیتا ہوں۔ (اس شخص کی شکل کی طرف جو میرا خیال منتقل ہوا۔ تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک شخص گھٹنے کے بل کھڑا ہوا تھوڑا سا آگے کو جھک کر مذکورہ بالا خوشخبری صاحب موصوف کے دے رہا ہے۔ راقم) اس پر مجھے مزید شوق پیدا ہوا۔ اور میں نے (عبادت اور اطاعت الٰہی میں) کوشش کی تو الہامات کے دروازے مجھ پر کھول دیئے گئے یا کثرت سے الہام ہونے لگے۔ پھر آپ اس جگہ سے چل کر آہستہ آہستہ ایک دوسری طرف کو جاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور نظارہ یوں تبدیل ہوتا ہے کہ کچھ مکانات ہیں۔ جن کے سامنے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں۔ جو تقریباً تمام دس دس فٹ بلند معلوم ہوتے ہیں۔ ان پر تین تین چار چار فٹ لمبے پھریرے لگے ہوئے ہیں۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ان جھنڈوں سے تقریباً تھوڑے فاصلہ پر ایک چھ سات فٹ کے قریب ایک اونچا چبوترہ ہے۔ جس پر مربع شکل کا ایک نہایت مضبوط لوہے کا نوکدار جنگلا ہے۔ (جیسا اکثر ریلوے پلیٹ فارموں پر بنا ہوتا ہے) اس چبوترے پر آہنی جنگلے کے ساتھ وہی شخص نہایت شان و شوکت کے ساتھ ایک بہت بلند جھنڈا گاڑے ہوئے کھڑا ہے۔ جس کی کم از کم اونچائی پچاس فٹ کے قریب معلوم ہوتی ہے۔ اس کے پھریرا چوٹی کا ساتھ اڑھائی تین فٹ چوڑا ہے۔ اور لمبائی میں نوک تک تقریباً دس فٹ کے قریب ہے۔ جو ہوا میں بہت تیزی کے ساتھ لہرا رہا ہے۔ جب میں اس بڑے جھنڈے سے نظر اٹھا کر ان چھوٹے جھنڈوں پر نگاہ ڈالتا ہوں۔ تو میرے دل میں خیال آتا ہے۔ کہ اگرچہ یہ مختلف مخالف گروہوں کے جھنڈے ہیں۔ مگر اس اونچے ہوا

میں لہرانے والے جھنڈے کے سامنے مات ہو چکے ہیں۔ اور صرف رسمی طور پر گاڑے گئے ہیں۔ پھر یہ نظارہ غائب ہو جاتا ہے۔ اور صاحب موصوف ایک طرف کو نہایت اطمینان کے ساتھ جاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ میں ذرا آگے بڑھ کر ان پر وہی پہلا سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ مسیح موعود ہیں۔ آپ زبان قال سے کچھ نہیں فرماتے۔ مگر جواب زبان حال سے مثبت میں دیتے ہیں۔ میں متعجب ہو کر پھر سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ واقعی مسیح موعود ہیں۔ زبان حال سے فرماتے ہیں کہ ہاں! میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ اور میں مزید وضاحت کی خاطر تیسری دفعہ یہی سوال ان الفاظ میں دہراتا ہوں کہ کیا آپ واقعی وہی مسیح موعود ہیں۔ جس کی بشارات (حضرت نبی کریم) محمد رسول اللہ نے دی ہیں۔ جس طرح کسی شخص کے سامنے اس کی محبوب ترین ہستی کا نام لیا جاتا ہے۔ تو اس کا دل بھر آتا ہے۔ اس پر ایک رقت طاری ہو جاتی ہے۔ بعینہ اسی طرح حضرت اقدس جناب نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ کا نام لینا تھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں میں پانی بھر آتا ہے۔ اور آپ کی یہی حالت میرے جواب کا کام دیتی ہے اور مجھے اس وقت یقین ہو جاتا ہے کہ بیشک یہ وہی شخص ہے اور یہ کہ اب ان کو اس سوال پر زیادہ تنگ نہ کروں۔ اب وہاں آپ کے ساتھ آپ کا ایک خادم بھی معلوم ہوتا ہے۔ جو عمر میں تقریباً آپ کے برابر ہے۔ مگر قد میں آپ سے چھوٹا اور پتلا ہے۔ اس خادم کے چہرے کا رنگ گورا ہے۔ داڑھی اچھی اور سرخ یعنی مہندی لگی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ سر پر سفید پگڑی باندھے ہے۔ کبھی آپ کیساتھ ساتھ اور کبھی تھوڑا پیچھے چلتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ پھر میں وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چھوٹا سا پلاٹ (زمین کی کیاری) ہے۔ جس میں مختلف قسم کے زمین میں سے تھوڑے تھوڑے اوپر نکلے ہوئے پودوں کے ساتھ پھول ہیں۔ ان پھولوں کی بہت خوبصورت اور چھوٹی چھوٹی پتیوں کے مختلف قسم کے رنگ ہیں۔ جن کو وہی احسن الخالقین بہتر جانتا ہے۔ واللہ مجھے ان کے رنگ اور ان کی خوبصورتی بیان کرنے کی کوئی توفیق نہیں ہے۔ البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ موجودہ دنیا کے پھولوں سے نرالے تھے۔ تھوڑی دیر تک میں اس عجیب نظارہ کو دیکھتا رہتا ہوں۔ پھر حضرت اقدس مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھ ایک دوسرا شخص بھی ہے۔ (یہ کوٹ مومن ضلع سرگودھا کے رہنے والے ایک مولوی صاحب ہیں۔ جن کا نام محمد حنیف ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اپنے آپ کو بظاہر سخت دشمن ثابت کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ آمین۔ راقم) اور میرے ہاتھ میں تقریباً ایک ہزار صفحہ کی ضخیم

کتاب ہے مجھے اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے۔ یہ کتاب ابھی ابھی حضرت اقدس مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) یا ان کے خادم کے ہاتھ سے لی ہے۔ اور یہ کہ یہ کتاب حضرت اقدس کی اپنی تصنیف شدہ ہے۔ میں اس کے اوراق کو سرسری طور پر دیکھتے ہوئے جلدی جلدی الٹتا ہوں۔ اس میں بہت باریک انگریزی لکھی ہوئی ہے۔ کتاب کی ضخامت کی وجہ سے ہم تعجب کرتے ہیں کہ (حضرت اقدس) مرزا صاحب نے یہ کس قدر ایک بڑی کتاب لکھی ہے۔ اور ہم نے اسی فقرہ کے ایک دو دفعہ دہرایا ہے۔ تو یہ بات سن کر آپؑ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے تو کتاب اردو میں لکھی تھی۔ مگر ایک شخص نے اس کا انگریزی میں یہ غلط ترجمہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ ہم نے اپنے ایک آدمی کو کہا ہے۔ (یا اس کام پر لگایا ہے) کہ اس کا ترجمہ سہل اور صحیح انگریزی میں لکھے اور دنیا کے سامنے پیش کرے۔ میں (خاکسار راقم) اس کتاب کے ایک صفحہ پر سرسری نظر ڈالتا ہوں۔ تو میرے سامنے جس قدر انگریزی کی عبارت آئی ہے۔ اس کا مفہوم جو میں نے صرف آنکھوں کے ذریعہ اس وقت حاصل کیا ہے یہ ہے۔ (انگریزی عبارت چونکہ زبان پر نہیں چڑھائی گئی تھی۔ غالباً اس لئے یاد نہیں رہی کہ وہ ایک دلیل ہے۔ جو حضرت اقدس مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ اور پھر جس کے خاتمے پر آپ فرماتے ہیں۔ کہ اگر مخالف کی اس بات (بات کا مفہوم یاد نہیں) کو مان لیا جائے۔ تو عیسائیت پچاس سال یا سو سال (ان دونوں عددوں میں سے کوئی سا ایک عدد ہے) اور رہے گی۔ میں پھر اس کتاب کو بند کر دیتا ہوں۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے باہر کی طرف تختی پر اس کتاب کا نام عربی الفاظ میں "دلالـــــت المامون" لکھا ہوا ہے۔ میں اس اپنے پاس کھڑے ہوئے مولوی صاحب مذکور سے پوچھتا ہوں کہ اس عربی لفظ یعنی "دلالت المامون" کے کیا معنی ہیں۔ وہ کہتے ہیں "جلا دینے والی دلیلیں" پھر اس مصور حقیقی کی طرف سے نظارہ یوں تبدیل ہوتا ہے کہ صاحب موصوفؓ بمعہ اپنے خادم کے جن کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے ہم سے الگ ہو کر ایک کونے میں کھڑے ہوئے کچھ باتیں کر رہے ہیں۔ پھر اس جگہ سے یہ دونو صاحب ایک طرف کو تیز تیز چل پڑتے ہیں۔ پھر تھوڑی دور جا کر ایک محل میں جو ہمیں نظر آ رہا ہے۔ داخل ہو جاتے ہیں۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ان کا پتہ کرنا چاہئے کہ یہ کہاں گئے اور یہ محل کیسا ہے۔ اس مزید تحقیق کیلئے میں ابھی اکیلا اس طرف چلا جاتا ہوں۔ جب وہاں پہنچ کر اس محل میں داخل ہوتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا صحن ہے۔ جس میں چٹائیاں بچھی ہوئی ہیں۔ اور اس میں مختلف جگہوں میں

تھوڑے تھوڑے فاصلہ کے ساتھ کئی درویش اچھی عمر کے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ قرآن کریم ہر شخص کے سامنے رحل پر پڑا ہوا ہے۔ اور ہر شخص غور وخوض میں منہمک معلوم ہوتا ہے۔ میں بغیر ان کی تعلیم میں مخل ہوئے ان کے پاس سے چپکے سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا ہوں۔ اور محل کی ایک بڑی گیلری میں داخل ہوتا ہوں۔ جس کی لمبائی کم از کم ڈیڑھ سو فٹ قریب اور چوڑائی سات آٹھ فٹ معلوم ہوتی ہے۔ کافی اونچی اور عمدہ سفید پلاسٹر سے آراستہ ہے۔ ڈیڑھ سو کے قریب چھوٹے چھوٹے دس دس بارہ بارہ سال کے بچے سفید پوشاک پہنے ہوئے گیلری میں بالمقابل دیواروں کے ساتھ ساتھ قطاروں میں بیٹھے ہوئے قرآن کریم رحلوں پر دھرے ہوئے تعلیم میں مشغول ہیں۔ ان کی نہایت ہی پسندیدہ اور پاک کلام کی آواز سے گیلری گونج رہی ہے۔ وہاں تین چار استاد بھی ہیں۔ جن سے یہ سب لڑکے باری باری اپنا سبق لے رہے ہیں۔ تقریباً دس گیارہ لڑکے سبق نہ یاد کرنے کی وجہ سے سزا کے طور پر کھڑے کئے گئے ہیں۔ اس تمام جماعت کے مرکز میں ان دونوں بزرگوں کو بیٹھا ہوا پاتا ہوں۔ اور مجھ پر یہ ایک حقیقت کھلتی ہے کہ اس تمام درس و تدریس کے بانی حضرت اقدس جناب مسیح موعودؑ ہی ہیں۔ ان کی بزرگی کا رعب سارے اہل درس پر نہایت پسندیدہ طرز میں چھایا ہوا ہے۔ اگر چہ گیلری کھچا کھچ بھری ہوئی ہے۔ تاہم میں ان دونوں بزرگوں کے پاس جہاں تھوڑی سی جگہ خالی پڑی ہوئی ہے۔ بیٹھ جاتا ہوں۔ میرے بائیں طرف ایک شاگرد بچہ سورہ قدریالایـــلف کی تلاوت کر رہا ہے۔ حضرت اقدس جناب مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ہاتھ میں ایک عربی کی کھلی ہوئی کتاب ہے جس کی سطور پر اعراب وغیرہ کوئی نہیں۔ میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرماتے ہیں کہ لو یہ کتاب پڑھاؤ۔ میں وہ کتاب ہاتھ میں لے کر دیکھتا ہوں اور پھر نہایت انکساری کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ جناب مجھ میں اس قدر قابلیت تو نہیں ہے کہ میں (آپ کے شاگردوں کو) تعلیم دے سکوں یہ کہہ کر میں ان کو کتاب واپس کر دیتا ہوں۔ جو وہ اس اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے سرخ ریش والے خادم کو پکڑا دیتے ہیں۔ اس جگہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ بانیءمذہب ہیں۔ کیونکہ آپ نے بہت سی کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ اس پر آپ جواب دیتے ہیں کہ محض کتابیں لکھنے سے کوئی شخص بانیءمذہب نہیں بن سکتا۔ ہم نے تو جو کچھ لکھا ہے وہ پہلی کتابوں سے لکھا ہے۔ (یعنی اپنی طرف سے کوئی من گھڑت بات نہیں لکھی۔ یا یہ کہ میں شریعت محمدیہ کا تابع ہوں۔ راقم) آپ کا یہ جواب دینا تھا۔ کہ میں جھٹ بول اٹھتا ہوں (اگر

آپ بانیء مذہب نہیں ہیں) ''تو آپ نے پھر اپنا جھنڈا الگ کیوں کھڑا کیا؟'' آپ تبسم آمیز سنجیدگی کے ساتھ فرماتے ہیں۔ ''کیا تم ہماری جنت سے اپنی جنت ملانا چاہتے ہو۔

یہ آخری معنی خیز فقرہ سن کر میں بیدار ہوگیا۔ میرے تمام بدن کے رونگٹے کھڑے تھے اور جسم پر ایک لرزہ طاری تھا۔ یہ 19 ذیقعدہ 1351ھ کی شب جمعہ تھی۔ صبح کا نورانی وقت تھا۔ اور مسجد میں مؤذن نے آذان شروع کی ہوئی تھی۔ جب کہ میں اس علام الغیوب کی طرف سے صداقت حضرت مسیح قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حقیقت کا زبردست انکشاف پاکر اٹھا۔ اس محسن حقیقی کی تعریف کی۔ (الحمدلله الذی هدانا لهٰذا و ما کنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله) پھر بارگاہ رب العزۃ میں فریضہ نماز ادا کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کے دست فیض رساں پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

یہ رویاء اخبار الفضل 1939ء 17 یا 18 جنوری میں بھی درج ہو چکا ہے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کے بعد میں نے جو بے شمار رویا صداقت احمدیہ پر دیکھی ہیں۔ ان میں صرف ذیل میں ایک رویاء عرض کرتا ہوں۔

۲:۔ مصری کے فتنہ سے پہلے کا واقعہ ہے رویاء میں دیکھا کہ ایک جگہ حضرت امیر المومنین کی تقریر ہوئی ہے۔ حضور تشریف لائے ہیں۔ یاد نہیں حضور کی تقریر ہوئی ہے یا نہیں۔ مگر اس وقت مجمع کے کچھ لوگ حضرت امیر المومنین کے خلاف طعنہ زنی اور اس قسم کی سرگوشیوں میں مشغول ہیں اور حضور کے خلاف نفرت پھیلانا چاہتے ہیں۔ اچانک میں نے ایک مجلس منعقد شدہ دیکھی جس کے اندر تقریر کرنے والی ہستی کے متعلق میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ خود ذات رب العالمین ہیں۔ جو صداقت احمدیت پر تقریر فرما رہے ہیں۔ اس ہستی کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کا کاغذ ہے غالباً اسی پر سے یہ احکام پڑھے جا رہے ہیں۔ ہاتھوں کے گناہوں سے بچو۔ پاؤں کے گناہ سے بچو۔ اور کان کے گناہ سے بچو۔ ترتیب تقدم و تاخر احکام صحیح یاد نہیں ہے۔ یہ بھی غالباً جمعہ کی شب تھی۔

(از چٹھی مرقومہ 27 نومبر 1939ء)

مرزا صاحب سچے ہیں

(از جناب مرزا سلطان عالم صاحب ساکن گوٹریالہ تحصیل کھاریاں گجرات)

میں سلطان عالم ولد صاحب داد (نمبردار مرحوم) قوم جٹ ساکن گوٹریالہ ضلع گجرات (پنجاب) جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی وجہ سے صحابی ہونے کا فخر حاصل ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنے خواب ذیل میں تحریر کرتا ہوں۔ جن سے انشراح صدر ہو کر مجھے داخل سلسلہ ہونے کی توفیق ملی اور خلافت حقہ ثانیہ کی عقیدت میں ترقی ہوئی۔ اول سال 1906ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت بذریعہ دعا و استغفار صداقت سلسلہ عالیہ کے متعلق میں نے خدا سے انکشاف چاہا۔ تو عالم رویاء میں دیکھا کہ ڈاک کے تھیلہ سے (ان دنوں میں اپنے گاؤں کا برانچ پوسٹ ماسٹر تھا) میرے نام کا ایک کارڈ برآمد ہوا۔ جس پر جامن رنگ کی سیاہی سے ایڈریس کی جانب خوشخط حروف میں لکھا ہوا پایا۔ **"مرزا صاحب آپ کو یاد کرتے ہیں۔ راز مخفی رکھیئے"**۔ راز مخفی رکھنے کے ارشاد الٰہی کی عدم تعمیل کی وجہ سے بعض غیر احمدی احباب نے جن سے میں نے اس خواب کا ذکر کر دیا۔ مجھے شبہ میں ڈال دیا۔ اور کچھ عرصہ حالت تذبذب میں رہا۔ مکرر حضرت اقدس کے حکم سے راتوں کو اٹھ کر رو رو کر جب خدا کے حضور دعائیں کی گئیں۔ تو بحالت خواب آسمان، زمین اور اس میں کے ذرے ذرے نے نہایت دلکش آواز میں بارم بار بول کر شہادت دی کہ **"مرزا صاحب سچے ہیں مرزا صاحب سچے ہیں"** ......الخ جس پر اول بندہ نے بذریعہ خط انہی دنوں بیعت کر لی۔ اور پھر مئی 1906ء میں دارالامان (قادیان) پہنچ کر حضرت اقدس کے مبارک ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دوبارہ بیعت کی۔ (از چٹھی مرقومہ 18 نومبر 1939ء)

حضرت خلیفۃ المسیح

(از جناب بابو شمس الدین خان صاحب افغان سکنہ کوٹھہ تحصیل صوابی ضلع مردان)

میری عمر اس وقت تقریباً 39 سال ہے۔ بیعت ستمبر 1927ء میں کی ہے میرے والد صاحب حافظ حاجی نور احمد صاحب افغان کوٹھہ والے حضرت صاحب کے مریدان خاص میں سے تھے۔ اور

حضرت صاحب کوٹھہ والے کی اس پیشگوئی کے جو کہ امام مہدی علیہ السلام کی آمد اور بعثت کے متعلق ہے۔ گواہ تھے۔ جس پیشگوئی کا ذکر میرے والد صاحب کی گواہی درج فرما کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں کیا ہے۔ اس لحاظ سے خاکسار ورثہ کے رنگ میں کوٹھہ کے حضرت صاحب کے مریدوں میں سے ہے۔ جو عام طور پر اہلحدیث ہیں۔ سلسلہ میں داخل ہونے سے قبل جب کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کتب کے مطالعہ اور تحقیق میں مصروف تھا۔ اور حالت متردد تھی۔ اور تسلی کا خواہاں تھا۔ خصوصاً جماعت کے دوگروہ کا خیال کر کے سلسلہ کی صداقت پر شک کرتا۔ یا تردد میں رہتا کہ دونوں گروہوں میں کون سا حق پر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ذیل کی خوابیں دکھائیں جو میری پاکٹ بک میں درج ہیں:۔

ا:۔ یہ خواب بیعت سے جو ستمبر 1927ء میں کی تھی۔ کچھ قبل تھی۔ پورا وقت یاد نہیں۔ غالباً جولائی یا اگست میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا بورڈ ہے۔ جس میں باریک خط سے کوئی تحریر لکھی ہوئی ہے۔ اور بہت تیز نظر والا اس کو پڑھ سکتا ہے۔ لیکن یہ الفاظ میں نے جلی خط سے خوشنما لکھے ہوئے دیکھے۔ کہ:۔

TO HIS HOLINESS HAZRAT KHALIFATUL MASIH OF QADIAN

میں خدا تعالیٰ کا پیارا نبی ہوں

۲:۔ ایک دفعہ پہلے پہل جب میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ تو بعض اوقات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق میرے دل میں خیال آیا کرتا تھا۔ کہ حضور نبی ہیں۔ مگر چونکہ اس قسم کا یعنی غیر تشریعی امتی نبی کوئی نہیں گزرا۔ اس لئے حضور کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بمقابلہ گزشتہ انبیاء کیا ہے۔ ایک رات خواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا۔ باقی خواب یاد نہیں رہی۔ البتہ یہ بات اچھی طرح سے یاد ہے۔ کہ حضور مجھے فرمانے لگے **"میں خدا تعالیٰ کا پیارا نبی ہوں"**۔

۳:۔ ایک دفعہ سال 1932ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کو خواب میں دیکھا۔ کہ حضور کی پیشانی مبارک ایسی چمکتی ہے کہ اس سے ظاہراً چراغ کی طرح نور نکلتا ہے جس سے بہت تیز روشنی اور شعاعیں نکلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ اور انسان کی آنکھیں دیکھ کر چندھیا جاتی ہیں۔

(از چٹھی مرقومہ 26 نومبر 1939ء)

عالم رویاء کا ایک روح پرور منظر

(از جناب چوہدری اللہ بخش صاحب مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان دارالامان)

میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں۔ مسیح موعود کی صداقت میں اپنی ایک پہلی خواب بیان کرتا ہوں۔ اس وقت میری عمر قریباً بیس سال کی تھی۔ اور اس وقت میری عمر 55 سال کی ہے کہ جب میں نے ہوش سنبھالتے ہی مذاہب میں باہم جنگ وجدال کو دیکھا۔ تو میں نے حضور جناب الٰہی میں یہ دعا کرنی شروع کی۔ کہ اے اللہ تیرا اپنا وعدہ ہے۔ کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا تو تیرا راستہ میں کسی غیر سے کیوں تلاش کروں۔ تیرا راستہ کسی غیر سے تلاش کرنا تو شرک ہے۔ اس لئے تو مجھے اپنے ملنے کی حقیقی راہ خود دکھا۔ کیونکہ تیرے سوا اور کوئی حقیقی راہبر نہیں۔ بیشک میں عاجز کمزور، ناکارہ و ناچیز بے علم ہوں۔ اور تیرے علم سے مدد چاہتا ہوں۔ اور آخر تیری مخلوق میں سے ایک ہوں۔ مجھ پر رحم کر۔ کہ تیرے سوا کوئی رحم کرنے والا نہیں۔

تو قریباً پندرہ بیس روز ہر نماز میں یہ دعا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھ پر یہ راز کھولا۔ قریباً رات کے دو بجے کے قریب میں نے یہ خواب دیکھا۔ کہ میں ایک سبزہ زار خوبصورت بہشت نما جنگل میں کھڑا ہوں۔ اور میرے پیچھے سے داہنی طرف سے آنحضرت ﷺ گزر کر میرے آگے تشریف لائے۔ حضور کی پشت مبارک میری طرف تھی۔ اور چہرہ مبارک سامنے تھا۔ جیسے مقتدی امام کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے۔ میں پیچھے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ مجھے آواز آئی۔ کہ یہ سرور انبیاء اور امام الانبیاء ہیں۔ آنحضرت ﷺ ہیں۔ ان کے پیچھے کھڑے رہنا سعادت دارین ہے۔ اور موجب فلاح ہے۔ غرضیکہ میں ایک نمازی کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا رہا۔ کہ معاً ایک کرسی آسمان سے نازل ہوتی دکھائی گئی۔ جو حضور اور میرے درمیان رکھی گئی۔ حضور اس پر تشریف فرما ہوئے۔ میں پیچھے اسی طرح کھڑا رہا۔ وہ کرسی ایک نورانی کرسی تھی۔ اور نورانی تاج، نورانی لباس والا مقدس نورانی وجود اس پر جلوہ افروز تھا۔ غرضیکہ میں حسن کی تاب نہ لاسکتا تھا۔ دنیا کا کوئی تاجدار اگر اس کرسی اس تاج اس وجود کو اگر خواب میں دیکھ لیتا۔ تو فوراً وہ اپنے تخت و تاج کو چھوڑ کر حضور کی تلاش میں لگ جاتا۔ اس کے بعد ایک میز آسمان

سے نازل ہوئی۔ وہ کرسی اور میز خوشنما نورانی ہیرے موتیوں سے جڑی ہوئی تھی۔ گردن مبارک جو حضور کی مجھے نظر آتی تھی۔ وہ ابتدائی راتوں کے چاند کی طرح چمکتی تھی۔ اور ایسے ہی دست مبارک چمکتے تھے۔ پھر ایک نورانی میز پوش میز پر بچھایا گیا۔ اس کے معا بعد ایک قرآن شریف بڑے تزک واحتشام کے ساتھ آسمان سے اترتے دیکھا جو حضور کے آگے میز پر خود بخود کھل گیا۔ پیچھے سے میں نے جھک کر جو دیکھا۔ تو ایک ایک لفظ کے اردگرد ہیرے موتی کے ساتھ نہایت حسین بیل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کا پورا پورا مصداق تھا کہ۔

کیا وصف اس کا کہنا ہر حرف اس کا گہنا　　　دلبر بہت تھے دیکھے دل لے گیا یہی ہے

سبحان اللہ حضور قرآن شریف کے مقدس اوراق کو اپنے دست مبارک سے الٹتے رہے۔ اور مجھے وفات مسیح کی آیات تلاش کر کے ان کا ترجمہ سناتے اور سمجھاتے رہے۔ اور ہر آیت کے ساتھ فرماتے مسیح مرگیا۔ اور ان کی روح کا رفع علیین میں ہوا۔ جو لوگ مسیح کو زندہ مانتے ہیں ان کا مجھ سے کیا تعلق میں ان کی شفاعت نہیں کروں گا۔ وہ سخت گمراہی میں ہیں۔ اور فرمایا آنے والا مسیح آ گیا۔ اس کی تلاش کرو اور مان لو۔ دیر تک میں حضور کی مقدس نصیحت کو غور سے سنتا رہا۔

دوران تقریر میں مجھے ایک اعتراض یاد آیا۔ اور وہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی ایک کتاب کا تھا۔ میں نے حضور سے عرض کی۔ کہ حضور (چکڑالوی) تو کہتا ہے کہ مسیح اس زمین پر زندہ ہے۔ کسی جزیرہ وغیرہ میں ہے۔ تو حضور کا چہرہ قدرے سرخ ہو گیا۔ اور حضور نے جلالی رنگ میں میری طرف پیچھے کو جلدی سے دیکھا اور دیکھتے ہی ان الفاظ میں فرمایا تو ان سے پوچھو ''رفع'' کے کیا معنی۔ اگر وہ اس زمین پر زندہ موجود ہے۔ تو ''رفع'' کے معنی نہیں بنتے۔ اس کے بعد خود حضور تشریف لے گئے۔ اور میری آنکھوں کے سامنے سے وہ نظارہ جاتا رہا۔ اور بیدار ہو گیا۔ میں مسیح موعود کا دعویٰ چونکہ روز سنتا تھا۔ میں صدق دل سے ان پر ایمان لایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو مسیح موعود کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔

(از چٹھی مرقومہ 13 دسمبر 1939ء)

محمود زندہ باد

(از جناب ملک ممتاز احمد صاحب دھرم کوٹی)

14 جون 1937ء میں قادیان سے روانہ ہو کر 16 کو احمد نگر دکن پہنچا۔ کیونکہ ان دنوں احراری اور مصری فتنہ اٹھا ہوا تھا۔ اس لئے میں اور میرے والد صاحب محترم دونوں مل کر بہت دعائیں کیا کرتے تھے۔ پردیس کی وجہ سے قادیان کے حالات سے بہت دلچسپی تھی۔ اور الفضل کا جوں جوں مطالعہ کرتے۔ اتنی ہی ہم دعائیں کرتے۔ میں نے خواب دیکھا۔ کہ قادیان کے سٹیشن کے پاس میدان میں خلیفۃ المسیح ثانی بہت اونچے کھڑے ہیں۔ اور بہت سے احمدی دوست ان کے گرد جمع ہیں۔ اور میں بھی حضور کے ساتھ ہوں اور تمام احمدی دوست بڑے زور شور سے اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، محمود زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ (از چٹھی مرقومہ 18 جون 1939ء)

میاں محمود کی سواری کے راستہ کی صفائی

(از جناب خواجہ عبدالواحد صاحب المعروف پہلوان متوطن گوجرہ ضلع لائلپور حال قادیان)

میں خدا کی قسم کھا کر اس خواب کو تحریر کرتا ہوں۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مارچ 1914ء میں جبکہ حضرت خلیفہ اولؓ ان دنوں سخت بیمار تھے۔ اور پیغامی فتنہ بھی سر نکال رہا تھا میں ان دنوں ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور رتھا۔ اور دعا کیا کرتا تھا کہ یا الٰہی اگر خلیفہ اول فوت ہو گئے تو پھر جماعت کا کیا حال ہو گا۔ (ایک رات خواب میں دکھا جبکہ حضرت خلیفہ اولؓ دو دن کے بعد فوت ہوئے ہیں۔ دیکھا کہ ایک بڑا کھلا میدان ہے۔ جہاں پر بہت لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے یہ میدان نیزہ بازی کا ہے لوگ اس قدر ہیں۔ زمین سفید کی ہر دو قطار جو ادھر اور ادھر کی ہے۔ دکھائی نہیں دیتی۔ چنانچہ میں بڑے زور اور کوشش سے تھوڑا سا راستہ دیکھ کر آگے نکل گیا۔ تو دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود و حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اس میدان سے روڑے و کنکر اٹھا کر باہر پھینک رہے ہیں۔ میں نے ہر دو بزرگوں سے مصافحہ کیا۔ یہ حالت آپ کی دیکھ کر مجھے تعجب ہوا اور پوچھا کہ حضور آپ کا یہاں پر آنا کس طرح ہوا۔

حضور کی طرف سے آواز آئی کیا آپ کو معلوم نہیں ہے۔ میں نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے یک زبان ہو کر فرمایا کہ میاں محمود کی سواری آ رہی ہے۔ اور ہم اس کا راستہ صاف کر رہے ہیں)۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ اور رقت طاری ہو گئی۔ میری آنکھوں میں خوشی سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور خدا کا شکر کیا۔

(از چٹھی مرقومہ 22/اکتوبر 1939ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت کے متعلق

(از محترمہ اہلیہ صاحبہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان)

مندرجہ ذیل خواب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت حقہ کے بارے میں خاکسارہ نے دیکھا ہے۔ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر لکھواتی ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ جب گھوڑے پر سے گر پڑے تھے۔ اور حضور کو بہت چوٹیں آئی تھیں۔ جن کی وجہ سے حضور کو بہت سخت تکلیف تھی۔ اور زندگی کی کوئی امید نظر نہ آتی تھی۔ اور مجھے بار بار خیال آتا تھا۔ کہ اب کیا ہوگا۔ رات اور دن سخت گھبراہٹ اور قلق سے گزرتے تھے۔ اور یہی سننے میں آتا تھا۔ کہ یا آج کا دن گزرے گا یا رات۔ بس پھر میرا آقا اور محسن ہم سے جدا ہو جائے گا۔ انہی غم واندوہ کے دنوں میں ایک رات خواب میں یہ نظارہ دیکھا کہ ایک جگہ ہے جیسے کوئی باغ ہے۔ اس میں ایک مجلس چوکور شکل میں بیٹھی ہوئی ہے۔ جس میں بڑے بڑے بزرگ اور نورانی شکل لوگ بیٹھے ہیں۔ کہ اچانک حضرت مسیح موعودؑ نمودار ہوئے اور ایسا معلوم ہوا کہ حضور سڑک کی طرف سے تشریف لائے ہیں۔ لیکن یقینی طور پر معلوم نہیں ہوتا۔ کہ سڑک کی طرف سے تشریف آوری ہوئی۔ بلکہ اچانک نظر آ گئے ہیں۔ اور حضور نے میاں صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے چہرے کو اس طرح دکھایا کہ حضور نے ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے اور ایک سر پر رکھا ہے۔ اور ان کا چہرہ دکھاتے ہوئے حضور نے فرمایا فکر کی کیا بات ہے۔ تین دن کو یہ جو ہوگا۔ اس خواب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو صحت ہونی شروع ہو گئی لیکن میں اس خواب کی وجہ

سے یہ خیال کرتی رہی کہ حضرت کی وفات اب بہت قریب ہونے والی ہے۔ مگر جوں جوں دن گزرتے گئے۔ حضور کی صحت اچھی ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ چند دنوں کے بعد ان کو صحت ہوگئی۔ اور وہ خطرناک حالت بیماری کی جاتی رہی۔ آخر تین سال کے بعد حضرتؓ کی وفات ہوگئی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خلیفہ منتخب ہوئے۔ تب معلوم ہوا کہ میری خواب اس طرح پوری ہوئی ہے کہ تین دن سے مراد تین سال تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت حقہ کی خبر خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے تین سال قبل ان کا چہرہ دکھا کر بتادی تھی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک (از چٹھی مرقومہ 13/اگست 1939ء)

میاں صاحب کی بیعت کرو

(از محترمہ بادشاہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام محمد صاحب پیڈل روڈ لاہور II)

1914ء میں حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات حسرت آیات کے بعد خاکسار لاہوری (پیغامی) جماعت میں شامل ہو گیا تھا۔ مولوی صاحب کی وفات کے 4-5 ماہ بعد میری اہلیہ کو خواب آئی کہ تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ تم میاں کی بیعت کرلو۔ چنانچہ میری بیوی نے مجھے صبح خواب سنائی۔ میں نے اس وقت تو کچھ خیال نہ کیا۔ مگر دسمبر 1915ء یا جنوری 1916ء میں میرا لڑکا ملک عبدالرحیم عین خواب کے مطابق پیدا ہوا۔ لڑکے کے پیدا ہونے کے بعد میری بیوی نے مجھے پھر مجبور کیا۔ کہ مجھے تو خواب میں خدا نے میاں صاحب کی بیعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے میری بیعت کا خط لکھ دو۔ چنانچہ میں نے ان کی بیعت کا خط لکھ دیا۔ اور اس خواب کا ذکر اخبار الفضل 1916ء میں شائع ہو گیا۔ اخبار میں شائع ہونے پر ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب و شیخ رحمت اللہ صاحب بڑے سٹ پٹائے اور میرے پاس آئے۔ اور مجھے اس کی نسبت کہنے لگے۔ میں نے کہا۔ میری بیوی زندہ موجود ہے۔ چلو آپ بھی ان سے دریافت کرلیں۔ مگر ان کو دریافت کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

(مرسلہ جناب میاں غلام محمد صاحب پیڈل روڈ لاہور II (از چٹھی مرقومہ 16 جولائی 1939ء)

اولی الامر منکم

(از اہلیہ صاحب پیر شیر عالم صاحب بی اے، بی ٹی گولیکی گجرات)

قریباً ایک سال کا عرصہ ہوا کہ خاکسارہ (یعنی اہلیہ پیر عالم صاحب بی اے، بی ٹی) کے دل میں کسی بات کی وجہ سے سخت افسوس تھا۔ اور وجہ یہ تھی کہ حضور نے کوئی کام کرنے کیلئے فرمایا تھا۔ اور وہ میرے خاوند نے کیا تھا۔ مگر اس میں میری اپنی مرضی نہ تھی اور اس کا بہت دل میں افسوس تھا۔ کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی سنہری تختی ہے۔ اور اس پر نہایت ہی زرین الفاظ میں یہ عبارت تحریر ہے۔ اولی الامر منکم ۔ خلیفۃ المسیح الثانی۔ اس کے بعد میرے دل سے ہر قسم کا رنج دور ہوگیا۔ اور میں نے سمجھ لیا کہ آپ کا حکم واقعی خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔

(از چٹھی مرقومہ بلا تاریخ 1939ء)

آسمانی چٹھیاں

(از محترمہ اقبال بیگم صاحبہ بنت میاں امیر بخش صاحب لاہور)

میرا نام اقبال بیگم قوم کاشمیری عمر اس وقت 35 سال ہے۔ میں حضرت امیر بخش صاحب ساکن لاہور کی بیٹی ہوں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں۔ والد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو وفات کے بعد غسل دیا تھا۔ مگر میں شامت اعمال سے غیر احمدی ہوگئی۔ اور مخالفت کرتی رہی۔ میرے والد صاحب غیر مبائع ہیں۔ اور اب میں بفضل خدا مبائع ہوں۔

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کو ظاہر کرتی ہوں کہ میں نے واقعی اور یقینی طور پر یہ رویاء دیکھے ہیں۔ اور اچھی طرح یاد ہیں۔ اگر میں نے ان میں کچھ ملایا ہے۔ تو مجھ پر اس دنیا میں اور آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی نازل ہو۔ ستمبر 1926ء میں جبکہ میں چھلے میں تھی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا شاندار جلسہ ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ کس مقام پر ہے۔ خوبصورت سبز مخمل کا شامیانہ اور پردے لگے ہوئے ہیں۔ بہت سی عورتیں جمع ہیں۔ چونکہ میں غیر احمدی تھی۔ اس لئے بعض عورتوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیان کی صداقت کے متعلق لوگوں کو چٹھیاں بھیجے گا۔ اتنے میں کیا دیکھا کہ بہت سے پرزے آسمان سے گر گر شامیانہ میں سے نیچے آرہے ہیں۔ بہت سی عورتوں نے ان آسمانی پیغاموں کو لے لیا۔ ایک چٹھی میں نے بھی لے لی۔ اور اسے پڑھا۔ اس میں قرآن شریف کی آیات درج تھیں جو کہ مجھے اب یاد نہیں رہیں۔ لیکن یہ اچھی طرح یاد ہے کہ ان آیات سے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت ہوتی تھی۔

۲:۔ میں نے دیکھا کہ میں اور بعض دوسرے رشتہ دار اور کچھ اور عورتیں زمین پر محمدی بستر بچھا کر لیٹے ہوئے ہیں۔ عورتوں نے اپنے چہرے دوپٹوں سے ڈھانپے ہوئے ہیں۔ اتنے میں گورنمنٹ کا ایک آدمی آیا۔ اس طرح کی آواز آرہی ہے۔ جس طرح پر آرہ چل رہا ہو۔ گویا تمام عورتوں کے گلے میں یہ آرہ چل رہا ہے۔ جب وہ سرکاری آدمی آرہ لے کر میری طرف آیا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم اتنے خون کر رہے ہو۔ کیا گورنمنٹ تمہیں گرفت نہ کرے گی۔ تو اس نے مجھے جواب دیا۔ کہ دنیاوی گورنمنٹ کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہم تو احمدی ہیں۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ میں کس طرح اس سے بچ سکتی ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ احمدی نہ صرف خود بچے گا۔ بلکہ اپنے ساتھ تین کس اور کو بھی بچالے گا۔ میں چونکہ اس وقت احمدی نہ تھی اس لئے میں دل میں خیال کرتی ہوں کہ احمدی ہو جاؤں گی۔ اور اس آدمی سے کہا کہ میں تو احمدی ہوں اس پر آرہ والے آدمی نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ پھر اپنے ساتھ اور کن تین کس کو بچانا چاہتی ہو۔ اس وقت میں نے اپنی بڑی بہن اور دو بھانجیوں کا خیال کیا۔ (یہ ابھی تک احمدی نہیں ہوئیں۔ لیکن تبلیغ اور میل ملاقات جاری ہے۔ اللہ کریم سے امید ہے کہ انہیں جیسا کہ خواب میں صریح اشارہ ہے۔ قبول حق کی توفیق مل جائے گی) اس کے بعد میں نے بیعت کر لی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

(از چٹھی مرقومہ بلا تاریخ 1939ء)

حضرت عیسیٰؑ واپس نہیں آئیں گے

(از محترمہ سردار بیگم صاحبہ زوجہ بابو عبدالکریم خان یوسف زئی احمدی تار ماسٹر پونچھ کشمیر)

میں اپنے خاوند بابو عبدالکریم خان یوسف زئی تار ماسٹر پونچھ کشمیر کی صحبت میں رہ کر سلسلہ عالیہ

احمدیہ کیلئے پہلے سے ہی اچھے خیالات رکھتی تھی۔ 1935ء میں بمقام گوپس گلگت کشمیر بہ تحریک خاوندم بعد دعا رات کو سوگئی۔ اور خداوند تعالیٰ سے حق کی طلب گار ہوئی خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے متعلق۔ خواب میں ایک نظارہ دیکھتی ہوں کہ ایک وسیع مسجد ہے۔ جس کے باہر میں کسی شخص کا سخت بے تابی سے انتظار کر رہی ہوں۔ کافی انتظار کے بعد بھی کوئی شخص اندر سے واپس باہر نہ آیا۔ کچھ دیر کے بعد ایک بوڑھا جیسا آدمی باہر آیا اور اس نے میری انتظار کا سبب دریافت کیا۔ میں نے اپنا عندیہ اس کو کہہ سنایا۔ کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت نبی کریم ﷺ (پورا یاد نہیں رہا۔) کے انتظار میں ہوں۔ مجھے بتلائیں کہ وہ کب آئیں گے۔ اس بوڑھے شخص نے جواباً کہا کہ کوئی بھی واپس نہیں آنے والا۔ اس پر میں مایوس ہو کر واپس لوٹی۔ تو نیند کھل گئی۔ اور تشفی ہوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باقی پیغمبروں کی طرح وفات پا گئے ہوئے ہیں۔ اب ان میں سے کسی نے واپس اس دنیا میں نہیں آنا۔ اس لئے میں نے بیعت کا لکھ دیا ہے۔ (از چٹھی مرقومہ 17 جولائی 1939ء)

حضرت نبی کریم ﷺ کی بہشتی مقبرہ کی طرف تشریف آوری

(از محترمہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر میر احمد علی صاحب دندان ساز فیروز منزل لاہور)

ڈاکٹر صاحب موصوف بیان فرماتے ہیں۔ کہ ان کی اہلیہ احمدیت کی سخت مخالف تھیں اور ان کی والدہ کے ساتھ مل کر انہیں احمدیت سے منحرف کرنے میں ہر وقت لگی رہتی تھیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سے رویاء وکشوف دکھائے جن کی بنا پر انہیں احمدیت جیسی نعمت نصیب ہوئی۔ ذیل میں ان کی اہلیہ صاحبہ تاجور سلطانہ کا خواب جو انہوں نے جلسہ سالانہ 1934ء سے ایک رات قبل قادیان میں دیکھا درج کیا جاتا ہے۔ میری بھاوجہ سردار بیگم نے جو میری حقیقی خالہ زاد ہے۔ اور جس نے مجھے بیعت کی طرف ترغیب دی۔ (گو وہ احمدیت کی طرف مائل ہونے کے باوجود اپنے غیر احمدی شوہر کی شدید مخالفت کے باعث ابھی بیعت نہیں ہوئی تھی) مجھے خواب میں جھنجھوڑ کر کہا کہ اٹھ بہن وہ حضرت رسول

کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ میں خواب میں اٹھ کر دیکھتی ہوں کہ حضرت نبی کریم ﷺ جن کا رنگ اور ریش مبارک سفید، تہ بند اور کرتہ جو کہ لمبا تھا وہ بھی سفید تھے۔ نیز دستار مبارک سر پر رکھے ہوئے ہیں۔ میرے شوہر کے ہمراہ باتیں کرتے ہوئے بہشتی مقبرہ کی طرف تشریف لا رہے ہیں۔ میں دل میں تین مرتبہ کہتی ہوں کہ واقعی آپ رسول کریم ﷺ ہیں۔ اتنے میں مؤذن کی آذان سے میں بیدار ہوگئی۔ اس کے علاوہ اور بھی میں نے بہت سی سچی خوابیں دیکھی ہیں۔ اور بالکل ہو بہو پوری ہوئیں۔ میں سمجھ گئی کہ میرے خاوند حق پر ہیں۔ 1934ء کے جلسہ سالانہ پر میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوگئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

(از چٹھی مرقومہ 22/اگست 1939ء)

حضرت رسول کریم ﷺ تشریف فرما ہیں!

(از محترمہ اقبال خانم صاحبہ بنت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب نوشہرہ ککی زئیاں)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں جو خواب میں نے لکھا ہے۔ ہو بہو اسی طرح میں نے دیکھا تھا۔ نیم بیداری کی حالت میں اس عاجزہ نے ایک مرتبہ دیکھا۔ کہ بہت بڑا ہال کمرہ ہے جس میں کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ درمیان میں ایک تخت پڑا ہوا ہے۔ وہ شہر کوئی نیا سا معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں کا بہت ہجوم ہے۔ جو کہتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ دروازہ پر ایک بزرگ سبز لبادہ پہنے کھڑے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ چند جھگڑوں کا فیصلہ فرما رہے ہیں۔ رفتہ رفتہ لوگوں کا ہجوم کم ہونا شروع ہوا۔ ہم چند ایک مستورات جو وہاں موجود تھیں۔ جب آگے بڑھیں تو دیکھتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پاس پاس ایک کرسی پر تشریف رکھتے ہیں۔ یہ عاجزہ کہتی ہے کہ یہ تو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مہدی موعود علیہ السلام ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ تم غلطی پر ہو۔ یہ تو نبی کریم ﷺ ہیں۔

(از چٹھی مرقومہ 6 جون 1939ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیک بندوں کو چننے کیلئے آئے ہیں

(از محترمہ شہزادی تسنیم بیگم اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد مالک خانصاحب بی اے

رئیس ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ)

رمضان المبارک 1938ء میں عزیز مکرم مولوی مبارک احمد خان ایمن آبادی مجھے روزانہ احمدیت کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ میں نے خود بھی احمدیت کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور مولوی صاحب موصوف نے بھی مجھے کتابیں سنائیں اور احمدیت کے مسائل میرے ذہن نشین کئے۔ وسط رمضان المبارک میں سحری کے وقت میں نے مندرجہ ذیل خواب دیکھا۔

میں ایک بازار سے گزر رہی ہوں۔ لیکن وہ بازار ایک اجڑا اور ویران بازار ہے چاروں طرف خاموشی کا عالم ہے۔ نہ کوئی دکان ہے نہ انسان۔ میں نے اس بازار کے متعلق کسی سے دریافت کیا کہ اس بازار کو کیا ہوا جواب ملا کہ یہاں جنگ ہوئی ہے۔ اس لئے یہ جگہ ویران ہوگئی ہے۔ یہاں سے چند قدم آگے چلی تو میرے ماموں ملک محمد حیات صاحب ٹھیکیدار مجھے ملے۔ انہوں نے کہا آؤ میں تمہیں ایک بازار میں لے چلوں۔ چند قدم آگے چلے تو ایک چھوٹا سا بازار نظر آیا۔ جس میں ہر ایک دکان کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے جگہ بنی ہوئی ہے۔ تمام بازار میں ہر ایک دکان کے ساتھ ایک مسجد دیکھی۔ اور اس میں ایک ایک آدمی نماز پڑھتا نظر آیا۔ ان نمازیوں میں میرے ماموں صاحب (جو ابھی تک احمدیت کی نعمت سے متمتع نہیں ہو سکے) بھی شامل ہیں۔ جب میں نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو چونکہ انہوں نے کبھی نماز نہ پڑھی تھی۔ اس لئے میں حیران ہوئی اور اس پر بھی مجھے حیرت ہوئی کہ یہ عجیب قسم کا بازار ہے۔ کہ جس کی ہر دکان کے ساتھ نماز پڑھنے کی جگہ بنی ہوئی اسے (لیکن جب میں 1938ء کے جلسہ سالانہ پر قادیان دارالامان آئی۔ تو احمدیہ بازار کی ہیئت بعینہ اس خواب والے بازار کی طرح دیکھی۔ گو ہر دکان کے ساتھ مسجد نہ تھی۔ مگر مسجد مبارک میں نمازیوں کی کثرت کے باعث عدم گنجائش کی وجہ سے لوگ دور تک بازار میں نماز پڑھتے تھے۔ میں اس بازار میں کھڑی تھی۔ کہ اسی اثناء میں پھر ماموں ملک محمد حیات صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ چلو گھر چلیں۔ چنانچہ جب

میں گھر پہنچی۔تو ایک پلنگ پر ایک آدمی بیٹھا ہوا نظر آیا جس نے منہ پر چادر اوڑھی ہوئی تھی۔
میں نے کسی سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ سید الکائنات حضرت نبی اکرم ﷺ فداہ روحی ہیں۔ جو نیک اور پاک بندوں کو چننے کیلئے آئے ہیں۔ اس وقت گھر میں میں اور میری والدہ اور بہنیں اور مکرم مولوی مبارک احمد خان صاحب بھی موجود تھے۔ جب ہم سرور کائنات ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے۔ تو حضور علیہ السلام نے میرا بازو پکڑ کر مجھے اپنی چارپائی کے نیچے جگہ دی۔ اور مکرم مولوی مبارک احمد صاحب کے متعلق فرمایا کہ ''یہ تم سب کے سردار ہیں۔ ان کو میں نے تمہارے لئے مبعوث کیا ہے۔ جب میں نے مبعوث کا لفظ سنا تو بڑی حیران ہوئی کیونکہ میرے خیال میں تو یہ لفظ نبیوں اور رسولوں کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔ جو حضور علیہ السلام نے مولوی صاحب کے متعلق استعمال فرمایا ہے پھر میں نے ہاتھ باندھ کر عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ میری والدہ اور میری بہنوں کو بھی اپنی چارپائی کے نیچے جگہ دیجئے۔ جب میں نے دو تین بار عاجزی سے یہ درخواست کی تو آواز آئی کہ ''جاؤ ہم نے تمہاری والدہ اور بہنوں کو بھی مہلت دی'' میں ان سب کو ساتھ لے کر بہت خوش ہوئی۔ اور انہیں کہا کہ اب تم سب نیک بن جاؤ تا کہ حضور ﷺ تمہیں اپنے سایہ کے نیچے جگہ دیں' اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ مؤرخہ 27 دسمبر 1938ء کو میں نے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کر لی اور اسی روز میرے خاوند نے بھی بیعت کر لی۔ (از چٹھی مرقومہ 17/ اگست 1939ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ دیکھتے ہی اطمینان ہو گیا

(از محترمہ سعیدہ بیگم اہلیہ جناب ڈاکٹر ظفر حسن صاحب)

میری شادی جولائی 1907ء میں صوبیدار ڈاکٹر ظفر حسن صاحب احمدی کے ساتھ ہوئی تھی۔ اور میں اس وقت غیر احمدی تھی۔ دو ماہ بعد میں صوبیدار صاحب کے ساتھ لکھنو گئی۔ ایک دن صوبیدار صاحب نے مجھے کہا کہ قادیان میں امام مہدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہوئے ہیں۔ مگر میں نے کم علمی کی وجہ سے اور غیر احمدی گھرانے میں پرورش پانے کے باعث انکار کر دیا۔ اس رات کسی صدمہ کی وجہ سے میں روتے روتے سو گئی۔ اور خواب میں میں نے حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک چہرہ دیکھا اور میں دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ صبح اٹھتے ہی میں نے صوبیدار صاحب سے اس رویاء کا ذکر کیا۔ اور آپ کا تمام حلیہ بتلایا۔ (صوبیدار صاحب نے کہا) یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حلیہ مبارک ہے۔ چنانچہ اسی وقت میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیعت کا خط لکھوا دیا۔ اور حضور نے بیعت قبول فرمالی۔ الحمدللہ

(از چٹھی مرقومہ 13/اگست 1939ء)

بدر کامل

(از حنیفہ بی بیوہ شیخ عبداللہ حکیم صاحب مرحوم ساکن دینگلورلہ ضلع رتناگری صوبہ بمبئی)

میں حنیفہ بی بیوہ شیخ عبداللہ حکیم صاحب مرحوم خداوند تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتی ہوں۔ کہ میں نے مندرجہ ذیل خواب یقینی طور پر دیکھا تھا۔ میں نے تحقیق حق کیلئے کافی عرصہ دعائیں کرنے کے بعد ایک رات نصف شب کے بعد خواب کی حالت میں دیکھا کہ میں اپنے موجودہ رہائشی مکان کے بالا خانے کے برآمدے میں مغرب کی طرف منہ کئے ہوئے ایک جنگلے کے سہارے کھڑی ہوں۔ یکایک کیا دیکھتی ہوں کہ چاند بدر کامل کی صورت میں میری طرف آرہا ہے۔ اور یہ چودھویں کا چاند معلوم ہوتا ہے۔ جو نہ آسمان کے ساتھ ہے۔ نہ زمین پر۔ بلکہ درمیان میں معلق ہے اور بغیر کسی سہارے کے میری طرف چلا آرہا ہے۔ حتی کہ وہ بالکل قریب یعنی سامنے کے مکان کی چھت پر جو قریباً تیس فٹ کے فاصلہ پر ہمارے مکان کے سامنے واقعہ ہے آکر دوسری طرف غالباً جنوب کی طرف رخ کر لیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی فوراً میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ اس خواب سے میں اپنے اندر ایک قسم کا کمال اطمینان اور بشاشت محسوس کرتی تھی۔ اور مجھ پر یہ اثر تھا۔ اور اب تک ہے کہ گویا میرا سوال حل ہوگیا۔

(مرسلہ جناب محمد ابراہیم صاحب حکیم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بمبئی (از چٹھی مرقومہ 29/اکتوبر 1939ء)

یہ کتاب مندرجہ ذیل اصحاب کو

جناب سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب کی طرف سے تحفہ

(۱) خان بہادر سیٹھ احمد الٰہ دین صاحب (۲) سیٹھ غلام حسین الٰہ دین صاحب (۳) سیٹھ قاسم علی الٰہ دین صاحب (۴) سیٹھ عبداللہ حاجی رحمت اللہ صاحب (۵) سیٹھ مہر علی فاضل صاحب (۶) سیٹھ پیر محمد صاحب (۷) نواب سر امین جنگ بہادر (۸) آنریبل سر مرزا محمد اسمٰعیل صاحب (۹) نواب سر نظامت جناب بہادر (۱۰) نواب کاظم یار جنگ بہادر (۱۱) نواب فخر یار جنگ بہادر (۱۲) نواب مرزا یار جنگ بہادر (۱۳) نواب جیون یار جنگ بہادر (۱۴) نواب ناظر یار جنگ بہادر (۱۵) جناب مولوی ابوسعید مرزا صاحب (۱۶) جناب مولوی ہاشم علی خاں صاحب (۱۷) جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب (۱۸) نواب عسکر یار جنگ بہادر (۱۹) نواب غازی یار جنگ بہادر (۲۰) نواب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب (۲۱) نواب رحمت یار جنگ بہادر (۲۲) نواب احسن یار جنگ بہادر (۲۳) خان بہادر نواب رحیم یار جنگ بہادر (۲۴) نواب اصغر یار جنگ بہادر (۲۵) نواب ذوالقدر یار جنگ بہادر (۲۶) نواب بہادر یار جنگ بہادر (۲۷) نواب سردار نواز جنگ بہادر (۲۸) نواب عثمان نواز جنگ بہادر (۲۹) نواب ممتاز یاور الدولہ بہادر (۳۰) نواب خیر نواز جنگ بہادر (۳۱) نواب نذر نواز جنگ بہادر (۳۲) نواب ابوالفتح خان صاحب (۳۳) خان صاحب عبدالکریم بابو خاں صاحب (۳۴) خان صاحب محمد عارف خان صاحب (۳۵) جناب مرزا رفیق بیگ صاحب (۳۶) جناب مرزا سلیم بیگ صاحب (۳۷) جناب مولوی فضل محمد خان صاحب ایم اے (۳۸) جناب حکیم مولوی مقصود علی خان صاحب (۳۹) جناب پروفیسر مناظر حسین صاحب (۴۰) جناب مولوی سید حیدر رضا صاحب ایم اے (۴۱) جناب لیاقت اللہ خان صاحب (۴۲) جناب مولوی سید ابوالحسن قیصر صاحب (۴۳) جناب مرزا احسن احمد بیگ صاحب (۴۴) جناب مفتی عبدالقدیر صاحب (۴۵) جناب صدر مجلس حزب اللہ (۴۶) جناب مولوی پادشاہ حسینی صاحب (۴۷) جناب سیٹھ حاجی داؤد صاحب (۴۸) جناب مولوی ابوالحسن سید علی صاحب

(۴۹) سیٹھ محمد بھائی صاحب (۵۰) جناب محمد سعید صاحب (۵۱) جناب محمد اسمٰعیل صاحب (۵۲) جناب شیخ حیدر صاحب (۵۳) جناب محمد ناصر صاحب (۵۴) جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی (۵۵) جناب پروفیسر الیاس برنی صاحب (۵۶) جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

جناب سیٹھ فاضل الہ دین صاحب کی طرف سے یہ کتاب حسب ذیل اصحاب کیلئے تحفہ ہے:۔

(۱) جناب محمد ابراہیم صاحب کنٹریکٹر (۲) جناب ملک محمد صاحب کافی شاپ (۳) جناب خاں صاحب برہان الدین صاحب (۴) جناب محمد مصطفیٰ صاحب

جناب سیٹھ علی محمد صاحب ایم اے کی طرف سے تحفہ:۔

(۱) جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ناظم اورنگ آباد (۲) جناب پروفیسر خلیفہ عبدالحکیم صاحب (۳) جناب پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب (۴) جناب پروفیسر سید علی مرزا صاحب

جناب عبدالغفور صاحب کی طرف سے تحفہ:۔

(۱) نور محمد صاحب (۲) جناب محمد عبدالکریم صاحب

اسمائے گرامی صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کو کتاب بشارات رحمانیہ کے مفید اور بابرکت اور نافع الناس ہونے کیلئے مسجد مبارک میں بعد نماز جمعہ دعا کرنے کیلئے تکلیف دی۔ مندرجہ ذیل اصحاب نہایت خوشی اور انشراح کے ساتھ مسجد مبارک میں جمع ہوئے خاکسار نے اس کتاب کی اہمیت اور اس کی ضرورت پر ایک مختصر سی تقریر کی۔ اس کے بعد حضرت مولوی شیر علی صاحب نے تمام مجمع سمیت دعا فرمائی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ذیل میں ان تمام بزرگوں کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ شائع کرنے کا فخر حاصل کرتا ہوں جنہوں نے مجھ ناچیز کی درخواست کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اور پھر خاص طور پر دعا فرمائی۔ (مؤلف)

(۱) جناب چوہدری غلام حسین صاحب (۲) جناب محمد حسین خان صاحب ٹیلر (۳) جناب چوہدری برکت علی خان فنانشل سیکرٹری تحریک جدید (۴) جناب ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی (۵) جناب ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب (۶) جناب محمد رشید خاں صاحب (۷) جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب

بوتالوی (۸) جناب سردار کرم داد صاحب (۹) جناب سید بہاول شاہ صاحب (۱۰) جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب (۱۱) جناب ملک مولا بخش صاحب (۱۲) جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب (۱۳) چوہدری رحمت خان صاحب (۱۴) چوہدری ہدایت خان صاحب (۱۵) ملک برکت علی صاحب گوجرانوالہ (۱۶) جناب شیر محمد صاحب (۱۷) جناب قاضی عبدالرحیم صاحب (۱۸) جناب مرزا برکت علی صاحب (۱۹) جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری (۲۰) جناب مولانا مولوی شیر علی صاحب (۲۱) جناب مولوی فخر الدین صاحب (۲۲) جناب مرزا مہتاب بیگ صاحب (۲۳) حکیم شیخ عبدالرحمٰن صاحب (۲۴) جناب بابو کریم بخش صاحب (۲۵) جناب بابا اللہ یار صاحب ٹھیکیدار (۲۶) جناب بابا غلام حسین صاحب (۲۷) جناب غلام نبی خاں صاحب (۲۸) جناب دین محمد صاحب دھوبی (۲۹) جناب محمد یعقوب صاحب (۳۰) ملک محمد صادق صاحب جہلمی (۳۱) جناب شیخ محمد حسین صاحب (۳۲) جناب بابا فضل محمد صاحب (۳۳) جناب مولوی کرم الٰہی صاحب (۳۴) جناب غوث محمد صاحب ہرسیاں (۳۵) جناب کرم دین صاحب ہرسیاں (۳۶) جناب غلام قادر صاحب (۳۷) جناب صوفی غلام محمد صاحب (۳۸) جناب میاں عبدالرزاق صاحب (۳۹) جناب فاضل شاہ صاحب (۴۰) بابا محمد حسن صاحب (۴۱) بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی (۴۲) بابو فضل احمد صاحب پنشنر (۴۳) جناب مدد خان صاحب (۴۴) جناب منشی عبدالغنی صاحب اوجلہ (سیکرٹری) (۴۵) جناب میر مہدی حسین صاحب (۴۶) جناب چوہدری محمد علی صاحب

اسمائے گرامی سابقہ معاونین کتاب بشارات رحمانیہ

(۱) جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آباد (۲) جناب اخوند محمد اکبر خاں صاحب قادیان (۳) جناب پیر محمد عبداللہ صاحب نثار ٹیچر مدرسہ احمدیہ قادیان (۴) جناب مولوی تاج الدین صاحب لائلپوری (۵) جناب بابو محمد رشید صاحب دارالرحمت قادیان (۶) جناب قاری غلام مجتبیٰ صاحب دارالبرکات قادیان (۷) جناب چوہدری محمد بوٹا صاحب قادیان (۸) جناب مستری مہر دین صاحب قادیان (۹) محترمہ اقبال خانم صاحبہ نوشہرہ (۱۰) جناب سید عباس علی شاہ صاحب سندھ (۱۱) جناب بابو محمد افضل صاحب بٹالہ (۱۲) حکیم فضل حق صاحب بٹالہ (۱۳) جناب مولوی محمد پریل

صاحب سندھ (۱۴) جناب ماسٹر محمد دین صاحب انور ٹیچر نصرت گرلز ہائی سکول قادیان (۱۵) جناب صوفی غلام محمد صاحب بی ایس سی قادیان (۱۶) جناب چوہدری عبدالرحیم صاحب بیت المال (۱۷) جناب مرزا عبدالحق صاحب وکیل گورداسپور (۱۸) جناب قریشی افضال احمد صاحب قادیان (۱۹) جناب محمد اسمٰعیل صاحب فیروز پوری بیت المال (۲۰) جناب محمد حسن صاحب دارالشکر قادیان (۲۱) جناب ملک نور خاں صاحب بیت المال (۲۲) جناب ملک ممتاز احمد صاحب گھڑی ساز قادیان (۲۳) جناب ماسٹر عبدالرؤف صاحب قادیان (۲۴) جناب بابو فضل احمد صاحب دارالفضل قادیان (۲۵) جناب چوہدری غلام حسین صاحب دارالفضل قادیان (۲۶) جناب میاں محمد شریف صاحب لاہور (۲۷) جناب ڈاکٹر محمد بخش صاحب دارالرحمت قادیان (۲۸) جناب چوہدری محمد دین صاحب واصل باقی قادیان (۲۹) جناب قریشی محمد احسن صاحب دارالفتوح قادیان (۳۰) جناب مرزا محمد شفیع صاحب ناظم دفتر محاسب قادیان (۳۱) جناب سید محمد حسین شاہ صاحب قادیان (۳۲) جناب بابو اکبر علی صاحب قادیان (۳۳) جناب میاں عطاء اللہ شاہ صاحب وکیل کورٹ آکشنر امرتسر (۳۴) جناب منشی محمد دین صاحب مختار عام صدر انجمن احمدیہ قادیان (۳۵) جناب چوہدری عبدالحکیم صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر دارالبرکات قادیان (۳۶) جناب حاجی محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر دارالبرکات قادیان (۳۷) جناب شیخ جلال الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ لاہور (۳۸) جناب بابو فقیر علی صاحب دارالبرکات قادیان (۳۹) جناب پیر صلاح الدین صاحب فیروز پور (۴۰) محترمہ امۃ اللہ صلاح الدین صاحب فیروز پور (۴۱) جناب مولوی سیف الرحمٰن صاحب مجاہد تحریک جدید (۴۲) جناب مرزا برکت علی صاحب فنانشل سیکرٹری تحریک جدید قادیان (۴۳) جناب بابو محمد حنیف صاحب پوسٹل پنشنر قادیان (۴۴) محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر ظفر حسن صاحب قادیان (۴۵) جناب ڈاکٹر محمد رمضان صاحب سری گوبند پوری کسولی (۴۶) جناب عین علی شاہ صاحب سبی بلوچستان (۴۷) جناب فیروز دین صاحب قادیان (۴۸) جناب مولوی غلام احمد صاحب درجہ اولیٰ جامعہ احمدیہ قادیان (۴۹) محترم مائی کاکو صاحبہ قادیان (۵۰) جناب ڈاکٹر لعل محمد خاں صاحب لکھنوی قادیان (۵۱) جناب ملک مولا بخش صاحب دارالفضل قادیان (۵۲) جناب ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی قادیان (۵۳) جناب حامد حسین صاحب دارالبرکات قادیان (۵۴) جناب شیخ ظہور الدین صاحب وکیل اجنالہ

(۵۵) جناب سید محمد یوسف شاہ صاحب بھملہ ضلع گجرات (۵۶) جناب پیر محمد عالم صاحب قریشی گولیکی ضلع گجرات (۵۷) جناب اللہ دتہ صاحب پاسڈ شٹر گریڈ سیکنڈ نوشہرہ چھاؤنی (۵۸) جناب صوفی علی محمد صاحب کلرک ملٹری اکاؤنٹس لاہور چھاؤنی (۵۹) محترمہ رضیہ سلطانہ بیگم صاحب صوفی علی محمد صاحب لاہور چھاؤنی (۶۰) جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب لاہور چھاؤنی (۶۱) جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب دہر کی ضلع سکھر سندھ (۶۲) جناب سید عبدالحکیم صاحب کٹکی (۶۳) جناب بابو عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ انبالہ (۶۴) جناب بابو عبدالحلیم صاحب سیکرٹری مال انبالہ (۶۵) جناب کرامت اللہ صاحب عرف نتھے خان سٹیشن ماسٹر رخصتی انبالہ (۶۶) ڈاکٹر زبیر صاحب میڈیکل اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ بھوانی (۶۷) جناب بابو محمد سعید صاحب ہیڈ کلرک ہیڈ آفس جہلم (۶۸) جناب ملک عزیز احمد صاحب کوئٹہ (۶۹) جناب بابو عبدالرزاق صاحب سب پوسٹ ماسٹر گونڈہ (۷۰) جناب شیخ ظہور علی صاحب وکیل گونڈہ (۷۱) جناب امداد حسین صاحب وکیل گونڈہ (۷۲) جناب چویدری محمد شریف صاحب گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ (۷۳) جناب سید عبدالرسول صاحب مدراس (۷۴) جناب محمد علی صاحب داودی نقدی نویس تحصیل جنور علاقہ نظام (۷۵) جناب سیٹھ محمد غوث صاحب حیدرآباد دکن (۷۶) جناب سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآباد دکن (۷۷) جناب طالب دعا جی ایم نذیر احمد بنگلوری (۷۸) جناب عبدالکریم خاں یوسف زئی پونچھ کشمیر (۷۹) جناب منشی نواب علی خان پونچھ کشمیر (۸۰) محترمہ سردار بیگم صاحبہ پونچھ کشمیر (۸۱) جناب محمد احسان الحق صاحب مونگیر (۸۲) جناب محمد حسین صاحب ساگر ضلع شموگہ (۸۳) جناب ماسٹر محمد رمضان صاحب تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور (۸۴) جناب ماسٹر غلام حیدر صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ مدرسہ احمدیہ قادیان (۸۵) جناب منشی عبدالغنی صاحب اوجلہ (۸۶) جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج اسلامیہ پارک لاہور (۸۷) جناب مولوی صدرردین صاحب مولوی فاضل مجاہد تحریک جدید قادیان (۸۸) جناب مولوی عبدالمنان صاحب عمر قادیان (۸۹) جناب چوہدری سلطان احمد صاحب چک 99 سرگودھا (۹۰) چوہدری یوسف علی خان ڈرافسمین ایم ای ایس کوہاٹ (۹۱) جناب خواجہ محمد صدیق صاحب لیگچ انسپکٹر لاہور (۹۲) جناب مولوی محمد شریف صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان (۹۳) جناب عبدالمالک صاحب ابن مولوی عبداللہ صاحب ساکن پھیروچیچی زرگر قادیان (۹۴) جناب مولوی نور

احمد صاحب اوورسیئر (۹۵) جناب ملک عمر علی صاحب ملتان (۹۶) جناب حافظ نور الٰہی صاحب چک نمبر 6 ضلع منٹگمری (۹۷) جناب سیٹھ فاضل اللہ دین صاحب سکندر آباد (۹۸) جناب سیٹھ علی محمد صاحب ایم اے سکندر آباد (۹۹) جناب محمد عبدالغفور صاحب (۱۰۰) جناب حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی (۱۰۱) جناب سید بشارت احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد (۱۰۲) جناب اکبر یار جنگ بہادر (۱۰۳) جناب غلام محمد صاحب بی اے (۱۰۴) جناب فضل حق صاحب بیدی (۱۰۵) جناب صاحبزادہ عبدالسلام صاحب (۱۰۶) جناب حکیم مولوی پیر سعادت علی صاحب (۱۰۷) جناب حبیب اللہ خاں صاحب (۱۰۸) جناب مولوی مرزا محمد حسین صاحب (۱۰۹) جناب غلام قادر صاحب شرق (۱۱۰) جناب شیر محمد صاحب (۱۱۱) جناب سید حسین صاحب (۱۱۲) جناب سیٹھ شیر علی صاحب (۱۱۳) جناب غلام دستگیر صاحب (۱۱۴) جناب عبدالصمد صاحب (۱۱۵) جناب شیخ عبدالرشید صاحب بٹالہ (۱۱۶) جناب ڈاکٹر محمد شریف صاحب بٹالہ (۱۱۷) جناب حکیم نظام جان صاحب قادیان (۱۱۸) جناب مولوی فخر الدین صاحب دار الفضل (۱۱۹) جناب مولوی عبدالمغنی صاحب ناظر دعوت وتبلیغ (۱۲۰) جناب میاں محمد اکبر علی صاحب سب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹی کاہنہ نو ضلع لاہور (۱۲۱) جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب (۱۲۲) جناب شیخ عبدالحق صاحب سب انسپکٹر اشتمال اراضی وڈالہ بانگر ضلع گورداسپور (۱۲۳) جناب حافظ شفیق احمد صاحب مدرسہ احمدیہ قادیان (۱۲۴) جناب شیخ غلام حسین صاحب مشیر قانونی دار الرحمت (۱۲۵) جناب مولوی قمر الدین صاحب انسپکٹر تعلیم وتربیت قادیان (۱۲۶) جناب ملک عطاء الرحمٰن صاحب مجاہد تحریک جدید قادیان (۱۲۷) جناب قاضی عبدالعظیم صاحب سیالکوٹ۔

نوٹ:۔ گو اس کتاب کو میں نے پورے انہماک اور غور خوض اور محنت سے مرتب کیا ہے لیکن چونکہ یہ کتاب مختلف مضامین کا مجموعہ ہے۔ جو مختلف اصحاب کے لکھے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے اس میں کہیں کہیں کوئی لفظی غلطی ہو۔ اس لئے احباب کرام اسے مطالعہ کرنے کے بعد مجھے بھی ان اغلاط سے مطلع فرماویں۔ تاکہ ایک صحیح نامہ الگ لکھوا کر اگلے ایڈیشن میں شامل کر دیا جائے۔ فی الحال مندرجہ ذیل اغلاط کی تصحیح درج کی جاتی ہے۔

خدا کیلئے اسے ایک دفعہ ضرور پڑھیں

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا　　　　اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

آسمانی آواز

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

مرتبہ

خاکسار عبدالرحمٰن مبشر (مولوی فاضل) مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

محترم بھائیو!

آج سے پچاس سال قبل قادیان ضلع گورداسپور میں خدا کے ایک پاک اور برگزیدہ بندے سیدنا حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے حکم پا کر دنیا کے سامنے مسیح موعود اور مصلح اقوام عالم ہونے کا دعویٰ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

''اٹھ کہ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کیلئے اور اسلام کی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کیلئے چنا''۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن صفحہ 409)

خدا تعالیٰ نے آپ کو ایسے زمانہ میں یہ پیغام دیا۔ جبکہ بدعملی اور بداعتقادی کی تاریکی تمام دنیا پر مسلط ہو رہی تھی اور اسلام ایک بے کس اور کمزور شخص کی طرح دشمنوں کے نرغے میں گھرا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ کا یہ پیغام سنتے ہی آپ نے یہ اعلان کیا:۔

اسلام کیلئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ...... اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے''۔ (فتح اسلام روحانی خزائن صفحہ 15-16)

چونکہ خدا تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح اور اسلام کی ترقی آپ کی ذات سے وابستہ کردی ہے اس لئے آپ کا قبول کرنا اور آپ کی ہدایات پر عمل کرنا ضروری قرار پایا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے وہ اس روشنی سے حصہ لے گا۔ جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے۔ وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں، قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے۔ ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے۔ اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی''۔

معزز بھائیو! جیسا کہ ہمیشہ سے دستور چلا آتا ہے کہ خدا کے مرسلین کی لوگ ضرور مخالفت کرتے اور انہیں مٹانے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح آپ کے ساتھ بھی ہوا۔ لوگوں کی مخالفت دیکھ کر آپ نے ہمدردانہ انداز میں جناب الٰہی میں دعا کی کہ:۔

''اے میرے مولیٰ قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا۔ اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ میں تیرا مقبول ہوں اور جس سے ان کا ایمان قوی ہو اور وہ تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں اور تیرے اس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی ان کے اندر پیدا ہو۔ اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلاویں اور ہر ایک طالب حق کو نیکی کی طرف کھینچیں۔ اور اس طرح پر تمام قومیں جو زمین پر ہیں تیری قدرت اور تیرے جلال کو دیکھیں اور سمجھیں کہ تو اپنے اس بندے کے ساتھ ہے۔ اور دنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے نام کی روشنی اس بجلی کی طرح دکھلائی دے کہ جو ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب تک اپنے تئیں پہنچاتی اور شمال و جنوب میں اپنی چمکیں دکھلاتی ہے۔'' (تریاق القلوب روحانی خزائن صفحہ 311)

اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ باوجود مخالفت کی آندھیوں اور دشمنوں کے پے در پے حملوں کے آپ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہوتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام سے آپ کو نوازا۔ اور آپ کی آئندہ ترقیات کے متعلق بے شمار بشارات دیں۔ ان میں سے ایک بشارت آپ کو یہ بھی دی کہ ینصرك رجال نوحی الیهم من السماء یعنی تیری وہ لوگ مدد کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا اور ہزار ہا لوگ جو پہلے دشمن اور مخالف تھے خدا تعالیٰ کی طرف سے کشف، الہام یا خواب کی بناء پر اطلاع پا کر سچے مخلص اور جاں نثار مریدین بن گئے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اسلام کی خدمت میں لگ گئے۔ اللھم اجعل سعیھم مشکوراً لیکن ابھی بہت سے لوگ باقی ہیں جو غلط فہمیوں کا شکار ہونے کے باعث اس نور سے محروم ہیں اور خدا کے غضب کا مورد بن رہے ہیں۔ ان کی ہمدردی اور خیر خواہی کی بناء پر ذیل میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام کا ایک نہایت ہی آسان اور صحیح بیان کردہ طریق درج کرتا ہوں جس کی بناء پر وہ اس سلسلہ کی صداقت پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پا سکتے ہیں۔ وہ طریق یہ ہے حضرت اقدس اپنی کتاب ''نشان آسمانی'' کے صفحہ 38 پر فرماتے ہیں۔

''اگر اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعویٰ جو اس عاجز نے کیا ہے اس کی صحت کی نسبت دل میں شبہ ہو تو میں ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہوں جس سے ایک طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اول توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں جس کی پہلی رکعت میں سورہ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورہ اخلاص ہو۔ اور پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ۔ اے قادر کریم! تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں کہ اس شخص کا تیرے نزدیک کہ جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا حال ہے؟ کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہے یا مردود؟ اپنے فضل سے یہ حال رویاء یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما تا اگر مردود ہے تو اس کے قبول کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے تو اس کے انکار اور اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا اور ہر ایک قوت تجھ کو ہی ہے۔ آمین

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

''یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے اور بدظنی اس پر غالب آگئی ہے۔ اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جس کو وہ بہت ہی برا جانتا ہو۔ تو شیطان آتا ہے اور موافق اس ظلمت کے جو اس کے دل میں ہے اور پُر ظلمت خیالات اپنی طرف سے اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ پس ان کا پچھلا حال پہلے حال سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ سو اگر تو خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینے کو بکلی بغض و عناد سے دھو ڈال۔ اور اپنے تئیں بکلی خالی النفس کر کے دونوں پہلوؤں بغض و محبت سے الگ ہو کر اس سے ہدایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کرے گا جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دخان نہیں ہوگا۔

سو اے حق کے طالبو! ان مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو۔ اٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اس قوی اور قدیر اور ہادی مطلق سے مدد چاہو''

علاوہ ازیں حضرت امام جماعت احمدیہ نے بھی بمقام گورداسپور مسلم و غیر مسلم اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے احمدیت کی صداقت معلوم کرنے کا مندرجہ ذیل طریق بیان فرمایا تھا:۔

''وہ لوگ جو سلسلہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے اگر خالی الذہن ہو کر صدق نیت اور صفائی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اور چالیس روز تک اس کے حضور یہ عاجزانہ دعا مانگیں کہ وہ سچی راہ ان پر کھول دے۔ تو مجھے یقین ہے کہ خدا ان کی راہبری کرے گا اور احمدیت کی سچائی ان پر ظاہر کر دے گا'' (اخبار الفضل مورخہ 29 مارچ 1935ء)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ طریق استخارہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر طالب حق آپ کی صداقت معلوم کرنا چاہے تو

اول:۔ خالی الذہن ہو کر یعنی بغض و محبت اور بدظنی وغیرہ کے جذبات سے الگ ہو کر ہدایت طلب کرے۔

دوم:۔ پچھلے گناہوں سے سچی توبہ کرے۔

سوم:۔ رات کے وقت یعنی بعد نماز عشاء دو رکعت نماز پڑھے۔ جس کی پہلی رکعت میں سورۃ یٰس اور دوسری میں سورہ اخلاص اکیس بار پڑھے۔

چہارم:۔ اس کے بعد تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھے۔

پنجم:۔ اس کے بعد وہ دعا کرے جو حضورؑ نے اوپر بیان کی ہے۔

ششم:۔ یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتہ کریں۔

میرے مکرم بھائیو!

اس سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت معلوم کرنے کی آسان اور بغیر شک وشبہ کے اور کونسی راہ ہو سکتی ہے کہ آپ براہ راست خدا تعالیٰ سے دریافت کر کے سعادت دارین حاصل کر سکتے ہیں۔ چونکہ یہ آزمودہ نسخہ ہے اس لئے آپ بھی اسے آزما کر دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق دے۔

اگر آپ میں سے کسی شخص کو مذکورہ بالا بیان کردہ طریق سے سچی راہ نمائی حاصل ہوا اور آپ خدا تعالیٰ کے اس برگزیدہ کو قبول کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ تو میرے لئے ترقی ایمان اور خاتمہ بالخیر کی دعا کریں، اور مجھے وہ کشف یا خواب یا الہام جس سے آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مشرف کیا گیا ہو۔ لکھ کر بھیج دیں۔ تا آپ کی آسمانی شہادت سے خدا کے دوسرے بندے بھی فائدہ اٹھائیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ دس شرائط بیعت

(فرمودہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام)

اول:۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے۔شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا اگر چہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:۔ یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا۔

چہارم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کو ناجائز تکلیف نہ دے گا۔نہ زبان سے، نہ ہاتھ سے، نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔بہر حالت راضی بقضاء ہوگا۔اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیرے گا۔بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔

ششم:۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواو ہوس سے باز آجائے گا۔اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرے گا اور قال اللہ وقال الرسولؐ کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا۔اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد

اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم:۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ بہ اقرار در طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

اے میرے علیم وقدیر خدا!

میں نے تیرے بندوں تک مقدس اور برگزیدہ مرسل کا پیغام پہنچا دیا۔ میری طاقت میں اتنا ہی تھا جو میں نے کیا۔ اب ان کا معاملہ تیرے ساتھ ہے تو میری اس ناچیز سعی میں برکت ڈال۔ اور میری اس محنت کو بارآور کر۔ کہ سب طاقتیں تجھی کو ہیں۔

ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

محتاج دعا عبدالرحمٰن مبشر عفی عنہ

پبلشر عبدالرحمٰن مبشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام چوہدری اللہ بخش پرنٹر چھپوا کر قادیان سے شائع کیا۔

مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبشر فاضل ڈیرہ غازیخان

کی کتب کی فہرست

1۔ آسمانی گواہ
2۔ اسلامی نظریہ دربارہ قتل مرتد
3۔ اظہار حقیقت دربارہ عقائد احمدیت
4۔ انوار الہدیٰ، قیام شریعت
5۔ انوار ہدایت
6۔ ایک احراری کے شرمناک غیر مہذبانہ بھونڈے سوال کا جواب
7۔ برہان ہدایت
8۔ پانچ گواہ
9۔ پاکٹ جنتری 1947ء
10۔ تبشیر الرحمٰن پارہ اول
11۔ تبشیر الرحمٰن پارہ دوم
12۔ تعلیم البنات
13۔ چشمہ ہدایت
14۔ دعوۃ نامہ جمیع علماء وصوفیاء
15۔ دلائل قاطعہ مجموعہ 300 دلائل
16۔ دینیات کی پہلی کتاب
17۔ شیعہ اصحاب کی خدمت میں ایک دردمندانہ اپیل
18۔ صداقت احمدیت کے متعلق الہ دین خاندان میں عظیم الشان نشانات
19۔ بصورت حق
20۔ عالمگیر برکات مامور زمانہ
21۔ عظمت وحرمت کلمہ طیبہ
22۔ غلبہ اسلام بذریعہ حضرت مسیح موعود
23۔ فیضان مہدی دوراں
24۔ قرآن مجید مترجم بطرز جدید
25۔ قرآن مجید مترجم بطرز جدید 05
26۔ قیام شریعت
27۔ موعود اقوام عالم
28۔ نماز مترجم
29۔ نماز مترجم بطرز جدید
30۔ کون کامیاب رہا،
31۔ بشارات رحمانیہ 01
32۔ بشارات رحمانیہ 02
33۔ جوابی تعاقب 01
34۔ جوابی تعاقب 02